اللہ تعالیٰ کی پسند اور ناپسند

www.KitaboSunnat.com

اعداد و تقدیم
الأستاذ عدنان الطرشه حفظہ اللہ

المترجم
خاور رشید بٹ حفظہ اللہ
مدرس جامعہ محمدیہ لاہور

نظر ثانی
م۔ زکریا زکی حفظہ اللہ
مدرس جامعہ محمدیہ۔ رحیم یار خاں

ترجمہ اضافہ و تحقیق
محمد زکریا زاہد حفظہ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب .....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com
www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کی پسند اور ناپسند

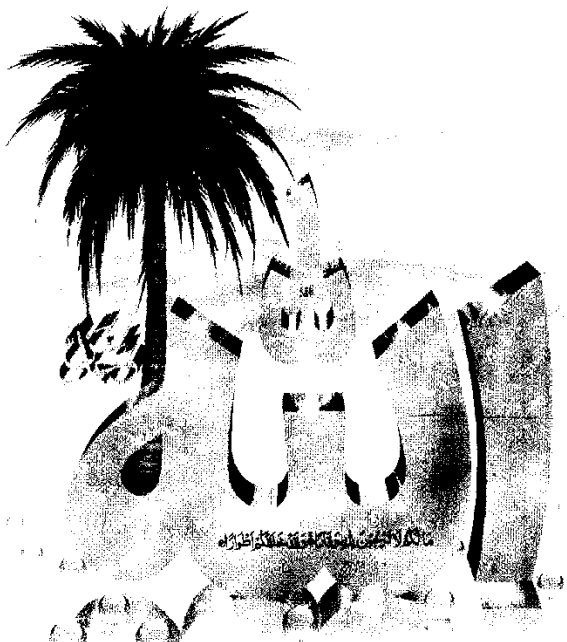

www.KitaboSunnat.com

بقلم و تقدیم
الأستاذ عدنان الطرشه

المترجم
خاور رشید بٹ
مدرس جامعہ محمدیہ۔ لاہور

نظر ثانی
م۔ زکریا زکی
مدرس جامعہ محمدیہ۔ رحیم یار خان

ترجمہ صفحہ و تحقیق
محمد زکریا زاہد

دار الکتاب والسنة للنشر الدولي
للتحقيق والتأليف والترجمة والنشر والطباعة

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب

اللہ تعالیٰ کی پسند اور ناپسند

ناشر ..... دار الکتاب والسنۃ

اشاعت اول ..... مئی 2010ء

باہتمام ..... حماد شاکر

مطبع ..... شاکرین لاہور

ملنے کے پتے

لاہور:	المکتبہ السلفیہ 4 شیش محل روڈ لاہور:	042-37237184
	دار الکتب السلفیہ اقراء سینٹر غزنی اسٹریٹ اُردو بازار لاہور	042-37361505
	اسلامی اکیڈمی اُردو بازار لاہور	042-37357587
	دار السلام اقراء سینٹر غزنی اسٹریٹ اُردو بازار لاہور	042-37120054
	مکتبہ قدوسیہ غزنی اسٹریٹ اُردو بازار لاہور	042-37351124
	مکتبہ اسلامیہ غزنی اسٹریٹ اُردو بازار لاہور	042-37244973
	نعمانی کتب خانہ حق اسٹریٹ اُردو بازار لاہور	042-37321865
	کتاب سرائے الحمد سینٹر غزنی اسٹریٹ اُردو بازار لاہور	042-37320318
اسلام آباد:	دار السلام: ایف-10 مرکز اسلام آباد	051-2500237
	السعود اسلامک بک سینٹر کرن پلازہ اسلام آباد	051-2261356
کراچی:	قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی	021-32627608
	علمی کتاب گھر اُردو بازار کراچی	021-32628939
فیصل آباد:	مکتبہ اسلامیہ کوتوالی روڈ فیصل آباد	041-2631204
	مکتبہ اہل حدیث امین پور بازار فیصل آباد	041-2624007
پشاور:	معراج کتب خانہ قصہ خوانی بازار پشاور	091-2214720
	فاروقی کتب خانہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان	061-4541809

دار الکتاب والسنۃ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

1- خطبہ مسنونہ 13

2- قولِ ناشر 15

3- پیش لفظ 20

4- مقدمہ 24

5- پہلا باب ..... اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ عبادات ..... (فصل اوّل) 27

(۱) ایمان باللہ 27

(۲) صلہ رحمی 28

(۳) امر بالمعروف و نہی عن المنکر 30

(۴) اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین 33

(۵) فرائض 34

(۶) نماز کو وقت پر ادا کرنا 36

(۷) والدین کے ساتھ حسن سلوک 37

(۸) جہاد فی سبیل اللہ 41

(۹) کثرتِ سجود 44

(۱۰) ذکر الٰہی 46

(۱۱) تسبیح و تہلیل اور تحمید و تکبیر 50

(۱۲) تسبیح اور تعظیم 53

(۱۳) اللہ تعالیٰ افتتاح نماز والی دعا کو پسند کرتے ہیں 55

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۴) ثلث اللیل کا قیام 57
(۱۵) داوٗدی روزہ 58
(۱۶) اللہ کی پسند..... وتر یعنی طاق عدد 60
(۱۷) ذوالحجہ کے پہلے دس دن کے اعمال 61
(۱۸) سورۃ الفلق 63
(۱۹) باجماعت نماز میں لوگوں کی کثرت 69
6- فصل ثانی..... اللہ کے پسندیدہ اُمور 73
(۱) ظالم بادشاہ کے سامنے کلمۂ حق کہنا 73
(۲) اللہ کی پسند..... دین اسلام 73
(۳) اللہ تعالیٰ کے دین اور پسندیدہ اُمور 78
❁ اللہ کی رسی مضبوطی سے پکڑنا اور فرقہ بازی سے بچنا 81
(۴) حکمرانوں کی خیر خواہی 83
7- دوسرا باب..... اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ لوگ 85
(۱) محسنین 86
(۲) متقین 87
(۳) متوکلین 89
(۴) صابرین 92
(۵) رسول کی اتباع کرنے والے 93
(۶) مجاہدین 94
(۷) مومنین کے لیے نرم اور کافروں پر سخت 95
(۸) عدل وانصاف کرنے والے 96
(۹) کثرت سے توبہ کرنے اور پاک صاف رہنے والے 97
(۱۰) قربِ الٰہی حاصل کرنے والے 97

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۱) عادل مسلمان حکمران 101
(۱۲) لوگوں کے لیے زیادہ مفید مسلمان 103
(۱۳) خوش اخلاق انسان 110
❁ تین خصلتوں والا انسان 113
(۱۴) مجاہد فی سبیل اللہ 123
(۱۵) رات کو قیام کرنے والا 125
(۱۶) صبر کرنے والا ہمسایہ 128
(۱۷) دنیا سے بے رغبتی رکھنے والا 130
(۱۸) سورۃ الاخلاص کی تلاوت کرنے والا 135
(۱۹) سخی اور کریم انسان 136
(۲۰) اہل وعیال کو نفع پہنچانے والا 141
(۲۱) جلد روزہ افطار کرنے والا 143
(۲۲) فتنے فساد کے وقت چھپ کر رہنے والا مال دار متقی شخص 144
(۲۳) پاک دامن سوال سے بچنے والا حیادار انسان 147
(۲۴) اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کرنے والا 149
(۲۵) اللہ کے لیے کسی مومن سے محبت کرنے والا 151
(۲۶) اللہ تعالیٰ کی جناب علی رضی اللہ عنہ سے محبت 155
(۲۷) حسن و حسین رضی اللہ عنہما سے محبت کرنے والے کو اللہ پسند کرتا ہے 162
(۲۸) انصار سے محبت رکھنے والا 164
(۲۹) چھپ کر صدقہ کرنے والا 166
(۳۰) نرمی والا آدمی 169
(۳۱) آمین کہنے والے کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتے ہیں 171
(۳۲) عمل صالح کرنے والے اہل ایمان سے اللہ کا راضی ہونا 173

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳۳) مہاجرین اور انصار کی اخلاص کے ساتھ پیروی کرنے والے 175
(۳۴) اللہ تعالیٰ کے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بنانے والے 177
(۳۵) اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے خرچ کرنے والا 181
(۳۶) اللہ اور اس کے رسول کے مخالفین سے دوستی نہ رکھنے والے 184
(۳۷) صدقہ، نیکی اور اصلاح کا حکم دینے والے 188
(۳۸) مومن و مطمئن نفس 190
(۳۹) آزمائش پر راضی رہنے والا 192
(۴۰) کھانے پینے کے بعد اللہ کی تعریف کرنے والا 201
8- تیسرا باب ..... اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ لوگ 203
(۱) کفر کرنے والے 203
(۲) ظلم کرنے والے 207
(۳) حد سے تجاوز کرنے والے 208
(۴) فساد اور فسادی 211
(۵) خیانت کرنے والے 212
(۶) تکبر کرنے والے 213
(۷) اللہ تعالیٰ کی آیات پر جھگڑا کرنے والے 216
(۸) اللہ ذوالجلال کی بے عمل لوگوں سے ناراضگی 222
(۹) اسراف کرنے والے 228
(۱۰) خوش ہونے اور اترانے والے 229
(۱۱) متکبر اور شیخی بگھارنے والا 231
(۱۲) کپڑا ٹخنوں سے نیچا رکھنے والا 232
(۱۳) فاسقین 233
(۱۴) اللہ تعالیٰ کی شرابی سے ناراضگی 236

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۵) منافق مردوں اور عورتوں پر اللہ کا غضب 244
(۱۶) یہودیوں پر اللہ تعالیٰ کا غضب 264
(۱۷) دین اسلام سے مرتد آدمی پر اللہ کی ناراضگی 295
(۱۸) مومن آدمی کے قاتل پر اللہ کی ناراضگی 301
(۱۹) قتال فی سبیل اللہ کے دن میدانِ جنگ سے فرار ہونے والے پر اللہ کا غضب 306
(۲۰) شہنشاہ کا لقب اختیار کرنے والے پر اللہ تعالیٰ کا غضب 311
(۲۱) آخر زمانہ کی پولیس پر اللہ کا غضب 314
(۲۲) رزق کے معاملے میں سرکشوں پر اللہ کا غضب 316
(۲۳) جھوٹی زانیہ عورت پر اللہ کا غضب 318
(۲۴) اللہ سے نہ مانگنے والے پر اس کا غصہ 320
(۲۵) اللہ تعالیٰ کی مبغوض ترین مخلوق ..... خوارج 329
(۲۶) تین قسم کے لوگ اللہ کو ناپسند ہیں 334
(۲۷) سخت جھگڑالو انسان 337
(۲۸) انصار سے بغض رکھنے والا 338
(۲۹) آخرت سے جاہل اور دنیا کا علم رکھنے والا انسان 339
(۳۰) جواظ اور جعظری 340
(۳۱) فاحش اور متفحش 341
(۳۲) چمٹ کر سوال کرنے والا 343
(۳۳) فضول گو، باتونی آدمی 344
(۳۴) تین مَردوں پر اللہ کا غضب 346
(۳۵) چار قابل نفرت انسان 349
(۳۶) ظالم غنی سے اللہ کی ناراضگی 353
(۳۷) اللہ کی ملاقات کو ناپسند کرنے والا 357

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

9- چوتھا باب..... اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ اور ناپسندیدہ اُمور 361
10- فصل اوّل..... پسندیدہ اُمور 361
(۱) اعلیٰ اور اشرف اُمور 361
(۲) بلند اخلاق 362
(۳) درگزر کرنا 365
(۴) نرمی اختیار کرنا 369
(۵) اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء 371
(۶) عذر پیش کرنا 373
(۷) اللہ تعالیٰ کی قسم اُٹھانا 374
(۸) بردباری اور تحمل 378
(۹) پردہ پوشی اور حیاء 381
(۱۰) خوبصورتی سے محبت 387
(۱۱) جنگ اور صدقہ کے وقت تکبر کرنا 389
(۱۲) رخصتوں پر عمل کرنا 390
(۱۳) عمل کا مستحکم ہونا 392
(۱۴) عمل میں احسان 396
(۱۵) شک کی بنیاد پر غیرت کا مظاہرہ کرنا 397
(۱۶) بندے پر نعمت کے نشانات کا ظہور 398
(۱۷) اصلاح کے موقع پر صدقہ و خیرات کی پسندیدگی 401
(۱۸) چھینک مار کر الحمد للہ کہنا 403
(۱۹) اللہ کے پسندیدہ: ہمیشگی والے اعمال 404
(۲۰) اللہ کے نزدیک ایک اور پسندیدہ عمل: مسلمان آدمی کو خوشی عطا کرنا 406
(۲۱) اللہ تعالیٰ کو عبداللہ اور عبدالرحمٰن والے نام بہت پسند ہیں 413

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲۲) عفراء قربانی 414
(۲۳) شکر کرنا اللہ کو پسند ہے 415
11- فصل ثانی..... اللہ کے ناپسندیدہ اُمور 423
(۱) کسی کو اعلانیہ بُرا کہنا 423
(۲) والدین کی نافرمانی 426
(۳) قول باطل بھی اللہ کے ہاں ناپسندیدہ 432
(۴) اللہ کے ہاں سب سے زیادہ ناپسندیدہ عمل: شرک 433
(۵) قطع رحمی 440
(۶) اللہ کے ہاں ایک اور غصے والی بات: تم اپنا خیال کرو بس 441
(۷) خود کو بھوکا ننگا اور مسکین ظاہر کرنا 443
(۸) سرکشی اور فخر میں تکبر کرنا 445
(۹) وہم کی بنیاد پر غیرت کا مظاہرہ کرنا 447
(۱۰) پیٹ کے بل (اوندھا) لیٹنا 449
(۱۱) ردّی اُمور سے ناپسندیدگی 450
(۱۲) ردّی اخلاق سے ناپسندیدگی 450
(۱۳) مزید تین اُمور سے ناپسندیدگی 451
(۱۴) جماہی لینا 454
12- پانچواں باب..... اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ و ناپسندیدہ جگہیں اور چیزیں 457
13- فصل اوّل..... اللہ کی پسندیدہ جگہیں اور چیزیں 457
(۱) روئے زمین میں سب سے پسندیدہ شہر: مکہ 457
(۲) دوسرے درجہ پر محبوب مقامات، مساجد 462
(۳) دو قطرے اور دو نشانات 464
(۴) ہاتھوں کی محنت والی کمائی 467

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۵) مل بیٹھ کر اکٹھے کھانا 470

(۶) اللہ کے ہاں ایک اور پسندیدہ چیز، مسواک 472

14- فصل ثانی..... اللہ کی ناپسندیدہ جگہیں 478

(۱) ناپسندیدہ مقامات میں سے، بازار 478

15- چھٹا باب..... اللہ کا محبوب اور ناپسندیدہ بندہ 478

(۱) محبوب بندہ 479

(۲) ناپسندیدہ بندہ 486

(۳) خاتمہ 488

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خُطْبَه مَسْنُونَه

((إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُه، وَنَسْتَعِيْنُهُ ❶ ، وَنَسْتَغْفِرُهُ ❷ ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا ❸ وَمِنْ سَيِّاٰتِ أَعْمَالِنَا ❹ ، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ ❺

﴿ يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوْتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ❻ ﴾

﴿ يَاأَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْأَرْحَامَ ۚ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ❼ ﴾

﴿ يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ❽ ﴾

أَمَّا بَعْدُ: فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهُدٰى هُدٰى مُحَمَّدٍ (ﷺ) وَشَرَّ الْأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا، فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ ❾ وَّكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ، أَلضَّلَالَةُ فِي النَّارِ.))

---

❶❷❸❹❺ صحیح مسلم، کتاب الجمعة، باب تخفیف الصلاة والجمعة، حدیث=۲۰۰۸،

❻❼❽ ابو داؤد، کتاب النکاح، باب في خطبة النکاح، حدیث = ۲۱۱۸ (نَحْمَدُه کے بغیر) مسند احمد ۱/۳۹۳ (إنّ اور نَحْمَدُه کے بغیر) جامع الترمذی، کتاب النکاح، باب ماجاء فی خطبة النکاح، حدیث ۱۱۰۵ (نَحْمَدُه کے بغیر) مشکوٰة المصابیح، حدیث = ۳۱۴۹ تصحیح فضیلة الشیخ الالبانیؒ وقال: حدیثٌ صحیحٌ۔

❻ سورة آل عمران آیت نمبر ۱۰۲ ❼ سورة النساء آیت نمبر ۱

❽ سورة الاحزاب آیت نمبر ۷۰،۷۱

❾ فانّ کُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ کے الفاظ مسند احمد ۴/۱۲۷ کے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ خطبہ مسنونہ

''بلاشبہ سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں۔ہم اس کی تعریف کرتے ہیں۔اس سے مدد مانگتے اور اسی سے ہم بخشش طلب کرتے ہیں۔ہم اپنے نفسوں کے شر اور اپنی بداعمالیوں سے اللہ کی پناہ میں آتے ہیں۔ جسے اللہ (سیدھی) راہ سجھا دے اسے کوئی گمراہ نہیں کرسکتا اور جسے وہ گمراہ کردے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں (ہوسکتا۔) میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تمہیں موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو۔اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور (پھر) اس (جان) سے اس کی بیوی کو پیدا کیا۔پھر ان دونوں سے بہت سارے مرد اور عورتیں پیدا کر کے (زمین پر) پھیلا دیے۔اور ڈرو اللہ سے کہ جس کے نام پر تم ایک دوسرے سے (حاجت براری کے لیے) سوال کرتے ہو اور ناطہ توڑنے سے (بھی ڈرو) بلاشبہ اللہ تمہارے اوپر نگہبان ہے۔اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور بات سیدھی (سچی) کہا کرو۔(ایسا کرو گے تو) اللہ تمہارے اعمال کی اصلاح کردے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور جس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (ﷺ) کی اطاعت کی، اس نے بڑی کامیابی حاصل کی۔

حمد و صلوٰۃ کے بعد: یقیناً تمام باتوں سے بہتر اللہ کی کتاب ہے۔تمام طریقوں سے بہتر طریقہ محمد (رسول اللہ ﷺ) کا ہے اور تمام کاموں سے بدترین کام وہ ہیں جو (دین اسلام میں) اپنی طرف سے وضع کیے جائیں۔دین میں ہر نیا کام بدعت اور ہر بدعت گمراہی ہے۔گمراہی کا انجام جہنم کی آگ ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احسانِ خالق

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى وَبَعْدُ!

تمام کائنات ارض وسماء میں سے ہر ہر جہان کے ہر ہر فرد کا، جو ہمارے علم وادراک میں آسکے یا وہ ہماری علمی تحقیق کی پہنچ سے باہر ہو..... پیدا کرنے والا بھی ہر ایک کا تنہا اللہ رب العالمین ہے اور پوری کائنات کے تمام جہانوں کے سارے نظام کو مضبوط نظامِ علم وقدرت کے ساتھ مربوط کر کے سب کی تدبیر وتقدیر کرنے والا بھی صرف وہی اللہ عزوجل ہے۔ خالق کائنات کا ہم پر کس قدر احسان ہے کہ اس نے ہمیں دیگر مخلوقات کی نسبت ''احسن تقویم'' میں پیدا فرما کر.....

اوّلاً: ہمیں عقل وشعور اور فہم وادراک والی عظیم نعمت سے نوازا۔

ثانیاً: اس نے ہم مسلمانوں کو اپنے دین وایمان کی سمجھ عطا کر کے ہم پر بہت بڑا کرم فرمایا۔ جیسا کہ قرآن میں ہے: ﴿ بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ أَنْ هَدَاكُمْ لِلْإِيْمَانِ ﴾ (الحجرات: ۱۷) ''بلکہ اللہ تبارک و تعالیٰ تمہارے اُوپر احسان جتلاتے ہیں کہ اس نے تمہیں ایمان (اور عقیدۂ توحید خالص) کی راہ دکھلائی۔''

اللہ خالق کائنات کے ہاں عقیدۂ توحید خالص، ایمان کے تمام ارکان اور دین حنیف، اسلام جیسی کوئی بھی نعمت، نعمت عظمیٰ نہیں۔ چنانچہ اپنے بندوں کے لیے اپنے عطا کردہ دستورِ حیات کی تکمیل کے وقت فرما دیا کہ:

﴿ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ﴾ (المائدہ: ۳)

''آج میں (اللہ رب العالمین) نے تمہارے لیے تمہارا دین (مکمل دستور العمل اور نظامِ حیات) مکمل کر دیا ہے۔ اور اپنی (سب سے بڑی یہ) نعمت تم پر پوری کر دی ہے۔ اور تمہارے لیے میں نے اسلام کو بطورِ دین پسند کر لیا ہے۔''

دنیا پر پائے جانے والے آثار اور سیرت وتاریخ کی کتب میں سے ثقہ روایات اس بات کی عینی شاہد ہیں کہ: جب تک ہم اہل ایمان واسلام نے اللہ عزوجل کی اس پسند کو اپنی پسند بنائے رکھا اور اللہ ذوالجلال کی ناپسندیدہ چیزوں، ناپسندیدہ افعال واقوال اور اللہ کے مبغوض افراد کو ناپسند کرتے ہوئے ان سے نفرت کرتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہے، دنیا پر غالب رہے اور دنیا ہماری غلام بن کر رہی۔

اللہ عزوجل نے قرآن میں ہمارے اسلاف کے مضبوط ترین ربانی منہج اور اُن سے اپنی رضا و خوشنودی کو کتنے شان دار پیرائے میں بیان فرمایا ہے:

﴿ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَآدُّونَ مَنْ حَادَّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُمْ بِرُوحٍ مِّنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ أُولَٰئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴾

(المجادلہ: ۲۲)

''تو ان لوگوں کو جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں، نہیں پائے گا کہ وہ ان لوگوں سے دوستی رکھتے ہوں جنھوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی، خواہ وہ ان کے باپ ہوں، یا ان کے بیٹے، یا ان کے بھائی، یا ان کا خاندان۔ یہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اس نے ایمان لکھ دیا ہے اور انھیں اپنی طرف سے ایک روح کے ساتھ قوت بخشی ہے اور انھیں ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں گی، ان میں ہمیشہ رہنے والے ہیں، اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اس سے راضی ہو گئے۔ یہ لوگ اللہ کا گروہ ہیں، یاد رکھو! یقیناً اللہ کا گروہ ہی وہ لوگ ہیں جو کامیاب ہونے والے ہیں۔''

مگر آج ہم اہل اسلام عقیدۂ توحید و رسالت میں خرابی، بدعملی و بے راہ روی اور اُمت میں تفرقہ بندی کرتوتوں کا شکار ہو کر پوری دنیائے کفر کے سامنے کیا حقیر و رسوا نہیں ہو چکے؟ اُن اقوام کے سامنے آج ہم غلاموں جیسی زندگی گزارنے پر مجبور ہیں کہ جن کے آباؤ و اجداد کل ہمارے اسلاف سے اپنی زندگیوں کی بھیک مانگا کرتے تھے۔ دنیا بھر میں آج مسلمانوں کو بھیڑ بکریوں کی طرح ہانکا اور مولی گاجر کی طرح کاٹا جا رہا ہے۔

حالی نے عصر حاضر کے مسلمانوں کی حالت کو ایک ہی بند میں کتنے اختصار سے بیان کر دیا؟

نہ ثروت رہی اُن کی قائم نہ عزت — گئے چھوڑ ساتھ اُن کا اقبال و دولت
ہوئے علم و فن اُن سے ایک ایک رُخصت — مٹیں خوبیاں ساری نوبت بہ نوبت

رہا دین باقی، نہ اسلام باقی
اک اسلام کا رہ گیا نام باقی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

البتہ یہ سب کچھ ہونے کے باوجود اللہ عزوجل کا اپنے مومن صالح بندوں کے ساتھ آج بھی ایک وعدہ موجود ہے۔ فرمایا:

﴿ وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَ مَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ وَ رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴾ (التوبہ: ۷۲)

''اللہ نے مومن مردوں اور مومن عورتوں سے ایسے باغوں کا وعدہ کیا ہے جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں، ان میں ہمیشہ رہنے والے، اور پاکیزہ رہنے کی جگہوں کا جو ہمیشگی کے باغوں میں ہوں گی اور اللہ کی طرف سے تھوڑی سی خوشنودی سب سے بڑی ہے، یہی تو بہت بڑی کامیابی ہے۔''

دوسرے مقام پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے وعدہ کی مضبوطی اور سچائی کے حوالے سے فرمایا:

﴿ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا وَ مَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا ﴾ (النساء: ۱۲۲)

''اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کیے، عنقریب ہم انھیں ایسے باغوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں، ہمیشہ ان میں رہنے والے ہمیشہ۔ اللہ کا سچا وعدہ ہے اور اللہ سے زیادہ بات میں کون سچا ہے۔''

اس لیے مسلمانو! اگر آج پھر تم اللہ کی پسند اور ناپسند کا خیال رکھتے ہوئے اس پر ایمان کے تقاضوں کو پورا کرنے کی خاطر وہن کا شکار نہ ہو جاؤ تو رب کائنات فرماتے ہیں:

﴿ فَلَا تَهِنُوْا وَتَدْعُوْا اِلَى السَّلْمِ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ ۚ وَاللّٰهُ مَعَكُمْ وَلَنْ يَّتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ ﴾ (محمد: ۳۵)

''پس نہ کمزور بنو اور نہ صلح کی طرف بلاؤ اور تم ہی سب سے اونچے ہو۔ اور اللہ تمھارے ساتھ ہے اور وہ ہرگز تم سے تمھارے اعمال کم نہ کرے گا۔''

اور دوسرے مقام پر اللہ عزوجل نے یوں وعدہ فرمایا ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ﴾ (محمد: ۷)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ تمھاری مدد کرے گا اور تمھارے قدم جما دے گا۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ کے ہاتھوں میں محترم عدنان الطرشہ حفظہ اللہ کی کتاب "مَا ذَا يُحِبُّ اللّٰهُ ﷻ وَمَا ذَا يُبْغِضُ؟" کا یہ اُردو ترجمہ "اللہ تعالیٰ کی پسند اور ناپسند" اسی موضوع کو کھول کر بیان کر رہا ہے۔ عصر حاضر کے اس اہم ترین موضوع کے اُردو ترجمہ کی خدمات ہم نے پاکستان کے ایک معروف علمی ادارے "جامعہ محمدیہ" لوکو ورکشاپ مغل پورہ لاہور، کے جید اُستاد، عالم دین فضیلۃ الشیخ رخاور بٹ حفظہ اللہ کی خدمات حاصل کی ہیں۔ ترجمہ کی نظر ثانی اور تزئین وتذہیب کا فریضہ دو بڑے علماء کرام محترم محمد زکریا زکی، مدرس حدیث جامعہ محمدیہ رحیم یار خاں اور محترم امین الرحمٰن حفظہما اللہ (لاہور) نے سرانجام دیا ہے۔ جب کہ نئی طبع میں اضافہ شدہ عبارتوں اور ابواب کا ترجمہ، کتاب کی تحسین وترتیب اور حتمی اصلاح کا کام معروف مصنف ومترجم محترم ابو یحییٰ محمد زکریا زاہد حفظہ اللہ نے کیا ہے۔ یوں آپ کے ہاتھوں میں یہ کتاب اپنے موضوع کے اعتبار سے ایک شاہکار کا درجہ اختیار کر گئی ہے۔

مصنف حفظہ اللہ کی دونوں کتابوں "مَا ذَا يُحِبُّ اللّٰهُ ﷻ وَمَا ذَا يُبْغِضُ؟" اور "مَاذَا يُحِبُّ النَّبِيُّ محمد ﷺ وَمَاذَا يَكْرَهُ؟" اور ان کے دونوں ترجموں "اللہ تعالیٰ کی پسند اور ناپسند" اور "نبی کریم محمد ﷺ کی پسند اور ناپسند" کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ: ان میں کسی ضعیف روایت اور کسی کچی بات کا سہارا نہیں لیا گیا۔ ہر موضوع پر ٹھوس اور ثقہ دلائل کی روشنی میں بات کی گئی ہے۔ اُردو ترجمہ میں آسان فہم، سلیس اُردو اور بامحاورہ ترجمہ کا اسلوب اختیار کیا گیا ہے کہ پڑھنے والا ترجمہ کو اصل تصنیف سمجھنے لگتا ہے۔

انتہائی ناقدری وناسپاسی ہوگی اگر ہم کتاب ہذا کی کتابت، ترتیب وتزئین میں لاہور کے ایک معروف ادارے "مکتبۃ الکتاب" کا شکریہ ادا نہ کریں کہ جس کے مدیر عبدالرؤف صاحب نے خود اس کتاب کی تزئین وآرائش، نستعلیق ونسخ اور دیگر خطوط، طغروں اور ادبی اسلوب کے اعلیٰ چناؤ میں اپنے فنی ذوق کا پورا پورا لحاظ رکھتے ہوئے ہر صفحہ کی ترتیب حسبِ اسلوب اُردو ابواب کے آغاز، ہر باب کے اختتام پر پھولوں اور بیلوں کے انتخاب، حاشیہ کے خطوط کا لحاظ اور ہر طرح کی ترتیب احسن کو ملحوظ خاطر رکھا ہے۔ کتاب کا سرورق کس قدر شاندار ہے؟ یہ تو خود بنانے والے کے حسن ذوق کی داد دے رہا ہے۔ سرورق جناب ضیاء الرحمٰن ضیاؔء صاحب نے بنایا ہے جو اس میدان کے شاہسوار اور "مانی ہوئی شخصیت" ہیں۔ اللہ عزوجل تمام احباب کو جزائے خیر عطا فرمائے اور مصنف ومترجم، ناشر اور قاری سمیت سب کو رب کریم آخرت میں اعلیٰ ترین انعامات سے نواز دے۔ اَللّٰهُمَّ آمین

لیجیے برادران! یہ شاہکار آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس کا مطالعہ خود بھی کیجیے، اور دوسروں کو بھی اس کے مطالعہ کی دعوت دیجیے۔ اگر اس کتاب کے مطالعہ سے ہماری زندگی اللہ عزوجل کی پسند اور ناپسند کے مطابق بن گئی تو دنیا میں بھی کامیابی ہمارا مقدر ہوگی اور اللہ کریم کے وعدہ کے مطابق آخرت میں اس کی رضا وجنت بھی ہماری

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

منتظر ہوں گی۔ ان شاء اللہ۔ کتاب ہذا کے مطالعہ سے جس جس بھائی اور بہن کے دل میں اللہ عزوجل کی محبت مزید گہری ہو جائے وہ مصنف و مترجمین، نظر ثانی کرنے والوں اور ناشر کو اپنی نیک دعاؤں میں ضرور یاد رکھے۔

ترجمہ و ترتیب اور تحسین و تذہیب میں اس کتاب کے اندر جو بھی خوبی پیدا ہوئی ہے وہ خاص اللہ عزوجل کی توفیق سے تھی۔ اور جتنی غلطیاں ہیں وہ ہماری انسانی کمزوریوں کی بنا پر ہیں۔ اس لیے کتاب ہذا کے مطالعہ کے دوران جو غلطیاں نظر آئیں انہیں قلم بند کرتے جائیں اور پھر آخر میں ہمیں اُن سے مطلع ضرور فرمایئے تاکہ اگلی طبع میں اُن کی اصلاح ہو سکے۔

وَجَزَاكُمُ اللّٰهُ خَيْرًا وَّ اَحْسَنًا

آپ کا بھائی

ارشد بیگ مغل (ابو سلطان)

الریاض/سعودی عرب

۱۵/شعبان ۱۴۲۹ھ

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

پیش لفظ

کتاب " ما ذا یحبّ اللّٰہ..... " بنیادی طور پر تزکیۂ نفس اور اخلاق کے موضوع پر لکھی ہوئی کتاب ہے لیکن اس کتاب نے زندگی کے تقریباً تمام شعبوں کا احاطہ کرلیا ہے۔ چنانچہ بعض مقامات پر توحید و شرک کی گفتگو ہے تو بعض جگہوں پر اسلامی معاشرت، اجتماعی فرائض، دعوت و جہاد، آداب و عاداتِ اسلامی پر بحث کی گئی ہے۔ اس طرح فضائلِ اعمال، رقاق، زہد، اعمالِ قلبی پر بڑی نفیس و نازک بحثیں پیش کی گئی ہیں۔ مختصراً یہ کتاب زندگی کے بیش تر پہلوؤں کو سمیٹ لیتی ہے۔

ہمارے معاشرے میں اخلاق و تزکیۂ نفس پر دو قسم کے مکتبِ فکر ہیں۔ چنانچہ اس کتاب کے تعارف پر دونوں مکاتبِ فکر کا تذکرہ ناگزیر ہو جاتا ہے۔ ایک مکتبۂ فکر اہلِ تصوف ہے اور دوسرا اہلِ ظاہر کے نام سے پکارا جاتا ہے جس میں ہر وہ گروہ شامل ہے جو متصوفین کے اجتہادات سے راضی نہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اہل تصوف نے اخلاق و تصوف پر بہت گرانقدر خدمات سرانجام دی ہیں اور انہوں نے بہت سے علم کے موتی چھوڑے ہیں جو خالص قرآن و سنت پر بھی مشتمل ہیں لیکن اس قدر نیک نامی، شاندار علمی خدمات کے باوجود ان کا علمی رویہ اور بعض افکار اہلِ ظاہر کے ہاں مذموم قرار پاتے ہیں اور اہل ظاہر میں سب سے پہلا درجہ محدّثین کا ہے۔ (خیال رہے کہ یہاں اہل ظاہر سے ٹھیٹھ ظاہری، قیاس کے منکر، داؤد ظاہری کے پیروکار مراد نہیں) محدثین ہر دور اور ہر زمانے میں اہل تصوّف کے بعض اجتہادات اور ان کے علمی رویے سے بیزار رہے ہیں۔ یہ کتاب اہلِ ظاہر محدثین کے اسلوب و افکار کی حامل ہے چنانچہ اس میں توحید کی تین اقسام بیان ہوئی ہیں: (۱) توحید ربوبیت، (۲) توحید الوہیت، (۳) توحید اسماء و صفات، جب کہ اہل تصوف توحید کی دو قسمیں بناتے ہیں: (۱) عوام کی توحید جو اہل ظاہر کے ہاں بیان ہوتی ہے (۲) خواص کی توحید جو اہل تصوف کے ہاں وحدت الوجود کی شکل میں موجود ہے۔ اہل تصوف کے ہاں وحدت الوجود کا منکر شرک فی الوجود کا مرتکب ہے۔

اہل تصوف اور محدثین کے ہاں مشترکہ طور پر ذکر الٰہی کی بڑی اہمیت ہے لیکن محدثین اپنے سادہ علمی رویے کے باعث فقط منصوص اذکار پر ہی اکتفا کرتے ہیں اور احادیث کے ظاہر کے مطابق ذکر و فکر میں مشغول ہوتے ہیں۔ اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب میں افضل ترین ذکر کے الفاظ تسبیح، تحمید، تہلیل اور تکبیر کی شکل میں بیان ہوئے ہیں لیکن اہل تصوف نے کمزور احتمالات اور اجتہادات سے ذکر کی ایسی شکلیں پیش کیں جن کا واضح تذکرہ قرآن وسنت میں موجود نہیں اور جن کا کوئی محدث کبھی قائل نہیں رہا۔ لیکن وہ اذکار برصغیر کے بڑے بڑے اساطینِ علم نے مدوّن کیے اور ان پر کئی خانقاہوں اور محافل میں ورد کیا گیا۔ چنانچہ اہل تصوف فقط لفظ ''اللہ'' کا یا ''إِلَّا اللّٰہُ'' کا یا ''اللہ ھو'' کا ورد کرتے ہیں۔ بعض اہل تصوف ذکر کا یہ طریقہ بتلاتے ہیں کہ ''دونوں آنکھیں بند کر کے زبان کو نوکِ تالو سے لگا کر دل ہی دل میں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا ورد اس طرح کیا جائے کہ لَا اِلٰہَ کہتے وقت سانس اندر لے جائیں اور اِلا اللّٰہُ کہتے وقت سانس خارج کر دیں۔''

یہ کتاب انتہائی سادہ، عام فہم اور فطری اسلوب میں لکھی گئی ہے۔ ہر شخص کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ اپنے اللہ تعالیٰ کو کیسے راضی کرے؟ چنانچہ اس کتاب میں اللہ کی رضا و محبت کے ہر عمل کی وضاحت کی گئی ہے اور قرآن وسنت سے اس کی وضاحت کی گئی۔ اہل تصوف میں سے بے شمار متصوفین اپنے صوفیانہ ملفوظات اس طریق سے بیان کرتے ہیں کہ وہ عام انسان کی ذہنی سطح سے بلند ہوتے ہیں یا قرآن و حدیث سے دور کے استدلال پر مبنی ہوتے ہیں جو بسا اوقات بظاہر کفریہ کلمات محسوس ہوتے ہیں اور بسا اوقات ان کلمات کو ''سکر'' (مدہوشی) کی کیفیت پر محمول کیا جاتا ہے۔ چنانچہ یہ کتاب دیگر اخلاق وتزکیۂ نفس کی کتب کی طرح نہ تو خالص فنی ہے اور نہ خالص صوفیانہ ملفوظات کی طرز پر پیش کی گئی ہے بلکہ یہ کتاب انسان کے مقصد حیات سے براہِ راست تعلق رکھتی ہے۔

فکری میدان میں محدثین تین محاذوں پر سخت عامل ہوتے ہیں:

(۱).....محدثین عقیدہ کے انتہائی ٹھوس اور متصلّب ہوتے ہیں۔

(۲).....دنیا کا کوئی گروہ بدعات کی تفہیم، پہچان واجتناب میں محدثین کا مدِ مقابل نہیں۔

(۳).....اسی طرح محدثین ان سنتوں کے علمبردار ہوتے ہیں جن کو ساری دنیا نظر انداز کر دیتی ہے۔ اس کتاب میں محدثین کا یہی خالص منہج مصنف کے پیش نظر رہا ہے۔ اگرچہ یہ کتاب خالص عقیدہ کی تفہیم پر نہیں لکھی گئی لیکن جہاں پر بھی عقیدہ کی کوئی سرسری بحث آتی ہے تو سلف صالحین والی توحید محسوس ہوتی ہے۔ اس کتاب میں کوئی بدعت والا عمل نہیں پیش کیا گیا اور نہ ہی من گھڑت سنتوں کو اجاگر کیا گیا ہے بلکہ خالص مسنون فضائلِ اعمال پیش کیے گئے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علمی اسلوب کے حوالے سے محدثین اپنے خاص طرزِ استدلال کے حامل ہوتے ہیں یعنی ''صحیح حدیث کی قبولیت'' چاہے وہ عقیدے سے تعلق رکھتی ہو یا فضائلِ اعمال سے اور چاہے وہ قرآن پر اضافہ کر رہی ہو یا قرآن کی وضاحت کر رہی ہو۔ البتہ محدثین ضعیف حدیث کے متعلق دو نظریات کے حامل ہیں۔ بعض محدثین ضعیف حدیث کو فضائلِ اعمال میں قبول کرتے ہیں اور ان کی بیان و تبیین جائز سمجھتے ہیں جب کہ محدثین کا دوسرا گروہ ضعیف حدیث سے فضائلِ اعمال کا استخراج ناجائز سمجھتا ہے۔ یہ کتاب محدثین کے دوسرے گروہ کے نظریہ کے مطابق لکھی گئی ہے چنانچہ اس کتاب میں سینکڑوں احادیث پیش ہوئی ہیں لیکن کوئی ایک حدیث بھی بغیر تحقیق اور بغیر وضاحت کے پیش نہیں کی گئی۔ اکثر احادیث کی تحقیق محدث العصر ناصر الدین البانی کی کتب سے ماخوذ ہے جب کہ مسند احمد کے حوالے احمد زین کی تخریجات سے پیش کیے گئے ہیں۔ کئی فضائل صحیح الجامع سے پیش ہوئے ہیں جو برصغیر کے علماء کے لیے نئی لیکن پسندیدہ چیز ہے۔

آیات و احادیث کی تشریح خالص محدثین کی کتب سے ماخوذ ہے اور غالی صوفیاء اور سہل پسند مقلدین سے احتراز کیا گیا ہے۔ چنانچہ اس کتاب کے اکثر حوالے ابن کثیر، قرطبی، ابن حجر، نووی، خطابی، مبارکپوری، مناوی، ابن قیم، ابن تیمیہ رحمہم اللہ کی کتب سے پیش کیے گئے ہیں۔ بعض مقامات پر امام غزالی سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔ اس کی ایک مثال اس حدیث کی تشریح ہے جس میں کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کی آنکھ، کان اور ہاتھ بن جاتا ہے جب وہ اللہ کے قریبی بن جاتے ہیں۔ فاضل مصنف نے اس حدیث کی خوب وضاحت کی ہے جب کہ اہلِ اھواء اور صوفیاء اس حدیث کو اپنے ذہن کے مطابق محمول کرتے ہیں۔

یہ کتاب ہر مسلمان کے لیے ایک انمول خزانہ ہے کیونکہ انسان تو اللہ تعالیٰ کی محبت میں مصروف رہنے کی کوشش کرتے ہیں، لیکن وہ شخص کس قدر عظیم ہے جس سے اللہ تعالیٰ بذاتِ خود محبت کریں۔ یہ کتاب گویا صاف و شفاف پانی کا ذخیرہ ہے جس میں غوطہ زن ہو کر انسان اپنی تمام چھوٹی یا بڑی، معمولی یا غیر معمولی خوبیوں و خامیوں کا پتہ چلا سکتا ہے۔ بعض جگہوں پر انتہائی بلند اخلاق کی دعوت دی گئی ہے کہ جیسے انسان کو پہاڑ کی طرح بلند اور سمندر کی طرح وسیع و کشادہ اخلاق والا بننے کی تلقین کی جا رہی ہو اور بعض جگہوں پر انتہائی چھوٹی مگر ضروری باتوں کو نہایت ہمدردی کے ساتھ سمجھایا گیا ہے۔ یہ کتاب ایک آئینہ ہے جس کو پڑھنے کے بعد انسان اپنی کوتاہیوں اور خوبیوں کی دیکھ بھال کر سکتا ہے۔ دنیا کی کامیابی، آخرت کی نجات، اللہ تعالیٰ کی رضا، اطمینانِ قلب، گہری فکر و نظر اور بصیرت ہر شخص کی دلی تمنا ہے اور یہ کتاب ہماری دلی تمناؤں کا جواب بن کر آئی ہے۔ سالکین کے لیے راہِ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلوک نمایاں کرتی ہے۔ فرد، اہل خانہ، طلباء، اہل مکتب، اہل مدرسہ، علماء، خطباء اور زعماء کی تربیت کرتی اور نجاتِ اخروی کے فکر مندوں کے لیے تسکین کا باعث بنتی ہے۔ مشائخ، مربی، داعی اور اساتذہ اس کو اپنے دروس کا نصاب بنا سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کے مصنف، مترجم، ناشر اور متعلقین کو اپنی رحمت میں ڈھانپ لے اور اس کتاب کو ہمارے لیے ذخیرۂ آخرت بنائے۔ وہی تو ہمارا غمگسار، ساتھی، ہمدرد اور معبود ہے۔ اسی کے لیے ہماری کوششیں، محنتیں اور خوشیاں وغم ہیں۔

رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ أَنَبْنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ، وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ.

محمد زکریا زکی

مدرس جامعہ محمدیہ اہل حدیث

خانپور ضلع رحیم یار خان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

تمام تعریفات اس ذات کے لیے ہیں جس کی رحمت غضب پر، محبت بغض پر اور خوشنودی ناراضی پر غالب آ چکی ہے۔

لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ= نعمت، فضل اور اچھی ثناء صرف اسی کے لیے ہے ہم صرف اس کے لیے دین کو خالص کرتے ہوئے صرف اسی کی عبادت کرتے ہیں، خواہ کافر ناخوش ہی ہوں۔

میں مختلف موضوعات پر کتب لکھنے میں مصروف تھا، اس موضوع کا میرے دل و دماغ میں گمان تک نہ تھا۔ ایک دن کسی حدیث کی تلاش میں کتب حدیث کی طرف رجوع کیا تو وہاں ایک صفحہ پر جتنی بھی احادیث تھیں میری نظر میں آیا کہ ان سب کی ابتداء (إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ.....) کے الفاظ سے ہو رہی ہے، لہٰذا ایک سیکنڈ سے بھی تھوڑی مدت میں میرے دل میں ان احادیث کی طرف بعد میں مراجعت کرنے کا خیال آیا کیونکہ میں چاہتا تھا کہ رب کائنات کی محبوب اشیاء و اعمال کا علم حاصل کر سکوں تا کہ میں انہیں اپنا اوڑھنا بچھونا بنا سکوں۔

اچانک ایک آواز آئی: اکیلا معلومات حاصل کر کے کیا کرے گا؟ کیوں نہ تو اس موضوع پر ایک کتاب تالیف کر دے تا کہ دیگر مسلمان بھی ان چیزوں سے باخبر ہو سکیں۔ میں نے اس کام کو بعد پر چھوڑ دیا۔ یہ سوچ ایک سیکنڈ یا اس سے بھی قلیل مدت تک رہی۔ چونکہ یہ محض ایک خیال تھا اس لیے میں نے اسے سنجیدگی سے نہ لیا اور میں اپنی دیگر کتب لکھنے میں ہی بدستور مشغول رہا۔

کچھ ایام بعد زیر نظر کتاب کے آوازۂ دل کی بازگشت بار بار میرے نفس میں شروع ہو گئی۔ میں سمجھا کوئی مخفی طاقت مجھے یہ کتاب لکھنے پر مجبور کر رہی اور کھینچ رہی ہے۔ یہاں تک کہ میں نے دل کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے دیگر کتب کا کام موقوف کر دیا۔

یہ کشش اور رغبت لذیذ ذائقہ کی حامل تھی، ذائقہ عمدہ کیوں نہ ہوتا، حالانکہ یہ تحریر اللہ جل شانہ کے متعلق اور اس کی محبوب و مبغوض اشیاء کے متعلق لکھی جانے والی تھی۔ یہاں تک کہ میرے ذہن میں یہ بات بیٹھ گئی کہ میری تمام کتب میں سے سب سے زیادہ شہرت اور عزت کی حامل یہ کتاب ہو گی۔ یہ رغبت دن بدن بڑھتی رہی حتیٰ کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس نے میری نیند اڑا کر رکھ دی اور اگر نیند آتی تو خواب اسی کتاب کے آتے۔ دوسری کتب کے لکھنے سے آہستہ آہستہ میرا جذبہ کم ہوتا گیا یہاں تک کہ میں ایک لفظ لکھنے کی بھی ہمت نہ رکھتا تھا۔ گویا وہاں ایک دروازہ تھا جو مجھ پر بند کر دیا گیا اور جب میں نے اس کتاب کو تالیف کرنے کا دروازہ کھلتا دیکھا تو اسے لکھنا شروع کر دیا۔

راقم شروع میں یہی سمجھتا تھا کہ اس موضوع پر چند آیات اور کچھ احادیث ہی ہوں گی لیکن جب ابتداء کی تو میرے سامنے ایک بہت بڑا قابلِ تکمیل منصوبہ نظر آنے لگا۔ میں مایوس نہ ہوا چنانچہ اس ذات کی طرف سے بہت زیادہ نصرت نازل ہوئی کہ جس نے میری مطلوبہ تحقیق و جستجو، مطالعہ اور استنباط وغیرہ کو میرے لیے آسان کر دیا۔

کچھ کتاب کے متعلق!

(۱) یہ کتاب ایک سو پینتیس سے زیادہ مختلف موضوعات کا احاطہ کرتی ہے۔ ہر عنوان اس قابل ہے کہ اسے مستقل کتاب، جمعہ کا خطبہ، لیکچر یا دینی درس بنایا جائے۔

(۲) تین سو سے زائد آیات قرآنی اور چار سو سے زائد احادیث پر مشتمل ہے اس بات کی وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ قرآنی آیات کے ساتھ ساتھ میں نے اس کتاب کی تالیف میں وہی حدیث نقل کی ہے جو رسول اللہ ﷺ سے ثابت شدہ ہے یعنی اس کتاب میں سب کی سب احادیث صحیح ہیں۔

مقصد:

اس کتاب کو احاطۂ تحریر میں لانے کا مقصد یہ ہے کہ انسان رب تعالیٰ کے محبوب بندوں کو جان لے تاکہ وہ عمل کر کے ان میں شامل ہو سکے اور ایسے اعمال سے باخبر ہو جائے کہ جن پر وہ عمل پیرا ہو کر دنیا و آخرت کی کامیابی و نجات حاصل کر سکے۔

رسول اللہ ﷺ خود بھی اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کیا کرتے تھے:

((أَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْئَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ، وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ، وَحُبَّ الْمَسَاكِيْنِ، وَأَنْ تَغْفِرَلِيْ وَتَرْحَمَنِيْ، وَإِذَا أَرَدْتَ فِتْنَةً فِيْ قَوْمٍ فَتَوَفَّنِيْ غَيْرَ مَفْتُوْنٍ وَأَسْئَلُكَ حُبَّكَ، وَحُبَّ مَنْ يُّحِبُّكَ، وَحُبَّ عَمَلٍ يُقَرِّبُ إِلٰى حُبِّكَ.)) [1]

''اے اللہ کریم! میں تجھ سے تیری محبت اور جنہیں تو پسند فرماتا ہے، ان کی محبت اور ایسے عمل کی محبت

---

[1] صحيح سنن الترمذي، رقم: ٢٥٨٢۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو تیری محبت کے قریب کر دے، مانگتا ہوں۔'' ❶

اسی طرح اللہ تعالیٰ کے ناپسندیدہ لوگوں کا علم بھی ہو جائے تاکہ ان جیسی صفات سے بچ سکے اور رب تعالیٰ کے مبغوض اعمال پر اطلاع پا لے اور ان سے پرہیز کر کے دنیا و آخرت کے خسارے اور عذاب سے بچ سکے۔

رسول اکرم ﷺ درج ذیل الفاظ میں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے اور اس کی پناہ چاہتے۔

((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُبِكَ مِنْ مُّنْكَرَاتِ الْأَخْلَاقِ وَالْأَعْمَالِ وَالْأَهْوَاءِ.)) ❷

''اے اللہ میں برے اخلاق و اعمال اور خواہشات سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔''

اللہ بلند و قادر سے میں امید رکھتا ہوں کہ اس کتاب کو مسلمانوں کے لیے نافع بنائے گا، ان مسلمانوں میں سے ایک مؤلف بھی ہے جو اس کی رحمت کا محتاج ہے۔

اللہ الوہاب الکریم سے دعا گو ہوں کہ اس کتاب کو خالص اپنے چہرے کے لیے کر لے اور قیامت کے دن اسے میرے نیکیوں والے پلڑے میں رکھے۔ امیدوں کے مرجع کے اعتبار سے وہی ذات سب سے زیادہ عزت والی ہے اور وہی دعاؤں کو قبول کرنے کے لائق ہے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمْ.

عدنان الطرشه

الرياض، المملكة العربية السعودية

---

❶ اے اللہ! میں آپ سے اچھے کاموں کی اور برائی چھوڑنے کی توفیق مانگتا ہوں۔ مسکینوں کی محبت مانگتا ہوں اور یہ کہ آپ مجھے معاف فرما دیں اور مجھ پر رحم فرمائیں اور جب آپ کسی قوم میں فتنہ کا ارادہ فرمائیں تو مجھے فتنہ میں مبتلا ہونے سے پہلے ہی فوت کر لینا اور میں آپ کی محبت اور جس سے آپ محبت کرتے ہیں اس عمل کی محبت جو آپ کی محبت کے قریب کر دے آپ سے مانگتا ہوں۔

❷ صحيح سنن الترمذي، رقم: ٢٨٤٠۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلا باب:

فصل اوّل

اللہ کی پسندیدہ عبادات

(۱) ایمان باللہ:

اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدگی کے لحاظ سے سب سے بہترین عمل اس پر ایمان لانا ہے۔

دلیل:..... آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((أَحَبُّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللّٰهِ إِيْمَانٌ بِاللّٰهِ ثُمَّ صَلَةُ الرَّحْمِ، ثُمَّ صَلَةُ الرَّحْمِ، ثُمَّ الْأَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهِيْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأَبْغَضُ الْأَعْمَالِ إِلَى اللّٰهِ الْأَشْرَاكِ بِاللّٰهِ، ثُمَّ قَطِيْعَةِ الرَّحْمِ.)) [1]

''اللہ کے ہاں سب سے بہترین عمل اس پر ایمان لانا ہے۔ پھر صلہ رحمی، پھر صلہ رحمی (رشتہ داریاں جوڑنا) پھر نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا اور اللہ کو بہت ناراض کرنے والے اعمال میں سے اللہ کے شریک ٹھہرانا اور پھر رشتہ داریاں توڑنا ہے۔''

شرح.....: اللہ پر ایمان لانے کا مطلب توحید ہے اور اس کی تین اقسام ہیں۔

(۱) توحید الوہیت: بندہ اللہ تعالیٰ کو اپنے افعالِ عبادت کے ذریعہ ایک مانے، مثلاً نماز، قربانی، نذر، دعا، امید رکھنا، ڈرنا، توکل کرنا، رجوع کرنا، پکارنا اور مدد طلب کرنا۔ یعنی یہ تمام کام صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے لیے کیے جائیں ان میں کسی کو بھی اللہ کا شریک نہ ٹھہرایا جائے۔

(۲) توحید ربوبیت: اللہ تعالیٰ کو اس کے افعال میں اکیلا تسلیم کرنا، مثلاً پیدا کرنا، رزق دینا، مارنا، زندہ کرنا، دوبارہ زندہ کرنا، یعنی یہ سب کام اللہ تعالیٰ ہی کرتا ہے۔ اس کے سوا کوئی نہیں کرتا اور نہ ہی کرسکتا ہے۔

(۳) توحید الاسماء والصفات: قرآن وحدیث میں اللہ تعالیٰ کے جو بھی اسماء آئے اور صفات بیان ہوئی ہیں، انہیں بغیر کسی تمثیل وتشبیہ اور تاویل وتحریف اور تعطیل کے ماننا اور یہ عقیدہ رکھنا:

﴿ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ۝ ﴾ [الشوریٰ: ۱۱]

''کہ اس کی مثل کوئی چیز بھی نہیں اور وہ خوب سننے والا اور خوب دیکھنے والا ہے۔''

---

[1] صحیح الجامع الصغیر، رقم: ١٦٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور حسب ذیل عقیدہ بھی رکھنا۔

﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝ ﴾

[الاخلاص]

''آپ (ﷺ) کہہ دیں کہ وہ اللہ تعالیٰ ایک ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے۔ نہ اس سے کوئی پیدا ہوا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا ہے۔ اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے۔''

(۲) صلہ رحمی:

((أَحَبُّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللّٰهِ إِيْمَانٌ بِاللّٰهِ، ثُمَّ صِلَةُ الرَّحِمِ .)) [1]

''آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے بہترین عمل اس پر ایمان لانا اور پھر صلہ رحمی کرنا ہے۔ (یعنی رشتہ داری جوڑنا)''

شرح.....: دوسرا عمل جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے وہ صلہ رحمی ہے اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الْخَلْقَ، حَتّٰى إِذَا فَرَغَ مِنْ خَلْقِهٖ قَالَتِ الرَّحِمُ هٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِكَ مِنَ الْقَطِيْعَةِ، قَالَ: نَعَمْ، أَمَا تَرْضِيْنَ أَنْ أَصِلَ مَنْ وَصَلَكِ وَأَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكِ؟ قَالَتْ: بَلٰى يَا رَبِّ . قَالَ: فَهُوَ لَكِ . قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: فَاقْرَءُوْا إِنْ شِئْتُمْ ﴿ فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوْا أَرْحَامَكُمْ ﴾ .)) [2]

''اللہ تعالیٰ جب مخلوق کو پیدا کرنے کے بعد فارغ ہوئے تو رحم نے عرض کیا: یہ اس شخص کا مقام ہے جو قطع رحمی سے تیری پناہ مانگے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہاں! کیا تم اس پر راضی نہیں کہ میں اس سے جوڑوں جو تم سے اپنے آپ کو جوڑے اور اس سے توڑ لوں جو تم سے اپنے آپ کو توڑے؟ رحم نے کہا: کیوں نہیں! اے میرے رب! اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پس یہ تجھ کو دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تمہارا جی چاہے تو یہ آیت پڑھ لو: ﴿ فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْا اَرْحَامَكُمْ ﴾ یعنی کچھ عجب نہیں کہ اگر تم کو حکومت مل جائے تو تم ملک میں فساد برپا کرو اور رشتے ناطے توڑ ڈالو۔''

علماء صلہ رحمی کی حقیقت کو پیار محبت اور شفقت سے تعبیر کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے صلہ کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ

---

[1] صحيح الجامع الصغير، رقم: ١٦٤۔

[2] سورة محمد، الآية: ٢٢۔ أخرجه البخاري في كتاب الأدب، باب: من وصل وصله الله، ح: ٥٩٨٧۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ ان لوگوں کے ساتھ نرمی اور پیار و محبت کرے گا اور ان پر اپنے احسانات اور نعمتوں کی برسات کر دے گا یا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ملکوت اعلیٰ کے باسیوں کے ساتھ ملا دے گا اور ان کے سینے اپنی معرفت اور اطاعت کے لیے کھول دے گا۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُبْسَطَ لَهُ فِي رِزْقِهِ، وَيُنْسَأَ لَهُ فِي أَثَرِهِ، فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ .)) [1]

''جس شخص کو پسند ہو کہ اس کی روزی بڑھے اور اس کی عمر دراز ہو تو اسے چاہیے کہ وہ اپنے رشتے ناتے جوڑے۔''

رشتہ داری کی اقسام:

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رشتہ داری دو طرح کی ہوتی ہے:

(۱).....عام (۲).....خاص

عام رشتہ داری:

دین کی رشتہ داری اور ناطا عام ہے اس کو ملانے کا مطلب یہ ہے کہ انسان ایمان پر قائم رہے، مومنوں کے ساتھ پیار و محبت کرے، ان کی خیر خواہی اور مدد کرے، ان کو تکلیف نہ پہنچائے، ان کے درمیان عدل کرے، ان کے معاملات میں انصاف کرے، ان کے فرضی حقوق ادا کرے، جیسے: بیمار کی تیمار داری کرنا، فوت شدگان کے لیے غسل، کفن دفن کا انتظام کرنا اور ان کی نماز جنازہ ادا کرنا وغیرہ۔

خاص رشتہ داری:

خاص رشتہ داری سے مراد وہ تعلق ہے جو انسان کا اپنے ددھیال اور ننھیال کے ساتھ ہوتا ہے۔ ان رشتہ داروں کے متعلق ہر مسلمان کے ذمہ فرضی حقوق کے علاوہ اور بھی کئی حقوق ہیں، مثلاً: خرچہ کرنا، ان کے حالات کا جائزہ لینا، ضرورت کے وقت غفلت کی بجائے ان کی دیکھ بھال کرنا، ان کے عام رشتہ داری کے حقوق تو بالاولی لاگو ہوں گے حتیٰ کہ جب مختلف حقوق اکٹھے ہو جائیں تو نمبر اور ترتیب کے ساتھ ان پر عمل کیا جائے گا۔ (یعنی جو حق زیادہ قریبی بنتا ہے وہ پہلے ادا ہوگا اس کے بعد دوسرے نمبر والا اسی طرح چلتے جائیں گے۔)

ابن ابی جمرہ فرماتے ہیں: صلہ رحمی مال سے ضرورت کے وقت مدد کرنے سے، تکلیف کو دور کرنے سے،

---

[1] أخرجه البخاري في كتاب الأدب، باب: من بسط له في الرزق بصلة الرحم، ح: ٥٩٨٦۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوش ہو کر ملنے اور دعا کرنے سے بھی ہو سکتی ہے۔

تو صلہ رحمی کا جامع مفہوم یہ ہوا کہ کسی سے ممکن حد تک اچھائی اور بھلائی کرنا اور ممکن حد تک اس سے برائی کو روکنا اور شر کو دور کرنا۔

یہ تعلق اس وقت تک قائم رہے گا جب تک رشتہ دار مسلمان ہوں اور جب کافر یا فاجر ہوں تو اللہ کی وجہ سے ان کا مقاطعہ کرنا ہی ان کی صلہ رحمی ہے مگر شرط یہ ہے کہ انسان ان کو راہ راست پر لانے کی کوشش کر چکا ہو، چنانچہ جب وہ انکار پر ہی بضد ہوں تو ان کو بتا دیا جائے کہ ہم آپ سے مقاطعہ حق کو نہ ماننے کی وجہ سے کر رہے ہیں لیکن اس کے باوجود ان کے لیے راہ ہدایت کی دعا کا حق ساقط نہیں ہوتا تاکہ وہ دین کے مثالی راستے کی طرف لوٹ آئیں۔

(۳) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر:

((أَحَبُّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللّٰهِ إِيْمَانٌ بِاللّٰهِ، ثُمَّ صِلَةُ الرَّحِمِ، ثُمَّ الْأَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ.)) [1]

''آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے: اللہ کے ہاں سب سے اچھا عمل اس پر ایمان لانا ہے پھر صلہ رحمی کرنا اور پھر نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا ہے۔''

اس عمل کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۝ ﴾

[آل عمران: ۱۱۰]

''تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لیے ہی پیدا کی گئی ہے کہ تم نیک باتوں کا حکم کرتے اور بری باتوں سے روکتے ہو۔''

معروف کی تعریف اور وجہ تسمیہ:

ہر قسم کی فرمانبرداری کو معروف کہا جاتا ہے۔ معروف کو معروف اس لیے کہتے ہیں کہ عقل سلیم اور فطرتِ مستقیم اس کو پہچان لیتی ہے اور آسمانی شرائع اس کا اقرار کرتی ہیں۔

سب سے پہلی اور بڑی نیکی (معروف) صرف اور صرف ایک رب کی عبادت کرنا اور اس کے علاوہ تمام کی

[1] صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۱٦٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبادت و پوجا کو ترک کرنا ہے۔ اس کے بعد ہر قسم کی فرمانبرداری، خواہ اس کا تعلق واجبات سے ہو یا مستحبات سے، وہ معروف (نیکی) کے دائرہ میں شامل ہے۔ تو ہر وہ چیز جس کا حکم اللہ تعالیٰ یا آنحضرت ﷺ دیں وہ معروف (نیکی) ہے۔''

منکر:

ہر وہ چیز جس سے اللہ تعالیٰ یا آنحضرت ﷺ منع کر دیں وہ منکر کہلاتی ہے۔ چنانچہ ہر قسم کی نافرمانی، خواہ وہ کبیرہ گناہوں سے متعلق ہو یا صغیرہ گناہوں سے، منکر کے نام سے موسوم ہے۔

منکر کو منکر اس لیے کہتے ہیں کہ عقل سلیم، فطرتِ مستقیم اور آسمانی شریعتیں اس کا انکار کرتی ہیں۔

سب سے بڑی برائی (منکر) اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا ہے۔ سب انبیاء اسی لیے مبعوث ہوئے کہ لوگوں کو سب سے بڑی نیکی یعنی، توحید کی دعوت دیں اور سب سے بڑی برائی، یعنی شرک سے روکیں۔

شرک کی تعریف:

اللہ رب العزت کے علاوہ کسی کی پوجا کرنا یا عبادت کی اقسام میں سے کسی قسم کو غیر اللہ کے لیے کرنا۔

فرمان رب العالمین ہے۔

﴿ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ﴾ [النحل: ٣٦]

''اور یقیناً ہم نے ہر امت میں (اس لیے) رسول بھیجا کہ (وہ لوگوں کو یہ پیغام پہنچا دے کہ) لوگو! صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کے سوا تمام معبودوں سے بچو۔''

دوسرے پر مقام پر فرمایا:

﴿ وَمَآ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ إِلَّا نُوْحِيْٓ إِلَيْهِ أَنَّهٗ لَآ إِلٰهَ إِلَّآ أَنَا فَاعْبُدُوْنِ ﴾

[الانبیاء: ٢٥]

''تجھ سے پہلے بھی جو رسول ہم نے بھیجا اس کی طرف یہی وحی نازل فرمائی کہ میرے سوا کوئی معبود برحق نہیں تم سب میری ہی عبادت کرو۔''

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر، مؤمن اور منافق کے درمیان فرق ہے کیونکہ یہ عام مؤمن کا اخص الخاص وصف ہے۔ اس کام کے تین مراتب ہیں:

رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ، فَإِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ، فَإِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ وَذٰلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ .)) ❶

''تم میں سے جو برائی کو دیکھے تو اپنے ہاتھ سے اسے روکے، اگر ہاتھ سے روکنے کی طاقت نہیں تو زبان سے روکے، اگر اس کی بھی طاقت نہیں تو دل سے برا سمجھے اور یہ کمزور ترین ایمان (کی نشانی) ہے۔''

یہ کام کرنے والوں کو حسب ذیل تین صفات سے آراستہ ہونا چاہیے۔

(۱) علم.....: یعنی جس نیکی کا حکم دینا اور جس برائی سے روکنا ہے اس کا علم ہونا چاہیے۔

(۲) نرمی.....: اس کی طبیعت میں نرمی ہو اور جس کا حکم دیتا اور جس سے روکتا ہے اس کے متعلق دانائی رکھتا ہو۔

مصطفیٰ ﷺ کا ارشاد پاک ہے:

((إِنَّ الرِّفْقَ لَا يَكُونُ فِي شَيْءٍ إِلَّا زَانَهُ، وَلَا يُنْزَعُ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا شَانَهُ .)) ❷

''نرمی جس چیز میں بھی ہوگی اس کو بلند کردے گی اور جس چیز سے کھینچ لی جائے گی تو اسے پست کردے گی۔''

(۳) صبر.....: تکالیف پر بہت زیادہ صبر کرنے والا ہو، جیسا کہ لقمان حکیم اپنے بیٹے کو وصیت کرتے ہیں جس کا تذکرہ قرآن میں اس لیے ہوا کہ لوگوں کے سامنے ایسا نقشہ ہو جس کی وہ پیروی کرسکیں کیونکہ یہ بہت مفید وصیت ہے۔

﴿ يٰبُنَيَّ أَقِمِ الصَّلٰوةَ وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ أَصَابَكَ إِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ ۝ ﴾ [لقمان: ۱۷]

''اے میرے بیٹے! نماز قائم رکھنا، اچھے کاموں کی نصیحت کرتے رہنا، برے کاموں سے منع کیا کرنا اور جو مصیبت تم پر آ جائے صبر کرنا۔ یقین مانو کہ یہ بڑی ہمت کے کاموں میں سے ہے۔''

علم کا تعلق امر اور نہی سے پہلے ہے اور نرمی کا امر اور نہی کی حالت میں اور صبر کا ان کے بعد۔

---

❶ أخرجه مسلم في كتاب الإيمان، باب: وجوب الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر، ح: ۱۷۷۔

❷ أخرجه مسلم في كتاب البر والصلة، باب: فضل الرفق، ح: ۲۵۹٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۴) اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین:

رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

((أَحَبُّ الْأَدْيَانِ إِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى الْحَنِيفِيَّةُ السَّمْحَةُ .)) [1]

''اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ دین سہولت آمیز دین حنیف ہے۔''

احب الادیان سے مراد دین کی خصلتیں ہیں، کیونکہ ہر دین کی خصلتیں محبوب ہیں لیکن ان میں سے بھی جو سب سے آسان اور نرم خصلتیں ہیں وہ اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ ادیان سے ہماری مراد ماضی کی تحریف و نسخ سے پہلے کی شریعتیں ہیں۔

حنیفیہ سے ابراہیم علیہ السلام کی ملت مراد ہے اور جو انسان ابراہیم علیہ السلام کی شریعت اور ملت پر ہو، اسے لغوی لحاظ سے حنیف کہتے ہیں۔ حنف کا معنی ہے مائل ہونا اور ابراہیم علیہ السلام کو حنیف اس لیے کہتے ہیں کہ یہ باطل سے حق کی طرف مائل ہو گئے تھے۔

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ مَا كَانَ إِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّ لَا نَصْرَانِيًّا وَّ لٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا وَّمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ ﴾ [آل عمران: ٦٧]

''ابراہیم علیہ السلام نہ تو یہودی تھے اور نہ ہی عیسائی، بلکہ وہ تو حنیف مسلمان تھے اور وہ مشرک بھی نہ تھے۔''

یہود و نصاریٰ میں سے ہر گروہ نے یہی دعویٰ کیا کہ ابراہیم علیہ السلام ان کے دین پر تھے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے باطل دعاوی کا ردّ کیا کہ مذکورہ دونوں مذہب ابراہیم علیہ السلام کے بعد معرضِ وجود میں آئے تھے اور بیان کیا کہ ابراہیم علیہ السلام مشرک بھی نہیں تھے بلکہ وہ تو اسلامی مذہب حنیف کے پیروکار تھے۔

حنیف ہر اس انسان کو کہتے ہیں جو شرک سے علیٰ وجہ البصیرت حق کی طرف مائل ہو اور اسے کوئی روکنے والا روک بھی نہ سکے۔ حنیف کی دیگر صفات حسب ذیل ہیں۔ موحد ہو، حج اور قربانی کرے، مختون بھی ہو اور بیت اللہ کو قبلہ مانے۔

ابو قلابہ رحمہ اللہ کے نزدیک حنیف اس کو کہتے ہیں جو اوّل سے لے کر آخر تک سب انبیاء پر ایمان رکھتا ہو۔

قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حنیفی کا مطلب اس بات کی گواہی دینا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی بھی معبود برحق

---

[1] صحیح الجامع الصغیر، رقم: ١٥٨۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں۔ اس میں ماؤں، بیٹیوں، خالاؤں اور پھوپھیوں کی حرمت اور ہر اس چیز کی حرمت شامل ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا اور ختنہ کرانا بھی دین حنیف کی علامت ہے، نیز اللہ تعالیٰ کے حکم کے سامنے تواضع اور اطاعت و تسلیم کرنے والے کو مسلم کہتے ہیں۔

السَّمْحَةُ.....: وہ امور جو آسانی اور سہولت پر مبنی ہوں اسے سمحہ کہتے ہیں۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ مِلَّةَ أَبِيْكُمْ إِبْرٰهِيْمَ ۝ ﴾ [الحج: ۷۸]

''اور تم پر دین کے بارے میں کوئی تنگی نہیں ڈالی، اپنے باپ ابراہیم (علیہ السلام) کی ملت کی پیروی کرو۔''

تو دین اسلام پہلے ادیان کی بانسبت آسان ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس امت سے پہلی امتوں والا بوجھ ختم کر دیا ہے۔ اس کی واضح ترین مثال یہ ہے کہ پہلے لوگوں کی توبہ قبول ہونے کا ذریعہ اپنے آپ کو قتل کرنا تھا مگر اس امت کی توبہ گناہ سے رک جانے، دوبارہ نہ کرنے کا عزم اور شرمندگی سے قبول ہو جاتی ہے۔ [1]

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ أَمَرَنِيْ أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ فَقَرَأَ عَلَيْهِ ﴿ لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ﴾ وَقَرَأَ فِيْهَا إِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْحَنِيْفِيَّةُ الْمُسْلِمَةُ لَا الْيَهُوْدِيَّةُ، وَلَا النَّصْرَانِيَّةُ، وَلَا الْمَجُوْسِيَّةُ مَنْ يَعْمَلْ خَيْرًا فَلَنْ يُكْفَرَهُ.)) [2]

''بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں تیرے سامنے قرآن پڑھوں۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ابی بن کعب) پر سورۃ البینہ تلاوت فرمائی اور آپ نے اس میں قرأت فرمائی: ''اللہ تعالیٰ کے ہاں دین حنیف اسلام ہی وہ واحد مقبول دین ہے جو کہ یہودیت، عیسائیت اور مجوسیت نہیں ہے۔''

(۵) فرائض:

فرمان نبوی ہے:

((إِنَّ اللّٰهَ قَالَ: مَنْ عَادَى لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ. وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِيْ بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُهُ عَلَيْهِ وَمَا زَالَ عَبْدِيْ يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰى

---

[1] [تفصیل کے لیے مندرجہ ذیل کتب کا مطالعہ فرمائیں: (۱) فتح الباری ص ۹۳۔۱/۹۴ (۲) تفسیر قرطبی ص ۶۹۔۴/۷۰ (۳) تفسیر ابن کثیر ص ۱۹۲۔۱/۵۷۲]

[2] صحیح سنن الترمذي، رقم: ۳۰۵۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أَحْبَبْتُهُ فَكُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ، وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا، وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا، وَإِنْ سَأَلَنِي لَأُعْطِيَنَّهُ وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِي لَأُعِيذَنَّهُ وَمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَيْءٍ أَنَا فَاعِلُهُ تَرَدُّدِي عَنْ نَفْسِ الْمُؤْمِنِ يَكْرَهُ الْمَوْتَ وَأَنَا أَكْرَهُ سَاءَتَهُ.)) [1]

''اللہ جل شانہ فرماتا ہے: جو شخص میرے کسی ولی سے دشمنی رکھے، میں اس کو خبر کیے دیتا ہوں کہ میں اس سے لڑوں گا۔ اور میرا بندہ جن جن عبادتوں سے میرا قرب حاصل کرتا ہے، ان میں کوئی عبادت مجھ کو اس سے زیادہ پسند نہیں ہے جو میں نے اس پر فرض کی ہے۔ اور میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔ پس میں اس کا کان ہو جاتا ہوں جس کے ذریعہ وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس کے ذریعہ وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ ہو جاتا ہوں جس کے ذریعہ وہ پکڑتا ہے اور اس کی ٹانگ ہو جاتا ہوں جس کے ذریعہ وہ چلتا ہے۔ اور اگر وہ مجھ سے مانگے تو میں ضرور اسے دوں گا اور اگر وہ مجھ سے پناہ مانگے تو ضرور اسے پناہ دوں گا۔ اور میں کسی چیز کو کرنے والا ہوں تو متردد نہیں ہوتا ہوں مگر مومن کی جان نکالتے وقت کہ وہ موت کو ناپسند کرتا ہے اور مجھے ناپسند ہے وہ چیز جو اسے بری لگے۔''

ولی اللہ سے مراد ہر وہ عالم ہے جو اس کی اطاعت و فرمانبرداری میں مواظبت (ہمیشگی) کرنے والا اور اخلاص کے ساتھ اسی کی عبادت کرنے والا ہے۔

فرائض.....: اس لفظ کے تحت ہر قسم کا فرض (خواہ کفایہ ہو یا فرض عین ہو یا ظاہری فرائض ہوں) شامل ہے۔

فعلی فرائض.....: مثلاً وضوء، نماز، زکوٰۃ، صدقۃ الفطر، روزہ، احرام، حج، جہاد۔

فرائض تزکیہ.....: یعنی وہ کام جن سے رکنا فرض ہے۔ زنا، قتل، شراب، سود، خنزیر کھانا اور ان کے علاوہ بھی ہر اس چیز کو چھوڑنا بھی فرض ہے جس کی حرمت ثابت ہے اور جن کا ظاہری طور پر یا باطنی طور پر فواحش سے تعلق ہے۔

باطنی فرائض.....: اللہ تعالیٰ کے متعلق علم رکھنا، اس کی وجہ سے کسی سے محبت رکھنا، اسی پر توکل کرنا، اسی سے ڈرنا وغیرہ۔

فرائض چونکہ اصل حیثیت رکھتے ہیں اس لیے فروعات کی بنیاد انہیں پر ہوگی۔

[1] أخرجه البخاري في كتاب الرقاق، باب: التواضع، حديث: ٦٥٠٢۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرائض کے ضمن میں دو امور قابل غور ہیں (۱) ان کے کرنے پر ثواب (۲) چھوڑنے پر سزا۔

فرائض کو شرع کے مطابق ادا کرنے سے حکم بھی پورا ہو جاتا ہے اور حکم دینے والے کا احترام اور اس کی تعظیم بھی ہو جاتی ہے اور حاکم کی ربوبیت کی عظمت کا اظہار اور اپنی عاجزی اور انکساری کا اعتراف بھی ہو جاتا ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ کو سب سے پسندیدہ عمل فرائض کو ادا کرنا لگتا ہے اور یہی سب سے بڑا عمل ہے جس کے ذریعہ بندہ اپنے پروردگار کے قریب ہو سکتا ہے۔ ❶

(۶) نماز کو وقت پر ادا کرنا:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا:

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ: أَيُّ الْعَمَلِ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ؟ قَالَ: ((اَلصَّلَاةُ عَلٰى وَقْتِهَا .)) ❷

''کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو سب سے پیارا لگتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ نماز کو وقت پر ادا کرنا۔''

تشریح.....: پانچویں نمازوں کا وقت مقرر اور محدود ہے جب وقت نکل جاتا ہے تو نماز فوت ہو جاتی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کو یہی بات پسند ہے کہ نماز کو اس کے محدود وقت میں ادا کیا جائے نہ کہ قضاء کر کے مقرر وقت کے بعد پڑھی جائے۔

ابن بطال فرماتے ہیں کہ نماز کو اس کے اول وقت میں ادا کرنا تاخیر سے ادا کرنے سے بہتر ہے کیونکہ پیارا عمل ہونے کے لیے مستحب وقت کی شرط لگائی گئی ہے۔ امام طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: فرض نماز کی ادائیگی پر کوئی زور بھی نہیں لگتا اور درجہ بھی بہت بڑا ہے۔ چنانچہ آدمی اس کے باوجود جان بوجھ کر اسے ضائع کرتا ہے تو وہ اس کے علاوہ اشیاء کو زیادہ ضائع کرنے والا ہوتا ہے۔ [فتح الباری]

نماز کو وقت سے موخر کرنا حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ ۝ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ۝ ﴾ [الماعون: ٤-٥]

''ان نمازیوں کے لیے افسوس اور ویل نامی جہنم کی جگہ ہے جو اپنی نماز سے غافل ہیں۔''

مصلین سے مراد وہ لوگ ہیں جو پہلے پابندی سے نماز پڑھتے رہے پھر کبھی کبھار سست ہو جاتے یا نماز پڑھنا چھوڑ دیں یا نماز کو اس کے مقررہ وقت پر ادا نہیں کرتے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک وہ لوگ مراد ہیں: جو

---

❶ [تفصیل کے لیے فتح الباری ص ۱۱/۳٤۳ ملاحظہ فرمائیں]

❷ أخرجه البخاري في كتاب مواقيت الصلاة، باب: فضل الصلاة لوقتها، ح: ٥٢٧۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نماز کو اس کے وقت سے مؤخر کرتے ہیں اور ابوالعالیہ فرماتے ہیں: اس کے تحت وہ لوگ آتے ہیں جو وقت پر نماز ادا نہیں کرتے اور نہ ہی رکوع و سجود پورا کرتے ہیں۔

''سَاهُوْنَ'' کا مطلب ہمیشہ یا اکثر اول وقت کی بجائے آخری وقت میں نماز ادا کرنا یا نماز کے ارکان اور شروط کو شریعت کے مطابق ادا نہ کرنا یا نماز میں خشوع اور تدبر کا نہ ہونا ہے۔

(۷) والدین کے ساتھ حسن سلوک:

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّ الْعَمَلِ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ؟ قَالَ: ((أَلصَّلَاةُ عَلٰى وَقْتِهَا .)) قَالَ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: ((ثُمَّ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ .)) قَالَ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: ((أَلْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ .)) قَالَ: حَدَّثَنِيْ بِهِنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَلَوِاسْتَزَدْتُهُ لَزَادَنِيْ . [1]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے سوال کیا:

''کہ کون سا عمل اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ نماز وقت پر ادا کرنا۔ پھر کون سا عمل؟ آپ ﷺ نے فرمایا: والدین کے ساتھ نیکی کرنا۔''

شریعت اسلامیہ میں نماز کو بڑا ستون قرار دیا گیا ہے اور اس کے بعد والدین کے ساتھ نیکی کا درجہ رکھا گیا ہے کیونکہ دونوں اعمال کے درمیان لفظ (ثم) آیا ہے جو ترتیب اور وقفہ پر دلالت کرتا ہے۔

اللہ ربّ العزت فرماتے ہیں:

﴿ وَقَضٰى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوْٓا إِلَّآ إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ط إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَآ أَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ أُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا o وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا o ﴾

[الاسرا: ۲۳۔ ۲۴]

''اور تیرا پروردگار صاف صاف حکم دے چکا کہ تم اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرنا، اگر تیری موجودگی میں ان میں سے ایک یا یہ دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں، تو ان کے آگے اُف تک نہ کہنا، نہ انھیں ڈانٹ ڈپٹ کرنا، بلکہ ان کے ساتھ ادب و احترام سے بات چیت کرنا اور عاجزی اور محبت کے ساتھ ان کے سامنے تواضع کا پہلو پست رکھنا اور دعا کرتے رہنا

[1] أخرجه البخاري في كتاب الأدب، باب: البر والصلة، رقم: ۵۹۷۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اے میرے رب! ان پر ویسا ہی رحم کر جیسا انہوں نے میری بچپن میں پرورش کی ہے۔''

قَضٰی بمعنی حکم دیا، لازم قرار دیا اور واجب کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی توحید کے ساتھ والدین کے ساتھ نیکی کرنے کو ملایا ہے جس سے اس کا مقام اور فضیلت ظاہر ہوتی ہے۔ ایسے ہی اپنے شکر کے ساتھ والدین کا شکر بھی متصل بیان کیا۔

﴿ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ ۖ إِلَيَّ الْمَصِيرُ ۝ ﴾ [لقمان: ١٤]

''کہ میرا بھی اور اپنے والدین کا بھی شکریہ ادا کرو، میری طرف ہی لوٹنا ہے۔''

اس کا مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کی وجہ سے اس کا شکریہ ادا کرنا اور والدین کا تربیت کی وجہ سے شکریہ ادا کرنا۔ سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جس نے پانچوں نمازیں ادا کیں اس نے اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا اور جس نے نمازوں کے بعد اپنے والدین کے لیے دعا کی اس نے والدین کا شکریہ ادا کیا۔

علماء فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ حقدار ہے کہ اس کا شکریہ ادا کیا جائے اور اس کی اطاعت و فرمانبرداری کو لازم پکڑا جائے اور اس کے بعد اس کی مخلوق میں سب سے زیادہ حقدار والدین ہیں۔

ان کے ساتھ نیکی اور احسان میں یہ بات بھی شامل ہے کہ انسان انہیں ڈانٹ ڈپٹ نہ کرے کیونکہ یہ بالاتفاق کبیرہ گناہ ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ مِنْ أَكْبَرِ الْكَبَائِرِ أَنْ يَلْعَنَ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ .)) قِيلَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَكَيْفَ يَلْعَنُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ؟ قَالَ: ((يَسُبُّ الرَّجُلُ أَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ أَبَاهُ، وَيَسُبُّ أُمَّهُ فَيَسُبُّ أُمَّهُ .)) [1]

''کہ کبیرہ گناہ میں سے بڑا گناہ اپنے والدین کو گالی دینا ہے۔ سوال ہوا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آدمی کیسے اپنے والدین کو گالی دیتا ہے؟ جواب ارشاد فرمایا کہ ایک آدمی دوسرے آدمی کے باپ کو گالی دیتا ہے تو وہ (بدلہ) میں اس کے باپ کو گالی دیتا ہے، وہ اس کی ماں کو گالی دیتا ہے تو (بدلہ) میں وہ اس کی ماں کو گالی دیتا ہے۔''

ان کے احسان میں یہ بات بھی شامل ہے کہ جب جہاد فرض عین نہ ہو تو وہ ان کی اجازت کے بغیر جہاد نہ کرے کیونکہ ایک آدمی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا:

قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ ﷺ: أُجَاهِدُ؟ قَالَ: ((لَكَ أَبَوَانِ؟)) قَالَ: نَعَمْ . قَالَ: ((فَفِيهِمَا

[1] أخرجه البخاري في كتاب الأدب، باب: لا يسب الرجل والديه، رقم: ٥٩٧٣۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَجَاهِدْ .)) ❶

''کیا میں جہاد کے لیے نکلوں؟ آپ ﷺ نے پوچھا: تیرے والدین زندہ ہیں؟ اس نے جواب دیا: ہاں جی! تو آپ ﷺ نے فرمایا: ان میں جہاد کر۔ (یعنی ان کی خدمت کر)''

جب دونوں محتاج ہوں تو ان پر خرچ کرنا یہ بھی ان کے ساتھ نیکی ہے۔

ایک آدمی نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے پاس مال بھی ہے اور اولاد بھی اور میرا والد چاہتا ہے کہ میرا مال ختم کر دے، تو آپ ﷺ نے جواب دیا کہ:

((أَنْتَ وَمَالُكَ لِأَبِيكَ .)) ❷

''تو اور تیرا مال، تیرے والد کا ہی ہے۔''

والدین کی موت کے بعد ان کے ساتھ اس طرح نیکی ہو سکتی ہے کہ ان کی نمازِ جنازہ پڑھی جائے، ان کے لیے مغفرت مانگی جائے، ان کے وعدوں کو پورا کیا جائے، ان کے دوستوں کی عزت و تکریم کی جائے، نیز اس رشتہ داری کو بھی جوڑا جائے جس کا تعلق ان کی وجہ سے ہے۔

ان کی نیکی میں یہ بات بھی شامل ہے کہ اولاد اپنے والدین کے ساتھ ہمیشہ نرم اور احترام والی اور ہر عیب سے صاف اور پاک بات کرے۔ چنانچہ رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

((رَغِمَ أَنْفُهُ ثُمَّ رَغِمَ أَنْفُهُ ثُمَّ رَغِمَ أَنْفُهُ .)) قِيلَ: مَنْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: ((مَنْ أَدْرَكَ وَالِدَيْهِ عِنْدَ الْكِبَرِ أَحَدَهُمَا أَوْ كِلَيْهِمَا ثُمَّ لَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ .)) ❸

''اس انسان کی ناک خاک آلود ہو، اس انسان کی ناک خاک آلود ہو، اس انسان کی ناک خاک آلود ہو۔ سوال ہوا؟ اے اللہ کے رسول ﷺ! کس کی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے اپنے والدین کو یا ان میں سے کسی ایک کو بڑھاپے میں پایا اور (ان کی خدمت کر کے) جنت میں داخل نہیں ہو سکا۔''

چنانچہ نیک بخت وہ انسان ہے، جو اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کو موقعہ غنیمت سمجھتا ہے کہ کہیں ان کی وفات کی وجہ سے اس نیکی سے ہاتھ نہ دھو بیٹھے اور شرمندگی اٹھاتا رہے۔ ان کے ساتھ برائی کرنے والا بد بخت

---

❶ أخرجه البخاري في كتاب الأدب، باب: لا يجاهد إلا بإذن الأبوين، رقم: ٥٩٧٢۔

❷ صحيح سنن ابن ماجه، رقم: ١٨٥٥۔

❸ أخرجه مسلم في كتاب البر، باب: رغم من ادرك ابويه او احدهما عند الكبر، فلم يدخل الجنة، رقم: ٦٥١١۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انسان ہے بالخصوص وہ کہ جسے ان کے ساتھ حسن سلوک کا حکم پہنچ چکا ہے۔

والدین سے نرمی کے ساتھ بات کرنا اور درشتی کا مظاہرہ نہ کرنا یہ بھی ان کے ساتھ حسن سلوک میں شامل ہے۔ مثلاً ان کو پکارتے وقت نام اور کنیت کا استعمال نہ کرے بلکہ ابو جی! امی جان! کہہ کر پکارے۔

ان کے ساتھ شفقت کا مظاہرہ کرے اور ان کے سامنے ایسا بن جائے جیسا غلام آقاؤں کے سامنے ہوتا ہے کیونکہ جب یہ انسان بچہ، جاہل اور محتاج تھا تو یہ دونوں اپنے آپ پر اس کو ترجیح دیتے رہے۔ جب یہ تکلیف محسوس کرتا تو رات آنکھوں میں گزار دیتے، جب بھوک محسوس ہوتی تو اسے کھانا کھلاتے مگر خود بھوکے رہتے اور اسے کپڑے بھی اچھے اچھے لے کر دیتے رہے۔ چنانچہ اس کی طرف سے والدین کے لیے یہی جزا ہونی چاہیے کہ جب بڑھاپے کی اس حد کو پہنچ جائیں کہ جس میں انسان بچپن کی حالت میں ہوتا ہے تو ان کے ساتھ بھی ویسا ہی سلوک کرے جیسے وہ کرتے رہے اور انہیں دوسروں پر مقدم رکھے۔

انسان کو والدین کی شفقت یاد رکھنی چاہیے، تربیت میں ان کی تھکاوٹ کو بھی مدنظر رکھنا چاہیے تاکہ ان کے ساتھ زیادہ سے زیادہ اچھا برتاؤ اور سلوک کر سکے۔

ان باتوں کا یہ مطلب نہیں کہ اگر والدین شرک اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا حکم دیں تو انہیں بھی ماننا اور عمل کرنا ضروری ہے بلکہ اس طرح کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ نے ان کی پیروی کرنے سے منع فرمایا ہے:

﴿ وَإِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى أَنْ تُشْرِكَ بِىْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِى الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا وَّاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ أَنَابَ إِلَىَّ ثُمَّ إِلَىَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ ﴾ [لقمان: ١٥]

''اور اگر وہ دونوں تجھ پر اس بات کا دباؤ ڈالیں کہ تو میرے ساتھ شریک کرے، جس کا تجھے علم نہ ہو تو پھر ان کا کہنا نہ ماننا، ہاں دنیا میں ان کے ساتھ اچھی طرح زندگی بسر کرنا اور اس شخص کی راہ چلنا جو میری ہی طرف جھکا ہوا ہو، پھر تمہارا سب کا لوٹنا میری ہی طرف ہے تم جو کچھ کرتے ہو اس سے میں تمہیں خبردار کر دوں گا۔''

نتیجہ یہ نکلا کہ اگر والدین کبیرہ گناہ کرنے کا حکم دیں یا کسی فرض عین سے رکنے کو کہیں تو ان کی اطاعت و فرمانبرداری نہیں کی جائے گی لیکن مباحات میں ان کی اطاعت لازم اور ضروری ہے۔

اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اگر کسی کے والدین کافر اور مشرک ہیں تو پھر بھی وہ ان کے ساتھ نرم لہجے میں بات کرے گا، انہیں اسلام کی دعوت دے گا اور اگر محتاج ہوں تو ان پر مال بھی خرچ کرے گا یعنی جہاں تک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ممکن ہو سکے ان سے اچھا سلوک کرنے کی کوشش کرے۔

(۸) جہاد فی سبیل اللہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا:

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہما، قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّ الْعَمَلِ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ؟ قَالَ: ((اَلصَّلَاةُ عَلٰى وَقْتِهَا .)) قَالَ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: ((ثُمَّ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ .)) قَالَ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: ((أَلْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ . قَالَ: حَدَّثَنِيْ بِهِنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَلَوِ اسْتَزَدْتُهُ لَزَادَنِيْ .)) [1]

''کون سا عمل اللہ کو زیادہ محبوب ہے؟ جواب دیا: نماز کو وقت پر ادا کرنا۔ پوچھا: پھر کون سا؟ فرمایا: والدین کے ساتھ نیکی کرنا۔ پوچھا: پھر کون سا؟ جواب دیا: اللہ کے راستہ میں جہاد کرنا۔''

شریعت اسلامیہ میں جہاد کا بہت مقام و درجہ ہے۔ چنانچہ فرمایا:

﴿ إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰةِ وَالْإِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ وَمَنْ أَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ ﴾

[التوبة: ۱۱۱]

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کی جانوں کو اور ان کے اموال کو اس بات کے عوض میں خرید لیا ہے کہ ان کو جنت ملے گی، وہ لوگ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں، چنانچہ وہ قتل کرتے ہیں اور قتل کیے جاتے ہیں۔ اس پر سچا وعدہ کیا گیا ہے توریت، انجیل اور قرآن میں اور اللہ سے زیادہ اپنے عہد کو کون پورا کرنے والا ہے تو تم لوگ اپنے اس سودے پر جس کا تم نے معاملہ ٹھہرایا ہے خوشی مناؤ اور یہ بڑی کامیابی ہے۔''

خرید و فروخت کا انسانی طریقہ یہ ہے کہ جو چیز دی گئی ہے وہ ہاتھوں سے نکلی ہوئی چیز سے زیادہ نفع مند ہو یا کم از کم اس کے برابر ہو چنانچہ جب انسان اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری میں اپنا مال و جان قربان کر دیتا ہے تو اس کے عوض میں اللہ تعالیٰ اسے جنت جیسی نعمت سے نوازتے ہیں۔ یہ اتنا بڑا بدلہ ہے کہ خرچ کی ہوئی چیز (جان و مال) اس کے مقابلہ میں پرکاہ کی بھی حیثیت نہیں رکھتی، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی آسانی کے لیے اس کو

[1] أخرجه البخاري في كتاب الأدب، باب: البر والصلة، رقم: ۲۷۸۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجازی طور پر خرید و فروخت سے تشبیہ دی تو انسان کے ذمہ مال اور جان کو سپرد کرنا اور اللہ کے ذمہ اس کے بدلہ میں دل کھول کر ثواب دینا ہے۔ اسی کا نام خرید و فروخت رکھا گیا ہے۔

جملہ ﴿ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ﴾ میں اس چیز کا بیان ہے کہ لڑائی کس وجہ سے کی جاتی ہے اور اس کا مقصد کیا ہوتا ہے؟

اللہ تعالیٰ سے زیادہ اپنا وعدہ پورا کرنے والا کوئی بھی نہیں چنانچہ اپنی بیع کی وجہ سے خوشی کا اظہار کرو۔ کیونکہ لفظ بشارت اس وقت بولا جاتا ہے جب کسی انسان کے جسم سے خوشی کا اظہار ہو۔

﴿ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴾ یعنی جنت کا ملنا اور اس میں ہمیشہ رہنا یہی بڑی کامیابی ہے۔ رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

((لَغَدْوَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ أَوْ رَوْحَةٌ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا .)) [1]

''اللہ کے راستہ میں صبح کے وقت ایک مرتبہ یا شام کے وقت ایک مرتبہ نکلنا، دنیا اور مافیہا سے بہتر ہے۔''

غَدْوَة: دن چڑھنے سے لے کر نصف دن تک کسی بھی وقت میں ایک مرتبہ نکلنا، اس کو عربی زبان میں غَدْوَةٌ کہتے ہیں۔ زوال شمس سے لے کر غروب آفتاب تک کے درمیان کسی بھی وقت میں ایک مرتبہ نکلنے کو رَوْحَةٌ کہتے ہیں۔ یہ بات جہاد فی سبیل اللہ کی ہے۔

ماحصل یہ ہے کہ دنیا کا معاملہ ہلکا قرار دیا گیا ہے اور جہاد کا معاملہ بہت بڑا ہے یعنی اگر کسی انسان کو تمام کی تمام دنیا مل جائے اور وہ اسے اللہ کی اطاعت میں خرچ کر دے تو اس سے بھی بڑا ثواب اور بدلہ اللہ کے راستہ میں تھوڑی دیر کے لیے جہاد کرنے میں ہے۔ یہ بات بھی یاد رکھیں کہ جس انسان کو جنت میں ایک چھڑی کی جگہ بھی مل گئی تو گویا اسے ساری دنیا سے افضل اور اعلیٰ چیز مل گئی، تو جس آدمی کو جنت میں اعلیٰ درجات ملیں گے اس کا کیا مقام اور کیا خوشی ہوگی؟

نکتہ.....: اس میں یہ نکتہ ہے کہ انسان دنیا کی وجہ سے جہاد سے پیچھے رہتا ہے تو اس کو بتایا گیا ہے کہ جنت میں تھوڑی سی جگہ بھی دنیا اور جو کچھ اس میں ہے اس سے افضل اور اعلیٰ ہے۔

ارشاد الٰہی ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا

[1] أخرجه البخاري في كتاب الجهاد، باب: الغدوة والروحة في سبيل الله، رقم: ٢٧٩٢۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَلِيْلٌ ۝ ﴾ [التوبة: ٣٨]

''اے ایمان والو! تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ جب تم سے کہا جاتا ہے کہ چلو اللہ کے راستے میں کوچ کرو تو تم زمین پر ڈھیر ہو جاتے ہو، کیا تم آخرت کے عوض دنیا کی زندگانی پر ہی ریجھ گئے ہو؟ سنو! دنیا کی زندگی کا سامان آخرت کے مقابلہ میں بالکل تھوڑا سا ہی ہے۔''

مَا لَكُمْ میں (ما) استفہام توبیخی ہے، یعنی اس کے ساتھ ڈانٹا گیا ہے۔ پوشیدہ عبارت حسب ذیل ہے: اَيُّ شَيْءٍ يَمْنَعُكُمْ عَنْ كَذَا..... یعنی اس کام سے تمہیں کون سی چیز روکتی ہے؟

اِثَّاقَلْتُمْ اصل میں تَثَاقَلْتُمْ تھا۔ مفسرین اس کا معنی یہ کرتے ہیں کہ تم زمین کی نعمتوں پر ریجھ گئے ہو یا زمین میں قیام کرنے پر ریجھ گئے ہو۔ یہ بھی ترک جہاد پر ڈانٹ اور جہاد کے لیے جلدی نہ نکلنے پر عتاب ہے کیونکہ یہ ایسے انسان کی طرح ہو گیا ہے جو زمین پر ہمیشہ رہنا چاہتا ہے۔

أَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ..... یعنی آخرت کی نعمتوں کے بدلے کیا تم دنیا کی نعمتوں کو پسند کرتے ہو؟ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آخرت کی راحت چھوڑ کر دنیا کی راحت کے پیچھے اپنے آپ کو ہلکان کرنے کی وجہ سے ڈانٹا۔ کیونکہ آخرت کا آرام دنیا کی مشقت کی وجہ سے ہی ملتا ہے۔

﴿ إِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا أَلِيْمًا وَّيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْهُ شَيْئًا وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ ﴾ [التوبة: ٣٩]

''اگر تم جہاد کے لیے نہ نکلے تو تمہیں اللہ تعالیٰ دردناک سزا دے گا اور تمہارے سوا اور لوگوں کو بدل کر لائے گا، تم اللہ تعالیٰ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔''

اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کے لیے نہ نکلنے پر یہ سخت ترین وعید اور ڈانٹ ہے۔ اس آیت کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کلمہ کو بلند کرنے کے لیے جہاد میں نکلنا چاہیے وگرنہ دنیا میں دشمن کی فتح کی وجہ سے دردناک عذاب اور آخرت میں آگ کے عذاب سے دوچار ہونا پڑے گا۔

وَّيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ان الفاظ میں اللہ تعالیٰ نے دھمکی دی ہے کہ اگر تم نہ نکلے تو تمہاری جگہ ایسی قوم لے آؤں گا جو جہاد سے پیچھے نہ رہے گی۔ جیسا کہ فرمایا:

﴿ وَإِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْا أَمْثَالَكُمْ ۝ ﴾ [محمد: ٣٨]

''اور اگر تم روگردان ہو جاؤ تو وہ تمہارے بدلے تمہارے سوا اور لوگوں کو لائے گا جو تم جیسے نہ ہوں گے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذکورہ آیت کی یہ تفسیر بھی کی گئی ہے کہ ضرورت کے وقت اور جب کافروں کی شان وشوکت بڑھ جائے اس وقت جہاد کے لیے نکلنا واجب ہے۔ یہ مفہوم بھی بیان کیا گیا ہے کہ جب امام کسی خاص قوم کو جہاد کے لیے حکم دے تو وہ تعیین کے بعد پیچھے نہیں رہ سکتی۔ چنانچہ امام اور خلیفہ جب کسی قوم کو خاص کر دے تو ان کا نکلنا فرض اور واجب ہو جاتا ہے اور یہ نکلنا اس کی اطاعت کی وجہ سے ہے نہ کہ جہاد کی وجہ سے ہے۔ (واللہ اعلم)

(۹) کثرت سجود:

معدان ابن ابی طلحہ الیعمری فرماتے ہیں کہ میں آنحضرت ﷺ کے آزاد کردہ غلام ثوبان رضی اللہ عنہ کو ملا تو میں نے کہا:

((أَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ أَعْمَلُهُ يُدْخِلُنِي اللّٰهُ بِهِ الْجَنَّةَ ..... أَوْ ..... بِأَحَبِّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللّٰهِ، فَسَكَتَ، ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَسَكَتَ، ثُمَّ سَأَلْتُهُ الثَّالِثَةَ فَقَالَ: سَأَلْتُ عَنْ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((عَلَيْكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ لِلّٰهِ، فَإِنَّكَ لَا تَسْجُدُ لِلّٰهِ سَجْدَةً إِلَّا رَفَعَكَ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً، وَحَطَّ عَنْكَ بِهَا خَطِيْئَةً.)) [1]

''مجھے ایسا عمل بتاؤ جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ مجھے جنت میں داخل کر دیں یا (ایسا عمل بتاؤ) جو اللہ کے ہاں سب سے عمدہ ہو، تو اس نے جواب نہ دیا۔ میں نے پھر یہی سوال کیا: پھر بھی خاموش رہے، تیسری مرتبہ سوال کیا تو جواباً کہا ''میں نے بھی یہ بات رسول اللہ ﷺ سے پوچھی تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا تھا: اللہ تعالیٰ کے لیے سجود زیادہ کیا کرو، کیونکہ تو اللہ کے لیے ایک سجدہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے تیرا ایک درجہ بلند کر دیں گے اور تیری ایک برائی مٹا دیں گے۔''

سجدۂ نماز کا ایک رکن ہے اور اس کی ادائیگی زمین پر ناک اور پیشانی رکھنے سے ہوتی ہے چنانچہ جب نمازی یہ فعل کرتا ہے تو اس وقت وہ اپنے ربّ کے قریب ترین ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((أَقْرَبُ مَا يَكُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَّبِّهٖ وَهُوَ سَاجِدٌ فَأَكْثِرُوْا الدُّعَاءَ.)) [2]

''بندہ اپنے رب کے زیادہ قریب سجدہ کی حالت میں ہوتا ہے، اس لیے سجدہ میں دعا زیادہ کیا کرو۔''

قرآن مجید سے اس کی تائید اس طرح ہوتی ہے:

﴿ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ۝ ﴾ [العلق: ۱۹]

---

[1] أخرجه مسلم في كتاب الصلاة، باب: فضل السجود والحث عليه، رقم: ۱۰۹۳۔

[2] أخرجه مسلم في كتاب الصلاة، باب: ما يقال في الركوع والسجود، رقم: ۱۰۸۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور سجدہ کر اور قریب ہو جا۔''

کثرتِ سجود اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کے سامنے انتہاء درجہ کی عاجزی، انکساری اور بندگی کا اظہار ہوتا ہے اور انسانی اعضاء میں سے سب سے عزت والا عضو (چہرہ) اس مٹی میں رکھا جاتا ہے جو روندی جاتی، حقیر سمجھی جاتی ہے۔ تمام تر عزت اللہ تعالیٰ کے لیے ہی ہے۔ تو جیسے جیسے انسان اللہ تعالیٰ کی اس صفت (یعنی عزت والا ہونا) سے دور ہوتا جاتا ہے (اپنے آپ کو اس کے سامنے ذلیل کرتا جاتا ہے) ویسے ویسے اس کی جنت اور اس کے پڑوس میں قریب ہوتا جاتا ہے۔

سجدہ کرنا اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے اس لیے ظاہر ہے کہ اس کے بدلہ میں اتنا بڑا اجر ملے گا جس کا کوئی آدمی اندازہ نہیں کر سکتا مثلاً کیا کوئی مسلمان جنت میں خاتم النبیین ﷺ کا ساتھ نصیب ہونے کے برابر کسی چیز کا تصور بھی کر سکتا ہے؟ یقیناً اس کا جواب نفی میں ہی ہے۔

چنانچہ حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ رات گزارتا تھا، میں آپ کے لیے پانی اور کوئی ضرورت کی چیز لاتا تھا تو آپ ﷺ نے مجھے فرمایا:

((كُنْتُ أَبِيتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأَتَيْتُهُ بِوَضُوْئِهِ وَحَاجَتِهِ فَقَالَ لِيْ ((سَلْ)) فَقُلْتُ: أَسْأَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ . قَالَ: ((أَوْ غَيْرَ ذٰلِكَ؟)) قُلْتُ: هُوَ ذَاكَ، قَالَ: ((فَأَعِنِّيْ عَلٰى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ .)) [1]

''سوال کر! میں نے کہا: میں جنت میں آپ ﷺ کا ساتھ مانگتا ہوں۔ فرمایا: کچھ اور؟ میں نے کہا: بس یہی کافی ہے۔ فرمایا: تو زیادہ سجدے (زیادہ نوافل پڑھا) کر، تاکہ میں تیری مدد کر سکوں۔''

سجدے کی ایک یہ بھی فضیلت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ بعض جہنمیوں کو معاف کرنے کا ارادہ کریں گے تو فرشتوں کو حکم فرمائیں گے: جو میری عبادت کرتا تھا اسے جہنم سے نکال لاؤ۔ چنانچہ فرشتے ان کو نکالیں گے اور ان کی پہچان سجدوں کے نشانات کی وجہ سے کریں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آگ پر سجدوں کے نشانات کو کھانا حرام کر دیا تھا فرمایا:

((إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ رَحْمَةً مَنْ أَرَادَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، أَمَرَ اللّٰهُ الْمَلَائِكَةَ أَنْ يُخْرِجُوْا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ، فَيُخْرِجُوْنَهُمْ، وَيَعْرِفُوْنَهُمْ بِآثَارِ السُّجُوْدِ، وَحَرَّمَ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ أَنْ تَأْكُلَ أَثَرَ السُّجُوْدِ، فَيَخْرُجُوْنَ مِنَ النَّارِ، فَكُلُّ ابْنِ آدَمَ تَأْكُلُهُ النَّارُ إِلَّا أَثَرَ

[1] أخرجه مسلم في كتاب الصلاة، باب: فضل السجود والحث عليه، رقم: ١٠٩٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

السُّجُوْدِ .)) ❶

''آگ ابن آدم کو تمام کا تمام ہڑپ کر جائے گی مگر سجدوں کے نشانات نہیں (ہڑپ نہ کر سکے گی)۔''

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ أَثَرِ السُّجُوْدِ ۝ ﴾ [الفتح: ٢٩]

''ان کی پہچان ان کے چہروں میں ہے سجدوں کے اثر سے۔''

سجدے کی فضیلت اس بات سے بھی ظاہر ہوتی ہے کہ بانسبت دوسری حالتوں کے اس حالت میں دعا قبول ہونے کے زیادہ مناسبات و امکانات ہوتے ہیں اس لیے سجدوں میں زیادہ سے زیادہ محنت سے دعا کرنی چاہیے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ كَشَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ السِّتَارَةَ وَالنَّاسُ صُفُوْفٌ خَلْفَ أَبِيْ بَكْرٍ فَقَالَ: ((أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ لَمْ يَبْقَ مِنْ مُبَشِّرَاتِ النُّبُوَّةِ إِلَّا الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الْمُسْلِمُ أَوْ تُرٰى لَهُ أَلَا وَإِنِّيْ نُهِيْتُ أَنْ أَقْرَأَ الْقُرْآنَ رَاكِعًا أَوْ سَاجِدًا فَأَمَّا الرُّكُوْعُ فَعَظِّمُوْا فِيْهِ الرَّبَّ عَزَّوَجَلَّ ، وَأَمَّا السُّجُوْدُ فَاجْتَهِدُوْا فِي الدُّعَاءِ ، فَقَمِنٌ أَنْ يُسْتَجَابَ لَكُمْ .)) ❷

''سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے (اپنے گھر سے مسجد کی طرف کھلنے والے دروازے کا) پردہ ہٹایا۔ دیکھا تو لوگ جناب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے صفیں باندھے کھڑے ہیں۔ فرمایا..... جہاں تک رکوع کا تعلق ہے تو رکوع میں رب کی تعظیم بیان کرو (یعنی سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ پڑھا کرو) اور سجدوں میں دعا کرنے میں کوشش کیا کرو (کیونکہ) قریب ہے تمہاری دعا قبول کی جائے۔''

﴿ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ۝ ﴾ [الحجر: ٩٨]

''اپنے رب کی حمد بیان کیجیے اور سجدہ کرنے والوں میں سے ہو جائیے۔''

(١٠) ذکر الٰہی:

فرمان نبوی ﷺ:

((أَحَبُّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللّٰهِ أَنْ تَمُوْتَ وَلِسَانُكَ رَطْبٌ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ .)) ❸

---

❶ أخرجه البخاري في كتاب الأذان، باب: فضل السجود، رقم: ٨٠٦۔

❷ أخرجه مسلم في كتاب الصلاة، باب النهي عن قراءة القرآن في الركوع والسجود، رقم: ١٠٧٥۔

❸ صحيح الجامع الصغير، رقم: ١٦٣۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اللہ تعالیٰ کو یہ عمل بہت پیارا لگتا ہے کہ تو اس حال میں وفات پائے کہ تیری زبان اللہ کے ذکر سے تر ہو۔''

ذکر الٰہی کا مطلب یہ ہے کہ دل کو اس کے لیے متنبہ اور بیدار کیا جائے۔

امام طیبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رطوبت لسان کا معنی زبان پر ذکر کا آسان ہونا ہے اس کی ضد زبان کا خشک ہونا ہے اور زبان پر جاری ہونے کا مفہوم اللہ کے ذکر پر ہمیشگی کرنا ہے۔

ذکر باللسان کو ذکر اس لیے کہتے ہیں کہ یہ ذکرِ قلبی پر دلالت کرتا ہے۔ چنانچہ جب ذکر سے مراد بکثرت قول لسانی لیا جانے لگا تو لفظ ذکر سے فوراً یہی مفہوم ذہن میں آتا ہے اور اس سے وہ ذکر قلبی مراد ہے جسے عمومی حالات میں برقرار رکھنا واجب ہے۔ یہ مفہوم بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جن الفاظ کو پڑھنے میں ترغیب واقع ہوئی ہے انہیں بھی اور ان کے علاوہ مزید اور پڑھنا مثلاً جیسے الباقیات الصالحات ہیں۔ جن سے سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ مراد ہے۔

اس کے علاوہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، بِسْمِ اللّٰهِ، حَسْبِيَ اللّٰهُ اور استغفار وغیرہ پڑھنا اور دنیا اور آخرت کی بھلائی کی دعا بھی ذکر اللہ میں شامل ہے۔

ذکر اللہ سے مراد کسی واجب یا مندوب عمل پر ہمیشگی کرنا بھی ہوتا ہے مثلاً تلاوت قرآن، حدیث پڑھنا، علم پڑھانا، نفلی نماز پڑھنا وغیرہ۔

بسا اوقات معنی کے استحضار کے بغیر ہی ذکرِ لسانی کی وجہ سے ذاکر کو اجر مل جاتا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ دوسرا معنی مراد نہ لیتا ہو اور اگر بولنے کے ساتھ ساتھ ذکر قلبی بھی مل جائے تو وہ کامل ذکر ہو جاتا ہے اور اگر ذکر کرنے والا قلبی توجہ کے ساتھ ساتھ ذکر کے معنی پر بھی توجہ دے اور جو ذکر کے اندر اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور اللہ کی صفات سے نقائص کی نفی ہے تو اس کا ذکر درجہ کمال میں اور آگے بڑھ جائے گا۔

چنانچہ اگر یہ اشیاء کسی عمل مثلاً فرضی نماز، جہاد وغیرہ میں مل جائیں تو ان کا درجہ بھی بڑھ جاتا ہے اور اگر انسان توجہ کو درست کرلے اور خالص اللہ تعالیٰ کے لیے ہی کرلے تو ان اعمال کا درجہ کامل ترین ہو جاتا ہے۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ ذکر لسانی کا مطلب وہ الفاظ ہیں جو تسبیح وتحمید اور تمجید پر دلالت کرتے ہیں اور ذکر قلبی سے مراد ذات اور صفات کے دلائل میں اور احکامات جاننے کے لیے اوامر اور نواہی کا مکلّف بنایا گیا ہے ان کے دلائل اور اللہ تعالیٰ کی مخلوقات کے اسرار میں غور وفکر کرنا ہے اور ذکر بالجوارح کا مطلب فرمانبرداری میں غرق ہونا ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے نماز کو ذکر کہا۔ فرمایا:

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اللہ تعالیٰ کو یہ عمل بہت پیارا لگتا ہے کہ تو اس حال میں وفات پائے کہ تیری زبان اللہ کے ذکر سے تر ہو۔''

ذکر الٰہی کا مطلب یہ ہے کہ دل کو اس کے لیے متنبہ اور بیدار کیا جائے۔

امام طیبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رطوبت لسان کا معنی زبان پر ذکر کا آسان ہونا ہے اس کی ضد زبان کا خشک ہونا ہے اور زبان پر جاری ہونے کا مفہوم اللہ کے ذکر پر ہمیشگی کرنا ہے۔

ذکر باللسان کو ذکر اس لیے کہتے ہیں کہ یہ ذکرِ قلبی پر دلالت کرتا ہے۔ چنانچہ جب ذکر سے مراد بکثرت قول لسانی لیا جانے لگا تو لفظ ذکر سے فوراً یہی مفہوم ذہن میں آتا ہے اور اس سے وہ ذکر قلبی مراد ہے جسے عمومی حالات میں برقرار رکھنا واجب ہے۔ یہ مفہوم بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جن الفاظ کو پڑھنے میں ترغیب واقع ہوئی ہے انہیں بھی اور ان کے علاوہ مزید اور پڑھنا مثلاً جیسے الباقیات الصالحات ہیں۔ جن سے سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ مراد ہے۔

اس کے علاوہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، بِسْمِ اللّٰهِ، حَسْبِيَ اللّٰهُ اور استغفار وغیرہ پڑھنا اور دنیا اور آخرت کی بھلائی کی دعا بھی ذکر اللہ میں شامل ہے۔

ذکر اللہ سے مراد کسی واجب یا مندوب عمل پر ہمیشگی کرنا بھی ہوتا ہے مثلاً تلاوت قرآن، حدیث پڑھنا، علم پڑھانا، نفلی نماز پڑھنا وغیرہ۔

بسا اوقات معنی کے استحضار کے بغیر ہی ذکرِ لسانی کی وجہ سے ذاکر کو اجر مل جاتا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ دوسرا معنی مراد نہ لیتا ہو اور اگر بولنے کے ساتھ ساتھ ذکر قلبی بھی مل جائے تو وہ کامل ذکر ہو جاتا ہے اور اگر ذکر کرنے والا قلبی توجہ کے ساتھ ساتھ ذکر کے معنی پر بھی توجہ دے اور جو ذکر کے اندر اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور اللہ کی صفات سے نقائص کی نفی ہے تو اس کا ذکر درجہ کمال میں اور آگے بڑھ جائے گا۔

چنانچہ اگر یہ اشیاء کسی عمل مثلاً فرضی نماز، جہاد وغیرہ میں مل جائیں تو ان کا درجہ بھی بڑھ جاتا ہے اور اگر انسان توجہ کو درست کر لے اور خالص اللہ تعالیٰ کے لیے ہی کر لے تو ان اعمال کا درجہ کامل ترین ہو جاتا ہے۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ ذکر لسانی کا مطلب وہ الفاظ ہیں جو تسبیح و تحمید اور تمجید پر دلالت کرتے ہیں اور ذکر قلبی سے مراد ذات اور صفات کے دلائل میں اور احکامات جاننے کے لیے اوامر اور نواہی کا مکلّف بنایا گیا ہے ان کے دلائل اور اللہ تعالیٰ کی مخلوقات کے اسرار میں غور و فکر کرنا ہے اور ذکر بالجوارح کا مطلب فرمانبرداری میں غرق ہونا ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے نماز کو ذکر کہا۔ فرمایا:

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی یاد سے غفلت مت برت۔

مصطفیٰ ﷺ کا فرمان ہے:

((مَثَلُ الَّذِيْ يَذْكُرُ رَبَّهُ وَالَّذِيْ لَا يَذْكُرُ رَبَّهُ مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ .)) ❶

''اس انسان کی مثال جو اللہ کا ذکر کرتا ہے اور جو ذکر نہیں کرتا زندہ اور مردے شخص کی سی ہے۔''

قرآن مجید کے بیشتر مقامات میں ذکر الٰہی کا تذکرہ اور اس سے غفلت کی نہی موجود ہے اور ذکر کرنے والوں کی مدح وستائش اور فلاح کا مدار ذکر اللہ کی کثرت کو قرار دیا گیا ہے اور ان سب سے بڑھ کر یہ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ خود ان لوگوں کا ذکر کرتا ہے۔

اعمال صالحہ کا اختتام بھی ذکر اللہ پر ہی ہوتا ہے مثلاً روزہ، حج، نماز، جمعہ وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی آیات سے نفع اٹھانے والے ذاکرین کو خصوصی طور پر اولوالالباب (عقل والے) کہا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسے سب اعمال کا ساتھی اور روح قرار دیا یعنی نماز، روزہ، حج وغیرہ میں اللہ کا ذکر ہے بلکہ حج، تلبیہ اور حج کے مقصد کی روح اللہ کی یاد اور ذکر ہے۔ جہاد کے ساتھ بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر پیوستہ ہے۔ اس لیے برابر کے حریف کا سامنا اور دشمن سے مقابلہ کے وقت اللہ کی یاد کا حکم (اللہ تعالیٰ نے سورہ انفال کی آیت نمبر ۴۵ میں اللہ کے ذکر کو جہاد میں کامیابی کا ذریعہ قرار دیا ہے دیکھئے ﴿ يَـٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوٓا اِذَا لَقِيتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوا وَ اذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴾ دیا گیا ہے۔ ❷

(۱۱) اللہ کی پسند..... تسبیح، تحمید، تہلیل اور تکبیر:

((أَحَبُّ الْكَلَامِ إِلَى اللّٰهِ أَرْبَعٌ: سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ، لَا يَضُرُّكَ بِأَيِّهِنَّ بَدَأْتَ .)) ❸

''آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کو چار کلمات بہت پسند ہیں: (۱) سبحان اللہ (۲) الحمد للہ (۳) لا الہ الا اللہ (٤) اللہ اکبر، ان میں سے کسی کے ساتھ بھی ابتداء میں کوئی حرج نہیں۔''

مزید فرمایا:

---

❶ أخرجه البخاري في كتاب الدعوات، باب: فضل ذكر الله عزوجل، رقم: ٦٤٠٧۔

❷ فتح الباری، ص: ۱۱/۲۰۹۔ تفسیر قرطبی، ص: ۲/۱۱۵، ص: ۱۲۱۔ ۱۴/۱۲۸۔ تفسیر ابن کثیر، ص: ۵۰۲، ۳/۵۰۳۔ شرح مسلم للنووی، ص: ۱۷/۱۵۔ مدارج السالکین لابن قیم، ص: ۳۹۷، ۲/۳۹۹۔

❸ أخرجه مسلم في كتاب الآداب، باب: بيان ما يستحب من الأسماء، رقم: ٥٦٠١۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((لَأَنْ أَقُوْلَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ؛ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ .)) ❶

''میں سبحان اللہ، الحمد للہ، لا الہ الا اللہ، اللہ اکبر کہوں یہ مجھے ہر اس چیز سے زیادہ پسند ہے جس پر سورج طلوع ہوا ہے۔'' ❷

سُبْحَانَ اللّٰهِ: یعنی اللہ تعالیٰ پاک اور منزہ ہے کیونکہ تسبیح کے ضمن میں ہر قسم کے عیوب اور شرکیہ باتوں، اولاد، بیوی سے منزہ اور پاک ہونا آتا ہے اور اسی طرح اللہ کی ذات میں تغیر و تبدل سے پاکی بھی مراد ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا عظیم ذکر ہے، اس لیے یہ غیر اللہ کے لیے جائز نہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ: حمد کا معنی کامل ثناء و تعریف ہے یعنی اللہ تعالیٰ ہر قسم کی حمد کا مستحق ہے کیونکہ اسماء حسنیٰ اور بلند صفات کا مالک وہی ہے۔

آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے:

((مَا أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلٰى عَبْدٍ نِعْمَةً فَقَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، إِلَّا كَانَ الَّذِيْ أَعْطَاهُ أَفْضَلَ مِمَّا أَخَذَ .)) ❸

''اللہ تعالیٰ جب اپنے کسی بندے پر نعمت اتارے اور وہ الحمد للہ کہے تو جو چیز اس بندے نے اللہ تعالیٰ کو دی (یعنی الحمد للہ نتائج و ثمرات اور رضائے الٰہی کے لحاظ سے) وہ اس چیز سے افضل ہے جو اس نے لی (یعنی نعمت)۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ الحمد للہ، اللہ تعالیٰ کا شکر اور اس کی نعمت و ہدایت کا اقرار ہے۔ فرمان نبوی ﷺ ہے:

((أَفْضَلُ الذِّكْرِ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَفْضَلُ الدُّعَاءِ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ .)) ❹

''سب سے زیادہ فضیلت والا ذکر لا الہ الا اللہ ہے اور افضل دعا الحمد للہ ہے''

نیز فرمایا:

((اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْإِيْمَانِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَأُ الْمِيْزَانَ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ

---

❶ أخرجه مسلم في كتاب الذكر والدعا والتوبه والإستغفار، باب: فضل التهليل والتسبيح والدعاء، رقم: ٢٦٩٥۔

❷ اس سے مراد یہ ہے کہ ذکر الٰہی کائنات کی ہر چیز سے زیادہ پسند ہے۔

❸ صحيح سنن ابن ماجه، رقم: ٣٠٦٧۔

❹ صحيح سنن الترمذي، رقم: ٢٦٩٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَمْلَآنِ أَوْ تَمْلَأُ مَا بَيْنَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالصَّلَاةُ نُوْرٌ، وَالصَّدَقَةُ بُرْهَانٌ، وَالصَّبْرُ ضِيَاءٌ، وَالْقُرْآنُ حُجَّةٌ لَّكَ أَوْ عَلَيْكَ، كُلُّ النَّاسِ يَغْدُوْا فَبَايِعٌ نَفْسَهُ، فَمُعْتِقُهَا أَوْ مُوْبِقُهَا.)) ❶

''پاکیزگی ایمان کا حصہ ہے۔ الحمدللہ ترازو کو بھر دے گا اور سبحان اللہ والحمد للہ کے کلمات آسمانوں اور زمین کے درمیان خلا کو بھر دیں گے اور صلوٰۃ (نماز) نور ہے۔ صدقہ دلیل برہان ہے۔ صبر روشنی ہے اور قرآن تیرے لیے یا تم پر حجت ہے۔ ہر شخص صبح کرتا ہے پس وہ اپنے نفس کو بیچنے والا ہوتا ہے، پس یا تو وہ اسے آزاد کروانے والا ہوتا ہے اور یا پھر ہلاکت میں ڈالنے والا ہوتا ہے۔''

اس کا مفہوم یوں بیان کیا گیا ہے کہ اگر سبحان اللہ والحمد اللہ کے ثواب کو جسم عطاء کیا جائے تو آسمانوں اور زمین کے درمیانی خلا کو پُر کر دیں۔

ان دونوں کلموں کی اتنی زیادہ فضیلت اس بناء پر ہے کہ سبحان اللہ میں اللہ تعالیٰ کے لیے پاکیزگی کا بیان ہے اور الحمدللہ میں ہر کام اسی کے سپرد کیا گیا ہے اور اسی کی طرف محتاجی کا اظہار ہے۔

لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ: یعنی اللہ کے سوا کوئی بھی معبود حقیقی نہیں۔ یہ توحید کا کلمہ، اسلام کا پہلا رکن اور افضل الذکر ہے۔

رسول کریم ﷺ کا فرمان ہے:

((أَفْضَلُ الذِّكْرِ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهِ وَأَفْضَلُ الدُّعَاءِ: أَلْحَمْدُ لِلّٰهِ.)) ❷

''کہ افضل ذکر لا الہ الا اللہ ہے اور افضل دعا الحمدللہ ہے۔''

(۱).....اس کلمہ کی دو خصوصیات حسب ذیل بیان کی گئی ہیں:

اس کلمہ کے تمام کے تمام حروف جوفی ہیں یعنی ان کا مخرج پیٹ ہے، کوئی بھی حرف شفوی نہیں (یعنی جن کا مخرج ہونٹ ہوں) مثلاً باء، فاء، میم یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے، یہ الفاظ خالصتاً پیٹ یعنی دل سے ادا ہوں گے تو فائدہ مند ہوں گے وگرنہ محض ہونٹوں سے ادائیگی سودمند نہیں ہوگی۔

(۲).....اس کلمہ کے کسی حرف پر نقطہ بھی نہیں یہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ ہر معبود سے الگ ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

اس کلمہ میں نفی اور اثبات دونوں چیزیں موجود ہیں (لَا اِلٰـهَ) اس میں اللہ کے علاوہ ہر معبود کی نفی ہے اور

---

❶ أخرجه مسلم في كتاب الطهارة، باب: فضل الضوء، رقم: ٥٣٤.

❷ صحيح سنن الترمذي، رقم: ٢٦٩٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(اِلَّا اللّٰہُ) میں اللہ تعالیٰ کی الوہیت کا اثبات ہے، اس لیے اس کے قائل پر لازم ہے کہ جس چیز کی قول سے نفی کی اس کی فعل سے بھی نفی کرے اور جس کا قول سے اثبات کیا اس کا فعل سے بھی اثبات کرے۔ محض زبانی بات تو مقصود نہیں بلکہ جس معنی و مفہوم پر یہ کلمہ دلالت کرتا ہے اس کا بھی پایا جانا ضروری ہے۔

یہ کلمہ مسلمانوں کا شعار اور کھلم کھلا عنوان ہے، لہٰذا اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بزرگی اور اس کے سامنے انکساری کرتے ہوئے بندہ اپنی بندگی کا اثبات کرتا ہے۔ اسی کلمہ کی وجہ سے نفوس کو جلا اور بلندی ملتی ہے اور خالق کے ساتھ رابطہ قائم ہوتا ہے۔ اسی کے ساتھ انسان اپنے مسلمان ہونے کا اعلان اور اللہ کے فرمانبرداروں کے ساتھ ملنے کا اظہار کرتا ہے جو کہ اس کی مضبوط رسی کو پکڑنے والے، اس پر اعتماد کرنے والے اور اپنے معاملات میں اسی پر اعتماد کرنے والے ہیں۔ (اللہ اکبر) یعنی اللہ تعالیٰ ہر چیز سے بڑا ہے۔

کہا گیا ہے کہ تعظیم اور بزرگی کا عرب میں سب سے بلیغ لفظ یہی ہے۔

رَاَیْتُ اللّٰہَ اَکْبَرَ کُلِّ شَیْءٍ
مُحَاوَلَۃً وَّاَکْثَرَھُمْ جُنُوْدًا

''میں نے اللہ کو جان لیا کہ وہ ہر چیز سے بڑا ہے اپنے ارادے کے لحاظ سے اور وہ ہر چیز سے زیادہ ہے اپنے لشکروں کے لحاظ سے۔''

رسول اللہ ﷺ جب نماز کی ابتدا کرتے تو اللہ اکبر کہتے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ انسان کا اللہ اکبر کہنا، دنیا اور اس کی تمام اشیاء سے بہتر اور افضل ہے۔ [1]

(۱۲) تسبیح اور تعظیم:

((قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: کَلِمَتَانِ حَبِیْبَتَانِ إِلَی الرَّحْمَانِ، خَفِیْفَتَانِ عَلَی اللِّسَانِ ثَقِیْلَتَانِ فِی الْمِیْزَانِ: سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ، سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ.)) [2]

''آنحضرت ﷺ کا ارشاد پاک ہے: رحمان کو دو کلمے بے حد پسند ہیں (وہ) دونوں زبان پر ہلکے (اور) ترازو میں بھاری ہیں۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ اور سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ۔''

حَبِیْبَتَانِ: حَبِیْبَۃٌ کی تثنیہ ہے بمعنی دو محبوب چیزیں مراد ہے کہ ان دو کلموں کو کہنے والا اللہ کا پسندیدہ اور

[1] تفسیر ابن کثیر ص ۲۴، ۱/ شرح مسلم للنووی ص ۱۰۱، ۳/ تفسیر قرطبی ۲۲۳، ۱۰/ لا اله الا الله محمد رسول اللّٰه مصنفه حمدان الهجادی ص ۲۲۔۳۰/ معنی لا اله الا الله مصنفه بدر الدین زرکشی، تحقیق: علی القره داغی ص ۸۲۔۸۳۔

[2] أخرجه البخاري في كتاب التوحيد، باب: قول الله تعالىٰ: ﴿ وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ ﴾ رقم: ۷۵۶۳.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محبوب ہے۔

اسماء حسنیٰ میں سے رحمٰن کا لفظ اس لیے بولا گیا ہے کہ بندوں پر اس کی رحمت کی وسعت پر دلالت کر سکے کیونکہ اللہ تعالیٰ قلیل عمل کا ثواب بھی بہت زیادہ عطا کرتے ہیں اور دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ اس اسم کے تحت اللہ تعالیٰ کی تحمید و تعظیم اور تنزیہہ بھی آ جاتی ہے۔

خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيْلَتَانِ فِيْ الْمِيْزَانِ: خفت اور ثقل کے ساتھ ان کو اس لیے متصف کیا گیا ہے تاکہ عمل کی قلت اور ثواب کی کثرت پر دلالت کر سکیں اور لفظ خفیفتان میں اس بات کا اشارہ ہے کہ ان کلمات کے الفاظ اور حروف خفیف اور خوش نما ہیں اور خفت سہولت پر دلالت کرتی ہے۔ زبان پر جاری ہونے کی سہولت کا مطلب یہ ہے کہ یہ کلمات اپنے حامل (ان کا ذکر کرنے والے) کو ثقیل چیز کی طرح تھکاتے نہیں نیز یہ بھی اشارہ ہے کہ نفس پر تمام ذمہ داریاں شاق اور ثقیل ہیں لیکن یہ کلمات آسان ہیں، اس لیے قیامت کے دن ترازو میں بہت وزنی ہوں گے۔

بعض سلف صالحین سے نیکی کے ثقیل اور برائی کے خفیف ہونے کے متعلق سوال ہوا تو جواب دیا کہ نیکی کی کڑواہٹ موجود ہوتی ہے اور مٹھاس غائب ہوتی ہے جس کی وجہ سے ثقیل ہو جاتی ہے لہٰذا اس نیکی کا اس کا ثقل تجھے نیکی چھوڑنے پر نہ ابھارے، اس کے برعکس برائی کی مٹھاس موجود ہوتی ہے لیکن اس کی کڑواہٹ غائب ہوتی ہے جس کی بناء پر اس میں خفت پیدا ہو جاتی ہے چنانچہ اس برائی کی خفت تجھے اس کے ارتکاب پر نہ ابھارے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ فِيْ يَوْمٍ مِئَةَ مَرَّةٍ حُطَّتْ عَنْهُ خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلُ زَبَدِ الْبَحْرِ .)) [1]

''جس انسان نے ایک دن میں سو مرتبہ **سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ** کہا تو اگر اس کے گناہ سمندر کی جھاگ کے برابر بھی ہوں تو بھی معاف کر دیے جاتے ہیں۔''

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ: اس کا معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر نقص سے منزہ ہے چنانچہ اس کے شریک، بیوی، اولاد اور سب رذائل کی نفی لازم آتی ہے۔

((أَلَا أُخْبِرُكَ بِأَحَبِّ الْكَلَامِ إِلَى اللّٰهِ)) قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَخْبِرْنِيْ بِأَحَبِّ

---

[1] أخرجه البخاري في كتاب الدعوات، باب: فضل التسبيح، رقم: ٦٤٠٥.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْكَلَامِ إِلَى اللّٰهِ، فَقَالَ: ((إِنَّ أَحَبَّ الْكَلَامِ إِلَى اللّٰهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ .)) ❶

''رسول اللہ ﷺ نے (ایک صحابی کو فرمایا: کیا میں تجھے اللہ کی پسندیدہ کلام کی خبر نہ دوں؟ (وہ صحابی کہتے ہیں) میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ مجھے اللہ کی پسندیدہ کلام کی خبر دیں تو آپ ﷺ نے جواب دیا: بے شک اللہ کے ہاں سب سے پسندیدہ کلام سبحان اللہ وبحمدہ ہے۔''

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ آدمی کی کلام پر محمول ہے (یعنی انسان کی باتوں میں سب سے پسندیدہ بات یہ ہے) ورنہ قرآن افضل ہے اور اسی طرح قرآن کی صرف تلاوت مطلق تسبیح وتحمید سے اعلیٰ وافضل ہے لیکن تسبیح وتحمید کی وہ خاص حالت یا خاص وقت جو ماثور (سنت سے ثابت) ہے اس وقت ان میں مشغول رہنا افضل ہے۔ (مثلاً: فرضی نمازوں کے بعد مسنون اذکار، اس وقت تلاوتِ قرآن سے افضل ہیں کیونکہ وہ اذکار اس خاص وقت میں ہی ماثور ہیں۔ واللہ اعلم)

ابن بطال رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ذکر الٰہی کے بیان کردہ فضائل ان لوگوں کے لیے ہیں جو دین میں شرف اور کمال رکھتے ہیں مثلاً حرام سے اور کبیرہ گناہوں سے پرہیز کرتے ہیں اور جو انسان ذکر تو کرتا ہے مگر دین کی حرمت پامال کرتا اور خواہشات کی پیروی کرتا ہے، اس کے متعلق یہ گمان نہ کیا جائے کہ وہ بھی ذکر کرنے کی بناء پر مقدس ومطہر لوگوں کے مرتبہ تک پہنچ جائے گا کیونکہ اس کے پاس تقویٰ ہے نہ ہی عمل صالح ہے۔ ❷

اللہ عزوجل نماز شروع کرنے والی دعا کو پسند فرماتے ہیں: ❸

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ أَحَبَّ الْكَلَامِ إِلَى اللّٰهِ أَنْ يَقُوْلَ الْعَبْدُ: سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَىٰ جَدُّكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ، وَإِنَّ أَبْغَضَ الْكَلَامِ أَنْ يَقُوْلَ الرَّجُلُ: اتَّقِ اللّٰهَ فَيَقُوْلُ: عَلَيْكَ نَفْسَكَ .)) ❹

''بلاشبہ اللہ عزوجل کے ہاں سب سے زیادہ پسندیدہ کلام یہ ہے کہ بندہ یوں کہے: اے اللہ کریم! تو پاک ہے (ہر نقص اور عیب سے) اور اپنی حمد وثنائے جمیل کے ساتھ تو تعریف کیا گیا ہے۔ تیرا نام

---

❶ أخرجه مسلم في كتاب الذكر، باب: فضل سبحان الله وبحمده، رقم: ٢٧٣٢.

❷ فتح الباری ص ٢٠٦، ١١/٢٠٨، ص ٥٤٠، ١٣/٥٤١، شرح مسلم للنووی ص ٤٩، ١٧۔

❸ تفصیل کے لیے دیکھئے: مبارک پوری رحمہ اللہ کی ''تحفۃ الاحوذی: ٢/٤٢٠.

❹ سلسلة الأحاديث الصحيحة للألباني، رقم: ٢٩٣٩۔ نسائی، عمل اليوم والليلة (٤٨٨/ ٨٤٩)، شعب الايمان (١/ ٣٥٩)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہایت ہی بابرکت ہے اور تیری بزرگی و شان بہت ہی بلند ہے۔ اور تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے۔ اور بلاشبہ سب سے ناراضگی والا کلام اللہ کریم کے نزدیک یہ ہے کہ بندہ کہے: اللہ سے ڈرو اور وہ مقابلے میں کہے: تم اپنا خیال کرو بس۔''

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ : کا مطلب ہے: اے اللہ! میں تجھے ہر قسم کی برائی اور تمام نقائص سے پاک جانتا، مانتا ہوں۔ ان کلمات کا معنی بیان کرتے ہوئے یوں بھی کہا گیا ہے کہ: یہاں أُسَبِّحُكَ تَسْبِيْحًا مُلْتَبِسًا وَمُقْتَرِنًا بِحَمْدِكَ..... کے الفاظ محذوف ہیں۔ ان الفاظ کا ترجمہ کرتے ہوئے معنی یوں بنے گا: اے اللہ! میں تیری تسبیح بیان کرتا ہوں، ایسی تسبیح کہ جو تیری حمد کے ساتھ خلط ملط اور ملی ہوئی ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ: یہاں پر منفی اور انکاری صفاتِ باری تعالیٰ کی نفی اور ثابت شدہ تعریفوں کا اثبات مراد ہے۔ اور: تَبَارَكَ اسْمُكَ: کا مطلب ہے: اے اللہ! تیرے اسم مبارک کی برکت بہت زیادہ ہوگئی ہے۔ جبکہ تمام کی تمام خیر تیرے نام کے ذکر سے ہی پائی جاتی ہے۔ اس کلمہ کا معنی کرتے ہوئے یوں بھی کہا گیا ہے: تَعَاظَمَ ذَاتُكَ: تیری ذاتِ اقدس بہت بڑی ہوگئی ہے۔ اس لیے کہ: بہت بڑا ہونا جب اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ کے لیے ثابت ہو جائے تو پھر یہ اُس کی ذاتِ اقدس کے لیے زیادہ اولیٰ ہوگا۔ اس کی مثال اللہ عزوجل کا یہ فرمانِ گرامی ہے: ﴿ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى ۝ ﴾ اپنے نہایت اعلیٰ و عظیم المرتبت رب کے نام کی تسبیح بیان کرو۔''

وَتَعَالٰى جَدُّكَ: میں سے کلمہ ''تَعَالٰى'' باب تَفَاعَلَ کے وزن پر ہے۔ جس کا معنی یوں ہوگا کہ: اے اللہ! بلندی اختیار کرنے میں دوسروں نے بھی تیرے ساتھ مقابلہ کیا، مگر تیری عظمت اور بزرگی سب سے بلند ہوگئی۔ مخلوقات میں سے کوئی بھی تیرے درجے اور مقام کو نہ پہنچ سکا۔ (جیسے کہ فرعون نے: أَنَا رَبُّكُمُ الْأَعْلٰى..... کا دعویٰ و اعلان تو کیا تھا مگر ظالم غرق ہو کر مر گیا)۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یعنی اے اللہ! تیرا دولت مند ہونا باوجود اس کے کہ رات دن خرچ کرتا ہے مگر یہ خرچ کرنا تیرے مال کو کم نہیں کرتا، یوں تیری دولت مندی نہایت ہی بلند ہے کہ جس کو کوئی بھی پا نہیں سکتا۔ یا ایسا کبھی ہو جائے کہ خرچ کرتے کرتے تو کسی سے ادھار مانگنے کے لیے یا کسی سے مدد لینے کے لیے محتاج ہو جائے، تیری دولت مندی اس سے بھی مستغنی ہے۔ اس کلمہ کا ایک معنی یہ بھی کیا گیا ہے کہ: اے اللہ! تیرا جلال اور تیری عظمت ہر چیز سے بلند ہے۔ یہاں ''جَدّ'' کا معنی: سعادت، غنی اور بزرگی ہے۔

اور **لَا إِلٰهَ غَيْرُكَ** : کا مطلب ہے: اے اللہ! تیرے سوا کوئی بھی معبود برحق نہیں ہے۔ تو ہی معبودِ حقیقی ہے۔ یعنی میں تیرے سوا ہر کسی کے الٰہ ہونے کی نفی کرتا ہوں اور الوہیت کو صرف تیری ذات اقدس کے لیے ہی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تسلیم کرتا ہوں۔ اے اللہ! تیرے سوا جن جن کی بھی پوجا اور عبادت کی جاتی ہے ان سب کی میں نفی کرتا ہوں، تو ہی بابرکت اور عظمت، شان و رفعت والا ہے۔ ساری کی ساری عبادت (لسانی، بدنی، قلبی اور مالی عبادات تمام کی تمام اور سب عبادات کے سارے حصے) صرف ایک تیرے ہی لیے خاص کرتا اور مانتا ہوں۔ اس لیے کہ بلاشبہ صرف تو ہی اپنی ذاتِ اقدس میں پاک ہے کہ جو اپنی ذات کے لیے عبادت کا مستحق ہے۔

ان کلمات کو زبان سے ادا کرنے والے کے لیے لازم ہے کہ وہ نفی والے کلمات کی عملی طور پر بھی نفی کرے اور یہ کہ جس بات کو اس نے بالقول اللہ عزوجل کے لیے ثابت کیا ہے۔ یعنی نفی کی ضد ثبوت کو تسلیم کیا ہے..... اسے وہ عملاً بھی ثابت ہی مانے اور کر کے دکھائے۔ اس لیے کہ توحید خالص کا ہدف صرف زبان سے ہی اقرار نہیں بلکہ اس مبارک کلمہ کا معنی و مفہوم جس بات کا متقاضی ہے اسے عملاً حق ماننا ہے۔

(۱۴) ثلث اللیل کا قیام:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَحَبُّ الصَّلَاةِ إِلَى اللّٰهِ صَلَاةُ دَاوُدَ عليه السلام وَأَحَبُّ الصِّيَامِ إِلَى اللّٰهِ صِيَامُ دَاوُدَ كَانَ يَنَامُ نِصْفَ اللَّيْلِ، وَيَقُوْمُ ثُلُثَهُ، وَيَنَامُ سُدُسَهُ وَيَصُوْمُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا .)) [1]

''اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے پسندیدہ نماز داؤد علیہ السلام کی ہے۔ وہ نصف رات نیند کرتے اور تیسرا حصہ قیام کرتے تھے اور (پھر) رات کا چھٹا حصہ نیند کرتے اور وہ ایک دن روزہ رکھتے اور دوسرے دن چھوڑتے تھے (یعنی ایک دن روزہ کا ناغہ فرماتے)۔''

داؤدی نماز.....: حضرت داؤد علیہ السلام تازہ دم ہونے کے لیے رات کا ابتدائی حصہ سو کر گزارتے اور پھر اس وقت کھڑے ہوتے جب اللہ تعالیٰ پکارتا ہے: کوئی سائل ہے کہ میں اسے عطا کروں؟ اور پھر رات کا بقیہ حصہ قیام کی تھکاوٹ دور کرنے کے لیے سو جاتے۔ اس کو سحری کے وقت نیند کرنا کہتے ہیں۔ چنانچہ یہ طریقہ اس وجہ سے محبوب ہوا کہ اس میں نفس پر نرمی ہوتی ہے۔

((عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا امْرَأَةٌ فَقَالَ مَنْ هٰذِهِ؟ قَالَتْ فُلَانَةٌ، تَذْكُرُ مِنْ صَلَاتِهَا، قَالَ: ((مَهْ عَلَيْكُمْ بِمَا تُطِيْقُوْنَ ، فَوَاللّٰهِ لَا يَمَلُّ اللّٰهُ حَتّٰى تَمَلُّوْا وَكَانَ أَحَبُّ الدِّيْنِ إِلَيْهِ مَا دَاوَمَ إِلَيْهِ صَاحِبُهُ .)) [2]

---

[1] أخرجه البخاري في كتاب التهجد، باب: من نام عند السحر، رقم: ۱۱۳۱.

[2] أخرجه البخاري في كتاب الإيمان، باب: أحب الدين إلى الله أدومه، رقم: ٤٣.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اُم المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ: نبی کریم ﷺ ان کے پاس تشریف لائے۔ اس وقت ان کے پاس ایک عورت بیٹھی تھی۔ نبی مکرم ﷺ نے دریافت فرمایا ''یہ عورت کون ہے؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتلایا فلاں عورت ہے، اور ساتھ اس کی نماز (تہجد، لمبے قیام) کا ذکر فرمایا: آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے آپ کو (ایسی مشقت سے) باز رکھیے جس کی تمہیں طاقت ہی نہ ہو۔ اللہ کی قسم! اللہ اس وقت تک نہیں اکتاتے جب تک تم نہ اکتا جاؤ اور اس (اللہ) کے ہاں محبوب ترین دین وہ ہے جس پر اس کا عامل ہمیشگی اختیار کیے رکھے۔''

اللہ تعالیٰ یہ پسند کرتے ہیں کہ انسانوں پر اپنا فضل اور احسان ہمیشہ کرتے رہیں۔

مذکورہ طریقہ میں اس وجہ سے بھی نرمی ہے کہ قیام کے بعد نیند کرنے سے جسم راحت محسوس کرتا ہے اور رات کو بیدار رہنے کا ضرر اور جسم کا کملا جانا دور ہو جاتا ہے بخلاف صبح تک بیدار رہنے کے کہ اس میں یہ نہیں ہوتا۔

نیز اس میں یہ مصلحت بھی ہے کہ انسان صبح کی نماز اور اذکار چستی اور ہوش مندی میں ادا کرتا ہے۔ یہ طریقہ ریاکاری کے نہ پائے جانے پر بھی دلالت کرتا ہے کیونکہ جب آدمی رات کا آخری چھٹا حصہ آرام کرتا ہے تو صبح اس کا رنگ روپ درست ہوتا ہے جس کی وجہ سے دیکھنے والوں کو محسوس ہی نہیں ہوتا کہ اس نے رات کو قیام بھی کیا تھا۔ [1]

(۱۵) داؤدی روزہ:

((أَحَبُّ الصِّيَامِ إِلَى اللّٰهِ صِيَامُ دَاوُدَ، كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا وَأَحَبُّ الصَّلَاةِ إِلَى اللّٰهِ صَلَاةُ دَاوُدَ كَانَ يَنَامُ نِصْفَ اللَّيْلِ وَيَقُومُ ثُلُثَهُ وَيَنَامُ سُدُسَهُ.)) [2]

''رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے پسندیدہ روزہ داؤد علیہ السلام کا ہے وہ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن چھوڑتے تھے اور اللہ کے ہاں سب سے پسندیدہ نماز داؤد علیہ السلام کی ہے وہ آدھی رات تک نیند کرتے اور تیسرا حصہ قیام کرتے اور چھٹا حصہ سوتے تھے۔''

نیز فرمایا:

أُخْبِرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنِّي أَقُولُ: وَاللّٰهِ! لَأَصُومَنَّ النَّهَارَ وَلَأَقُومَنَّ اللَّيْلَ مَا عِشْتُ، فَقُلْتُ لَهُ: قَدْ قُلْتُهُ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، قَالَ: ((فَإِنَّكَ لَا تَسْتَطِيعُ ذٰلِكَ،

---

[1] فتح الباری: ۱۶/ ۳۔

[2] أخرجه البخاري في كتاب أحاديث الأنبياء، باب: أحب الصلاة إلى الله صلاة داود، وأحب الصيام إلى الله صيام داود، رقم: ۳٤۲۰.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَصُمْ وَأَفْطِرْ، وَقُمْ وَنَمْ، وَصُمْ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَإِنَّ الْحَسَنَةَ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا، وَذٰلِكَ مِثْلُ صِيَامِ الدَّهْرِ.)) قُلْتُ: إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ. قَالَ: ((فَصُمْ يَوْمًا وَأَفْطِرْ يَوْمَيْنِ.)) قُلْتُ: إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ. قَالَ: ((فَصُمْ يَوْمًا وَأَفْطِرْ يَوْمًا، فَذٰلِكَ صِيَامُ دَاوُدَ عليه السلام، وَهُوَ أَفْضَلُ الصِّيَامِ.)) فَقُلْتُ: إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ.)) [1]

''حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام کو میرے متعلق خبر ملی کہ میں نے کہا ہے: اللہ کی قسم میں ضرور دن کو روزہ اور رات کو قیام کیا کروں گا۔ چنانچہ میں نے آپ ﷺ سے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، میں نے یہ بات کہی ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو اس کی طاقت نہیں رکھے گا، روزہ بھی رکھ اور چھوڑ بھی، قیام بھی کر اور آرام بھی کر اور ہر مہینہ میں تین روزے رکھا کر، کیونکہ نیکی دس گنا بڑھ جاتی ہے۔ (یعنی تین روزوں کے بدلہ میں ثواب پورے مہینہ کا ملے گا۔) اور یہ روزے زمانے کے روزے کے برابر ہیں۔ میں نے کہا: میں اس سے بڑھ کر طاقت رکھتا ہوں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ایک دن روزہ رکھ اور دو دن افطار کر۔ میں نے کہا: میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ایک دن روزہ رکھ اور ایک دن چھوڑ اور یہ داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے اور یہ افضل بھی ہے۔ میں نے کہا: میں اس سے بھی بڑھ کر طاقت رکھتا ہوں۔ تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اس سے افضل کوئی نہیں۔''

امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ داؤدی روزہ اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند ہے بخلاف لگاتار روزہ رکھنے کے۔ کیونکہ افطار کے دن انسان اپنے، اپنے گھر والوں اور مہمانوں کے حقوق بھی ادا کر سکتا ہے۔

حدیث سے اخذ شدہ فوائد:

(۱).....آنحضرت ﷺ اپنی امت سے کمال شفقت کرتے ہیں کہ انہیں ایسے کام کرنے پر ابھارا ہے جنہیں کرنے کی وہ ہمیشہ طاقت رکھ سکیں۔

(۲).....عبادات میں حد سے تجاوز کرنے سے منع کیا۔ کیونکہ انسان جب اکتا جائے گا تو اس عمل کو کلیتاً چھوڑ دے گا یا بعض کو چھوڑے گا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اُس قوم کی مذمت کی ہے جنہوں نے عبادات میں حد سے

[1] أخرجه البخاري في كتاب الصوم، باب: صوم الدهر، رقم: ١٩٧٦.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تجاوز کیا، مگر پھر کمی کرتے گئے۔

(۳).....انسان نے اپنے آپ پر عبادات میں سے جو چیز لاگو کی ہے اس کی ہمیشگی پر چاق چوبند رہنا چاہیے۔

(۴).....عبادات کی اقسام میں انبیاء کی اقتداء کرنے کا بھی اشارہ ہے۔ ❶

(۱۶) اللہ کی پسند.....وتر یعنی طاق:

((إِنَّهُ وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ .)) ❷

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ طاق ہے اور طاق کو پسند کرتا ہے۔''

اللہ تعالیٰ کے حق میں وتر کا مطلب یہ ہے کہ وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک اور مثیل نہیں۔ وہ اپنی ذات کے اعتبار سے بھی اکیلا ہے، اس کے اجزاء نہیں ہو سکتے اور نہ ہی وہ انقسام کو قبول کرتا ہے، نیز اپنی صفات میں بھی یکتا ہے۔ اس کے مشابہہ اور مثل بھی کوئی نہیں، وہ اپنے افعال میں بھی اکیلا ہے اس کا کوئی شریک اور مددگار نہیں۔

وتر کو پسند کرنے کا معنی یہ کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اکثر اعمال میں طاق کو پسند فرمایا اور اسی کو فضیلت دی ہے۔ مثلاً نمازیں پانچ، وضو کے اعضاء کو تین تین مرتبہ دھونا، بیت اللہ کے سات چکر، صفا و مروہ میں سات چکر، جمرات کو سات سات کنکریاں مارنا ہیں۔ ایام تشریق بھی طاق یعنی تین، استنجاء بھی تین مرتبہ، کفن بھی طاق یعنی تین کپڑوں میں، اسی طرح زکاۃ بھی پانچ وسق میں فرض ہوتی ہے اور چاندی پر زکاۃ بھی پانچ اوقیہ میں فرض ہوتی ہے اور اس کے علاوہ اونٹوں کا نصاب بھی طاق ہے وغیرہ وغیرہ۔

اللہ اکبر! بڑی بڑی مخلوقات کی گنتی بھی طاق ہے مثلاً سات آسمان، سات زمینیں، سات سمندر، ہفتہ کے سات دن وغیرہ۔ مذکورہ حدیث کا مندرجہ ذیل معنی بھی کیا گیا ہے:

اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے کی صفت یہ ہونی چاہیے کہ وہ اللہ کو ایک جانتے ہوئے خالص اسی کی عبادت کرے۔ یہ معنی بھی مراد لیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس انسان کا یہ عمل قبول کرے گا اور اسے ثواب عطا کرے گا۔

قاضی صاحب بیان کرتے ہیں کہ کسی چیز کی کسی کے ساتھ تھوڑی سے بھی مناسبت ہو جائے تو وہ چیز اسے بہت پسند ہوتی ہے بخلاف اس کے جس کی ذرا بھی مناسبت نہیں۔

بعض علماء نے مذکورہ بالا حدیث کو نماز وتر پر محمول کیا ہے ان کی دلیل حسب ذیل ہے۔ رسول اللہ ﷺ

---

❶ فتح الباری ص ۲۲٤، ٤/۲۲٦۔

❷ أخرجه مسلم في كتاب الذكر، باب: أسماء الله تعالىٰ وفضل من أحصاها، رقم: ٦٨١٠.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ ، فَأَوْتِرُوْا يَا أَهْلَ الْقُرْآنِ .)) ❶

''اللہ تعالیٰ وتر (طاق) ہے اور وتر کو پسند کرتا ہے (لہٰذا) اے قرآن والو! وتر پڑھا کرو۔''

اس دلیل سے لازم نہیں آتا کہ پچھلی حدیث کا بھی یہی مفہوم ہو بلکہ یہ روایت خاص ہے اور پہلی روایت میں عموم واضح ہے۔ ❷

(۱۷) ذوالحجہ کے پہلے دس دن کے نیک اعمال:

((مَا مِنْ أَيَّامٍ الْعَمَلُ الصَّالِحُ فِيْهِنَّ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ مِنْ هٰذِهِ الْأَيَّامِ الْعَشْرِ .)) فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَلَا الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَلَا الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ، إِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ ، فَلَمْ يَرْجِعْ مِنْ ذٰلِكَ بِشَيْءٍ .)) ❸

''محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا: (ذوالحجہ کے) ان (ابتدائی) دس دنوں میں نیک اعمال اللہ تعالیٰ کو بانسبت دوسرے دنوں کے زیادہ پیارے لگتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سوال کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اللہ کے راستہ میں جہاد بھی نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، مگر وہ آدمی جو اپنے نفس اور مال کے ساتھ نکلا، لیکن ان میں سے کوئی بھی چیز واپس لے کر نہیں آیا (یعنی شہید ہو گیا)۔''

تشریح.....: ان دس دنوں سے مراد ذوالحجہ کا پہلا عشرہ ہے۔ ان میں مختلف قسم کے اعمال کیے جاتے ہیں۔ مثلاً (۱)..... حج اور عمرہ کی ادائیگی۔ (مراد یہ ہے کہ ان ایام میں جہاں ہر صالح عمل کا اجر بہت بڑھ جاتا ہے وہاں شہادت فی سبیل اللہ کا اجر بھی بہت بڑھ جاتا ہے۔ جس طرح کہ رمضان میں عمل صالح کی فضیلت معروف اور مشہور ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ .)) ❹

---

❶ صحيح الجامع، رقم: ١٨٢٧.

❷ شرح مسلم للنووي ص ٦، ١٧ـ فتح الباري ص ٢٢٧، ١١ـ تحفة الاحوذي، ص: ٢٤١، ٢ـ

❸ صحيح سنن الترمذي، رقم: ٦٠٥.

❹ أخرجه البخاري في كتاب الحج، باب: فضل الحج المبرور، رقم: ١٥٢١ـ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''جس نے اللہ کے لیے حج کیا اور بیہودہ باتیں اور گناہ نہیں کیا تو وہ ایسے دن کی طرح لوٹا جس دن اسے ماں نے جنم دیا تھا۔''

مزید ارشاد فرمایا:

وَقَالَ ﷺ: ((اَلْعُمْرَةُ إِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا وَالْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الْجَنَّةَ .)) ❶

''ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک کے درمیانی گناہوں کا کفارہ ہے اور مقبول حج کی جزاء جنت کے سوا کچھ نہیں۔''

(۲).....ان دونوں میں روزے بھی رکھے جاتے ہیں:

((كُلُّ عَمَلِ بْنِ آدَمَ يُضَاعَفُ الْحَسَنَةُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِمِئَةِ ضِعْفٍ، قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: إِلَّا الصَّوْمَ فَإِنَّهُ لِيْ وَأَنَا أَجْزِيْ بِهِ يَدَعُ شَهْوَتَهُ وَطَعَامَهُ مِنْ أَجْلِيْ، لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ: فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهِ، وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهِ وَلَخُلُوْفُ فَمِهِ أَطْيَبُ عِنْدَاللّٰهِ مِن رِّيْحِ الْمِسْكِ .)) ❷

''رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ابن آدم کے ہر نیک عمل کا بدلہ دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک بڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: روزے کے سوا۔ کیونکہ یہ میرے لیے (رکھا جاتا) ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔''

خصوصاً غیر حاجی یوم عرفہ کا روزہ رکھے تو اس کا بہت ہی مقام ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((صِيَامُ يَوْمِ عَرَفَةَ أَحْتَسِبُ عَلَى اللّٰهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِيْ قَبْلَهُ وَالسَّنَةَ الَّتِيْ بَعْدَهُ .)) ❸

''عرفہ (نو ذوالحجہ) کے دن کے روزے کے متعلق میرا اللہ تعالیٰ پر یقین ہے کہ وہ (اس کے بدلہ میں) ایک سال پہلے اور ایک سال بعد والے گناہ معاف فرما دیں گے۔''

(۳).....ان دنوں میں اللہ کا ذکر بھی کثرت سے ہوتا ہے مثلاً آتے جاتے مساجد، بازاروں اور گھروں میں بلند آواز کے ساتھ تکبیرات پڑھی جاتی ہیں۔ اللّٰہ اکبر، اللّٰہ اکبر، لا الہ الا اللّٰہ، واللّٰہ

---

❶ أخرجه البخاري في كتاب العمرة، باب: العمرة وجوب العمرة وفضلها، رقم: ١٧٧٤.

❷ أخرجه مسلم في كتاب الصيام، باب: فضل الصيام، رقم: ٢٧٠٦.

❸ أخرجه مسلم في كتاب الصيام، باب: إستحباب صيام ثلاثة أيام من كل شهر ويوم عرفة، رقم: ٢٧٤٦.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اکبر ، اللّٰہ اکبر ، وللّٰہ الحمد اور اس کے علاوہ دوسرے اذکار بھی ہوتے ہیں۔

(۴).....ان ایام میں نوافل، صدقہ وخیرات، جہاد اور تلاوتِ قرآن وغیرہ کا ثواب بانسبت دوسرے دنوں کے بڑھ جاتا ہے۔

(۵)..... نمازِ عید بھی پڑھی جاتی ہے اور اپنے جد اعلیٰ ابراہیم علیہ السلام کی سنت (قربانی) پر بھی عمل کیا جاتا ہے۔

(۱۸) سورۃ الفلق:

((يَا عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ إِنَّكَ لَمْ تَقْرَأْ سُوْرَةً أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَلَا أَبْلَغُ عِنْدَهُ مِنْ: قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ.)) [1]

''حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چمٹا رہا میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! مجھے سورۃ ھود اور سورۃ یوسف پڑھائیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عقبہ بن عامر! یقیناً تو نے ایسی سورت نہیں پڑھی جو اللہ تعالیٰ کو قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ سے زیادہ محبوب اور اس کے ہاں زیادہ مؤثر ہے۔''

تشریح:

﴿ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ○ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ○ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ○ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ○ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ○ ﴾ [الفلق]

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیجیے کہ میں صبح کے رب کی پناہ میں آتا ہوں، ہر اس چیز کی برائی سے جو اس نے پیدا کی ہے اور اندھیری رات کی برائی سے، جب اس کا اندھیرا پھیل جائے اور گرہ لگا کر ان میں پھونکنے والیوں کی برائی سے (بھی) اور حسد کرنے والے کی برائی سے بھی جب وہ حسد کرے۔''

الفلق: بمعنی صبح اور بعض کے نزدیک بمعنی مخلوق ہے یعنی اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو حکم دے رہے ہیں کہ وہ اس کی تمام مخلوق کی برائی سے اللہ کی پناہ مانگے۔

کعب الاحبار رضی اللہ عنہ کے بیان کے مطابق فلق جہنم کا ایک گھر ہے جسے جب کھولا جائے گا تو تمام جہنمی اس کی گرمی کی تیزی اور حدت کی وجہ سے چیخ پڑیں گے۔

بعض کے نزدیک اس سے مراد جہنم کا وہ گہرا گڑھا ہے جس پر پردہ پڑا ہوا ہے چنانچہ جب اس پردے کو ہٹا جائے گا تو جہنم اس کی گرمی کی تیزی کی وجہ سے چیخ و پکار شروع کر دے گی۔

[1] مسند أحمد، رقم: ۱۷۳۴۹، وقال حمزة أحمد الزين: إسناده صحيح.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعض کے ہاں یہ جہنم کا ایک نام ہے اور بعض کے ہاں ہر وہ چیز مراد ہے جو دوسری چیز سے پھوٹے اور نکلے مثلاً حیوان، صبح، گٹھلی، پانی وغیرہ۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں فلق بمعنی صبح کو ترجیح دی ہے۔

مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ: یعنی اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوقات خواہ جہنم ہو یا ابلیس یا اس کی اولاد وغیرہ ہو اس سے پناہ مانگنا۔ بعض کے نزدیک رات کا وہ حصہ مراد ہے جس میں اندھیرا چھا جاتا ہے۔ بعض رات کا چلا جانا مراد لیتے ہیں۔

بعض مفسرین "غَاسِق" کا معنی چاند بتاتے ہیں۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند کو دیکھا اور فرمایا:

((يَا عَائِشَةُ اسْتَعِيْذِيْ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ هٰذَا، فَإِنَّ هٰذَا هُوَ الْغَاسِقُ إِذَا وَقَبَ .)) [1]

"اے عائشہ! اس کے شر سے اللہ کی پناہ مانگو کیونکہ یہی وہ غاسق ہے جب چھپ جاتا ہے۔ (تو اندھیرا کر دیتا ہے)۔"

وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ: اس سے وہ جادوگرنیاں مراد ہیں جو گرہ میں جادو پڑھ کر پھونک مارتی ہیں۔

وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ: حسد کا مفہوم یہ ہے کہ حاسد اپنے لیے نعمت کے حصول کی خواہش کرے یا نہ کرے مگر جس پر حسد کر رہا ہے اس سے اللہ کی نعمت کے زوال کا خواہش مند ہو۔

حسد بہت بری چیز ہے اور حاسد اللہ تعالیٰ کی نعمت کا دشمن ہوتا ہے۔

بعض دانا لوگ بیان کرتے ہیں کہ حاسد اپنے رب تعالیٰ سے پانچ اشیاء میں مقابلہ کرتا ہے:

(۱).....غیر پر جو بھی نعمت کی گئی اسے ناپسند کرتا ہے۔

(۲).....اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی نہیں کیونکہ اس کا ذہن یہی ہوتا ہے کہ یہ تقسیم اس طرح درست نہیں تھی۔

(۳).....اللہ تعالیٰ کے کام اور فعل کی مخالفت کرتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ تو اپنا فضل جسے چاہے عطا کرے مگر یہ اللہ کے فضل کے ساتھ بخیلی سے کام لیتا ہے۔

(۴).....اللہ تعالیٰ کے دوستوں کی رسوائی اور ذلت اور ان سے نعمت کے چھن جانے کا خواہش مند ہے۔

(۵).....اللہ کے دشمن ابلیس کی مدد کرتا ہے۔

یہ سورت معوذات میں سے ایک ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] صحيح سنن الترمذي، رقم: ٢٦٨١.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((أُنْزِلَ ..... أَوْ أُنْزِلَتْ ..... عَلَيَّ آيَاتٌ لَمْ نُرْ مِثْلَهُنَّ قَطُّ: اَلْمُعَوَّذَتَيْنِ .)) ❶

''مجھ پر ایسی آیات نازل ہوئیں ہیں جن کی مثل کبھی نہیں دیکھی گئی۔ (ان سے مراد) معوذتین (یعنی قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ہیں)۔''

آنحضرت ﷺ نے حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ کو فرمایا:

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ كُنْتُ أَقُوْدُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ نَاقَتَهُ فِي السَّفَرِ فَقَالَ لِيْ يَا عُقْبَةُ: أَلَا أُعَلِّمُكَ خَيْرَ سُوْرَتَيْنِ قُرِئَتَا؟ فَعَلَّمَنِيْ: ﴿ قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ﴾ وَ ﴿ قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ﴾ قَالَ: فَلَمْ يَرَنِيْ سَرُرْتُ بِهِمَا جِدًّا فَلَمَّا نَزَلَ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ صَلَّى بِهِمَا، صَلَاةَ الصُّبْحِ لِلنَّاسِ، فَلَمَّا فَرَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الصَّلَاةِ اِلْتَفَتَ إِلَيَّ فَقَالَ: ((يَا عُقْبَةُ كَيْفَ رَأَيْتَ؟)) ❷

''کیا میں تجھ کو بہترین پڑھی گئی دو سورتیں نہ سکھاؤں؟ (حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) پھر آپ ﷺ نے مجھے قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ سکھائیں۔ عقبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے مجھے بہت زیادہ خوش ہوتے ہوئے دیکھا، چنانچہ جب صبح کی نماز کے لیے آپ ﷺ آئے تو صبح کی نماز میں یہی دونوں سورتیں پڑھیں، جب نماز سے فارغ ہوئے تو میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے عقبہ! اب تمہارا کیا خیال ہے؟ کیا اب بھی یہ معمولی سورتیں ہیں۔''

اس حدیث میں ان دو سورتوں کی عظیم فضیلت ذکر ہوئی ہے۔ چنانچہ یہ ہر روز کئی مرتبہ اور کئی احوال میں پڑھی جاتی ہیں مثلاً پانچوں نمازوں کے بعد، صبح اور شام کے وقت، سوتے وقت، بیماری کی حالت میں ان کا دم بھی کیا جاتا ہے، اور شیطان سے پناہ کے وقت۔ ان کے دلائل حسب ذیل ہیں:

نمازوں کے بعد:

حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے رسول اکرم ﷺ نے حکم دیا:

((أَمَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ أَقْرَأَ بِالْمُعَوَّذَتَيْنِ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ .)) ❸

---

❶ أخرجه مسلم في فضائل القرآن ما يتعلق به، باب: فضل قراءة المعوذتين، رقم: ١٨٩١ـ صحيح سنن الترمذي، رقم: ٢٦٨٢.

❷ صحيح سنن أبي داود، رقم: ١٢٩٨.

❸ صحيح سنن الترمذي، رقم: ٢٣٢٤ـ صحيح أبي داود، رقم: ١٣٦٣.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''میں ہر نماز کے بعد معوذتین پڑھا کروں۔''

نمازوں کے بعد کے اذکار میں سورۃ اخلاص اور ان سورتوں کا ذکر بھی شامل ہے لیکن صبح اور مغرب کی نماز کے بعد ان کو تین تین مرتبہ پڑھنا زیادہ افضل ہے۔

صبح و شام کا ذکر:

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ خُبَيْبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: خَرَجْنَا فِيْ لَيْلَةٍ مُطِيْرَةٍ وَظُلْمَةٍ شَدِيْدَةٍ، نَطْلُبُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لِيُصَلِّيَ لَنَا، فَأَدْرَكْنَاهُ، فَقَالَ: ((أَصَلَّيْتُمْ؟)) فَلَمْ أَقُلْ شَيْئًا، فَقَالَ: ((قُلْ.)) فَلَمْ أَقُلْ شَيْئًا، ثُمَّ قَالَ: ((قُلْ.)) فَلَمْ أَقُلْ شَيْئًا، ثُمَّ قَالَ: ((قُلْ.)) فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَا أَقُوْلُ؟ قَالَ: ((قُلْ: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ وَالْمُعَوِّذَتَيْنِ، حِيْنَ تُمْسِيْ وَحِيْنَ تُصْبِحُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ تَكْفِيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ.)) [1]

''حضرت عبداللہ بن خبیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم بارش والی اور سخت تاریکی کی ایک رات میں رسول اللہ ﷺ کی تلاش میں نکلے تاکہ آپ ﷺ ہمیں نماز پڑھائیں تو میں نے آپ ﷺ کو ڈھونڈ لیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: کیا تم نے نماز ادا کر لی ہے؟ میں نے کچھ نہ کہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کہو! میں خاموش رہا اور کچھ نہ کہا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کہو! میں خاموش رہا۔ پھر فرمایا: کہو۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں کیا کہوں؟ فرمایا: شام اور صبح کے وقت ﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ ﴾ اور معوذتین (سورۃ فلق اور الناس) پڑھا کرو یہ تجھ کو ہر چیز سے کفایت کر جائیں گی۔''

کفایت کرنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ سورتیں تجھ سے ہر قسم کی برائی دور کریں گی یا یہ مفہوم ہے کہ ان کے علاوہ جو دوسری پناہ مانگنے والی دعائیں وغیرہ ہیں، ان کی بجائے یہ تجھے کافی ہو جائیں گی۔

سوتے وقت کا ذکر:

آنحضرت ﷺ نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کو فرمایا:

((يَا عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ، أَلَا أُعَلِّمُكَ سُوَرًا مَا أُنْزِلَتْ فِي التَّوْرَاةِ وَلَا فِي الزَّبُوْرِ وَلَا فِي الْإِنْجِيْلِ وَلَا فِي الْفُرْقَانِ مِثْلُهُنَّ؛ لَا يَأْتِيْنَ عَلَيْكَ لَيْلَةٌ إِلَّا قَرَأْتَهُنَّ فِيْهَا ﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ ﴾ وَ ﴿ قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ﴾ وَ ﴿ قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ﴾.)) [2]

---

[1] سورة الإخلاص، الآية: ١۔ صحيح سنن الترمذي، رقم: ٢٨٢٩.

[2] مسند أحمد، رقم: ١٧٣٨٣، وقال حمزة أحمد الزين: إسناده صحيح.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''کیا میں تجھے ایسی سورتیں نہ سکھلاؤں کہ ان جیسی سورتیں نہ تورات، نہ زبور، نہ انجیل اور نہ ہی قرآن میں نازل ہوئی ہیں۔ چنانچہ ہر رات ان سورتوں کو پڑھنا (وہ سورتیں یہ ہیں) قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ، قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ. حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہر رات ان کو پڑھا کرتا تھا اور میرا یہ حق ہے کہ میں ان کو ترک نہ کروں (کیونکہ) مجھے ان کے (پڑھنے) کا حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہر رات جب اپنے بستر پر تشریف لے جاتے تو معوذات کو پڑھ کر اپنے آپ پر پھونک مارتے، چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَوٰى إِلَى فِرَاشِهِ كُلَّ لَيْلَةٍ جَمَعَ كَفَّيْهِ ثُمَّ نَفَثَ فِيْهِمَا فَقَرَأَ فِيْهِمَا ﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ ۝ ﴾ وَ ﴿ قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ ﴾ وَ ﴿ قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝ ﴾ ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهِ، يَبْدَأُ بِهِمَا عَلٰى رَأْسِهِ وَوَجْهِهِ وَمَا أَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهِ، يَفْعَلُ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.)) [1]

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر رات کو جب (سونے کے لیے) اپنے بستر پر جاتے تو دونوں ہتھیلیاں ملا کر ان میں پھونکتے اور یہ سورتیں پڑھتے: قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ، قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ. پھر اپنے سارے بدن پر جہاں تک ہوسکتا ان کو پھیرتے۔ پہلے سر اور منہ پر اور سامنے کے بدن پر ہاتھ پھیرتے اور ایسا تین بار کرتے۔''

بیماری کی حالت میں:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

((أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا اشْتَكٰى يَقْرَأُ عَلٰى نَفْسِهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ وَيَنْفُثُ، فَلَمَّا اشْتَدَّ وَجَعُهُ كُنْتُ أَقْرَأُ عَلَيْهِ وَأَمْسَحُ بِيَدِهِ رَجَاءَ بَرَكَتِهَا.)) [2]

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیمار ہوتے تو معوذات پڑھ کر اپنے اوپر پھونکتے تو جب (مرض الموت) آپ کی بیماری سخت ہوگئی تو میں یہ سورتیں پڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کی برکت کے خیال سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن پر پھیرتی۔''

---

[1] أخرجه البخاري في كتاب فضائل القرآن، باب: فضل المعوذات، رقم: ٥٠١٧.

[2] أخرجه البخاري في كتاب فضائل القرآن، باب: فضل المعوذات، رقم: ٥٠١٦.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

وَعَنْهَا أَيْضًا: ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَنْفُثُ عَلَىٰ نَفْسِهِ ..... فِي الْمَرَضِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ ..... بِالْمُعَوِّذَاتِ، فَلَمَّا ثَقُلَ كُنْتُ أَنْفُثُ عَنْهُ بِهِنَّ، وَأَمْسَحُ بِيَدِهِ نَفْسَهُ لِبَرَكَتِهَا .)) ❶

''آنحضرت ﷺ اپنی اس بیماری میں جس میں وفات پائی معوذات پڑھ کر اپنے آپ پر پھونکتے تھے تو جب آپ بوجھل ہو گئے تو میں معوذات (سورتیں) پڑھ کر آپ ﷺ پر پھونکتی اور آپ کے ہاتھ کی برکت کی وجہ سے آپ ﷺ کا ہاتھ آپ کے جسم پر پھیرتی۔''

امام زہری سے سوال ہوا: آنحضرت ﷺ کیسے پھونکتے تھے تو انہوں نے جواب دیا کہ اپنے ہاتھوں پر پھونک مارتے اور دونوں ہاتھ چہرے پر پھیرتے۔

کسی خوف کے وقت اور کائناتی تغیر کے وقت بھی آنحضرت ﷺ نے معوذتین کے ساتھ پناہ مانگنے کا حکم دیا ہے۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جُحفہ (جگہ کا نام) اور ابواء (جگہ کا نام) کے درمیان جا رہا تھا اچانک ہمیں ہوا اور سخت اندھیرے نے ڈھانپ لیا تو آنحضرت ﷺ قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ کے ساتھ پناہ مانگنا شروع ہو گئے۔ اور فرمایا:

((يَا عُقْبَةُ، تَعَوَّذْ بِهِمَا فَمَا تَعَوَّذَ مُتَعَوِّذٌ بِمِثْلِهِمَا قَالَ وَسَمِعْتُهُ يَؤُمُّنَا بِهِمَا فِي الصَّلَاةِ .)) ❷

''اے عقبہ! ان دونوں سورتوں کے ساتھ پناہ مانگ (کیونکہ) کسی پناہ مانگنے والے نے ان دونوں سورتوں جیسی کسی اعلیٰ چیز کے ساتھ پناہ نہیں مانگی ہوگی۔''

یعنی مخلوق کے شر، جادو، حسد، جن وانس میں سے میں جو شیاطین ہیں، ان کے شر اور وسوسوں سے بچنے کے لیے یہ سورتیں بہترین تعویذ ہیں۔ ❸

---

❶ أخرجه البخاري في كتاب الطب، باب: الرقي بالقرآن والمعوذات، رقم: ٥٧٣٥.

❷ صحيح سنن أبي داود، رقم: ١٢٩٩.

❸ تفسير ابن كثير، ص: ٤/٦١٣ ـ تفسير قرطبي، ص: ٢٠/١٧٧ ـ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۹) اللہ کی پسند..... باجماعت نماز میں لوگوں کی کثرت:

((عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ: صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ يَوْمًا الصُّبْحَ فَقَالَ: أَشَاهَدَ فُلَانٌ؟ قَالُوْا: لَا . قَالَ: أَشَاهَدَ فُلَانٌ؟ قَالُوْا: لَا . قَالَ: إِنَّ هَاتَيْنِ الصَّلَاتَيْنِ أَثْقَلُ الصَّلَوَاتِ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ، وَلَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا فِيْهِمَا وَلَوْ حَبْوًا عَلَى الرُّكَبِ وَإِنَّ الصَّفَّ الْأَوَّلَ عَلَى مِثْلِ صَفِّ الْمَلَائِكَةِ وَلَوْ عَلِمْتُمْ مَا فَضِيْلَتُهُ لَابْتَدَرْتُمُوْهُ، وَصَلَاةُ الرَّجُلِ مَعَ الرَّجُلِ أَزْكٰى مِنْ صَلَاتِهِ وَحْدَهُ، وَصَلَاتُهُ مَعَ الرَّجُلَيْنِ أَزْكٰى مِنْ صَلَاتِهِ مَعَ الرَّجُلِ، وَمَا كَثُرَ فَهُوَ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى .)) [1]

''ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: ''رسول اللہ ﷺ نے ہمیں صبح کی نماز پڑھائی اور پھر دریافت فرمایا کیا فلاں شخص موجود ہے؟ لوگوں نے کہا نہیں، فرمایا ''کیا فلاں آیا تھا۔ لوگوں نے کہا ''نہیں'' آپ نے فرمایا بے شک یہ دو نمازیں (عشاء اور فجر) منافقین پر بہت بھاری ہیں۔ اگر انہیں ان دونوں کے (باجماعت) اجر کا علم ہو جائے تو وہ گھٹنوں پر چل کر بھی آ سکیں تو آئیں۔ اور بے شک پہلی صف تو فرشتوں کی صف کی مانند ہے۔ اگر تمہیں اس کی فضیلت کا علم ہو تو تم لوگ اس پر جھپٹ پڑو۔ آدمی کا دوسرے آدمی کے ساتھ نماز پڑھنا اکیلے پڑھنے سے بہتر ہے۔ اور دو آدمیوں کے ساتھ نماز ادا کرنا ایک کے ساتھ پڑھنے سے بہتر ہے اور جتنے زیادہ (نمازی) ہوں گے تو اللہ کے ہاں یہ بات زیادہ پسندیدہ ہے۔''

تشریح.....: باجماعت نماز سے مراد وہ نماز ہے جو مسلمان مکلّف پر فرض کی گئی ہے، جسے ادا کرنے کے لیے کئی نمازی حاضر ہوتے ہیں اور جتنے نمازیوں کی تعداد بڑھتی جائے گی اتنی ہی یہ چیز اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہوگی۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے پسندیدہ جگہ مسجد ہے چنانچہ نمازیوں کی کثرت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے باجماعت نماز کا ثواب اکیلے کے مقابلہ میں ستائیس درجہ زیادہ رکھا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلَاةَ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَّعِشْرِيْنَ دَرَجَةً .)) [2]

''باجماعت نماز اکیلے کی نماز کے مقابلہ میں ستائیس درجہ افضل ہے۔''

مساجد کی طرف جانا اور واپس آنا اور ان مساجد میں بیٹھ کر نماز کا انتظار کرنا اور پہلی صف میں شامل ہونا

---

[1] صحيح سنن أبي داود، رقم: ٥١٨.

[2] أخرجه البخاري في كتاب الأذان، باب: فضل صلاة الجماعة، رقم: ٦٤٥.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وغیرہ ان سب کاموں میں اللہ تعالیٰ نے بہت زیادہ ثواب مقرر کیا ہے۔ چنانچہ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

((أَعْظَمُ النَّاسِ أَجْرًا فِي الصَّلَاةِ أَبْعَدُهُمْ فَأَبْعَدُهُمْ مَمْشًى ، وَالَّذِي يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ حَتّٰى يُصَلِّيَهَا مَعَ الْإِمَامِ أَعْظَمُ أَجْرًا مِنَ الَّذِي يُصَلِّي ثُمَّ يَنَامُ .)) [1]

''سب سے زیادہ نماز کا ثواب اس کو ملتا ہے جو (مسجد) دور سے چل کر آتا ہے، پھر وہ جو اس سے بھی زیادہ دور سے چل کر آتا ہے۔ اور جو شخص امام کے ساتھ نماز پڑھنے کا منتظر رہتا ہے وہ اس شخص سے کہیں زیادہ اجر کا مستحق ہے جو (جماعت کے بغیر ہی) نماز پڑھ کر سو جاتا ہے۔''

نیز فرمایا:

((مَنْ غَدَا إِلَى الْمَسْجِدِ وَرَاحَ أَعَدَّ اللّٰهُ لَهُ نُزُلَهُ مِنَ الْجَنَّةِ كُلَّمَا غَدَا أَوْ رَاحَ .)) [2]

''آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جو شخص صبح یا شام (نماز کے لیے) مسجد کی طرف جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں مہمانی تیار کرتا ہے، جب بھی صبح یا شام کو جائے گا۔''

رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

((مَنْ تَطَهَّرَ فِي بَيْتِهِ ثُمَّ مَشٰى إِلٰى بَيْتٍ مِنْ بُيُوْتِ اللّٰهِ لِيَقْضِيَ فَرِيْضَةً مِنْ فَرَائِضِ اللّٰهِ كَانَتْ خُطْوَتَاهُ إِحْدَاهُمَا تَحُطُّ خَطِيْئَةً وَالْأُخْرٰى تَرْفَعُ دَرَجَةً .)) [3]

''جس نے گھر میں وضو کیا، پھر اللہ کے فرائض میں سے ایک فرض کو پورا کرنے کے لیے اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر کی طرف چلا تو اس کے دونوں قدموں میں سے ایک خطا گراتا ہے اور دوسرا درجہ بلند کرتا ہے۔''

نیز فرمایا:

((مَنْ خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ مُتَطَهِّرًا إِلَى صَلَاةٍ مَكْتُوْبَةٍ فَأَجْرُهُ كَأَجْرِ الْحَاجِّ الْمُحْرِمِ وَمَنْ خَرَجَ إِلٰى تَسْبِيْحِ الضُّحٰى لَا يَنْصِبُهُ إِلَّا إِيَّاهُ فَأَجْرُهُ كَأَجْرِ الْمُعْتَمِرِ ، وَصَلَاةٌ عَلٰى أَثَرِ صَلَاةٍ لَا لَغْوَ بَيْنَهُمَا كِتَابٌ فِي عِلِّيِّيْنَ .)) [4]

''جو آدمی اپنے گھر سے وضو کی حالت میں فرض نماز کی (ادائیگی کے لیے) نکلا تو اس کا اجر احرام باندھنے والے حاجی کے اجر کی مثل ہے اور جو کوئی چاشت کی نماز کو نکلتا ہے اور وہ صرف اسی نماز کی

---

[1] أخرجه البخاري في كتاب الأذان، باب: فضل صلاة الفجر في جماعة، رقم: ٦٥١.

[2] أخرجه البخاري في كتاب الأذان، باب: فضل من غدا إلى المسجد ومن راح، رقم: ٦٦٢.

[3] أخرجه مسلم في كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب: ثواب المشي إلى الصلاة، رقم: ١٥٢١۔

[4] صحيح سنن أبي داود، رقم: ٥٢٢۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاطر ہی جاتا ہے تو اس کا اجر عمرہ کرنے والے کی طرح ہے۔ ایک نماز کے بعد دوسری نماز پڑھنا جن کے درمیان لغو نہ ہو تو ایسی نماز علیین میں ہے (یعنی جنت میں جانے کا ذریعہ ہے)۔''

پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

((بَشِّرِ الْمَشَّائِيْنَ فِيْ الظُّلَمِ إِلَى الْمَسَاجِدِ بِالنُّوْرِ التَّامِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ .)) ❶

''اندھیروں میں مساجد کی طرف کثرت سے چلنے والوں کو قیامت کے دن (میں) مکمل نور کی خوشخبری سنا دو۔''

نیز فرمایا:

((لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الْأَوَّلِ، ثُمَّ لَمْ يَجِدُوْا إِلَّا أَنْ يَسْتَهِمُوْا لَاسْتَهَمُوْا عَلَيْهِ .)) ❷

''رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اگر لوگوں کو علم ہو جائے کہ اذان اور پہلی صف میں شامل ہونے میں کیا (ثواب) ہے تو وہ قرعہ اندازی کرنے کے علاوہ کوئی چارۂ کار نہ پائیں، تو وہ اس پر ضرور قرعہ اندازی کریں۔''

آنحضرت ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

((أَلْمَلَائِكَةُ تُصَلِّيْ عَلَى أَحَدِكُمْ مَا دَامَ فِيْ مُصَلَّاهُ مَا لَمْ يُحْدِثْ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ، أَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ . لَا يَزَالُ أَحَدُكُمْ فِيْ صَلَاةٍ مَا دَامَتِ الصَّلَاةُ تَحْبِسُهُ، لَا يَمْنَعُهُ أَنْ يَنْقَلِبَ إِلَى أَهْلِهِ إِلَّا الصَّلَاةُ .)) ❸

''تم میں سے کوئی جب تک اپنی نماز کی جگہ بیٹھا رہے تو فرشتے اس کے لیے دعا کرتے ہیں جب تک اس کا وضو نہ ٹوٹے (یوں دعا کرتے ہیں) اے اللہ! اس کو بخش دے۔ اے اللہ! اس پر رحم فرما۔ اور تم میں سے کوئی جب تک نماز کے لیے رکا رہتا ہے تو وہ گویا نماز ہی میں ہے بشرطیکہ اس کو اپنے گھر لوٹ جانے سے نماز کے سوا اور کوئی چیز نہ روکتی ہو۔''

نبی کریم ﷺ نے اس چیز کی بھی وضاحت کی کہ مساجد میں نماز پڑھنے سے خصوصاً کر صبح اور عشاء کی نماز سے منافق ہی غیر حاضر ہوتا ہے اور آپ ﷺ نے پیچھے رہنے والوں کے گھروں کو جلا ڈالنے کا ارادہ بھی ظاہر کیا

❶ صحيح سنن أبي داود، رقم: ٥٢٥۔

❷ أخرجه البخاري في كتاب الأذان، باب: فضل التهجير إلى الظهر، رقم: ٦٥٢۔

❸ أخرجه البخاري في كتاب الأذان، باب: من جلس في المسجد ينتظر الصلاة، وفضل المساجد، رقم: ٦٥٩۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ چنانچہ فرمایا:

((لَيْسَ صَلَاةٌ أَثْقَلَ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ مِنَ الْفَجْرِ وَالْعِشَاءِ، وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِيْهِمَا لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا. لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ الْمُؤَذِّنَ فَيُقِيْمَ، ثُمَّ آمُرَ رَجُلًا يَؤُمُّ النَّاسَ، ثُمَّ آخُذَ شُعَلًا مِنْ نَارٍ فَأُحَرِّقَ عَلٰى مَنْ لَا يَخْرُجُ إِلَى الصَّلَاةِ بَعْدُ.)) [1]

''منافقوں پر کوئی نماز صبح اور عشاء کی نماز سے زیادہ بھاری نہیں ہے اور اگر لوگ ان دونوں نمازوں کے ثواب کو جان لیتے (اور چل نہ سکتے) تو گھٹنوں کے بل گھسٹتے ہوئے ان کے لیے آتے۔ اور میں نے یہ ارادہ کیا کہ مؤذن سے کہوں، وہ اقامت کہے اور ایک شخص کو امام بنا دوں وہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور میں آگ کی چنگاریاں لے کر لوگوں کو جلا دوں جو ابھی تک نماز کے لیے نہیں نکلے۔''

آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں مریضوں اور ان منافقین کے سوا جن کا نفاق معلوم تھا، جماعت سے پیچھے کوئی نہیں رہتا تھا بلکہ اگر کوئی مریض دو آدمیوں کے کندھوں کا سہارا لے کر مسجد میں آ سکتا تو ضرور حاضری دیتا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جس کو یہ بات اچھی لگے کہ مسلمانی کی حالت میں قیامت کے دن اللہ سے ملاقات کرے تو وہ ان نمازوں کی حفاظت کرے جب بھی ان نمازوں کی اذان دی جائے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی کے لیے طریقے مقرر کر دیے اور یہ نمازیں بھی انہی میں سے ہیں۔ اگر تم ان کو گھر میں پڑھو، جیسے جماعت کا چھوڑنے والا کوئی شخص اپنے گھر میں پڑھتا ہے تو یقیناً تم نے اپنے نبی علیہ السلام کا طریقہ چھوڑ دیا اور اگر تم نے اپنے نبی کا طریقہ چھوڑ دیا تو یقیناً تم گمراہ ہو گئے۔ کوئی شخص ایسا نہیں ہے کہ طہارت حاصل کرے اور اچھی طرح طہارت حاصل کرے، پھر ان مسجدوں میں سے کسی مسجد کا ارادہ کرے مگر اللہ تعالیٰ اس کے ہر اس قدم پر جو وہ اٹھاتا ہے، ایک نیکی لکھتا ہے اور ایک درجہ بلند کرتا ہے اور ایک گناہ گھٹاتا ہے۔ ہم اپنے ساتھیوں کو ایسا دیکھتے تھے کہ جماعت سے غیر حاضر کوئی نہیں ہوتا تھا مگر منافق جس کا نفاق کھلا معلوم ہوتا۔ بسا اوقات کوئی آدمی دو شخصوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھ کر چلایا جاتا تھا یہاں تک کہ صف میں کھڑا کر دیا جاتا تھا۔ [2]

[1] أخرجه البخاري في كتاب الأذان، باب: فضل العشاء في الجماعة، رقم: ٦٥٧۔

[2] مسلم كتاب المساجد ومواضع الصلوٰة باب فضل صلاة الجماعة والتشديد في التخلف عنها۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل ثانی

اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ اُمور

(۱) ظالم بادشاہ کے سامنے کلمہ حق کہنا:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَحَبُّ الْجِهَادِ إِلَى اللّٰهِ كَلِمَةُ حَقٍّ تُقَالُ لِإِمَامٍ جَائِرٍ .)) ❶

''اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے پسندیدہ جہاد ظالم بادشاہ کو حق بات کہنا ہے۔''

تشریح.....: کلمۂ حق سے مراد ظالم بادشاہ کو کسی نیکی کا حکم یا کسی برائی سے روکنا ہے یہ کام خواہ الفاظ سے کرے یا لکھ کر یا اس کے علاوہ کسی اور طریقہ سے کرے۔

اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کے پسندیدہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ دشمن کے مقابلہ میں جہاد کرنے والا خوف بھی رکھتا ہے اور امید بھی۔ اسے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ غالب آئے گا یا مغلوب ہوگا مگر ظالم بادشاہ کے سامنے حق بات کہنے کی وجہ سے اس نے اپنے آپ کو یقینی ہلاکت میں داخل کرلیا ہے۔ لہٰذا جہاد کی اس قسم میں خوف کا غلبہ زیادہ ہوتا ہے اس لیے اس کو افضل قرار دیا گیا۔ ❷

(۲) اللہ کی پسند..... دین اسلام:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ۝ ﴾ [المائدہ: ۳]

''آج میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو کامل کردیا اور تم پر اپنا انعام پورا کردیا اور میں تمہارے لیے اسلام کے دین ہونے پر رضامند ہوگیا۔''

اسلام: یہ گواہی دینا کہ اللہ کے علاوہ کوئی بھی معبود برحق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ نماز قائم کرنا، زکاۃ ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا اور جو استطاعت رکھے اس کا حج کرنا، اسلام کہلاتا ہے۔

امت محمدیہ پر اللہ تعالیٰ کی یہ بہت بڑی نعمت ہے کہ ان کو کسی دوسرے دین کا محتاج نہیں بنایا بلکہ انہی کا دین

❶ صحیح الجامع، رقم: ۱۶۶۔ ❷ عون المعبود شرح ابوداؤد ص ۳۳۵، ۱۱۱

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کامل کر دیا اور نہ ہی آنحضرت ﷺ کے علاوہ کسی نبی کا محتاج بنایا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو خاتم الانبیاء بنایا اور تمام جن وانس کی طرف مبعوث کیا۔ چنانچہ ہر وہ چیز حلال ہے جسے آنحضور ﷺ حلال کہیں اور ہر وہ چیز حرام ہے جسے آپ ﷺ حرام قرار دیں اور ہر وہ چیز دین وشریعت کا حصہ ہے جسے آپ ﷺ دین شمار کریں اور جس چیز کے متعلق آپ ﷺ خبر دیں، وہ سچ ہے، اس میں جھوٹ کا شائبہ تک نہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ۝ ﴾ [الانعام: ۱۱۵]

''اور تیرے رب کا کلام واقعیت اور اعتدال کے اعتبار سے کامل ہے۔''

یعنی اخبار و واقعات کے لحاظ سے سچا اور احکام و مسائل کے اعتبار سے عادل ہے یعنی اس کا ہر امر اور نہی عدل وانصاف پر مبنی ہے۔ اسی بناء پر اللہ تعالیٰ نے اس دین کو کامل کہا:

﴿ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ؕ ﴾

[المائدہ: ۳]

''آج میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنا انعام پورا کر دیا اور میں تمہارے لیے اسلام کے دین ہونے پر رضا مند ہو گیا۔''

یعنی تم بھی اس دین سے پیار کرو کیونکہ یہ دین اللہ تعالیٰ کو پسند اور پیارا ہے اور اس دین کو لے کر آنے والی شخصیت افضل الرسل ہے اور اللہ نے اس دین میں اشرف ترین کتاب کا نزول فرمایا ہے۔

صرف اس دین کو محبوب سمجھنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اس دین کو غلبہ واقتدار دینے کا وعدہ بھی فرمایا۔

﴿ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ ﴾ [النور: ۵۵]

''تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کیے ہیں اللہ تعالیٰ وعدہ فرما چکا ہے کہ انہیں ضرور زمین (خاص علاقہ) کا حاکم بنائے گا، جیسے کہ ان لوگوں کو حاکم بنایا تھا جو ان سے پہلے تھے اور یقیناً ان کے لیے ان کے دین کو مضبوطی کے ساتھ محکم کر کے جما دے گا، جیسے ان کے لیے وہ پسند فرما چکا ہے اور ان کے خوف وخطر کو وہ امن وامان سے بدل دے گا، وہ میری عبادت کریں گے میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے، اس کے بعد بھی جو لوگ کفر کریں وہ یقیناً فاسق ہیں۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کامل کر دیا اور نہ ہی آنحضرت ﷺ کے علاوہ کسی نبی کا محتاج بنایا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو خاتم الانبیاء بنایا اور تمام جن وانس کی طرف مبعوث کیا۔ چنانچہ ہر وہ چیز حلال ہے جسے آنحضور ﷺ حلال کہیں اور ہر وہ چیز حرام ہے جسے آپ ﷺ حرام قرار دیں اور ہر وہ چیز دین وشریعت کا حصہ ہے جسے آپ ﷺ دین شمار کریں اور جس چیز کے متعلق آپ ﷺ خبر دیں، وہ سچ ہے، اس میں جھوٹ کا شائبہ تک نہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ۝ ﴾ [الانعام: ۱۱۵]

''اور تیرے رب کا کلام واقعیت اور اعتدال کے اعتبار سے کامل ہے۔''

یعنی اخبار و واقعات کے لحاظ سے سچا اور احکام و مسائل کے اعتبار سے عادل ہے یعنی اس کا ہر امر اور نہی عدل وانصاف پر مبنی ہے۔ اسی بناء پر اللہ تعالیٰ نے اس دین کو کامل کہا:

﴿ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ؕ ﴾

[المائدہ: ۳]

''آج میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنا انعام پورا کر دیا اور میں تمہارے لیے اسلام کے دین ہونے پر رضا مند ہو گیا۔''

یعنی تم بھی اس دین سے پیار کرو کیونکہ یہ دین اللہ تعالیٰ کو پسند اور پیارا ہے اور اس دین کو لے کر آنے والی شخصیت افضل الرسل ہے اور اللہ نے اس دین میں اشرف ترین کتاب کا نزول فرمایا ہے۔

صرف اس دین کو محبوب سمجھنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اس دین کو غلبہ واقتدار دینے کا وعدہ بھی فرمایا۔

﴿ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ ﴾ [النور: ۵۵]

''تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کیے ہیں اللہ تعالیٰ وعدہ فرما چکا ہے کہ انہیں ضرور زمین (خاص علاقہ) کا حاکم بنائے گا، جیسے کہ ان لوگوں کو حاکم بنایا تھا جو ان سے پہلے تھے اور یقیناً ان کے لیے ان کے دین کو مضبوطی کے ساتھ محکم کر کے جما دے گا، جیسے ان کے لیے وہ پسند فرما چکا ہے اور ان کے خوف وخطر کو وہ امن وامان سے بدل دے گا، وہ میری عبادت کریں گے میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے، اس کے بعد بھی جو لوگ کفر کریں وہ یقیناً فاسق ہیں۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے اسلام کو جمانے کا وعدہ کیا اور اس کو پورا کر کے دکھلا دیا۔ ابتداءً نبی علیہ السلام مکہ میں اکیلے تھے، پھر تھوڑی سی جماعت بن گئی چنانچہ مکہ میں تقریباً تیرہ سال تک یہ لوگ چھپ کر اور ڈرتے ہوئے اللہ کی توحید اور عبادت کی طرف دعوت دیتے رہے۔ انہیں قتال کا حکم نہیں ملا تھا حتیٰ کہ مدینہ کی طرف ہجرت کا حکم ہوا تو وہاں جا کر قتال کرنے کا حکم ملا، لہٰذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پہلے اللہ تعالیٰ نے مکہ، خیبر، بحرین اور تمام جزیرۃ العرب اور یمن کی سرزمین مسلمانوں کے زیر سایہ کر دی۔ نبی علیہ السلام نے ہجر کے مجوسیوں سے جزیہ (ٹیکس) وصول کیا، اسی طرح شام کے بعض علاقوں کے باشندوں سے بھی جزیہ لیا۔ رومیوں کے بادشاہ ہرقل اور مصر و اسکندریہ کے مالک اور عمان کے بادشاہوں اور حبشہ کے بادشاہ نجاشی نے آپ کی خدمت میں تحائف بھیجے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جو اشیاء کمزور ہو کر بکھر گئی تھیں انہیں مجتمع کرنے کے لیے آپ کے خلیفہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے چنانچہ انہوں نے جزیرۃ العرب کو پکڑا اور مرکز بنایا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی کمان میں اسلامی لشکر فارس کے شہروں کی طرف بھیجا، جنہوں نے کئی شہر فتح کر لیے اور ایک دوسرا لشکر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں شام کی طرف روانہ کیا اور تیسرا لشکر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی نگرانی میں مصر کی طرف بھیجا۔ چنانچہ شامی لشکر نے اللہ کی مدد سے ان کی زندگی میں ہی دمشق وغیرہ فتح کر لیے اور اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام پر ایک احسان یہ بھی کیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا الہام کر دیا۔ جنہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد معاملات کو کمال طریقہ سے کنٹرول کیا، حتیٰ کہ چشم فلک نے بھی انبیاء کے بعد ان جیسا عدل و انصاف اور مضبوط سیرت والا نہیں دیکھا، لہٰذا ان کی زندگی میں ہی شام کا مکمل علاقہ اور مصر کی پوری سرزمین اور فارس کے اکثر صوبے مسلمانوں کے زیر سایہ آ گئے۔ سلطنت کسریٰ کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے، حتیٰ کہ وہ اپنی مملکت کے دور ترین علاقہ میں پسپا ہو گیا اور قیصر کو بھی مغلوب کر لیا گیا وہ بھی جنگ سے جان چھڑا کر شام سے بھاگ کر قسطنطنیہ چلا گیا۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان دونوں بادشاہوں کا خزانہ اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی پیشین گوئی کی تھی۔

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا دور خلافت آیا تو اسلامی مملکت مشرق و مغرب کے کناروں تک پھیل گئی۔ چنانچہ مغرب کے دور کے شہر اندلس، قبرص اور بلاد قیروان اور وہ شہر بھی جو بحر الکاہل کے ساتھ تھے، فتح ہوتے گئے اور مشرق کی جانب سے چین کے آخر تک مسلمان لشکر پہنچ گئے اور انہی کے دور خلافت میں شاہِ ایران یزدگرد قتل کر دیا گیا اور اس کی بادشاہت مکمل طور پر ختم ہو گئی۔ پھر عراق و خراسان کے بھی علاقے فتح ہوئے اور مسلمانوں نے ترکوں سے بھی ایک بہت بڑی جنگ لڑی، جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے ان کے بادشاہ خاقان کو ذلیل و رسوا کیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور چونکہ حضرت عثمان کثرت سے تلاوت قرآن کیا کرتے تھے اور انہوں نے تمام امت کو قرآن کی حفاظت پر اکٹھا کیا تھا، لہٰذا اس کی برکت سے مشارق و مغارب سے ان کے سامنے جزیہ اور مال غنیمت آنے لگا چنانچہ رسول اللہ ﷺ کا اس کے متعلق فرمان بھی تھا:

((إِنَّ اللّٰهَ زَوٰى لِيَ الْأَرْضَ فَرَأَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا ، وَإِنَّ أُمَّتِيْ سَيَبْلُغُ مُلْكَهَا مَا زُوِيَ لِيْ مِنْهَا .)) [1]

''اللہ تعالیٰ نے میرے لیے زمین کو سکیڑا تو میں نے اس کے مشارق و مغارب دیکھے اور یقیناً میری امت کی بادشاہت وہاں تک پہنچے گی، جہاں تک میرے لیے زمین سکیڑ دی گئی۔''

متنبہ ہو جائیں! ہم وہاں پر چلتے پھرتے ہیں جس کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا تھا اس لحاظ سے کہ اسلام تمام بلدان عالم میں داخل ہو چکا ہے۔ (خیر، فتوحات اور مدد..... اسلام کے لیے ہی ہے) چنانچہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے یہ معاملہ جہاں تک اللہ نے چاہا، چلتا رہے گا جیسے کہ اللہ نے خود اس کی خبر دی اور اس کے رسول ﷺ نے اس کی بشارت سنائی ہے۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

((لَيَبْلُغَنَّ هٰذَا الْأَمْرُ مَا بَلَغَ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ ، وَلَا يَتْرُكُ اللّٰهُ بَيْتَ مَدَرٍ وَلَا وَبَرٍ إِلَّا أَدْخَلَهُ اللّٰهُ هٰذَا الدِّيْنَ ، بِعِزِّ عَزِيْزٍ ، أَوْ بِذُلِّ ذَلِيْلٍ ، عِزًّا يَعِزُّ اللّٰهُ بِهِ الْإِسْلَامَ ، وَذُلًّا يَذِلُّ بِهِ الْكُفْرَ .)) [2]

''البتہ ضرور یہ معاملہ (دین) وہاں تک پہنچے گا، جہاں تک دن اور رات پہنچتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کوئی مٹی کا گھر اور خیمہ نہیں چھوڑے گا مگر اس میں اس دین کو داخل کر دے گا، عزت والے کی عزت کرتے ہوئے یا ذلت کرنے والے کو ذلیل کرتے ہوئے۔ عزت ایسی کہ اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اسلام کو عزت بخشے گا اور ذلت ایسی کہ اس کے ذریعہ اللہ کفر کو رسوا کرے گا۔''

کوئی بھی، خواہ اکیلا ہو یا ایک جماعت یا پورا ملک ہو یا اس سے بھی کوئی بڑا یا چھوٹا ہو، دین اسلام کو زمین سے ختم نہیں کر سکتا اور نہ ہی کمزور کر سکتا ہے۔ جو اس کام کی کوشش کرتا ہے، اس کی مثال اس آدمی کی طرح ہے جو سورج کی شعاعوں کو منہ کی پھونکوں سے ختم کرنا اور بجھانا چاہتا ہے۔ جیسے یہ محال ہے، ایسے ہی دین اسلام کو ختم کرنا محال ہے۔ تاریخی حوادثات میں غور و فکر کرنے والے کے لیے آسانی سے دیکھنا ممکن ہے کہ جب بھی اسلام

---

[1] أخرجه مسلم في كتاب الفتن وأشراط الساعة، باب: اذا تواجه المسلمان بسيفيهما، رقم: ٢٥٨۔

[2] سلسلة الأحاديث الصحيحة، رقم: ٣۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے خلاف اس طرح کی تدابیر اور مکر کیے گئے تو اللہ تعالیٰ نے اسلام کا پھیلاؤ بڑھا دیا اور جو لوگ بذات خود اسلام کے خلاف تدابیر کرتے تھے، ان میں سے کئی افراد اور جماعتوں کی جماعتیں اور قبیلے اسلام میں داخل کرتا گیا۔ یہ کام کیوں نہ ہوں حالانکہ خالق کائنات فرماتا ہے:

﴿ يُرِيدُونَ أَنْ يُطْفِئُوا نُورَ اللّٰهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَيَأْبَى اللّٰهُ إِلَّآ أَنْ يُتِمَّ نُورَهُ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُونَ ۝ هُوَ الَّذِيٓ أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدٰى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ ۝ ﴾ [التوبة : ۳۲-۳۳]

''وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے مونہوں (پھونکوں) سے بجھا دیں اور اللہ تعالیٰ کو یہ منظور نہیں ہے بلکہ وہ اپنا نور پورا کرے گا، گو کہ کافر ناخوش رہیں۔ اسی نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا ہے کہ اسے دیگر تمام ادیان پر غالب کر دے اگرچہ مشرک برا مانیں۔''

جی ہاں! اللہ تعالیٰ نے یہ دین اسی لیے بھیجا کہ اسے تمام ادیان پر، خواہ عرب کے ہوں یا عجم کے، غالب کر دے۔ فرمایا:

﴿ إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللّٰهِ الْإِسْلَامُ ۝ ﴾ [آل عمران : ۱۹]

''بے شک اللہ کے ہاں دین اسلام ہے۔''

مزید فرمایا:

﴿ وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِينَ ۝ ﴾

[آل عمران : ۸۵]

''اور جس نے اسلام کے علاوہ کوئی اور دین تلاش کیا تو وہ دین ہرگز اس سے قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں خسارہ پانے والوں میں سے ہوگا۔''

تقدیر لکھنے والی قلمیں رکھ دی گئی ہیں، صحیفوں کی سیاہی خشک ہوگئی اور معاملہ کا قطعی فیصلہ ہوگیا اور جھگڑا بھی ختم ہو چکا ہے اور اب ادیان کی باہمی تقریب پر بحث مباحثہ یا اس طرح کی کوئی اور بات بھی ختم ہو چکی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سب ادیان پر حق واضح کر دیا اور وہ فیصلہ فرما چکے ہیں اور جب خالق کائنات فیصلہ کر دیں تو سب مخلوق پر خاموشی سے اسے ماننا اور اس کے سامنے عاجزی کا اظہار کرنا لازم ہے۔ چنانچہ اب اللہ تعالیٰ خبر دے چکا کہ میرے ہاں اسلام کے سوا کوئی بھی دین معتبر اور قابل قبول نہیں اور اسلام کا مفہوم یہ ہے کہ خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کی ان کاموں میں پیروی کرنا جن کاموں کے ساتھ وہ بھیجے گئے ہیں۔

اب اللہ تعالیٰ نے سوائے محمد ﷺ کے راستے کے اپنی طرف پہنچنے کے سب راستے مسدود کر دیے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لہٰذا اب جو بھی اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اس کا دین محمد ﷺ کے لائے ہوئے دین (اسلام) سے الگ ہوا تو وہ ہرگز قبول نہیں ہوگا اور یہ انسان خسارہ پانے والوں میں سے ہوگا۔

مزید فرمایا:

﴿ أَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِينَ كَالْمُجْرِمِينَ ۝ ﴾ [القلم: ٣٥]

''کیا ہم مسلمانوں کو مجرموں کی مثل کر دیں گے۔''

﴿ وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِمَّنْ دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۝ ﴾ [فصلت: ٣٣]

''اپنی بات کے اعتبار سے اس شخص سے زیادہ اچھا کون ہے جو اللہ کی طرف دعوت دے اور نیک عمل کرے، اور کہا: بے شک میں مسلمانوں میں سے ہوں۔''

(۳) اللہ تعالیٰ کے تین اور پسندیدہ امور:

((إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى: يَرْضَى لَكُمْ ثَلَاثًا وَيَكْرَهُ لَكُمْ ثَلَاثًا فَيَرْضٰى لَكُمْ أَنْ تَعْبُدُوْهُ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا، وَأَنْ تَعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَلَا تَفَرَّقُوْا، وَأَنْ تَنَاصَحُوْا مَنْ وَلَّاهُ اللّٰهُ أَمْرَكُمْ يَكْرَهُ لَكُمْ قِيْلَ وَقَالَ، كَثْرَةُ السُّوَالِ، وَأَضَاعَةَ الْمَالِ.)) [1]

''رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے تین چیزوں کو پسند کیا ہے (۱) اس نے تمہارے لیے پسند کیا ہے کہ تم اسی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ (۲) اور تم سب اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور جدا جدا نہ ہو جاؤ (۳) تم اپنے امراء کی خیر خواہی کرو۔''

تشریح.....: اللہ کی عبادت اور عدم شرک: خشوع وخضوع اور عاجزی، بندگی کی اصل جڑ ہے۔ تعبیر سے مراد کسی کو ذلیل و عاجز کرنا ہے۔

استعبادہ کا مطلب ہے کہ کوئی ہستی کسی کو اپنی غلامی میں لے لے۔ عبادت کا معنی اطاعت واتباع کرنا ہے اور اللہ کی عبادت کا مطلب ہے کہ اس کے لیے ہی عاجزی اور انکساری کی جائے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا ۝ ﴾ [النساء: ٣٦]

''اور تم اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ۔''

---

[1] صحیح الجامع رقم: ۱۸۹۱

دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ صرف اپنی عبادت کا حکم دے رہے ہیں اور شرک سے روک رہے ہیں اور مخلوق سے انتہائی درجے کا مقصود بھی یہی کام ہے اسی وجہ سے رسولوں کو بھیجا گیا اور اسی لیے کتابوں کو نازل کیا گیا اور اسی کی بناء پر جنت و جہنم کو پیدا کیا گیا۔ چنانچہ فرمایا:

﴿ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۝ ﴾ [الذاریات: ٥٦]

''اور میں نے جنوں اور انسانوں کو نہیں پیدا کیا مگر (اس لیے) کہ وہ میری عبادت کریں۔''

معلوم ہوا کہ جنوں اور انسانوں کو پیدا کرنے کا اصل مقصد عبادت ہی ہے اور عبادت کی اصل اور جڑ اللہ کی محبت ہے، بلکہ صرف اور صرف اس کے ساتھ محبت کرنا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو محبوب نہ گردانے اور اسی کی وجہ سے کسی اور سے محبت رکھے مثلاً انبیاء فرشتے اولیاء وغیرہ، ان کے ساتھ محبت کرنا اللہ تعالیٰ کی محبت کو مکمل کرنے سے ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی سے محبت کرنا نہیں کہتے۔ اس کے ساتھ کسی سے پیار کرنے کا مطلب ہے کہ انسان کسی اور کو اللہ کا شریک ٹھہرائے اور جیسے اللہ سے محبت کرنی ہے ویسی ہی اس چیز کے ساتھ کرے۔ مثلاً فرمایا:

﴿ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ أَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ۝ ﴾ [البقرہ: ١٦٥]

''اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اوروں کو اللہ کے شریک ٹھہرا کر ان سے ایسی محبت رکھتے ہیں جیسی محبت اللہ سے ہونی چاہیے۔''

یہاں پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر بندگی کی حقیقت اور راز اللہ کی محبت ہے تو یہ حاصل کیسے ہوگی؟ اس کے جواب میں یہ گزارش ہے کہ اللہ کی محبت، اس کے اوامر پر عمل کر کے اور نواہی سے رک کر حاصل ہوگی۔ چنانچہ جب کوئی انسان یہ کام کر لیتا ہے تو اس پر بندگی اور محبت کی حقیقت کھل جاتی ہے۔

عبادت کی بنیاد چار قواعد پر ہے۔ انسان ہر اس چیز کو وجود میں لے آئے جس کو اللہ اور اس کا رسول پسند کرتے ہیں زبان اور دل کی بات کے ساتھ بھی، دل اور جوارح کے عمل کے ساتھ بھی، تو ان چاروں مراتب کا جامع نام بندگی یعنی عبودیت ہے۔

(۱)..... دل کا اقرار: اس سے مراد اللہ کے متعلق وہ اعتقاد ہے جو اللہ نے اپنے متعلق، اپنے اسماء و صفات، افعال اور فرشتوں کے متعلق بیان کیا۔

(۲)..... زبان کا اقرار: مذکورہ امور کی خبر دینا، اللہ تعالیٰ کے متعلق مذکورہ بات کا پرچار کرنا، اس کی طرف دعوت دینا اور اس کا دفاع کرنا، دعوتِ الٰہی کی مخالف بدعات کے بطلان کو واضح کرنا اور اللہ کے اوامر کی تبلیغ کرنا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳).....دل کے اعمال: یعنی اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا، اسی پر توکل رکھنا، رجوع بھی اسی کی طرف کرنا، اسی سے ڈرنا، دین کو خالص اسی کے لیے کرنا، اس کے اوامر پر صبر کرنا، نواہی سے رُک جانا، تقدیر پر راضی ہونا، اسی کی وجہ سے کسی سے دوستی اور دشمنی رکھنا، ان کے علاوہ وہ اعمال کہ جن کا تعلق دل سے ہے، ان کو بجالانا۔ دل کے اعمال، اعضاء کے اعمال کی نسبت زیادہ ضروری، فرض اور زیادہ پسندیدہ ہیں۔ یہ بات بھی ملحوظ خاطر رہے کہ جوارح کے اعمال دل کے اعمال کی عدم موجودگی کے وقت یا تو بالکل فائدہ نہیں دیتے یا کم فائدہ دیتے ہیں۔

(۴).....اعضاء کے اعمال: مثلاً نماز، جہاد، نماز جمعہ کی طرف چل کر جانا، کمزوروں کی مدد کرنا، مخلوق پر نیکی اور احسان کرنا وغیرہ۔

سب انبیاء اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کی خالص عبادت کی طرف دعوت دیتے رہے۔ چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے بندگی کے احسان کو دین کے اعلیٰ مراتب میں سے شمار کیا ہے۔ احسان کا مفہوم بیان کرتے ہوئے فرمایا:

((أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ، فَإِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ .)) [1]

''کہ تو اللہ کی عبادت کرے گویا کہ تو اللہ کو دیکھ رہا ہے، پس اگر تم اسے نہیں دیکھ رہے تو (عبادت کرتے وقت یہ ذہن میں رکھ) کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔''

بندہ اس وقت تک بندگی میں رہتا ہے جب تک دار التکلیف (یعنی مکلّف ہوتا) ہے حتی کہ وفات پا جائے۔ لہٰذا رب تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ۝ ﴾ [الحجر: ۹۹]

''اپنے رب کی عبادت کر، حتی کہ تجھے یقین (موت) آ جائے۔''

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((يَا مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ)) قُلْتُ: لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ . قَالَ: ((هَلْ تَدْرِيْ مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ؟)) قُلْتُ: أَللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: ((فَإِنَّ حَقَّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ أَنْ يَعْبُدُوْهُ وَلَا يُشْرِكُوْا بِهِ شَيْئًا .)) ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ: ((يَا مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ)) قُلْتُ: لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ، قَالَ: ((هَلْ تَدْرِيْ مَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ إِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ؟)) قُلْتُ: أَللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: ((أَنْ لَّا يُعَذِّبَهُمْ .)) [2]

---

[1] أخرجه البخاري في كتاب الإيمان، باب: سؤال جبريل النبي ﷺ عن الإيمان والإسلام والإحسان، رقم: ۵۰۔

[2] أخرجه مسلم في كتاب الإيمان، باب: حق الله على العباد وحق العباد على الله.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''کیا تجھے علم ہے کہ اللہ کا بندوں کے ذمہ کیا حق ہے؟ میں نے کہا: اللہ اور اس کا رسولؐ زیادہ جانتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک بندوں کے ذمہ اللہ کا حق یہ ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ پھر آپ ﷺ (کچھ دیر تک) چلتے رہے اور فرمایا: اے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ! میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں حاضر ہوں۔ فرمایا: کیا تجھے معلوم ہے کہ بندے جب یہ کام کرلیں تو پھر اللہ کے ذمہ بندوں کا کیا حق ہے؟ میں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ﷺ زیادہ جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: (اللہ کے ذمہ) یہ ہے کہ ان کو عذاب نہ دے۔''

فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ أَحَدًا ۝ ﴾ [الکھف: ۱۱۰]

''پس جو اپنے رب کی ملاقات کا اُمیدوار ہے تو اسے چاہیے کہ نیک عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ ٹھہرائے۔''

اللہ کی رسی مضبوطی سے پکڑنا اور فرقہ بازی سے بچنا:

عَصَمَةَ بمعنی بچاؤ ہے: اور لفظ اعتصام عصمت سے باب افتعال کے وزن پر ہے۔ اس کا معنی ہے اس چیز کو پکڑنا جو قابل احتراز اور قابل خوف شے سے بچائے، قلعوں کو عواصم اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ وہ بچاؤ کا ذریعہ بنتے ہیں۔

حبل مشترک لفظ ہے: لغوی لحاظ سے اس کو وسیلہ کہا جاتا ہے، جس کے ذریعہ مقصود تک پہنچا جاسکے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ﴾ [آل عمران: ۱۰۳]

''اور اللہ کی رسی کو تم سب مضبوطی سے تھامے رکھو اور جدا جدا نہ ہو جاؤ۔''

اللہ کی رسی:

بعض کے نزدیک اس سے اللہ کا عہد مراد ہے اور بعض قرآن کو اللہ کی مضبوط رسی قرار دیتے ہیں اور اس کو پکڑنے کا مفہوم یہ بیان کرتے ہیں کہ اس کی آیات کو تھاما جائے اور ان پر عمل کی محافظت کی جائے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''میں تم میں دو نفیس چیزیں چھوڑنے والا ہوں، ان میں سے ایک کتاب اللہ (اور) یہی اللہ کی رسی ہے جس نے اس کی پیروی کی وہ ہدایت پر ہے اور جس نے اسے چھوڑا وہ گمراہی پر ہے۔'' ❶

سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ قرآن اللہ کی مضبوط رسی ہے کہ جس کے متعلق زبانیں مختلف نہیں ہوتیں اور بار بار پڑھنے کے باوجود بوسیدہ نہیں ہوتا اور نہ ہی اس سے علماء سیر ہوتے ہیں (کہ پڑھنے کی ضرورت نہ رہے)۔

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قرآن اللہ کی رسی ہے اور یہی واضح نور اور نفع بخش شفاء ہے اور جس نے اسے تھاما اور پیروی کی، اس کے لیے نجات اور بچاؤ کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

بعض حبل اللہ سے مراد جماعت لیتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ الفت اور بھائی چارے کا حکم دے رہے ہیں اور تفرقہ بازی سے روک رہے ہیں کیونکہ تفرقہ بازی ہلاکت اور جماعت نجات ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ تم جماعت کو لازم پکڑو، کیونکہ یہ اللہ کی وہ رسی ہے جس کو تھامنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ جو اشیاء تمہیں جماعت اور فرمانبرداری کی صورت میں ناپسند لگتی ہیں، یہ ان اشیاء سے بہتر ہیں جو تفرقہ کی صورت میں پیاری اور پسندیدہ محسوس ہوتی ہیں۔

وَلَا تَفَرَّقُوْا: یعنی اعتصام بحبل اللہ میں اختلاف نہ کرو جیسے اہل کتاب اپنے ادیان میں تفرقہ کا شکار ہو گئے تھے۔

اس کا یہ معنی بھی ہو سکتا ہے کہ مختلف قسم کی اغراض اور خواہشات کی پیروی کر کے جدا جدا نہ ہونا، بلکہ بھائی بھائی بن جاؤ لہٰذا یہ اتحاد کا حکم ایک دوسرے سے قطع تعلقی اور منہ پھیرنے سے روکنے کا سبب ہوگا۔

اختلاف کے وقت اللہ تعالیٰ نے ہم پر کتاب و سنت کو تھامنا واجب اور اعتقاداً و عملاً اس پر اکٹھا ہونے کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ یہ اکٹھا ہونا تمام مسلمانوں کی رائے و مقاصد کے اتفاق کا سبب ہے اور مسلمانوں کے بکھرے ہوئے مسائل کو منظم کرنے کا سبب ہے اور اسی کے ساتھ دین اور دنیا کی تمام مصلحتیں مکمل ہوتی ہیں اور اس کی وجہ سے اختلاف سے بچا جا سکتا ہے جس سے اہل کتاب نہ بچ سکے اور کئی فرقوں میں بٹ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ یہود اکہتر (۷۱) فرقوں میں بٹ گئے اور عیسائی بہتر (۷۲) فرقوں میں بٹے تھے اور میری امت کے تہتر (۷۳) فرقے ہوں گے۔ ❷

دوسری روایت میں ہے کہ میری امت تہتر ملتوں میں بٹے گی، سب کی سب آگ میں جائیں گی، سوائے

---

❶ مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب فضائل علی بن ابی طالب۔

❷ صحیح ابو داؤد رقم ۳۸۴۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک کے۔ سوال ہوا: اے اللہ کے رسول ﷺ! وہ کون سی ملت اور گروہ ہے؟ فرمایا: جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔ (یعنی کتاب وسنت پر عمل کرنے والے) ❶

وَإِنِّي تَارِكٌ فِيكُمْ ثَقَلَيْنِ أَحَدُهُمَا كِتَابُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ هُوَ حَبْلُ اللّٰهِ مَنْ أَتْبَعَهُ كَانَ عَلَى الْهُدٰى وَمَنْ تَرَكَهُ كَانَ عَلَى الضَّلَالَةِ .)) ❷

''اور میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ان میں سے ایک اللہ عزوجل کی کتاب ہے جو کہ اللہ کی رسی ہے۔ جس نے اس کی پیروی کی وہ ہدایت پر ہے اور جس نے اسے چھوڑ دیا وہ گمراہی پر ہے۔''

اِفْتَرَقَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى إِحْدٰى أَوْ ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ فِرْقَةً ، وَتَفَرَّقَتِ النَّصٰارٰى عَلٰى إِحْدٰى أَوْ ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ فِرْقَةً ، وَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلٰى ثَلَاثٍ وَسَبْعِيْنَ فِرْقَةٍ .)) ❸

''یہود اکہتر یا تہتر فرقوں میں بٹے، عیسائی اکہتر یا بہتر فرقوں میں بٹے اور میری امت تہتر (۷۳) فرقوں میں تقسیم ہوگی۔''

وَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلٰى ثَلَاثٍ وَسَبْعِيْنَ مِلَّةً كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلَّا مِلَّةً وَاحِدَةً .)) قَالَ: مَنْ هِيَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِيْ .)) ❹

''میری امت (۷۳) گروہوں میں بٹ جائے گی اور ایک کے سوا ہر گروہ جہنم میں ہوگا، راوی نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! وہ کون سا ہوگا فرمایا ''میں اور میرے صحابی جس طریقہ پر ہیں۔'' (مراد میرے اور میرے صحابہ کے طریقے پر چلنے والے لوگ ہیں)

(۴) حکمرانوں کی خیر خواہی:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے:

((أَلدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ ، قُلْنَا: لِمَنْ؟ قَالَ: لِلّٰهِ وَلِكِتَابِهِ وَلِرَسُوْلِهِ وَلِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَعَامَّتِهِمْ .)) ❺

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دین خیر خواہی کا نام ہے۔ (صحابہ بیان کرتے ہیں) ہم نے سوال کیا:

---

❶ صحيح ترمذي : ٢١٢٩

❷ أخرجه مسلم في كتاب فضائل الصحابة، باب : فضائل علي بن أبي طالب رضي الله عنه، رقم: ٦٢٢٨۔

❸ صحيح سنن أبي داود، رقم: ٣٨٤٢۔

❹ صحيح سنن الترمذي، رقم: ٢١٢٩۔

❺ أخرجه مسلم في كتاب الإيمان، باب : الدين النصيحة، رقم: ١٩٦۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کس کے لیے؟ (خیر خواہی ہے) آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے لیے، اس کی کتاب، اس کے رسول اور مسلمانوں کے حکمرانوں اور رعایا کے لیے۔''

نصیحت.....: جامع کلمہ ہے بمعنی جس کے لیے خیر خواہی کی گئی ہو اس کے لیے کوئی فائدہ والی چیز حاصل کرنا۔ امام نووی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ مسلمانوں کے ائمہ وحکمرانوں کی خیر خواہی کا مطلب حق پر ان کا تعاون کرنا اور پیروی کرنا ہے۔ حق کا انہیں حکم دینا، ظلم سے روکنا، نرمی اور شفقت یاد دلانا، جن اشیاء اور مسلمانوں کے جن حقوق سے غافل ہیں وہ بتانا، ان کے خلاف بغاوت نہ کرنا، ان کی اطاعت وفرمانبرداری میں مسلمانوں کے دلوں کو لگانا ہے۔

امام خطابی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ ان کے لیے خیر خواہی کا مطلب یہ بھی ہے کہ ان کی اقتداء میں نماز پڑھی جائے اور ان کے ساتھ مل کر جہاد کیا جائے اور صدقات کے مال بھی ان کی طرف لوٹائے جائیں۔ جب ان کی طرف سے ظلم وزیادتی اور برا سلوک ظاہر ہو اس کے باوجود ان کے خلاف بغاوت نہ کرنا اور ان کی جھوٹی تعریف نہ کی جائے۔

حافظ عسقلانی رحمہ اللہ حکمرانوں کی خیر خواہی کا مفہوم حسب ذیل بیان کرتے ہیں: جو کام ان کے سپرد ہوتے ہیں، ان کاموں میں ان کی مدد کرنا اور غفلت کے وقت ان کو متنبہ کرنا، لغزش کے وقت ان کا خلا پر کرنا اور ان پر متفق ہونا اور بھاگنے والے دلوں کو ان کی طرف مائل کرنا۔

ان کی بڑی خیر خواہی یہ ہے کہ ان کو ظلم کرنے سے اچھے طریقے سے روکا جائے۔ مسلمان اماموں کے تحت مجتہدین بھی شامل ہیں ان کی خیر خواہی کا مفہوم یہ ہے کہ ان کے علم کو اور ان کے مناقب کو پھیلایا جائے اور ان کے بارے میں اچھی فضاء بنائی جائے۔ [1]

[1] نووی شرح مسلم، ص: ۳۸، ۲۔ فتح الباری، ص: ۱/۱۳۸۔ قرطبی، ص: ۱۰۲/ ٤۔ مدرج السالکین لابن قیم، ص: ۱/٤٥٨، ص: ۱۱۸، ۱۲٤/ ۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرا باب:

اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ لوگ

اللہ عزوجل فرماتے ہیں:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ ﴾ [البقرہ: ۱۹۵]

''بے شک اللہ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔''

((إِنَّ اللّٰهَ مُحْسِنٌ يُحِبُّ الْإِحْسَانَ فَإِذَا قَتَلْتُمْ فَأَحْسِنُوْا الْقِتْلَةَ، وَإِذَا ذَبَحْتُمْ فَأَحْسِنُوْا الذِّبْحَ، وَلْيُحِدَّ أَحَدُكُمْ شَفْرَتَهُ، ثُمَّ لِيُرِحْ ذَبِيْحَتَهُ.)) [1]

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ احسان کرنے والا ہے اور احسان کو پسند کرتا ہے۔ پس جب تم قتل کرو تو اچھے انداز میں کرو، اور جب تم ذبح کرنے لگو تو اچھے انداز میں ذبح کرو، چھری کی دھار تیز کر لیا کرو، پھر اپنے ذبیحہ (جانور) کو راحت پہنچاؤ۔''

احسان:

یہ ایمان کا مغز، روح اور کمال ہے اور دین کے اعلیٰ مراتب اور اللہ کے نیک بندوں کے عظیم اخلاق میں سے ہے۔ نیز تمام اخلاق عالیہ اور صفات حسنہ کا جامع ہے۔

اصل بندگی فقط اللہ کے لیے ہے اور اس کا دارومدار و معاملات پر ہے۔ (۱) اللہ تعالیٰ کی قدرت کی تعظیم کرنا (۲) اللہ تبارک وتعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ قولی اور فعلی طور پر احسان کرنا۔

جبریل علیہ السلام نے آنحضرت ﷺ سے اسلام کے متعلق پوچھا، پھر ایمان کے متعلق پوچھا اور پھر احسان کے بارے میں سوال کیا۔ رسول اکرم ﷺ نے جواب دیا کہ تو اللہ کی عبادت ایسے کر گویا کہ اللہ کو دیکھ رہے ہو اگر یہ نہ ہو سکے تو اتنا خیال رکھ کہ وہ تجھ کو دیکھ رہا ہے۔ [2]

احسان اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور وہ مکمل طور پر احسان کرنے والا ہے۔ بندہ اس وقت محسن کہلائے گا جب وہ اللہ کی عبادت ایسے طریقہ پر کرے کہ گویا وہ اللہ کا مشاہدہ کر رہا ہے چنانچہ ثابت ہوا کہ احسان اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ کمال حضوری کا نام اور اس مراقبہ کا نام ہے جو خشیت الٰہی اور اللہ کی محبت اور اس کی معرفت کا جامع ہو،

---

[1] صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۱۸۲۰۔

[2] بخاری، کتاب الایمان، باب سوال جبریل النبی عن الایمان والاسلام والاحسان، حدیث: ۵۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیز اس کی طرف جھکنے اور اس کے لیے خالص ہونے کو احسان کہتے ہیں۔

مراقبہ.....: انسان کو ہمیشہ اور ہر وقت یہ یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ میرا ظاہر اور باطن دیکھتا ہے اور ہر عمل اس کی نظر میں ہے اور وہ میری ہر بات سنتا ہے، میری ہر ہر سانس کا نگہبان ہے، میں اس کی نظروں سے ایک لمحہ بھی اوجھل نہیں ہوسکتا، تو یہ مراقبہ کہلاتا ہے۔

فَإِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ: یعنی عبادت کرتے وقت اگر تیرے ذہن میں اللہ تعالیٰ کا مشاہدہ نہیں آتا (یعنی تو محسن نہیں) تو کم از کم یہ خیال رکھ کہ وہ تیرا مشاہدہ کر رہا ہے (یعنی وہ محسن ہے)

(۱).....محسنین.....: ان کی صفات درج ذیل ہیں:

❀.....اللہ تعالیٰ کی عبادت اکمل طریقہ پر اخلاص کے ساتھ (اسی کی رضا کی خاطر) کرتے ہیں اور اس میں ریاکاری شامل نہیں ہوتی۔

❀.....اپنے رب کے ساتھ مراقبہ کرتے ہیں۔ مکمل خشوع وخضوع اختیار کرتے ہیں۔

❀.....اللہ تعالیٰ کی عظمت اور بزرگی پر ہر دم نظر رکھتے ہیں۔

❀.....چنانچہ ان کے دل پر حق کا مشاہدہ غالب آجاتا ہے اور وہ ایسے ہوجاتے ہیں گویا کہ اللہ تعالیٰ کا دیدار کر رہے ہیں یا کم سے کم اتنا تو ضرور خیال رکھتے ہیں کہ وہ ہمیں دیکھ رہا ہے۔

احسان کے تحت اسلام اور ایمان بھی داخل ہیں۔ اس لیے جتنی صفات ان دونوں کی ہیں، محسنین کے اندر ان کا پایا جانا بھی ضروری ہے۔ چنانچہ ہر محسن، مسلم بھی ہے جو اسلام کے تمام ارکان کی گواہی دیتا ہے۔

اسلام کے ارکان.....: کلمہ شہادت کی گواہی دینا، نماز قائم کرنا، زکاۃ ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا، استطاعت ہو تو حجِ بیت اللہ کرنا۔ ہر محسن، مومن بھی ہوتا ہے جو ایمان کے تمام لوازمات پر ایمان لاتا ہے۔

ایمان کے لوازمات.....: اللہ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں، قیامت کے دن، جنت، جہنم، میزان، مر کر دوبارہ جی اٹھنے اور اچھی و بری تقدیر پر ایمان لانا۔

مزید صفات.....: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے اوامر کو بجالاتے ہیں اور نواہی سے رک جاتے ہیں۔

❀.....جب فیصل (ثالث، مسئول) بنائے جاتے ہیں تو انصاف کرتے ہیں۔

❀.....بات کرتے وقت سچائی سے کام لیتے ہیں۔

مالی اعتبار سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے جتنے بھی ذرائع ہیں ان کو اختیار کرتے ہوئے مسلمانوں کو قوت پہنچانے والے تمام امور میں حصہ ڈالتے ہیں۔ اللہ کے متعلق یہ بھی یقین رکھتے ہیں کہ وہ ہماری خرچ شدہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چیز کا ہمیں نعم البدل عطا کرے گا۔

❀.....اللہ کی اطاعت اور انفاق فی سبیل اللہ سے کوئی معاملہ ان کو مشغول نہیں کرتا۔ حالات کی سختی، نرمی و سہولت، صحت و مرض ان کو اطاعت الٰہی اور تقربات سے روک نہیں سکتی۔

❀.....غصہ پی جاتے ہیں یعنی جب کسی وجہ سے ان کو غصہ آتا ہے تو اس کو چھپا جاتے ہیں اور لوگوں کو اس شر سے محفوظ رکھ لیتے ہیں اور اس کے اجر کا مطالبہ اللہ تعالیٰ سے کرتے ہیں، نیز اس کے ساتھ ساتھ جن لوگوں نے ان پر ظلم کیا، ان کو معاف کر دیتے ہیں، حتیٰ کہ ان کی کسی سے بھی ناراضی نہیں رہتی۔

اللہ ربّ العالمین نے فرمایا:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ ﴾ [التوبة: ١٢٠]

''بے شک اللہ تعالیٰ محسنین کا اجر ضائع نہیں کرتا۔'' ❶

(۲).....متقین: اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝ ﴾ [التوبة: ٤]

''بے شک اللہ تعالیٰ متقین کو پسند کرتا ہے۔''

تقویٰ:

((أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ، فَإِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ .)) ❷

''یہ کہ تو اللہ کی عبادت اس طرح کرے گویا کہ تو اسے دیکھتا ہے پس اگر تو دیکھ نہیں سکتا بے شک وہ تجھے دیکھتا ہے۔''

''رسول اکرم ﷺ نے اپنے سینہ کی طرف تین مرتبہ اشارہ کر کے فرمایا: تقویٰ یہاں ہے۔''

دوسری روایت کے الفاظ حسب ذیل ہیں:

((لَا تَحَاسَدُوْا، وَلَا تَنَاجَشُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا، وَلَا تَدَابَرُوْا وَلَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ بَعْضٍ، وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا اَلْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ، لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يَخْذُلُهُ، وَلَا يَحْقِرُهُ ..... (مذکورہ حدیث) بِحَسْبِ امْرِئٍ مِنَ الشَّرِّ أَنْ يَّحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ، كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهُ وَمَالُهُ وَعِرْضُهُ . أَلتَّقْوٰى هٰهُنَا

❶ مدارج السالكين لابن قيم ص ٦٤، ٢/٤٢٩، فيض القدير للمناوى ص ٢/٢٦٤

❷ أخرجه البخاري في كتاب الإيمان، باب: سؤال جبريل النبي ﷺ عن الإيمان، والإسلام، والإحسان، رقم: ٥٠۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَيَشِيْرُ إِلٰى صَدْرِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ . وَفِيْ رِوَايَةٍ: ((إِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ إِلٰى أَجْسَادِكُمْ وَلَا إِلٰى صُوَرِكُمْ وَلٰكِنْ يَنْظُرُ إِلٰى قُلُوْبِكُمْ .)) ❶

''باہمی حسد نہ کرو، نہ دام بڑھانے کے لیے بولی کرو (منڈی میں)۔ آپس میں بغض نہ کرو۔ نہ ایک دوسرے سے منہ پھیرو اور ایک کے سودے پر دوسرا سودا نہ کرے۔ اللہ کے بندو آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اس پر ظلم نہیں کرتا، نہ اس سے غداری کرتا ہے اور نہ اسے حقیر سمجھتا ہے۔ آدمی کے برا ہونے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اپنے بھائی کو اپنے سے حقیر خیال کرتا ہو۔ ہر مسلمان کا دوسرے مسلمان کے لیے اس کا خون مال اور عزت حرام ہے۔ تقویٰ تو یہاں ہے آپ ﷺ نے اپنے سینہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تین بار ایسا ہی فرمایا۔ اور ایک روایت میں ہے:

''اللہ تعالیٰ نہ تمہارے اجسام اور نہ ہی تمہاری شکلوں کو دیکھتا ہے بلکہ وہ تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے۔ اور آپ ﷺ نے اپنی انگلی سے سینہ کی طرف اشارہ کیا۔''

شرح.....: یعنی اعمال ظاہرہ سے تقویٰ حاصل نہیں ہوتا بلکہ دل میں جو خشیت الٰہی، خوف اور مراقبہ واقع ہوتا ہے، اس کے ذریعہ تقویٰ حاصل ہوتا ہے۔

متقین.....: ان کی کئی صفات ہیں جو درج ذیل ہیں:

(۱) غیب پر ایمان لانا (۲) نماز قائم کرنا (۳) فی سبیل اللہ خرچ کرنا (۴) آنحضرت ﷺ پر جو چیز نازل ہوئی اس پر ایمان لانا (۵) نبی مکرم محمد رسول اللہ ﷺ سے پہلے جو اللہ کی طرف سے نازل شدہ آسمانی کتب وصحف ہیں ان پر ایمان لانا (۶) آخرت کا یقین رکھنا (۷) اپنے عہد کو پورا کرنا (۸) اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء سے پرہیز کرنا (۹) اللہ کی اطاعت اور اس کے آخری نبی اور سید الانبیاء کی شریعت پر عمل کرنا۔ (۱۰) غصہ دبا لینا (۱۱) لوگوں کو ان کی غلطی کے باوجود معاف کرنا (۱۲) ان کی ایک صفت یہ بھی ہے کہ جب شیطان ان کے دل میں وسوسہ ڈالتا ہے تو انہیں اللہ کا عذاب اور ثواب، وعدہ اور وعید یاد آ جاتے ہیں۔ چنانچہ وہ توبہ واستغفار کرتے اور اللہ کی طرف فوراً ہی رجوع کر لیتے ہیں جس کی وجہ سے صورت حال ان کے لیے کھول دی جاتی ہے اور وہ درستی پر قائم ہو جاتے ہیں۔

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے بقول متقین وہ ایمان دار لوگ ہوتے ہیں جو اللہ کی اطاعت کرتے اور اس کے ساتھ شرک سے بچتے ہیں اور یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کو چھوڑنے پر جو سزا اور عذاب مقرر ہے اس

❶ أخرجه مسلم في كتاب البر، باب: تحريم ظلم المسلم وخذله واحتقاره، رقم: ٦٥٤١.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے بھی ڈرتے ہیں اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے بھیجا، اس کی تصدیق کرنے کی وجہ سے اس کی رحمت کی امید رکھتے ہیں۔ حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: متقی وہ لوگ ہیں، جو اللہ کی حرام کردہ اشیاء سے پرہیز کرتے اور اس کی فرض کردہ اشیاء کو بجا لاتے ہیں۔ یہ بات بھی بیان کی جاتی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے تقویٰ کے متعلق سوال کیا تو جواب ملا کہ کیا آپ کانٹے دار راستہ پر چلتے ہیں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ ہاں! حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا کرتے ہیں؟ فرمایا: اپنے آپ کو سکیڑ کر اور بچ کر گزرتا ہوں۔ سیّدنا ابی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ یہی تقویٰ ہے۔

﴿ إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّٰتٍ وَّنَهَرٍ ۝ فِي مَقْعَدِ صِدْقٍ عِندَ مَلِيكٍ مُّقْتَدِرٍ ۝ ﴾ [القمر: ٥٤، ٥٥]

''یقیناً متقین جنتوں اور دریاؤں میں ہیں۔ راستی اور عزت والی نشست میں قدرت والے بادشاہ کے پاس۔''

(۳).....متوکلین:

اللہ رب العالمین کا فرمانِ گرامی ہے:

﴿ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ ۝ ﴾ [آل عمران: ١٥٩]

''یقیناً اللہ توکل کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔''

توکل.....: لغوی اعتبار سے کسی پر اعتماد اور عاجزی کے اظہار کا نام توکل ہے۔ مثلاً کہا جاتا ہے: '' وَكَّلْتُ أَمْرِيْ إِلَىٰ فُلَانٍ . '' اس کا معنی ہوتا ہے: میں نے اپنا معاملہ فلاں تک پہنچایا اور اس پر اعتماد کیا۔ دوسری مثال یہ پیش کی جاتی ہے۔ '' وَكَّلَ فُلَانٌ فُلَانًا . '' بمعنی فلاں نے فلاں پر اعتماد کیا اور اپنا وکیل بنایا۔

اس مقام پر توکل سے توکل علی اللہ (اللہ پر بھروسہ اعتماد) مراد ہے اور یہ قلبی عمل ہے، زبان اور جوارح کا اس میں کوئی دخل نہیں اور نہ ہی اس کا تعلق علوم و ادراکات کے باب سے ہے۔

اس کی مختلف تفاسیر کی گئی ہیں جو درج ذیل ہیں۔

❀.....اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے مطابق اس کے ساتھ سیدھا ہونا۔

❀.....مقدر پر راضی ہونا۔

❀.....ہر حال میں اللہ تعالیٰ سے تعلق رکھنا وغیرہ

حقیقی بات یہ ہے کہ توکل کئی امور کے مجموعہ کا نام ہے مثلاً: (۱) ربّ تعالیٰ اور اس کی صفات کی معرفت (۲) اسباب اور مسببات کا اثبات (۳) توحید۔ توکل کے مقام پر دل کا پختہ ہونا، کیونکہ بندے کا توکل اس وقت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تک سیدھا نہیں ہوتا جب تک اس کی توجیہ درست نہ ہو (۴) دل کا اللہ تعالیٰ پر اعتماد اور بھروسہ کرنا (۵) اللہ تعالیٰ کے ساتھ ظن کو اچھا کرنا (۶) دل کا اس کے لیے فرمانبردار ہونا (۷) سپردگی (۸) رضامندی۔ یہ ہے توکل کا ثمر۔

جس نے توکل کی مذکورہ بالا تفسیر کی ہے درحقیقت اس نے اس کے بہت بڑے ثمرات اور فوائد کی تفسیر کی ہے۔

کیونکہ جب متوکل توکل کے حق کی طرح توکل کرتا ہے تو جو کچھ اس کا وکیل کرے اس سے راضی ہو جاتا ہے۔

علماء کا اس بات پر بھی اجماع ہے کہ توکل محنت کرنے کے منافی نہیں کیونکہ توکل اس وقت تک درست نہیں ہوسکتا جب تک انسان خود محنت نہ کرے۔ اگر ایسا نہیں تو یہ فاسد اور باطل توکل ہے۔ چنانچہ توکل آنحضرت ﷺ کی حالت ہے اور محنت آپ کی سنت ہے، تو جس نے محنت پر طعن کیا گویا اس نے سنت پر طعن کیا اور جس نے توکل پر عیب لگایا گویا اس نے ایمان پر عیب لگایا۔

توکل دین کی منازل میں سے ایک منزل اور یقین رکھنے والوں کے مقامات میں سے ایک مقام ہے بلکہ یہ مقربین کے عالی درجات سے ہے اور کس قدر یہ عظیم مرتبہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے صاحب توکل کے لیے اپنی محبت کا اعلان اور اس کے لیے کافی ہونے کی ضمانت اٹھائی ہے اور جس کا والی، محبوب اور نگہبان اللہ تعالیٰ ہو تو وہ بہت بڑی کامیابی سے ہمکنار ہوا کیونکہ محبوب کو نہ تو سزا دی جاتی ہے اور نہ ہی دھتکارا جاتا ہے۔

متوکلون: وہ لوگ ہیں جو اللہ پر اعتماد کرتے اور اس کے سامنے عاجزی کا اظہار کرتے اور اپنے تمام امور اس کے سپرد کرتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ اس کا فیصلہ جاری ہونے والا ہے اور ضروری معاملات مثلاً کھانا، پینا، دشمن سے بچاؤ اور اسلحہ کی تیاری میں اور اللہ کی سنت جس چیز کے استعمال کا تقاضا کرتی ہے اس میں بھی اللہ کے نبی کی پیروی کرتے ہیں۔ حکم کے بغیر ان اسباب میں سے کسی پر مطمئن ہوتے ہیں نہ ہی ان کی طرف دل سے التفات کرتے ہیں اور نہ ہی ان پر جھگڑتے ہیں کیونکہ اسباب نہ تو نفع لاتے اور نہ ہی نقصان دور کرتے ہیں بلکہ سبب اور مسبب اللہ کا فعل ہے اور ہر چیز اس کی طرف سے اور اس کی مشیت (چاہت) سے ہوتی ہے۔

متوکل وہ ہے جو نفع کی امید اور نقصان کے خوف اور طلبِ صحت اور بیماری سے بھاگنے میں تدابیر کو چھوڑ دیتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر اور تدابیر و اختیار کے ساتھ وہ اکیلا ہے، لہٰذا یقیناً بندے کے حق میں اللہ کی تدبیر بندے کی اپنے حق میں اپنی تدبیر سے بہتر اور عمدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ بندے سے زیادہ مصلحت جانتا ہے اور اس مصلحت کی تحصیل اور ترسیل پر بندے سے زیادہ قادر ہے اور بندے کے لیے خود اس کے نفس سے زیادہ خیر خواہ اور زیادہ رحم کرنے والا اور زیادہ نیکی کرنے والا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اسے یہ بھی علم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی تدبیر سے آگے اور پیچھے ایک قدم بھی رکھنے کی طاقت نہیں رکھتا کیونکہ اس کی تقدیر اور فیصلے سے نہ تو کوئی آگے بڑھ سکتا ہے اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ ہی پیچھے رہ سکتا ہے۔ چنانچہ اپنا نفس وہ اللہ کے سامنے رکھ دیتا اور تمام امور اس کے سپرد کر دیتا ہے اور جیسے کمزور غلام اپنے غالب اور طاقت ور آقا کے سامنے اپنا آپ گرا دیتا ہے اور اپنے آپ پر اختیار ختم کر لیتا ہے، سارا تصرف اور اختیار مالک کے ہاتھ میں چلا جاتا ہے، ایسے ہی یہ بھی ربّ تعالیٰ کے سامنے کرتا ہے۔ چنانچہ اس وقت یہ بندہ غموں، پریشانیوں اور حسرتوں سے نجات پا جاتا ہے اور اپنی ضروریات، بوجھ اور مصالح ایسی ذات کے سپرد کر دیتا ہے جو ان کے اٹھانے میں کسی قسم کی کوئی مشقت و پریشانی اور بوجھ محسوس نہیں کرتی، لہٰذا اللہ تعالیٰ ان اشیاء کا والی بن جاتا ہے اور اس بندے کو پھر اپنا لطف، رحمت اور احسان دکھاتا ہے اور بندے کو کسی قسم کی کوئی تھکاوٹ اور مشقت بھی نہیں ہوتی کیونکہ بندے نے اپنے سارے غم اس کی طرف پھیر کر صرف اسی کو اپنے لیے کافی سمجھا، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اس کی حوائج و ضروریات اور دنیا کے مصالح کے غم دور کر دیے اور اس کا دل ان سے صاف اور فارغ کر دیا۔

جب اللہ تعالیٰ نے بندے کو کوئی حکم دیا اور اس کے بدلہ میں ضمانت اٹھائی، چنانچہ اگر بندہ سچائی اخلاص اور خیر خواہی کی نیت سے اس کے حکم پر عمل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے جو اس کے رزق، مدد اور ضروریات کو پورا کرنے کی ضمانت اٹھائی ہے، اسے پورا کرتا ہے۔ کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی عبادت کرنے والے اور اپنے اوپر توکل کرنے والے اور مدد طلب کرنے والے کے لیے مدد اور رزق کی ضمانت دی ہے جو صرف اللہ کو کافی سمجھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ عزوجل نے اس کو کفایت کرنے کی ضمانت دی ہے۔ جو اس سے مغفرت مانگے، اسے معاف کرنے کی ضمانت دی ہے۔ جو کوئی حاجات کو پورا کرنے میں اللہ تعالیٰ پر اعتماد، بھروسہ اور امید کو قوی رکھتا ہے اور اس کے فضل اور سخاوت کی طمع رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کی حاجات پوری کرنے کی ضمانت اٹھائی ہے۔

فرمایا:

﴿ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ۝ ﴾ [الطلاق: ٣]

''اور جس نے اللہ پر توکل کیا تو وہ اسے کافی ہے۔''

مزید فرمایا:

﴿ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّأَبْقٰى لِلَّذِيْنَ ءَ آمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ ﴾ [الشوریٰ: ٣٦]

''اور جو اللہ کے پاس ہے وہ (اس دنیا سے) بدرجہا بہتر اور پائیدار ہے اور وہ ان کے لیے ہے جو ایمان لائے اور صرف اپنے رب پر ہی بھروسہ رکھتے ہیں۔'' ❶

---

❶ [دیکھئے حوالہ جات: احیاء علوم الدین، للغزالی ص ٢٤٣، ٤/ تفسیر قرطبی ١٢٢، ٤/ الفوائد لابن قیم ١٤٨، ١٤٩۔ مدارج] السالکین لابن قیم ١١٤، ١٢٢/٢/ فتح الباری ص ٣٠٥، ١١۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۴).....صابرین:

اللہ عزوجل فرماتے ہیں:

﴿ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ۝ ﴾ [آل عمران: ۱۴۶]

''اور اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلْإِيْمَانُ: اَلصَّبْرُ وَالسَّمَاحَةُ .)) [1]

''ایمان صبر اور رواداری کا نام ہے۔''

صبر.....: لغوی لحاظ سے رک جانے کا نام ہے۔ شرعی اصطلاح میں نفس کو ناراضی اور واویلا سے روکنا اور زبان کو شکوے سے اور اعضاء کو پریشانی سے روکنا۔

اس کی تین اقسام ہیں: (۱) اللہ کی فرمانبرداری پر صبر (۲) اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے رکنے پر صبر (۳) اللہ کے امتحان اور آزمائش پر صبر۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ دنیا میں مصائب اور ناقابل برداشت صورتحال پر صبر کرنا اور آزمائش کے وقت حسن ادب کو ملحوظ خاطر رکھنا اور تقدیر پر معترض نہ ہونا بھی صبر ہے۔

صَابِرُوْنَ: ان کی کئی صفات ہیں: (۱) وہ لوگ صابر ہیں جو اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ دین (اسلام) پر صبر کرتے، خواہ تنگی ہو یا آسانی، اس کو نہیں چھوڑتے۔ یہاں تک کہ ان کی موت اسلام پر ہی آتی ہے۔ (۲) عبادات پر ڈٹ جاتے ہیں۔ (۳) معاصی، شہوات، نفس کی خواہشات اور شیطانی قدموں کی پیروی نہ کرنے پر ڈٹ جاتے ہیں۔ (۴) جہاد پر صبر کرتے ہیں اور اللہ کے راستے میں جو مصائب پہنچتے ہیں، ان کی وجہ سے دشمنوں کے سامنے کمزوری نہیں دکھاتے اور نہ ہی ان کے آگے جھکتے ہیں اور نہ ہی موت سے بھاگتے ہیں، بلکہ اپنے نفوس کو کٹ مرنے پر ابھارتے ہیں۔ (۵) دنیا کی محبت کے ترک پر صبر اور دار آخرت میں رغبت رکھتے ہیں۔ (۶) امراض، آزمائش اور دین پر پابندی کرنے کی وجہ سے لوگوں کے مذاق پر صبر کرتے ہیں اور اس کے ثواب کی امید اللہ سے ہی رکھتے ہیں اور جب کوئی مصیبت نازل ہوتی ہے تو إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ. (بے شک ہم اللہ کے لیے ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں)، کہتے ہیں نیز اس کے ساتھ ساتھ یہ دعا بھی کرتے ہیں۔

((اَللّٰهُمَّ أَجِرْنَا فِيْ مُصِيْبَتِنَا وَاخْلُفْ لَنَا خَيْرًا مِّنْهَا۔)) [2]

---

[1] صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۲۷۹۲۔

[2] مسلم، کتاب الجنائز، باب ما یقال عند المصیبة، حدیث: ۲۱۲۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اے اللہ! ہمیں اس مصیبت میں اجر سے نواز اور اس کے بدلے اس سے بہتر چیز ہمارے نصیب میں کر۔''

(۷) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عمل پیرا ہوتے ہیں اور جو تکالیف اس راستے میں آتی ہیں ان پر صبر کرتے ہیں۔

حسن توفیق اور سعادت مندی کی علامتوں میں سے ایک علامت عظیم مصائب اور حوادثات پر صبر کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُوْنَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ ﴾ [الزمر: ۱۰]

''یقیناً صبر کرنے والوں ہی کو ان کا پورا پورا اجر دیا جاتا ہے جو کہ بغیر حساب کے ہوتا ہے۔''

(۵).....رسول کی اتباع کرنے والے:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ ﴾ [آل عمران: ۳۱]

''کہہ دیجیے! اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو، خود اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف فرما دے گا اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا اور ہمیشہ رحم کرنے والا ہے۔''

تشریح.....: متبعین سنت: اللہ تعالیٰ سے محبت رکھنے کی وجہ سے محمد رسول اللہ ﷺ کی پیروی کرتے ہیں اور کسی بدعت پر عمل نہیں کرتے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے پیار کرنے کی شرط یہی ہے اور اس شرط کے مفقود ہونے پر ان کی اور اللہ تعالیٰ کی باہمی محبت ممکن نہیں رہتی۔

بعض سلف کا قول ہے کہ بعض لوگوں نے اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے کا دعویٰ کیا تو اللہ تعالیٰ نے مذکورہ بالا آیت کے ذریعہ ان کو آزمایا۔

اس آیت نے فیصلہ کر دیا کہ جو انسان اللہ کی محبت کا دعویدار تو ہے مگر مجموعی طریقہ پر نہیں چلتا وہ اپنے دعویٰ میں کاذب ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ .)) [1]

''جس نے ہمارے اس معاملہ (دین) میں کوئی نئی چیز جاری کی، جو اس (دین) میں نہیں تو وہ مردود ہے۔''

---

[1] أخرجه مسلم في كتاب الأقضية، باب نقض الأحكام الباطلة ورد محدثات الأمور، رقم: ٤٤٩٣.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری روایت کے الفاظ ہیں کہ جس نے ایسا عمل کیا جس پر ہمارا امر نہیں تو وہ مردود ہے: ❶

یہ حدیث قواعد اسلام میں سے عظیم قاعدہ اور آنحضرت ﷺ کے جوامع کلمات میں سے ہے۔

کیونکہ اس میں ہر بدعت اور اختراع کا ردّ پنہاں ہے۔ پہلی روایت کے ذریعہ جب بدعتیوں کی پکڑ کی جاتی ہے تو بعض یہ کہہ کر جان چھڑانے کی کوشش کرتے کہ ہم نے کون سی بدعت ایجاد کی ہے۔ چنانچہ پھر دوسری روایت ان کے پیش نظر کر دی جاتی ہے جس میں ہر بدعت کا ردّ ہے خواہ اس کا فاعل اس کا موجد ہو یا نہ ہو۔

اس حدیث کو حفظ کرنا چاہیے اور منکرات کے ابطال میں اس کو خوب استعمال کرنا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ قُلْ أَطِيعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُولَ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِينَ ۝ ﴾ [آل عمران: ۳۲]

''کہہ دیں کہ اللہ تعالیٰ اور رسول کی اطاعت کرو، اگر یہ منہ پھیر لیں تو بے شک اللہ تعالیٰ کافروں کو دوست نہیں رکھتا۔''

یعنی نبی مکرم محمد رسول اللہ ﷺ کے طریقہ کے مخالف چلنا کفر ہے۔ چنانچہ ایسی صفت والے کو اللہ تعالیٰ پسند ہی نہیں کرتا، گو وہ ہزار ہا محبت کا دعویٰ کرے۔ ہاں! اگر یہ آدمی رسول اللہ ﷺ کی پیروی اور ان کے طریقہ کے مطابق اعمال کرے گا، تو اللہ تعالیٰ کا محبوب گردانا جائے گا۔ کیونکہ محمد ﷺ ایسے پیغمبر ہیں کہ اگر تمام کے تمام انبیاء و رسل بھی ان کے زمانہ میں آ جائیں تو انہیں بھی آپ کی پیروی کرنا پڑے گی اور آپ کی ہی شریعت کے مطابق زندگی گزارنا پڑے گی۔ ❷

(۶).....مجاہدین:

اللہ عزوجل فرماتے ہیں:

﴿ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًّا كَأَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوصٌ ۝ ﴾ [الصف: ٤]

''بے شک اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو دوست رکھتا ہے جو اس کی راہ میں صف بستہ جہاد کرتے ہیں گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی عمارت ہیں۔''

تشریح.....: جو لوگ اللہ تعالیٰ کے کلمہ کو بلند اور کافروں کے کلمہ کو پست کرنے کے لیے جنگ و قتال کرتے اور اللہ کی طرف دعوت دیتے ہیں اور اس کا دین (اسلام) پھیلاتے ہیں، ان کو مجاہدین کے نام سے موسوم کیا جاتا

---

❶ مسلم، کتاب الاقضیة، باب: نقض الاحکام الباطلة ورد المحدثات الامور، حدیث: ٤٤٩٣۔

❷ تفسیر ابن کثیر، ص: ٣٦٦، ١۔ شرح مسلم للنووی، ص: ١٦، ١٢۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم بعض صحابہ بیٹھے اور مذاکرہ شروع کر دیا کہ اگر ہمیں ایسے اعمال کا علم ہو جائے جو اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہیں تو ہم ضرور وہ اعمال بجا لائیں گے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ صف کی ابتدائی آیات: ﴿ سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ ﴾ الخ، نازل فرما دیں۔ [1]

صحابہ کے اس سوال کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے انہیں بتایا کہ مجھے ایسے لوگوں سے محبت ہے جو میرا کلمہ بلند کرنے اور میرے دین کو غالب کرنے کے لیے میدان کارزار میں دشمن کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی عمارت کی طرح ڈٹ جاتے اور اپنی جگہ پر قائم رہتے ہیں۔ وہ اس صف سے صرف اور صرف انسانی ضروریات یا کمانڈر کا کوئی پیغام پہنچانے کے لیے یا کسی جنگی منفعت کی وجہ سے نکلتے ہیں اور اس موقعہ سے فائدہ اٹھانے میں کوئی اختلاف نہیں۔ ہاں مبارزت کے لیے صف سے نکلنے کے متعلق دو قول ہیں۔

(۱).....قتال پر ابھارنے کے لیے، شہادت کی طلب اور دشمن کو ڈرانے کے لیے صف سے نکلنے میں کوئی حرج نہیں۔

(۲).....مجاہد مبارزت کے لیے نہیں نکل سکتا کیونکہ اس میں ریاء کاری آ جاتی ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ نے جس کام سے روکا (دشمن کی ملاقات از خود کرنا) اس کام کا ہونا پایا جاتا ہے لیکن جب کافر مبارزت کی دعوت دے تو پھر نکلنا چاہیے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات (غزوۂ بدر، غزوہ خیبر وغیرہ) میں ہوا۔ سلف بھی اس مؤقف کے حامی ہیں۔ [2]

(۷).....مومنین پر نرم اور کافروں پر سخت:

''اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ایمان والو! تم میں سے جو شخص اپنے دین سے پھر جائے تو اللہ تعالیٰ بہت جلد ایسی قوم کو لائے گا جو اللہ کی محبوب ہوگی اور وہ بھی اللہ سے محبت رکھتی ہوگی۔ وہ مسلمانوں پر نرم دل ہوں گے اور کفار پر سخت اور تیز ہوں گے، اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ بھی نہ کریں گے۔'' [المائدہ:۵۴]

شرح.....: سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما ایسے لوگوں کے متعلق فرماتے ہیں کہ وہ مومنوں کے حق میں ایسے نرم ہوتے ہیں جیسے باپ اپنی اولاد اور مالک اپنے غلام کے حق میں ہوتا ہے اور کافروں کے لیے ایسے سخت ہوتے ہیں جیسے درندہ اپنے شکار کے لیے ہوتا ہے۔

مومن کی کامل صفات میں سے ایک صفت یہ بھی ہے کہ وہ اپنے بھائی اور دوست کے لیے عاجزی و انکساری

---

[1] صحیح ترمذی، رقم: ۲۶۳۶

[2] تفسیر قرطبی، ص: ۵۴، ۱۸۔ تفسیر ابن کثیر، ص: ۳۸۳ / ۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے والا ہو اور مومن بھائی کے سامنے خوش چہرہ نظر آئے، کافروں پر شدید قسم کا سخت اور ان کے سامنے سراپا قہر الٰہی اور تیوری چڑھانے والا ہو۔ نیز اپنے دشمن کے خلاف قوت بہم پہنچانے والا ہو جیسا کہ فرمایا:

﴿ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ ﴾ [الفتح: ٢٩]

''محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر سخت، آپس میں رحم دل ہیں۔''

یہی لوگ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کرنے والے ہیں اور اللہ کی اطاعت اور اس کی حدود کو قائم رکھنے والے ہیں اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے اور نہ ہی انہیں کوئی روکنے والا ان کاموں سے روک سکتا ہے، اس کے برخلاف منافقین زمانہ کے حوادثات سے ڈرتے رہتے ہیں۔ ❶

(٨).....عدل وانصاف کرنے والے:

اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝ ﴾ [المائدہ: ٤٢]

''بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔''

شرح.....: اس آیت میں وہ لوگ مراد ہیں جو حق کی دعوت، نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے، اللہ کا خوف دل میں رکھتے، صلہ رحمی کرتے ہیں اور لوگوں کے درمیان فیصلہ کرتے وقت انصاف کا دامن نہیں چھوڑتے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ الْمُقْسِطِيْنَ عِنْدَاللّٰهِ عَلٰى مَنَابِرَ مِنْ نُوْرٍ عَنْ يَمِيْنِ الرَّحْمٰنِ عَزَّوَجَلَّ ، وَكِلْتَا يَدَيْهِ يَمِيْنٌ: اَلَّذِيْنَ يَعْدِلُوْنَ فِيْ حُكْمِهِمْ وَأَهْلِيْهِمْ ، وَمَا وَلُوْا .)) ❷

''انصاف کرنے والے اللہ تعالیٰ کے پاس دائیں طرف نور کے منبروں پر ہوں گے اور اللہ کے دونوں ہاتھ دائیں ہیں (یہ) وہ لوگ ہیں جو اپنے فیصلوں اور گھر والوں اور جن کے نگران بنے تھے، ان میں انصاف کرتے تھے۔''

معلوم ہوا کہ یہ فضیلت ان کو ملے گی جو خلافت یا امارت یا کوئی فیصلہ ہو اس میں انصاف کرتے ہیں اور یتیم کا خیال کرنا، صدقہ یا وقف کا کوئی مسئلہ ہو اس میں بھی اور اپنے اہل وعیال وغیرہ میں بھی انصاف سے کام لیتے ہیں۔ ❸

---

❶ تفسیر ابن کثیر، ص: ٧٣ / ٢، ٢١٨ / ٤۔ تفسیر قرطبی، ص: ١٤٣ / ٦۔

❷ أخرجه مسلم في كتاب الإمارة، باب: فضيلة الأمير العادل وعقوبة الجائر والحث على الرفق، رقم: ٤٧٢١.

❸ نووی، شرح مسلم، ص: ٢١٢ / ١٢۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۹).....کثرت سے توبہ کرنے اور پاک صاف رہنے والے:

﴿ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ۝ ﴾ [البقرہ: ۲۲۲]

''بے شک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو اور پاک رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔''

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ۝ ﴾ [التوبة: ۱۰۸]

''اور اللہ تعالیٰ پاک رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔''

تَوَّابُوْنَ: سے وہ لوگ مراد ہیں جو غلطی کے بعد اللہ تعالیٰ کا ذکر شروع کر دیتے ہیں اور اپنے کیے پر شرمندہ ہوتے ہیں۔ گناہ کا احساس ہونے کے فوراً بعد توبہ و استغفار کرتے ہیں اور اس غلطی کو نہ دہرانے کا عہد کرتے ہیں۔ توبہ و استغفار کے بعد نیک اعمال بجا لاتے ہیں اور اگر کوئی گناہ سرزد ہو تو پھر توبہ کرتے ہیں۔ یہ بات یاد رہے کہ جو انسان گناہ سے توبہ کرتا ہے ایسے ہو جاتا ہے کہ جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔

مُتَطَهِّرِيْنَ: وہ لوگ مراد ہیں جو گندگی سے دور رہتے ہیں، حیض کی حالت میں اپنی بیویوں سے الگ رہتے ہیں اور ان کی دبر بھی استعمال نہیں کرتے، جنابت وغیرہ سے پانی کے ذریعہ پاکیزگی حاصل کرتے ہیں اور صفائی کو ایمان کا حصہ سمجھتے ہوئے اس پر ہمیشگی کی حرص رکھتے ہیں۔

(۱۰).....قرب الٰہی حاصل کرنے والے:

صحیح حدیث میں ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ قَالَ مَنْ عَادٰى لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ . وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِيْ بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُهُ عَلَيْهِ . وَمَا يَزَالُ عَبْدِيْ يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰى أُحِبَّهُ ، فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِيْ يَسْمَعُ بِهِ وَبَصَرَهُ الَّذِيْ يُبْصِرُ بِهِ وَيَدَهُ الَّتِيْ يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِيْ يَمْشِيْ بِهَا ، وَإِنْ سَأَلَنِيْ لَأُعْطِيَنَّهُ ، وَلَئِنِ اسْتَعَاذَ بِيْ لَأُعِيْذَنَّهُ وَمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَيْءٍ أَنَا فَاعِلُهُ تَرَدُّدِيْ عَنْ نَفْسِ الْمُؤْمِنِ يَكْرَهُ الْمَوْتَ وَأَنَا أَكْرَهُ مَسَاءَتَهُ .)) [1]

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ جل شانہ فرماتے ہیں: جو شخص

---

[1] أخرجه البخاري في كتاب الرقاق، باب: التواضع، رقم: ٦٥٠٢.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرے کسی ولی سے دشمنی رکھے گا، میں اس کو یہ خبر کیے دیتا ہوں کہ میں اس سے لڑوں گا۔ اور میرا بندہ جن جن عبادتوں سے میرا قرب حاصل کرتا ہے ان میں کوئی بھی عبادت مجھے اس عبادت سے زیادہ پسند نہیں ہے جو میں نے اس پر فرض کی ہے۔ (اس کے نفلی امور، اللہ کو اس کے فرضی امور سے زیادہ پسند ہیں۔) اور میرا بندہ (فرض ادا کرنے کے بعد) نفل عبادتیں کر کے مجھ سے اتنا نزدیک ہو جاتا ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں، پھر تو یہ حال ہوتا ہے کہ میں ہی اس کا کان ہوتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ ہوتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ ہوتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں ہوتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ وہ اگر مجھ سے کچھ مانگتا ہے تو میں اس کو دیتا ہوں۔ وہ اگر کسی (دشمن یا شیطان) سے میری پناہ چاہتا ہے تو اس کو محفوظ رکھتا ہوں اور مجھے کسی کام میں جس کو میں کرنا چاہتا ہوں اتنا تردد نہیں ہوتا جتنا اپنے مسلمان بندے کی جان نکالنے میں ہوتا ہے۔ وہ تو موت کو (بوجہ تکلیف جسمانی کے) برا سمجھتا ہے اور مجھے بھی اس کو تکلیف دینا برا لگتا ہے۔''

شرح.....: نوافل سے قرب الٰہی حاصل کرنے والوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے عائد کردہ فرائض (مثلاً نماز، روزہ، حج، زکاۃ وغیرہ) ادا کرنے کے ساتھ ساتھ نوافل کی ادائیگی پر بھی دوام کرتے ہیں۔

فرائض کی ادائیگی اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب ہے اور ان کو ترک کرنے پر سزا کا اعلان بھی ہے بخلاف نوافل کے۔ لیکن اگر ثواب کی تحصیل میں فرائض کے ساتھ ساتھ نوافل بھی شامل ہو جائیں تو فرائض کی وقعت دو چند ہو جاتی ہے۔ اسی وجہ سے نوافل اللہ تعالیٰ کو محبوب لگتے ہیں اور اس کا قرب حاصل کرنے کا ذریعہ بنتے ہیں۔ چنانچہ فرض کی حیثیت بنیاد کی ہے اور نفل کی عمارت کی سی۔ فرائض کی شریعت کے مطابق ادائیگی اللہ تعالیٰ کے قرب کا سب سے بڑا عمل ہے کیونکہ ان کو پورا کرنے والا اللہ تعالیٰ کی سزا سے ڈرتے ہوئے بجا لاتا ہے لیکن رہا نوافل ادا کرنے والا تو وہ محض خدمت کے لیے ایثار کرتا ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کی خدمت کے ذریعہ قرب حاصل کرنے کا مقصود (اللہ کا پیار) اس کو مل جاتا ہے۔

مذکورہ حدیث سے نماز کی قدر و منزلت بھی واضح ہوتی ہے اور چونکہ یہ اللہ تعالیٰ سے سرگوشی اور قرب کا محل ہے اور اس وقت اللہ اور اس کے بندے کے درمیان کوئی واسطہ نہیں ہوتا، اس لیے اس سے اللہ کی محبت پیدا ہوتی ہے۔

بندے کی آنکھوں کو نماز سے بڑھ کر کوئی چیز ٹھنڈا نہیں کر سکتی چنانچہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((حُبِّبَ إِلَيَّ مِنْ دُنْيَاكُمْ؛ أَلنِّسَاءُ وَالطِّيبُ وَجُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلَاةِ .)) [1]

---

[1] صحيح الجامع الصغير، رقم: ٣١١٩.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''مجھے تمہاری دنیا میں سے عورتیں اور خوشبو پیاری ہیں اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے۔''

جس چیز میں کسی کی ٹھنڈک ہو تو وہ اسے چھوڑنے کی خواہش ہرگز نہیں کرے گا کیونکہ اس میں اسے اپنی راحت کا سامان نظر آتا ہے۔ چونکہ عبادت گزار فتور و آفات کا نشانہ ہوتا ہے اس لیے وہ اللہ کی محبت تھکاوٹوں پر صبر کے ساتھ حاصل کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی معرفت، محبت اور سلوک میں یہ حدیث بنیادی حیثیت کی حامل ہے کیونکہ باطنی فرائض، ایمان اور ظاہری فرائض اسلام ہیں اور ان دونوں کا مجموعہ احسان کہلاتا ہے جیسا کہ حدیث جبریل میں ہے، نیز احسان اپنے تحت سالکین کے مقامات زہد، اخلاص، مراقبہ وغیرہ لیے ہوتا ہے۔ اس حدیث سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ جو انسان فرائض کے ساتھ ساتھ نوافل کو بھی بجالاتا ہے اس کی دعا کی قبولیت کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے۔ یہ بات بھی ہے کہ گو بندہ اعلیٰ درجات پر فائز ہو بھی جائے تو اللہ تعالیٰ سے اس کا مانگنا منقطع نہیں ہوتا کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کے سامنے تواضع اور انکساری اور عبودیت کا اظہار ہے۔

يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ..... تقرب کا معنی ہے قرب طلب کرنا۔ کہا گیا ہے کہ شروع میں اللہ تعالیٰ کا قرب بندے کو ایمان کی وجہ سے ملتا ہے، پھر احسان کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا اپنے بندے کے قریب ہونے کا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں بندے کو اللہ کی پہچان حاصل ہوتی اور آخرت میں اس کی خوشنودی مل جاتی ہے اور ان کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کا لطف و کرم اور احسانات بھی حاصل ہو جاتے ہیں۔

بندہ حق کے اسی وقت مکمل طور پر قریب ہو سکتا ہے جب وہ مخلوق سے دوری اختیار کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے علم اور قدرت کے اعتبار سے تمام لوگوں کے قریب ہے لیکن خواص الناس کے قریب نصرت اور لطف کے اعتبار سے ہے اور اولیاء سے انس و محبت کے لحاظ سے۔

چنانچہ جب بندہ اپنے اللہ تعالیٰ کا محبوب بن جاتا ہے تو اللہ اس کی شیطان سے حفاظت کرتا اور اس کے اعضاء کو اپنی اطاعت میں لگا دیتا ہے۔ قرآن و ذکر کا سماع اسے (دل میں مزین) محبوب کر دیتا ہے اور گانا اور آلات لہو کا سماع اس کی طرف مبغوض کر دیتا ہے اور ان لوگوں میں اس کا شمار ہو جاتا ہے جن کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَإِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ أَعْرَضُوا عَنْهُ ﴾ [القصص: ۵۵]

''اور جب وہ لغو سنتے ہیں (تو) اس سے اعراض کرتے ہیں۔''

دوسرے مقام پر فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَّإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلَامًا ۝ ﴾ [الفرقان : ٦٣]

''اور جب ان سے جاہل لوگ ہم کلام ہوتے ہیں (تو وہ ان کو) سلام کہہ دیتے ہیں۔''

ان آیات سے معلوم ہوا کہ اس طرح کے لوگ فحش و بے حیائی سے سلامتی والی بات کرتے ہوئے اعراض کر جاتے ہیں اور محارم سے اپنی نظر کو بچاتے ہیں جس کی وجہ سے ان کی نظر غور و فکر والی ہو جاتی ہے۔ چنانچہ کوئی بھی مخلوق ان کی نگاہ میں آتی ہے تو وہ اس سے اپنے خالق کے وجود پر استدلال کرتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ میں نے جو بھی چیز دیکھی اس سے پہلے اللہ تعالیٰ کو دیکھ لیا۔ (مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرتوں نشانیوں سے یاد آ جاتے ہیں۔)

چنانچہ جب انسان دنیا کی پیدا شدہ اشیاء کے ذریعہ خالق کی قدرت میں غور و فکر کی طاقت اور عبور حاصل کر لیتا ہے تو ایسے مشاہدہ پر اللہ کی تسبیح و تقدیس سے کام لیتا ہے اور اس کے ہاتھوں اور پاؤں سے ایسی حرکات سرزد ہوتی ہیں جو ساری کی ساری اللہ تعالیٰ کے لیے ہوتی ہیں اور فضول کاموں کے لیے نہ تو چلتا ہے اور نہ ہی اپنے ہاتھوں کو کام میں لاتا ہے۔ چنانچہ جب کسی بندے کی یہ حالت ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اسے ہاتھ پاؤں کی حرکات و سکنات اور تمام افعال میں ثواب سے نوازتا ہے۔

بِالنَّوَافِلِ حَتّٰى أُحِبَّهٗ .....: یعنی جب آدمی نوافل کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتا رہتا ہے تو اس کا لازمی نتیجہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو وہ پیارا لگنا شروع ہو جاتا ہے۔

نوافل سے مراد وہ زائد عبادت ہے جو کہ فرائض پر حاوی اور ان کو مکمل کرنے والی ہے۔

حدیث کا یہ معنی بھی کیا جاتا ہے کہ جب انسان فرائض کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ نوافل پر ہمیشگی کرتا ہے تو یہ کام اسے اللہ تعالیٰ کی محبت کی طرف پہنچا دیتا ہے۔ یہ بات مشاہدہ میں بھی آئی ہے کہ جب انسان کسی کو واجب چیز ادا کرتا ہے یعنی کسی انسان کا قرض وغیرہ (ادا کر دے) تو اتنا قریب نہیں ہوتا جتنا کہ اسے غیر واجب چیز یعنی ہدیہ و تحفہ وغیرہ دینے سے ہوتا ہے۔

نوافل کو مشروع قرار دینے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ فرائض کی کمی پوری ہو جائے۔

تو بات واضح ہوگئی کہ نوافل کے ذریعہ تقرب اسی کو ملے گا جو فرائض کو بھی ادا کرتا ہوگا نہ کہ اسے جو ان کو چھوڑتا رہتا ہے۔ مثلاً بعض اکابرین کا قول ہے کہ جس انسان کو فرائض نوافل کے ادا کرنے سے مشغول کر دیں تو وہ معذور سمجھا جائے گا مگر جسے نوافل کی ادائیگی فرائض سے مشغول کر دے تو وہ مغرور سمجھا جائے گا۔

كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِيْ يَسْمَعُ بِهٖ..... الخ: اس مقام پر یہ اشکال پیش کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آدمی کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہاتھ پاؤں وغیرہ کیسے بن سکتا ہے؟

اس کے کئی طرق سے جواب دیے جاتے ہیں۔

۱..... یہ ایک تمثیل ہے، معنی یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: چونکہ اس نے میرے معاملہ میں ایثار کیا، اس لیے میں اس کا کان اور آنکھ وغیرہ بن گیا اور جیسے یہ جوارح کو پسند کرتا ہے، ایسے ہی میری اطاعت کو محبوب جانتا اور میری خدمت کو ترجیح دیتا ہے۔

۲..... بندہ تمام کا تمام میرے ساتھ مشغول ہے، چنانچہ اس کا کان میری رضامندی کی بات کی طرف ہی جھکتا ہے اور اس کی آنکھ وہی چیز دیکھتی ہے جسے دیکھنے کا میں حکم دیتا ہوں۔

۳..... میں اس کے مقاصد پورے کردوں گا یعنی گویا کہ وہ اپنے کان اور آنکھ وغیرہ سے اپنے مقاصد حاصل کرلے گا۔

۴..... میں اس کی مدد ایسے ہی کروں گا جیسے دشمن کے مقابلہ میں اس کے کان، آنکھ، ہاتھ اور پاؤں وغیرہ مدد کرتے ہیں۔

۵..... میں اس کے کانوں اور آنکھوں کا محافظ بن جاؤں گا اور وہ ان سے وہی کام لے گا جو حلال ہے۔

۶..... صرف میرا ذکر سنے گا اور لذت بھی صرف میری کتاب کی تلاوت سے حاصل کرے گا۔ وہ میری مناجات کو پسند کرے گا اور اس کے مدنظر صرف اور صرف میری بادشاہت کے عجائبات ہی ہوں گے، نیز اپنے ہاتھ پاؤں کا استعمال میری پسندیدہ جگہوں میں ہی کرے گا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ جن علماء کا قول معتبر ہے ان کا اتفاق ہے کہ بندے کی نصرت و تائید سے کنایہ ہے۔

امام خطابی رحمہ اللہ کے بقول یہ ایک مثال ہے اور اس کا معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کو ان اعمال کی توفیق بخشتا ہے جو ان اعضاء سے ادا کیے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان جوارح کی حفاظت فرماتا ہے یعنی غلط سننے اور دیکھنے اور حرام پکڑنے اور باطل کی طرف چلنے سے انہیں محفوظ رکھتا ہے۔

۷..... امام خطابی کا ہی قول ہے: اس سے بندے کی دعاء کے قبول ہونے کی تیزی اور مطلوب کے حصول کی تیزی مراد ہے کیوں کہ انسان کی تمام مساعی انہی اعضاء اور جوارح کے ساتھ ہوتی ہے۔ [1]

(۱۱)..... عادل مسلمان حکمران:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ أَحَبَّ النَّاسِ إِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، وَأَقْرَبَهُمْ مِنْهُ مَجْلِسًا إِمَامٌ

[1] فتح الباری، ص: ۳۴۳، ۱۱۔ شرح متن الاربعین النوویة، ص: ۱۲۷، ۱۲۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَادِلٌ .)) ❶

''اللہ تعالیٰ کو قیامت کے دن سب سے زیادہ محبوب اور مجلس کے لحاظ سے سب سے زیادہ قریب عادل امام ہوگا۔''

تشریح.....: اس سے ہر وہ انسان مراد ہے جسے مسلمانوں کے انتظامی شعبہ کا نگران بنایا گیا ہو اور وہ انصاف سے کام لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی فرمانبرداری کرتا ہے۔ اس حیثیت سے کہ ہر چیز کو بغیر افراط و تفریط کے اس کے مقام پر رکھتا ہے، اللہ کے بندوں کی ہمیشہ خیر خواہی کرتا اور ان پر جو دینی اور دنیوی حقوق لاگو ہوتے ہیں، وہ بھی بتاتا ہے۔ ان کی شریعت کی حفاظت کرتا اور ان کے دشمنوں سے لڑائی اور مفسدین کو ان سے دور رکھتا ہے نیز اس کے ساتھ ساتھ ان میں اسلامی حدود کو قائم کرتا ہے۔ عادل امام کے لیے آخرت میں بلند و بالا درجات و مراتب ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس امام کے لیے کہ جو اپنے ماتحتوں اور فیصلوں میں انصاف سے کام لیتا ہے، اچھے انجام کی نوید سنائی ہے، چنانچہ فرمایا:

((إِنَّ الْمُقْسِطِيْنَ عِنْدَاللّٰهِ عَلٰى مَنَابِرَ مِنْ نُّوْرٍ عَنْ يَمِيْنِ الرَّحْمٰنِ عَزَّوَجَلَّ وَكِلْتَا يَدَيْهِ يَمِيْنٌ ، اَلَّذِيْنَ يَعْدِلُوْنَ فِيْ حُكْمِهِمْ وَأَهْلِيْهِمْ وَمَا وَلُوْا .)) ❷

''انصاف کرنے والے اللہ تعالیٰ کی دائیں طرف نور کے منبروں پر ہوں گے اور اللہ کے دونوں ہاتھ داہنے ہیں (وہ لوگ مراد ہیں) جو اپنے فیصلوں، اپنے گھر والوں اور جن کے وہ نگران ہیں، ان میں میں عدل کرتے ہیں۔''

یہ فضیلت اس انسان کو ملے گی جسے خلافت، امارت یا قضاء یا احتساب کمیٹی کا منصب دیا گیا یا یتیم کا نگران یا صدقہ وغیرہ کا نگران بنایا گیا اور ان میں انصاف سے کام لیا، نیز اس کے ساتھ ساتھ اپنے اہل و عیال کے حقوق بھی انصاف سے نبھاتا رہا۔

عادل امام ان سات آدمیوں میں سے ایک ہے، جنہیں اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنا سایہ نصیب کرے گا۔

((سَبْعَةٌ يُّظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ اَلْإِمَامُ الْعَادِلُ وَشَابٌّ نَشَأَ فِيْ عِبَادَةِ رَبِّهِ؛ وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ فِي الْمَسَاجِدِ ، وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِيْ اللّٰهِ اجْتَمَعَا عَلٰى ذٰلِكَ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ؛ وَرَجُلٌ طَلَبَتْهُ [اِمْرَأَةٌ] ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ: إِنِّيْ

---

❶ مسند أحمد، رقم: ١١١٧، وقال حمزة أحمد الزين: إسناده حسن.

❷ أخرجه مسلم في كتاب الإمارة، باب: فضيلة الأمير العادل وعقوبة الجائر والحث على الرفق، رقم: ٤٧٢١.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أَخَافُ اللّٰهَ؛ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ أَخْفٰى حَتّٰى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِيْنُهُ؛ وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ.)) ❶

''رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: سات آدمی ایسے ہیں کہ اللہ انہیں اس دن سایہ نصیب کرے گا جس دن سوائے اس کے سائے کے اور کوئی سایہ نہیں ہوگا (ان میں سے ایک) عادل امام ہے۔''

اس حدیث میں سب سے پہلے عادل امام کا تذکرہ اس لیے کیا گیا ہے کہ اس کا نفع عام اور زیادہ ہوتا ہے۔ دنیا میں اللہ تعالیٰ نے عادل امام کو ایک رتبہ یہ بھی بخشا ہے کہ اس کی مانگی ہوئی دعا ہرگز رد نہیں ہوتی۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((ثَلَاثٌ لَا يُرَدُّ دَعْوَتُهُمْ: اَلْإِمَامُ الْعَادِلُ، وَالصَّائِمُ حِيْنَ يُفْطِرُ، وَدَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ يَرْفَعُهَا فَوْقَ الْغَمَامِ وَيَفْتَحُ لَهَا أَبْوَابَ السَّمَاءِ وَيَقُوْلُ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى: وَعَزَّتِيْ لَأَنْصُرَنَّكَ وَلَوْ بَعْدَ حِيْنٍ.)) ❷

''تین آدمی ایسے ہیں کہ ان کی دعا رد نہیں کی جاتی: (۱) عادل امام، (۲) روزہ دار کی افطار کے وقت اور (۳) مظلوم کی بددعا تو بادلوں سے اوپر چڑھ جاتی ہے اور اس کے لیے آسمانوں کے دروازے کھل جاتے ہیں اور رب تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں: مجھے میری عزت کی قسم! میں ضرور ہی اس کی مدد کروں گا اگرچہ کچھ دیر بعد ہی کروں۔''

اس حدیث میں بھی مذکورہ وجہ سے امام عادل کا تذکرہ پہلے کیا گیا ہے۔ ❸

(۱۲).....لوگوں کے لیے زیادہ مفید انسان:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَحَبُّ النَّاسِ إِلَى اللّٰهِ أَنْفَعُهُمْ، وَأَحَبُّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ سُرُوْرٌ تُدْخِلُهُ عَلٰى مُسْلِمٍ، أَوْ تَكْشِفُ عَنْهُ كُرْبَةً، أَوْ تَقْضِيْ عَنْهُ دَيْنًا، أَوْ تَطْرُدُ عَنْهُ جُوْعًا، وَلَأَنْ أَمْشِيْ مَعَ أَخِيْ الْمُسْلِمِ فِيْ حَاجَةٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَعْتَكِفَ فِيْ الْمَسْجِدِ شَهْرًا، وَمَنْ كَفَّ غَضَبَهُ، سَتَرَ اللّٰهُ عَوْرَتَهُ، وَمَنْ كَظَمَ غَيْظًا، وَلَوْ شَاءَ أَنْ يُمْضِيَهُ أَمْضَاهُ، مَلَأَ اللّٰهُ قَلْبَهُ رِضًى يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ مَشٰى

---

❶ أخرجه البخاري في كتاب الأذان، باب: من جلس في المسجد ينتظر الصلاة، وفضل المساجد، رقم: ٦٦٠.

❷ صحيح سنن الترمذي، رقم: ٢٠٥٠.

❸ شرح مسلم للنووی ص ۱۲۱، ۷/ ص ۲۱۲، ۱۲/ فتح الباری ص ۱۴۵/۲.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَعَ أَخِيهِ الْمُسْلِمِ فِي حَاجَتِهِ حَتّٰى يُثْبِتَهَا لَهُ، أَثْبَتَ اللّٰهُ تَعَالٰى قَدَمَهُ يَوْمَ تَزِلُّ الْأَقْدَامُ، وَإِنَّ سُوْءَ الْخُلُقِ لَيُفْسِدُ الْعَمَلَ، كَمَا يُفْسِدُ الْخَلُّ الْعَسَلَ.)) [1]

''رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: لوگوں میں سے سب سے زیادہ محبوب اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ ہے جو ان سب سے زیادہ نفع مند ہے اور پسندیدہ اعمال میں سے رب تعالیٰ کے ہاں وہ خوشی ہے جسے تو کسی مسلمان کو مہیا کردے یا اس کی کوئی تنگی دور کردے یا اس کی طرف سے قرضہ ادا کردے یا اس سے بھوک کو بھگائے۔ میں اپنے مسلمان بھائی کے کسی کام کے لیے چلوں، یہ مجھے مسجد میں ایک ماہ تک اعتکاف کرنے سے زیادہ محبوب ہے جس نے اپنے غصہ کو روک لیا، اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی کرے گا اور جس نے غصہ پیا اس حال میں کہ اسے جاری کرنا چاہے، تو کرسکتا ہے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے دل کو رضامندی سے بھر دے گا۔ جو کوئی اپنے مسلمان بھائی کے کام میں چلا، یہاں تک کہ وہ کام اس کے لیے ثابت کردیا (یعنی کام کروادیا) تو اللہ تعالیٰ اس دن اس کے قدموں کو ثابت رکھے گا جس دن قدم پھسلتے ہوں گے۔ یقیناً برا اخلاق عمل خراب کردیتا ہے جیسے سرکہ شہد کو خراب کردیتا ہے۔''

شرح.....: اس سے مراد وہ انسان ہے جو اپنے آپ کو اور والدین و گھر والوں کو اولاد اور مسلمان بھائیوں کو نفع پہنچائے۔ گھر والوں، والدین اور اپنے آپ کو نفع اس طرح پہنچا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے اوامر کو بجالائے اور عبادات ادا کرے اور ہر وہ کام کرے جس کی وجہ سے یہ خود اور اس کے گھر والے جنت کی طرف چلے جائیں اور آخرت میں نیک بختی ان کو نصیب ہو۔ نفع پہنچانے کے لیے جہاں اوامر کو بجالانا ہے وہاں اللہ اور اس کے رسول کی حرام کردہ اور بتائی ہوئی منہیات و منکرات سے اجتناب کرے اور ہر اس کام سے پرہیز کرے جو اسے اور اس کے گھر والوں کو جہنم کی طرف لے چلے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ آخرت میں بدبختی ان کے حصہ میں آئے۔

والدین کو نفع پہنچانے کا ایک طریق یہ بھی ہے کہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے، ان کو خوش رکھا جائے اور ان کی خدمت کی جائے۔

مسلمان بھائیوں کو اللہ تعالیٰ کے محبوب ترین اعمال کے ذریعہ نفع پہنچایا جاسکتا ہے۔ (ان کی تفصیل حسب ذیل ہے)

---

[1] صحيح الجامع الصغير، رقم: ١٧٤.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱).....مسلمان بھائی کے ساتھ نیکی و خیر خواہی کر کے اسے خوشی دی جائے اور کم سے کم نیکی یہ ہے کہ ملاقات کے وقت اسے خندہ پیشانی سے ملے کیونکہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ شَيْئًا وَلَوْ أَنْ تَلْقٰى أَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلْقٍ .)) ❶

''تو نیکی سے کسی چیز کو حقیر نہ سمجھ اگرچہ تو اپنے بھائی کو مسکراتے ہوئے ملے۔''

ایک اور حدیث میں فرمایا:

((تَبَسُّمُكَ فِيْ وَجْهِ أَخِيْكَ لَكَ صَدَقَةٌ وَأَمْرُكَ بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهْيُكَ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ، وَإِرْشَادُكَ الرَّجُلَ فِيْ أَرْضِ الضَّلَالِ لَكَ صَدَقَةٌ، وَبَصَرُكَ لِلرَّجُلِ الرَّدِيءِ الْبَصَرِ لَكَ صَدَقَةٌ، وَأَمَاطَتُكَ الْحَجَرَ وَالشَّوْكَ وَالْعَظْمَ عَنِ الطَّرِيْقِ لَكَ صَدَقَةٌ وَإِفْرَاغُكَ مِنْ دَلْوِكَ فِيْ دَلْوِ أَخِيْكَ لَكَ صَدَقَةٌ .)) ❷

''تیرا اپنے بھائی کے روبرو مسکرانا صدقہ ہے۔''

(۲).....مسلمان بھائی اپنے مال اپنے عہدے مدد یا اشارے یا رائے وغیرہ کے ذریعہ کوئی تنگی و تکلیف دور کر دے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((مَنْ نَّفَّسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا نَفَّسَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ .)) ❸

''جس نے مومن سے دنیوی تکالیف میں سے کوئی تکلیف دور کی، اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کے دن کی تکالیف سے کوئی تکلیف دور کرے گا۔''

(۳).....اس کی طرف سے قرضہ ادا کر کے یا اگر خود قرضہ لینے والا ہے تو مؤخر کر کے اسے نفع پہنچا سکتا ہے چنانچہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

((مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا، فَلَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ مِثْلُهُ صَدَقَةٌ، قَبْلَ أَنْ يَّحِلَّ الدَّيْنُ، فَإِذَا حَلَّ الدَّيْنُ فَأَنْظَرَهُ فَلَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ مِّثْلَاهُ صَدَقَةٌ .)) ❹

''جو انسان تنگ دست کو قرضہ واجب الاداء ہونے سے پہلے مہلت دے اس کے لیے ہر روز اس

---

❶ أخرجه مسلم في كتاب البر، باب: استحباب طلاقة الوجه عند اللقاء، رقم: ٦٦٩٠.

❷ صحيح سنن الترمذي، رقم: ١٥٩٤.

❸ أخرجه مسلم في كتاب الذكر، باب: فضل الإجتماع على تلاوة القرآن وعلى الذكر، رقم: ٦٨٥٣.

❹ صحيح الجامع الصغير، رقم: ٦١٠٨.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بدلہ میں اس کی مثل صدقہ ہے اور جو قرضہ واجب الاداء ہونے کے بعد مہلت دیتا ہے اس کے لیے ہر دن اس کے بدلہ اس کی دو مثل صدقہ ہے۔''

مزید فرمایا:

وَقَالَ ﷺ: ((مَنْ يَسَّرَ عَلٰى مُعْسِرٍ يَسَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ .)) ❶

''جس نے تنگ دست پر آسانی کی اللہ تعالیٰ اس پر دنیا و آخرت میں آسانی کرے گا۔''

ایک اور حدیث میں فرمان رسول ہے:

((مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُنْجِيَهُ اللّٰهُ مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلْيُنَفِّسْ عَنْ مُعْسِرٍ أَوْ يَضَعْ عَنْهُ .)) ❷

''جس شخص کو اچھا لگتا ہو کہ اللہ اس کو قیامت کے دن کی سختیوں سے نجات دے تو وہ نادار کو مہلت دے یا معاف کر دے۔''

قرضہ معاف کر دینا یا اس پر صدقہ کر دینا مہلت دینے سے بہتر ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَإِنْ كَانَ ذُوْعُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلٰى مَيْسَرَةٍ وَأَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ ﴾

[البقرہ: ۲۸۰]

''اور اگر کوئی تنگی والا ہو تو اسے آسانی تک مہلت دینی چاہیے اور صدقہ کرو تو تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم میں علم ہو۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا ، أَوْ وَضَعَ عَنْهُ أَظَلَّهُ اللّٰهُ فِيْ ظِلِّهِ .)) ❸

''جس نے تنگ دست کو مہلت دی یا (قرضہ) معاف کر دیا تو اللہ اسے اپنا سایہ نصیب کرے گا۔''

(۴).....اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ایک مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی بھوک دور کر دے اور تعریف، شکریہ اور بدلہ نہ چاہتا ہو، کیونکہ فرمان خداوندی ہے:

﴿ وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّأَسِيْرًا ۝ إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا ۝ ﴾ [الدھر: ۸، ۹]

---

❶ أخرجه مسلم في كتاب الذكر، باب: فضل الاجتماع على تلاوة القرآن وعلى الذكر، رقم: ٦٨٥٣.

❷ أخرجه مسلم في كتاب المساقاة، باب: فضل إنظار المعسر والتجاوز في القضاء، رقم: ٤٠٠٠.

❸ أخرجه مسلم في كتاب الزهد، باب: حديث جابر الطويل وقصة أبي اليسر، رقم: ٧٥١٢.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور اللہ تعالیٰ کی محبت میں کھانا کھلاتے ہیں مسکین اور یتیم اور قیدیوں کو (اور کہتے ہیں:) ہم تو تمہیں صرف اللہ کے چہرے کے لیے کھلاتے ہیں، تم سے بدلہ چاہتے ہیں نہ شکر گزاری۔''

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

((أَفْشُوْا السَّلَامَ، وَأَطْعِمُوْا الطَّعَامَ، وَكُوْنُوْا إِخْوَانًا كَمَا أَمَرَكُمُ اللّٰهُ .)) ❶

''سلام پھیلاؤ اور کھانا کھلاؤ اور جیسے تمہیں اللہ نے حکم دیا ہے کہ بھائی بھائی بن جاؤ۔''

اسی طرح آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے:

((خَيْرُكُمْ مَنْ أَطْعَمَ الطَّعَامَ وَرَدَّ السَّلَامَ .)) ❷

''تم سے بہتر وہ ہے جس نے کھانا کھلایا اور سلام کا جواب دیا۔''

(۵).....مسلمان بھائی کے ساتھ چل کر یا اس کی مدد کر کے اس کی کوئی حاجت پوری کر دے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَلْمُسْلِمُ أَخُوْا الْمُسْلِمُ، لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يُسْلِمُهُ وَمَنْ كَانَ فِيْ حَاجَةِ أَخِيْهِ كَانَ اللّٰهُ فِيْ حَاجَتِهِ وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرُبَاتِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ .)) ❸

''جو آدمی اپنے بھائی کی حاجت میں ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روائی میں ہوتا ہے۔''

ایک اور حدیث میں فرمایا:

((أَللّٰهُ فِيْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِيْ عَوْنِ أَخِيْهِ .)) ❹

''جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں ہوتا ہے اللہ تعالیٰ (اس) بندے کی مدد میں ہوتا۔''

(۶).....مسلمان بھائیوں پر کسی وجہ سے غضبناک ہو گیا لیکن اپنے غضب کو روک لیا اور درگزر سے کام لیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کی مدح کی ہے۔

﴿ وَإِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ ۝ ﴾ [الشوریٰ: ۳۷]

''اور جب غصے ہوتے ہیں تو معاف کر دیتے ہیں۔''

---

❶ صحيح الجامع الصغير، رقم: ۱۱۰۰.

❷ صحيح الجامع الصغير، رقم: ۳۳۱۳.

❸ أخرجه البخاري في كتاب المظالم، باب: لا يظلم المسلمُ المسلمَ ولا يُسلمه، رقم: ۲٤٤۲.

❹ أخرجه مسلم في كتاب الذكر، باب: فضل الاجتماع على تلاوة القرآن وعلى الذكر، رقم: ٦۸٥۳.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس وجہ سے بھی غضب روک دیتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے عدم غضب کی ان الفاظ: ((لَا تَغْضَبْ .)) ''غصہ نہ کر۔'' میں وصیت کی ہے اور رسول اکرم ﷺ نے غصہ کے وقت نفس کو قابو رکھنے پر ابھارا ہے کیونکہ یہ عبادت کا حصہ اور نفس کے لیے جہاد ہے۔ چنانچہ فرمایا:

((لَيْسَ الشَّدِيْدُ بِالصُّرْعَةِ ، إِنَّمَا الشَّدِيْدُ الَّذِيْ يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ .)) ❶

''طاقت ور آدمی پچھاڑنے والا نہیں، یقیناً طاقت ور وہ ہے، جو غصے کے وقت اپنے آپ کو قابو میں رکھے۔''

(۷).....غیظ کو بھی روک لیتا ہے اور لوگوں سے درگزر سے کام لیتا ہے اور اس کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید لگاتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کی تعریف کی ہے اور یہ بھی خبر دی کہ میں ان سے اس نیکی اور احسان کی وجہ سے محبت رکھتا ہوں۔

﴿ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ ﴾ [آل عمران : ۱۳۴]

''(متقین وہ ہیں) غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ ان نیک کاروں کو دوست رکھتا ہے۔''

رسول اکرم ﷺ نے اسی بات پر ابھارا ہے، فرمایا:

((مَا مِنْ جُرْعَةٍ أَعْظَمُ أَجْرًا عِنْدَاللّٰهِ مِنْ جُرْعَةِ غَيْظٍ ، كَظَمَهَا عَبْدٌ ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ .)) ❷

''کوئی گھونٹ پینے کا ثواب اللہ تعالیٰ کے پاس اتنا نہیں جتنا ثواب غصہ کا گھونٹ پینے میں ہے جو کہ آدمی اللہ کی رضا چاہتے ہوئے پیے۔''

دوسری حدیث میں فرمایا:

((مَنْ كَظَمَ غَيْظًا ، وَهُوَ قَادِرٌ عَلٰى أَنْ يُنْفِذَهُ دَعَاهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَلٰى رُؤُوْسِ الْخَلَائِقِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يُخَيِّرَهُ اللّٰهُ مِنَ الْحُوْرِ مَا شَاءَ .)) ❸

''جو آدمی غصہ روکے حالانکہ اسے اپنا غصہ پورا کرنے کا اختیار بھی ہو تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس

---

❶ أخرجه البخاري في كتاب الأدب، باب: الحذر من الغضب، رقم: ٦١١٤.

❷ صحيح سنن ابن ماجه، رقم: ٣٣٧٧.

❸ صحيح سنن أبي داود، رقم: ٣٩٩٧.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو سب لوگوں کے سامنے بلائے گا اور فرمائے گا: جس حور کو تو چاہے پسند کر لے۔''

(۸).....مسلمان بھائیوں سے بد اخلاقی کا مظاہرہ نہ کرے بلکہ اتنا خوش اخلاقی سے پیش آئے کہ قیام کرنے والے، روزہ دار کے درجے کو پہنچ جائے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَيُدْرِكُ بِحُسْنِ خُلُقِهِ دَرَجَةَ الصَّائِمِ الْقَائِمِ .)) [1]

'' بے شک مومن اپنے حسن خلق کی وجہ سے قیام کرنے والے روزے دار کا درجہ پالیتا ہے۔''

قیامت کے دن ترازو میں اپنا اجر ثقیل کرنے کے لیے بھی حسن خلق کرے۔ اس کے لیے فرمان رسول ﷺ ملاحظہ فرمائیں:

((مَا مِنْ شَيْءٍ يُوضَعُ فِي الْمِيزَانِ أَثْقَلُ مِنْ حُسْنِ الْخُلُقِ ، وَإِنَّ صَاحِبَ حُسْنِ الْخُلُقِ لَيَبْلُغُ بِهِ دَرَجَةَ صَاحِبِ الصَّوْمِ وَالصَّلَاةِ .)) [2]

'' قیامت کے روز ایماندار کے ترازو میں اس کے اچھے اخلاق سے کوئی شے زیادہ وزنی نہیں ہوگی۔ اچھے اخلاق والا اپنے اخلاق کی وجہ سے روزے دار اور نمازی کے درجے کو پہنچ جاتا ہے۔''

ان دلائل سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ اس انسان کو محبوب رکھتے ہیں جو سب کو نفع پہنچانے والا ہو کیونکہ وہ نبی علیہ السلام کے اس فرمان پر عمل پیرا ہے:

((لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ .)) [3]

'' تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لیے وہی چیز پسند نہ کرلے جو وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے۔''

ثابت ہوا کہ ایسا آدمی اپنے بھائی کے متعلق یہی خواہش رکھتا ہے کہ جو مجھے چیز ملی ہے، اسے بھی ملے۔ اسی طرح جو برائی اپنے لیے ناپسند کرتا ہے اس کے لیے ناپسند کرتا ہے، نیز اس کے ساتھ ساتھ وہ اپنے آپ کو دوسروں سے افضل بھی نہیں سمجھتا اور یہ تمام کام محض اسی صورت میں ہوں گے جب انسان کے دل سے کینہ و بغض اور حسد نکل جائے گا۔

---

[1] صحيح سنن أبي داود، رقم: ٤٠١٣.

[2] صحيح سنن الترمذي، رقم: ١٦٢٩.

[3] أخرجه البخاري في كتاب الإيمان، باب: من الإيمان أن يحب لأخيه ما يحب لنفسه، رقم: ١٣.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۳).....خوش اخلاق انسان:

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((أَحَبُّ عِبَادِ اللّٰهِ إِلَى اللّٰهِ أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا .)) [1]

''اللہ تعالیٰ کے ہاں بندوں میں سب سے زیادہ محبوب بندہ وہ ہے جس کا (دوسروں کی نسبت) اخلاق اچھا ہے۔''

تشریح.....: لفظ خُلُق اور خَلْق یکساں استعمال ہوتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ فلاں اچھے خُلُق اور خَلْق والا ہے یعنی باطنی اور ظاہری اعتبار سے اچھا ہے۔ لفظ خَلْق سے ظاہری صورت اور خُلُق سے باطنی صورت مراد ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان دو چیزوں سے مرکب ہے ایک جسم جو کہ بصارت سے دیکھا جاتا ہے اور دوسری چیز روح اور نفس ہے جس کا ادراک بصیرت سے ہوتا ہے اور یہ دونوں چیزیں دو طرح کی شکلیں رکھتی ہیں۔ ایک قبیح اور دوسری اچھی۔ چنانچہ جو ہیئت نفس میں راسخ ہو، اُسے خُلُق سے تعبیر کیا جاتا ہے اور اس ہیئت سے بغیر غور و فکر کے آسانی اور سہولت کے ساتھ افعال سرزد ہوتے ہیں۔ اگر اس ہیئت سے عقلی اور شرعی لحاظ سے عمدہ اور اچھے افعال سرزد ہوں تو اسے اچھا خُلُق کہتے ہیں اور اگر قبیح افعال صادر ہوں تو اس کا نام برا خُلُق رکھتے ہیں۔

اس بات کو بھی ملحوظ خاطر رکھیں کہ انسان اسی وقت حسن خلق سے موصوف ہوگا جب یہ اس کے نفس میں راسخ ہوگا اور بغیر دیکھے بھالے آسانی کے ساتھ اس سے افعال صادر ہوں لیکن اگر تکلف، مشقت اور غور و فکر کی وجہ سے افعال سرزد ہوں، تو اسے حسن خلق نہیں کہتے۔ مثلاً ایک آدمی کو کسی حاجت کی وجہ سے مجبوراً مال خرچ کرنا پڑا یا غصے کے وقت بڑی مشقت کر کے اسے کنٹرول کیا تو اسے یہ نہیں کہا جائے گا کہ بلحاظِ خلق وہ بڑا سخی اور بردبار ہے۔

ظاہری خلقت کو بدلنا ممکن نہیں لیکن اخلاق کو بدلنا ممکن ہے، اسی لیے دین و دعوت، امر بالمعروف، نہی عن المنکر، وصیتیں، مواعظ اور تادیبات یہ سب کی سب اخلاقی قدروں کے لیے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۝ ﴾ [الرعد: ۱۱]

''بے شک اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک کہ وہ خود اسے نہ بدلیں جو ان کے نفسوں میں ہے۔''

اس جگہ بدلنے سے مراد برے اخلاق کو اچھے اخلاق کی طرف لے جانا ہے۔

---

[1] صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۱۷۷.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اچھا اور عمدہ اخلاق انسان نفس کے مجاہدے اور ریاضت کے ذریعہ حاصل کر سکتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ رب تعالیٰ سے اچھے اخلاق کو عادت بنانے اور اس کی طرف رہنمائی کی دعا مانگا کرتے تھے دعا کے الفاظ و معانی درج ذیل ہیں:

((أَللّٰهُمَّ اهْدِنِي لِأَحْسَنِ الْأَخْلَاقِ لَا يَهْدِي لِأَحْسَنِهَا إِلَّا أَنْتَ وَاصْرِفْ عَنِّي سَيِّئَهَا لَا يَصْرِفُ عَنِّي سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ .)) [1]

''اے اللہ تو مجھے عمدہ اخلاق کی طرف ہدایت دے (کیونکہ) اچھے اخلاق کی طرف صرف تو ہی ہدایت دے سکتا ہے اور مجھ سے اس کی (اخلاق کی) برائی دور کر دے (کیونکہ) اس کی برائی صرف تو ہی مجھ سے دور کر سکتا ہے۔''

آنحضرت ﷺ وصیت بھی کیا کرتے تھے:

((وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ)) [2]

''کہ لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے معاملہ کرو۔''

اخلاق انسان کے وہ خصائل ہیں جن کے ذریعے وہ کسی سے معاملہ کرتا ہے اور یہ خصائل یا تو محمود ہوں گے یا مذموم۔ محمود اور اچھے خصائل کی اجمالی تعریف یہ ہے کہ غیر کے ساتھ ایسے ہو جانا کہ جہاں اسے نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو، وہاں اس کی بجائے خود نقصان برداشت کر لینا۔ تفصیل حسب ذیل ہے: درگزر کرنا، بردباری، سخاوت، صبر، تکلیف کو برداشت کرنا، شفقت کرنا، حاجات کو پورا کرنا، آپس میں محبت اور نرمی کا مظاہرہ کرنا وغیرہ۔

مذموم اخلاق اس کے برعکس ہیں۔

نوع انسان میں خُلق ایک جبلت ہوتی ہے جس کی بناء پر انسانوں کے مختلف درجات بن جاتے ہیں۔ بعض ایسے ہیں کہ ان کی جبلت میں اچھا اخلاق غالب ہوتا ہے اور بعض لوگوں کو عمدہ اخلاق بنانے کے لیے مجاہدے کا حکم ہے۔ چنانچہ اسی طرح اگر عمدہ اخلاق کمزور ہے تو اسے قوی بنانے کے لیے انسان کو ریاضت کرنا پڑے گی۔

عمدہ اخلاق کے ثمرات.....: اچھے اخلاق کے ثمرات ہوتے ہیں جو کہ عمدہ اخلاق پر دلالت کرتے ہیں، مثلاً بعض کے نزدیک چہرہ خوش رکھنا، سخاوت کرنا، کسی کی تنگی دور کرنا اور مشقت برداشت کرنا اچھا اخلاق کہلاتا ہے۔ بعض کا قول ہے کہ چونکہ اس کی اللہ کے متعلق معرفت شدید ہوتی ہے، اس لیے نہ تو اس کے ساتھ کوئی

---

[1] أخرجه مسلم في كتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب: صلاة النبي ﷺ ودعاؤه بالليل، رقم: ١٨١٢.

[2] صحيح ترمذي، رقم: ١٦١٨.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جھگڑے اور نہ ہی یہ کسی سے جھگڑے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ لوگوں کے قریب ہونا اور جو اُن کے پاس ہے (یعنی مال) اس سے اجنبی ہونا، عمدہ اخلاق ہے۔ یہ قول بھی ہے کہ مخلوق کو آسانی اور تنگی میں راضی رکھنا۔ اللہ تعالیٰ سے راضی ہونے کو بھی خوش اخلاقی کہا گیا ہے اس کا کم سے کم درجہ حسب ذیل بتایا گیا ہے۔

برداشت کرنا اور بدلہ نہ لینا، ظالم پر شفقت اور رحم کرنا اور اس کے لیے استغفار کرنا۔ بعض کے نزدیک یہ ہے کہ رزق میں حق تعالیٰ پر تہمت نہ لگانا اور اسی پر توکل رکھنا اور جس چیز کا ضامن ہے، اسے پورا کرنا، اللہ تعالیٰ اور اس کے درمیان، نیز اس کے اور دیگر انسانوں کے درمیان، جو امور ہیں ان سب میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنا اور اس کی نافرمانی نہ کرنا۔ بعض اچھے اخلاق کو تین خصلتوں میں بیان کرتے ہیں۔ (۱) حرام اشیاء سے اجتناب، (۲) حلال کی طلب، (۳) اہل وعیال پر فراخی کرنا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ حق کے مطالعہ کے بعد مخلوق کی زیادتی اس پر اثر انداز نہ ہو۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ فکر صرف اور صرف اللہ کی ہو۔ بعض لوگوں نے عمدہ اخلاق کی علامات کو اس طرح جمع کیا ہے۔ (۱) آدمی کثیر الحیاء ہو، (۲) کسی کو بہت قلیل تنگی پہنچائے، (۳) بہت اصلاح کرنے والا ہو، (۴) سچی زبان والا ہو، (۵) قلیل الکلام، (۶) کثیر العمل، (۷) کم لغزشوں والا، (۸) غیر متعلقہ باتوں میں نہ پڑنے والا ہو، (۹) نیکی کرنے والا، (۱۰) میل ملاپ رکھنے والا، (۱۱) باوقار، (۱۲) بہت شکر کرنے والا، (۱۳) حلیم الطبع، (۱۴) پاک دامن اور شفقت کرنے والا ہو، (۱۵) بہت لعنت کرنے والا نہ ہو، (۱۶) گالی بکنے والا نہ ہو، (۱۷) چغل خور نہ ہو، (۱۸) غیبت کرنے والا نہ ہو، (۱۹) جلد باز نہ ہو، (۲۰) کینہ اور حسد رکھنے والا نہ ہو، (۲۱) بخیل بھی نہ ہو، (۲۲) ہشاش بشاش ہو اور (۲۳) اللہ کے لیے ہی کسی سے بغض اور محبت رکھنے والا ہو۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَا مِنْ شَيْءٍ يُوْضَعُ فِي الْمِيْزَانِ أَثْقَلَ مِنْ حُسْنِ الْخُلُقِ، وَإِنَّ صَاحِبَ حُسْنِ الْخُلُقِ لَيَبْلُغُ بِهِ دَرَجَةَ صَاحِبِ الصَّوْمِ وَالصَّلَاةِ.)) [1]

''قیامت کے روز ایماندار کے ترازو میں اچھے اخلاق سے زیادہ وزنی کوئی شے نہیں ہوگی، اچھے اخلاق والا اپنے اخلاق کی وجہ سے روزے دار اور نمازی کے درجے کو پہنچ جاتا ہے۔''

دوسری حدیث میں فرمایا کہ:

وَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ: ((إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَيُدْرِكُ بِحُسْنِ خُلُقِهِ دَرَجَةَ الصَّائِمِ

[1] صحيح سنن الترمذي، رقم: ١٦٢٩۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْقَائِمِ .)) ❶

''ایماندار اپنے اچھے اخلاق کی وجہ سے قیام کرنے والے، روزے دار کے درجے کو پہنچ جاتا ہے۔''

روزے دار اور رات کو قیام کرنے والے کے ساتھ مشابہت اس طرح سے ہے کہ یہ دونوں اپنے نفسوں سے جنگ کرتے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کی مختلف طبیعتوں کے باوجود جو انسان ان سے اچھے اخلاق کا برتاؤ کرتا ہے، وہ بھی کئی نفوس سے جنگ کرتا ہے۔ چنانچہ روزے دار اور رات کو قیام کرنے والے کو جو انعامات ملتے ہیں، اس کو بھی مل جاتے ہیں بلکہ بعض اوقات یہ ان دونوں سے بڑھ جاتا ہے۔ ❷

تین خصلتوں والا انسان:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنْ أَحْبَبْتُمْ أَنْ يُحِبَّكُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَرَسُوْلُهُ فَأَدُّوْا إِذَا ائْتُمِنْتُمْ ، وَاصْدُقُوْا إِذَا حَدَّثْتُمْ ، وَأَحْسِنُوْا جِوَارَ مَنْ جَاوَرَكُمْ .)) ❸

''اگر تم پسند کرتے ہو کہ تم سے اللہ اور اس کا رسول محبت کرے تو جب تمہیں امین بنایا جائے تو (امانت) ادا کرو اور جب بات کرو تو سچی کرو اور اپنے پڑوسیوں سے اچھا سلوک کرو۔''

نبی کریم ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

((أَرْبَعٌ إِذَا كُنَّ فِيْكَ فَلَا عَلَيْكَ مَا فَاتَكَ مِنَ الدُّنْيَا ، صِدْقُ الْحَدِيْثِ ، وَحِفْظُ الْأَمَانَةِ ، وَحُسْنُ الْخُلُقِ ، وَعِفَّةُ مُطْعَمٍ .)) ❹

''جب تم میں چار اشیاء ہوں گی، تو دنیا کی کوئی چیز اگر فوت بھی ہو جائے، تب بھی تجھے کوئی پروا نہیں ہونی چاہیے۔ (۱)..... سچی بات، (۲)..... امانت کی حفاظت، (۳)..... اچھا اخلاق اور (۴)..... کھانے کی پاکیزگی۔''

شرح.....: امانت کی ادائیگی: اس کا مطلب یہ ہے کہ جس آدمی کو امین بنایا گیا ہے (مُؤْتَمَنْ) وہ امانت دینے والے (مُؤْتَمِنْ) کی چیز واپس کرے۔ ادائے امانت خیانت کی ضد ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے

---

❶ صحيح سنن أبي داود، رقم: ٤٠١٣.

❷ احياء العلوم الدين للغزالي، ص: ٥٢ـ ٧٠ / ٣ـ فتح الباري، ص: ٤٥٦، ٤٥٩ / ١٠ـ عون المعبود، ص: ١٠٧، ١٣.

❸ صحيح الجامع الصغير، رقم: ١٤٢٢.

❹ صحيح الجامع الصغير، رقم: ٨٨٦.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی ﷺ نے امانت ادا کرنے اور خیانت نہ کرنے کا حکم دیا ہے۔

﴿ إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمٰنٰتِ إِلٰى أَهْلِهَا ﴾ [النساء: ٥٨]

''بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں انہیں پہنچاؤ۔''

عَنْ يُوسُفَ بْنِ مَاهَكَ الْمَكِّيِّ، قَالَ: كُنْتُ أَكْتُبُ لِفُلَانٍ نَفَقَةَ أَيْتَامٍ كَانَ وَلِيَّهُمْ فَغَالَطُوهُ بِأَلْفِ دِرْهَمٍ، فَأَدَّاهَا إِلَيْهِمْ، فَأَدْرَكْتُ لَهُمْ مِنْ مَالِهِمْ مِثْلَيْهَا، قَالَ: قُلْتُ: أَقْبِضُ الْأَلْفَ الَّذِي ذَهَبُوا بِهِ مِنْكَ؟ قَالَ: لَا. حَدَّثَنِي إِلَيَّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((أَدِّ الْأَمَانَةَ إِلَى مَنِ ائْتَمَنَكَ، وَلَا تَخُنْ مَنْ خَانَكَ.)) [1]

''یوسف بن ماہک سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے فلاں شخص کو یتیموں کے خرچہ کے لیے لکھا جو یتیموں کا نگران تھا، مگر انہوں نے اس سے ایک ہزار درہم کا فراڈ کیا۔ چنانچہ اس نے انہیں ادائیگی کر دی۔ پھر میں نے ان کے مال میں سے اس سے دگنا لے لیا۔ راوی کہتے ہیں: میں نے اس شخص سے کہا وہ جو آپ سے ایک ہزار (درہم) ناجائز لے گئے ہیں ان پر میں قبضہ نہ کرلوں؟ اس شخص نے کہا: نہیں، پھر اُس نے مجھے ایک حدیث سنائی۔ بے شک اس نے سنا رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے:

''جو تجھے امین بنائے اسے امانت واپس کر اور جو تجھ سے خیانت کرے تو اس سے خیانت نہ کر۔''

ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نہ تو امیر اور نہ ہی تنگ دست کو امانت روکنے کی رخصت دی ہے۔

لوگوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ امانتوں کے مالک فاجر ہوں یا نیک، انہیں امانتیں واپس کرنا ضروری اور فرض ہے۔ خلاصہ یہ ہوا کہ امانت میں کسی صورت بھی خیانت جائز نہیں، خواہ اس کا مالک بذاتِ خود امین ہو یا خائن۔

وَلَا تَخُنْ مَنْ خَانَكَ (اور جو تجھ سے خیانت کرے تو اس سے خیانت نہ کر) حدیث کے یہ الفاظ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ خائن کے ساتھ اس جیسا معاملہ کرنا جائز نہیں۔

یہ حدیث اس بات پر بھی دلالت کرتی ہے کہ انسان اگر اپنا حق حاصل نہیں کر سکتا تو اس کے لیے یہ درست نہیں کہ وہ امانت کو جھگڑنے کے لیے روک لے، بلکہ اسے ہر صورت ادا کرنا پڑے گی۔ قرآن سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ ادائے امانت مومن کی صفات میں شامل ہے۔

﴿ وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ ۝ ﴾ [المومنون: ٨]

''(مومن وہ ہیں) جو اپنی امانتوں اور وعدے کی حفاظت کرنے والے ہیں۔''

---

[1] صحيح سنن أبي داود، رقم: ٣٠١٨.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی جو امانت کو ادا کرتے ہیں، وہ نفاق کی علامت سے کوسوں دور ہوتے ہیں جو شریعت میں ان الفاظ سے بیان کی گئی ہے: ((اِذَا ائْتُمِنَ خَانَ)) کہ جب اسے (منافق کو) امین بنایا جائے تو وہ خیانت کرے۔ ❶

معلوم ہوا کہ جس انسان نے خیانت کی اسے امین نہیں کہتے اور جو امین نہیں آنحضرت ﷺ کے فرمان کے مطابق اس کا ایمان نہیں۔ فرمایا:

((لَا إِيْمَانَ لِمَنْ لَّا أَمَانَةَ لَهُ وَلَا دِيْنَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهُ .)) ❷

''جو امین نہیں اس کا ایمان نہیں اور جسے وعدہ کا پاس نہیں اس کا دین نہیں۔''

امانت کی ادائیگی عام مفہوم کی حامل ہے اس کے تحت انسان کے ذمہ اللہ کے حقوق مثلاً نماز، روزہ، زکوٰۃ، کفارہ، نذر کو پورا کرنا وغیرہ بھی آ جاتا ہے اور حقوق العباد مثلاً راز اور وہ اشیاء جو امانت رکھی گئی ہیں وغیرہ بھی آ جاتی ہیں۔ چنانچہ ان کی ادائیگی کا حکم دنیا میں ہی ہے، اگر کوئی یہاں پر ادا نہیں کرے گا تو قیامت کے دن اس سے بدلہ لیا جائے گا جیسا کہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ:

((لَتُؤَدُّنَّ الْحُقُوْقَ إِلٰى أَهْلِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يُقَادَ لِلشَّاةِ الْجَلْجَاءِ مِنَ الشَّاةِ الْقَرْنَاءِ .)) ❸

''قیامت کے روز تم حق والوں کو (ان کے) حق ضرور ادا کرو گے حتیٰ کہ ٹوٹے سینگوں والی بکری کے لیے سینگوں والی بکری سے بھی بدلہ لیا جائے گا۔''

سچ .....: یہ جھوٹ کی ضد اور نقیض ہے اور جو انسان دوسرے لوگوں سے بات کرتے وقت سچائی سے کام لیتا اور سچ کا متلاشی رہتا ہے، اسے صادق اور صدیق کہا جاتا ہے، لہٰذا رسول اکرم ﷺ نے جھوٹ بولنے سے ڈرایا ہے، چاہے کسی کو ہنسانے کے لیے ہی ہو۔ فرمایا:

((وَيْلٌ لِلَّذِيْ يُحَدِّثُ بِالْحَدِيْثِ لِيُضْحِكَ بِهِ الْقَوْمَ فَيَكْذِبُ ، وَيْلٌ لَهُ ، وَيْلٌ لَهُ .)) ❹

''اس انسان کے لیے ویل ہے، (جہنم کی وادی) جو لوگوں کو ہنسانے کے لیے جھوٹ بولتا ہے، اس

---

❶ بخاری، کتاب الایمان، باب: علامات المنافق، حدیث: ۳۳.

❷ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۷۱۷۹.

❸ أخرجه مسلم في كتاب البر، باب: تحريم الظلم، رقم: .....؟

❹ صحیح سنن الترمذي، رقم: ۱۸۸۵.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لیے ویل ہے، اس کے لیے ویل ہے۔''

بلکہ جو انسان ہر سنی سنائی بات کو آگے پہنچانے کا عادی ہو، اس کے جھوٹا ہونے کے لیے یہی کافی ہے۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

((كَفٰى بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ .)) ❶

''آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے یہی بات کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات کو بیان کر دے۔''

مطلب یہ ہے کہ انسان کے سننے میں سچی باتیں بھی آتی ہیں اور جھوٹی بھی، چنانچہ جب وہ ہر سنی ہوئی بات کو بیان کرتا ہے تو لامحالہ جھوٹی باتیں بھی آگے بیان کر دیتا ہے، اسی لیے اس کام کی وجہ سے اسے جھوٹا کہا گیا ہے۔

رسول کریم ﷺ نے جھوٹ کو منافق کی علامت گردانا ہے، فرمایا ہے:

((آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ .)) ❷

''(کہ منافق کی ایک نشانی یہ ہے کہ) جب بات کرے گا تو جھوٹ بولے گا۔''

آنحضرت ﷺ نے حسب ذیل فرمان میں بھی جھوٹ سے ڈرایا ہے:

((إِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ فَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِيْ إِلَى الْفُجُوْرِ ، وَإِنَّ الْفُجُوْرَ يَهْدِيْ إِلَى النَّارِ ، وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَكْذِبُ وَيَتَحَرّٰى الْكَذِبَ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَاللّٰهِ كَذَّابًا .)) ❸

''تم اپنے آپ کو جھوٹ سے بچاؤ کیونکہ جھوٹ گناہ کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور گناہ آگ کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور آدمی ہمیشہ جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ تلاش کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ اللہ کے ہاں اسے کذاب (بہت بڑا جھوٹا) لکھ دیا جاتا ہے۔''

اس حدیث میں جھوٹ سے اور اس سے غفلت برتنے سے بھی ڈرایا گیا ہے کیونکہ جب انسان سستی اور غفلت سے کام لے گا تو کثرت سے جھوٹ سرزد ہونا شروع ہو جائیں گے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اسے کذاب لکھ دیتا ہے اور کذابوں کی سزا کا مستحق ٹھہرتا ہے۔ یعنی یا تو فرشتوں میں اس صفت سے مشہور ہو جاتا ہے یا لوگوں کے دلوں میں اور ان کی زبانوں پر اس کا بڑا جھوٹا ہونا مشہور ہو جاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے سچ بولنے اور اس کو اوڑھنا بچھونا بنانے پر بہت ترغیب دلائی ہے حتیٰ کہ سچ انسان کو

---

❶ أخرجه مسلم في باب: النهي عن الحديث بكل ما سمع.

❷ أخرجه البخاري في كتاب الإيمان، باب: علامات المنافق، رقم: ٣٣.

❸ أخرجه مسلم في كتاب البر، باب: قبح الكذب وحسن الصدق وفضله، رقم: ٦٦٣٩.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنت میں لے جاتا ہے۔ فرمایا:

((عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ فَإِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِيْ إِلَى الْبِرِّ ، وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِيْ إِلَى الْجَنَّةِ ، وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَصْدُقُ وَيَتَحَرَّى الصِّدْقَ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَاللّٰهِ صِدِّيْقًا وَإِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ ، فَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِيْ إِلَى الْفُجُوْرِ وَإِنَّ الْفُجُوْرِ يَهْدِيْ إِلَى النَّارِ وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَكْذِبُ وَيَتَحَرَّى الْكَذِبَ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَاللّٰهِ كَذَّابًا .)) [1]

''سچائی کو لازم پکڑو کیونکہ سچ نیکی کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور نیکی جنت کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور آدمی ہمیشہ سچ بولتا رہتا ہے اور سچائی کو تلاش کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں صدیق لکھ دیا جاتا ہے۔''

قرآن کے مطالعہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ سچ بولنے والوں سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے اور قیامت کے دن ان کے لیے بہت بڑی کامیابی ہے۔

﴿ قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ج رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴾

[المائدہ: ۱۱۹]

''اللہ ارشاد فرمائے گا کہ یہ وہ دن ہے کہ جو لوگ سچے تھے ان کا سچا ہونا، ان کے کام آئے گا، ان کو باغ ملیں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، اللہ تعالیٰ ان سے راضی اور خوش ہوگا اور یہ اللہ سے راضی اور خوش ہوں گے، یہ بڑی کامیابی ہے۔''

سچ بہت بڑی عظمت کا حامل ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنی مدح سچ کے ساتھ ان الفاظ میں کی ہے۔

﴿ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا ۝ ﴾ [النساء: ۸۷]

''اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ سچی بات والا اور کون ہوگا؟''

پڑوسی سے حسن سلوک.....: انسان کو چاہیے کہ اپنے پڑوسیوں سے اچھے تعلقات قائم کرے اور ان کو تکلیف دینے کی جتنی بھی راہیں ہیں ان کو بند کر دے، کیونکہ جس نے اپنے پڑوسیوں سے اچھا سلوک نہ کیا، وہ اللہ اور اس کے رسول کی نگاہ میں پیارا نہیں بلکہ مبغوض انسان شمار ہوتا ہے۔

لفظ پڑوس عام ہے، اس کے تحت مسلمان و کافر، عابد و فاسق، دوست و دشمن، واقف اور اجنبی، نفع دینے والا

[1] أخرجه مسلم في كتاب البر، باب: قبح الكذب وحسن الصدق وفضله، رقم: ٦٦٣٩.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وتنگی دینے والا وغیرہ ہر طرح کے لوگ آ جاتے ہیں۔

پھر پڑوسیوں کے بھی مراتب ہیں چنانچہ جس میں زیادہ صفات ہوں گی، اس کا حق دوسروں سے بڑھ جائے گا اور جس میں کم ہوں گی، اس کا مرتبہ بھی کم ہوگا اور بسا اوقات پڑوسیوں میں صفات برابر ہو جاتی ہیں چنانچہ اس وقت کسی قرینہ کی وجہ سے ترجیح ہوگی یا برابری کا سلوک کیا جائے گا۔

کہا جاتا ہے کہ پڑوسی تین طرح کا ہوتا ہے (۱) وہ پڑوسی جس کا ایک حق ہے یعنی صرف پڑوس کا، اور وہ مشرک ہے۔ (۲) وہ پڑوسی جس کے دو حق ہیں، اس سے مراد مسلمان پڑوسی ہے اس کا ایک حق ہمسایہ ہونے کا اور دوسرا اسلام کی وجہ سے ہے۔ (۳) وہ جس کے تین حقوق ہیں، اس سے وہ مسلمان ہمسایہ مراد ہے جو رشتہ دار بھی ہے ایک پڑوس کا حق دوسرا اسلام اور تیسرا رشتہ داری کا۔

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے ہمسائیوں کے ساتھ نیکی کرنے کا حکم دیا ہے فرمایا:

﴿ وَّبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ ۝ ﴾ [النساء: ٣٦]

''اور والدین کے ساتھ احسان کرو اور رشتہ داروں سے اور یتیموں اور مسکینوں سے اور قرابت دار ہمسائے سے اور اجنبی ہمسائے سے بھی (احسان کرو)۔''

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ:

((مَا زَالَ جِبْرِيْلُ يُوْصِيْنِيْ بِالْجَارِ حَتّٰى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ .)) ❶

''جبریل مجھے ہمیشہ ہمسایوں کے متعلق وصیت کرتا رہتا حتیٰ کہ میں نے گمان کیا کہ عنقریب وہ اسے وارث بھی قرار دے گا۔''

جیسے ان کے ساتھ نیکی کرنے کا حکم صادر ہوا ہے ایسے ہی انہیں ایذاء دینے سے نہی بھی وارد ہوئی ہے۔ چنانچہ آنحضور ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ .)) ❷

''جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ پہنچائے اور جو کوئی اللہ اور

---

❶ أخرجه البخاري في كتاب الأدب، باب: الوصاة بالجار، رقم: ٦٠١٤.

❷ أخرجه البخاري في كتاب الأدب، باب: من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فلا يؤذ جاره، رقم: ٦٠١٨.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے مہمان کا اکرام کرے اور جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اچھی بات کہے وگرنہ خاموش رہے۔''

دوسری حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ ، وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ . قِيْلَ: وَمَنْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: ((اَلَّذِيْ لَا يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقَهُ .)) [1]

''اللہ کی قسم! وہ مومن نہیں۔ اللہ کی قسم! وہ مومن نہیں۔ اللہ کی قسم! وہ مومن نہیں۔ کہا گیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کون مومن نہیں؟ فرمایا: وہ انسان کہ جس کی شرارتوں سے اس کا ہمسایہ محفوظ نہیں۔''

بائقة.....: یہ لفظ مصیبت، شر، جھگڑے، فتنہ وفساد اور مہلک چیز کے لیے مستعمل ہے۔

آنحضرت ﷺ نے اس حدیث میں تین مرتبہ قسم اٹھا کر پڑوسی کو تکلیف دینے سے منع کیا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس معاملہ میں بہت زیادہ تاکید ہے۔ ہمسائے کا صرف یہی حق نہیں کہ اسے تکلیف نہ دی جائے بلکہ یہ بھی اس کا حق ہے کہ جن اشیاء میں اس کو تکلیف ملنے کا اندیشہ ہے ان سے بھی پرہیز کیا جائے۔

شیخ ابو محمد بن ابی جمرۃ کا قول ہے کہ: ''پڑوسی کی حفاظت کرنا ایمان کے کامل ہونے سے ہے اور زمانہ جاہلیت کے لوگ بھی یہ حفاظت کیا کرتے تھے۔'' ہمسائے کے متعلق جو وصیت کی گئی ہے اس پر عمل اس طرح ہو سکتا ہے کہ اپنی طاقت کے مطابق تحفہ بھیجا جائے اور ملاقات کے وقت مسکراتے چہرے سے ملا جائے اور اگر اسے کسی چیز کی ضرورت ہے تو اس کی ضرورت کو پورا کیا جائے وغیرہ۔

نبی مکرم ﷺ نے اس انسان کے ایمان کی نفی کی ہے جس کی شرارتوں سے اس کا پڑوسی امن میں نہیں اس مبالغہ سے ہمسائے کا حق واضح طور پر سمجھ میں آتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اسے تنگ کرنا کبیرہ گناہوں میں شامل ہے۔

جب پڑوسی صالح اور غیر صالح ہوگا تو ان کے ساتھ سلوک کرنے کی حالت بدل جائے گی، یعنی سب ہمسایوں کے لیے ہر قسم کی بھلائی کی خواہش کی جائے اور اچھی نصیحت اور ہدایت کی دعا کی جائے، اگر ہمسایہ بد انسان ہے تو مذکورہ باتوں کے ساتھ ساتھ اچھے اور عمدہ طریقے سے اسے برائیوں سے روکا جائے اور اس کام میں امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے مراتب کو بھی ملحوظ رکھے۔ اگر ہمسایہ غیر مسلم ہے تو اس کو مسلمان ہونے کی دعوت دی جائے اور اسے اسلام کے محاسن سے آگاہ کیا جائے اور اگر فاسق ہے تو جو نصیحت اس کے لائق حال نرمی ہے، اس کو مدنظر رکھا جائے۔ نیز لوگوں سے اس کی کوتاہیوں کو چھپایا جائے اور نرمی سے ان لغزشوں سے روکا جائے۔

[1] أخرجه البخاري في كتاب الأدب، باب: إثم من لا يأمن جاره بوائقه، رقم: ٦٠١٦.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہاں! اگر فائدہ ہو جائے تو ٹھیک، وگرنہ ادب سکھانے کے لیے اس کو چھوڑ دے اور اسے غلطی بھی بتا دی جائے تاکہ وہ آئندہ اجتناب کرے۔ کہا گیا ہے کہ ہمسائے کا دوسرے پڑوسی پر حق یہ ہے کہ اگر وہ قرضہ مانگے تو اسے دیا جائے اور اگر مدد طلب کرے تو اس کی اعانت کی جائے۔ اگر بیمار ہو تو اس کی تیمارداری کی جائے اگر محتاج ہو تو اس کی محتاجی دور کرنے کی کوشش کی جائے۔ اگر پھر فقیر ہو گیا تو پھر اس کی مدد کی جائے، اگر اسے کوئی خوشخبری ملی ہے تو اسے مبارک دی جائے، اگر کوئی مصیبت پہنچی ہے تو اس سے تعزیت کی جائے۔ اگر فوت ہو گیا تو اس کا جنازہ پڑھا جائے، اپنی عمارت کو اتنا بلند نہ کیا جائے کہ اس کی ہوا بند ہو جائے، ہاں! اگر وہ اجازت دے تو پھر ٹھیک ہے اور ہنڈیا کی بھاپ (مراد ہمسائے کے لیے آگ کی گرمی وغیرہ) سے بھی اسے تکلیف نہ دی جائے۔ ہاں! اگر اس کے لیے بھی حصہ نکالنا ہے تو پھر صحیح ہے اور اگر پھل خریدے تو اسے بھی کچھ عنایت کرے۔ اگر ایسا نہیں کر سکتا تو چپکے سے پھلوں کو اپنے گھر میں داخل کرے اور اپنے بچوں کو بھی دے کر باہر نہ بھیجے کہ کہیں ہمسائے کے بچے دیکھ کر تکلیف محسوس نہ کریں۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو فرمایا تھا:

((يَا أَبَا ذَرٍّ إِذَا طَبَخْتَ مَرْقَةً فَأَكْثِرْ مَاءَهَا وَتَعَاهَدْ جِيرَانَكَ .)) [1]

''اے ابوذر! جب تو شوربا پکائے تو اس کا پانی بڑھا لے اور اپنے پڑوسی کا بھی خیال رکھ۔''

آنحضرت ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

((يَا نِسَاءَ الْمُسْلِمَاتِ، لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا وَلَوْ فِرْسَنَ شَاةٍ .)) [2]

''اے مسلمان عورتو! کوئی ہمسائی اپنی ہمسائی کی حقارت نہ کرے اگرچہ وہ (حصہ میں) ایک بکری کا کھر ہی کیوں نہ بھیجے۔''

گو بکری کے کھر سے عمومی طور پر کوئی فائدہ نہیں اٹھایا جاتا مگر ہمسائے کے لیے اس تحفہ کو بھی حقیر سمجھنے سے منع کیا گیا ہے اور چونکہ اس حدیث کو ظاہر پر محمول نہیں کیا جائے گا کیونکہ بکری کا کھر تحفہ میں دینا کسی کی عادت نہیں، اس لیے حدیث میں یہ اشارہ ہے کہ چھوٹی سی چیز کا تحفہ بھی پیش کیا جا سکتا ہے اور اسے قبول بھی کیا جائے گا۔ یعنی کوئی پڑوسن اپنے پاس موجود چیز کی قلت کی وجہ سے دوسری پڑوسن کو تحفہ دینے سے گریز نہ کرے کیونکہ قلیل چیز کا سخاوت کرنا بالکل نہ ہونے سے تو بہتر ہے۔

---

[1] أخرجه مسلم في كتاب البر، باب: الوصية بالجار والإحسان إليه، رقم: ٦٦٨٨.

[2] أخرجه البخاري في كتاب الأدب، باب: لا تحقرن جارة لجارتها، رقم: ٦٠١٧.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث میں قلیل چیز کا تحفہ دینے پر بھی ترغیب دلائی گئی ہے کیونکہ ہر وقت انسان کے پاس کثیر چیز تو نہیں ہوتی، چنانچہ جب تھوڑی تھوڑی چیز کا تحفہ دیتا رہے گا تو یہی زیادہ بن جائے گی۔ اس حدیث میں تکلیف سے رکنے کا اشارہ اور آپس میں پیار و محبت رکھنے کی وضاحت ہے۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((تَهَادَوْا تَحَابُّوْا .)) ❶

''ایک دوسرے کو تحفہ دو گے تو باہم محبت کرنے لگ جاؤ گے۔''

یعنی آپ ﷺ کے مذکورہ بالا فرمان کا مطلب یہ ہے کہ پڑوسن دوسری ہمسائی کے ساتھ تحفہ کے ذریعہ محبت بڑھائے، اگرچہ وہ حقیر ہی ہو۔ چنانچہ اس میں غنی اور فقیر سب برابر ہیں۔ عورتوں کا خاص طور پر ذکر اس لیے کیا گیا ہے کہ محبت و بغض کی ابتدا انہی سے ہوتی ہے اور ان دونوں کاموں میں اثر بھی جلدی قبول کرتی ہیں۔ انسانی پڑوس کے حقوق کی اتنی تاکید کی گئی ہے حالانکہ درمیان میں دیواریں وغیرہ حائل ہوتی ہیں جن کی وجہ سے ان کی حالت ایک دوسرے سے پوشیدہ رہتی ہے لیکن اس سے بھی زیادہ حقدار حفاظت کرنے والے دو فرشتے ہیں کہ انسان اور ان کے درمیان کوئی پردہ وغیرہ حائل نہیں اور ان دونوں کو حالات کا بھی علم ہوتا ہے، لہٰذا دن کے کسی وقت میں بھی منہیات کا ارتکاب کر کے انہیں تکلیف نہیں پہنچانی چاہیے۔

منقول ہے کہ جب انسان نیکی کرتا ہے تو دونوں فرشتے خوشی کا اظہار کرتے اور جب بدی کرتا ہے تو غمی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ انسان کو چاہیے کہ ان کے غم اور خوشی کا بھی خیال رکھے اور ہمیشہ کوشش کرے کہ نیک اعمال بجا لا کر اور برائیوں سے رک کر، انہیں خوش ہونے کا موقعہ دے۔

پڑوس کی حد.....: اس میں اختلاف ہے (۱) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو اذان سن لے وہ پڑوسی ہے۔ (۲) جو صبح کی نماز مسجد میں آپ کے ہمراہ پڑھے، وہ پڑوسی ہے۔ (۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ پڑوس کی حد ہر جانب سے چالیس گھر ہیں۔ (۴) چالیس گھر دائیں طرف سے اور بائیں طرف سے چالیس (۴۰) آگے اور پیچھے سے۔

اس کا ایک معنی تو نمبر ۳ والا ہی ہو سکتا ہے اور دوسرا معنی یہ کہ مجموعہ چالیس ہو یعنی ہر طرف سے دس گھر ہوں۔ ❷

قوی مومن.....: رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ:

((أَلْمُؤْمِنُ الْقَوِيُّ خَيْرٌ وَأَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِيفِ وَفِي كُلٍّ خَيْرٌ

---

❶ صحيح الجامع الصغير، رقم: ٣٠٠٤.

❷ تفسير ابن كثير، ص: ٥٢٧، ١ـ عون المعبود، ص: ٣٢٧، ٩ـ تفسير قرطبي، ص: ١٦٦، ٥.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إِحْرِصْ عَلَىٰ مَا يَنْفَعُكَ وَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ وَلَا تَعْجِزْ، وَإِنْ أَصَابَكَ شَيْءٌ فَلَا تَقُلْ: لَوْ أَنِّيْ فَعَلْتُ كَانَ كَذَا وَكَذَا، وَلٰكِنْ قُلْ: قَدَّرَ اللّٰهُ، وَمَا شَاءَ فَعَلَ فَإِنَّ لَوْ تَفْتَحُ عَمَلَ الشَّيْطَانِ.)) ❶

''قوی مومن بہتر ہے اور وہ اللہ کو کمزور، ضعیف مومن سے زیادہ محبوب ہے اور بھلائی ہر ایک میں ہے۔ جو تجھے نفع پہنچائے اس کی حرص رکھ اور اللہ سے مدد مانگ اور دل تھوڑا نہ کر۔ اگر تجھے کچھ مصیبت آئے تو یوں نہ کہہ کہ اگر میں ایسے کر لیتا تو ایسے ہو جاتا وغیرہ۔ بلکہ تو کہہ اللہ نے مقدر کیا تھا اس نے جو چاہا کیا سو بلاشبہ ''اگر'' شیطان کے لیے راہ ہموار کرتا ہے۔''

شرح.....: آخرت کے امور میں فطرت اور نفس کے ارادے کو قوت سے تعبیر کیا گیا ہے اور جس مسلمان میں یہ وصف ہو، وہ جہاد میں دشمنوں پر حملہ کرنے اور لپکنے میں بڑا تیز ہوتا ہے۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں بڑا سخت ہوتا ہے اور اس راستہ میں جو تکالیف درپیش ہوں، ان پر صبر کرتا ہے نیز اس کے ساتھ ساتھ نماز، روزہ، اذکار اور دوسری عبادات میں بہت راغب اور ان کی محافظت میں بڑا چست ہوتا ہے۔

قوت سے بدنی طاقت اور اپنے زمانہ اور علاقے کے لحاظ سے جنگ کے لیے اسلحہ کی ٹریننگ کا ہونا بھی مراد ہے۔ چنانچہ ایسی قوت و تیاری ہر مسلمان پر فرداً بھی اور اجتماعی شکل میں بھی فرض و واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ ﴾ [الانفال: ٦٠]

''اور ان (کافروں) کے مقابلہ کے لیے جتنی تم طاقت رکھتے ہو قوت تیار کرو۔''

یہ قوت محض اللہ کے کلمہ کو بلند کرنے اور اس کے دشمنوں سے لڑنے کے لیے، مسلمانوں کی زمین آزاد کروانے کے لیے، مظلوموں کی اور حق کی مدد کرنے کے لیے ہو۔

رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ فرمایا جس میں آپ ﷺ کا حسب ذیل فرمان بھی تھا:

((وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ أَلَا إِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ، أَلَا إِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ، أَلَا إِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ.)) ❷

''اور ان (کافروں) کے مقابلہ کے لیے، جتنی تم طاقت رکھتے ہو، قوت تیار کرو۔ خبردار! قوت

---

❶ أخرجه مسلم في كتاب القدر، باب: الإيمان للقدر والإذعان له، رقم: ٦٧٧٤.

❷ أخرجه مسلم في كتاب الإمارة، باب: فضل الرمي والحث عليه، رقم: ٤٩٤٦.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(سے مراد) پھینکنا ہے، خبردار! بے شک قوت (سے مراد) پھینکنا ہے، خبردار! بے شک قوت (سے مراد) پھینکنا ہے۔''

معلوم ہوا کہ جہاد کی نیت سے مقابلہ بازی اور تیر اندازی میں بڑی فضیلت ہے، چنانچہ اسی طرح جنگ کی ٹریننگ اور مختلف اقسام کے اسلحہ کو چلانے کا طریقہ سیکھنا اور گھوڑ دوڑ وغیرہ میں بھی بڑی فضیلت ہے۔ مقصد یہ ہے کہ انسان قتال، جنگی چالوں اور جسمانی ٹریننگ میں ماہر ہو۔

جب مسلمانوں میں یہ قوت آجائے گی تو اللہ کے اور ان کے دشمن ڈرنا شروع ہو جائیں گے۔ فرمایا ''تم ان (کافروں) کے مقابلے کے لیے اپنی طاقت کے مطابق تیاری کرو اور گھوڑے تیار رکھنے کی کوشش کرو کہ اس سے تم اللہ کے دشمنوں کو خوف زدہ رکھ سکو اور ان کے سوا اوروں کو بھی جنہیں تم نہیں جانتے لیکن اللہ انہیں خوب جان رہا ہے اور جو کچھ بھی تم اللہ کی راہ میں صرف کرو گے، وہ تمہیں پورا پورا دیا جائے گا اور تمہارا حق نہ مارا جائے گا۔ (الانفال: ٦٠)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ مسلمان پر اللہ کے دشمنوں کو ڈرانے اور ان کے دلوں میں رعب ڈالنے کے لیے مظلوموں کی مدد اور ایک اللہ کی الوہیت کو پختہ کرنے کے لیے اور اس کے غلام بندوں کی الوہیت کو جڑ سے اکھاڑنے کے لیے قوت جمع کرنا ضروری ہے۔

چنانچہ مسلمانوں کو قوی اور حسب استطاعت چاق چوبند رہنے کا مکلف بنایا گیا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ روحانی اور جسمانی اعتبار سے قوی مومن کو کمزور مومن سے زیادہ محبوب رکھتا ہے۔

وَفِیْ كُلٍّ خَيْرٌ ..... (ہر ایک میں بھلائی ہے) اس کا معنی یہ ہے کہ قوی مومن اور ضعیف دونوں چونکہ ایمان میں مشترک اور عبادات کو بجالانے میں بھی مشترک ہیں، اس لیے ان دونوں میں بھلائی اور خیر ہے لیکن قوی مومن کو مذکورہ بالا صفات کی وجہ سے زیادہ پیارا گردانا گیا ہے۔ [1]

(۱۴).....مجاہد فی سبیل اللہ

رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

((ثَلَاثَةٌ يُحِبُّهُمُ اللّٰهُ: "اَلرَّجُلُ يَلْقَى الْعَدُوَّ فِيْ فِئَةٍ فَيَنْصُبُ لَهُمْ نَحْرَهُ حَتّٰى يُقْتَلَ أَوْ يُفْتَحَ لِأَصْحَابِهِ.)) [2]

---

[1] نووی شرح مسلم، ص: ٢١٥، ١٦، ص: ٦٤، ١٣۔ فی ظلال القرآن، مصنفہ سید قطب شہید، ص: ١٥٤٤، ٣.

[2] صحیح الجامع الصغیر، رقم: ٣٠٧٤.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اللہ تعالیٰ تین آدمیوں سے پیار کرتا ہے (ایک) وہ جو دشمن کو جماعت میں ملے، ان کے سامنے اپنا سینہ تان لے حتیٰ کہ شہید کر دیا جائے یا اپنے ساتھیوں کو فتح دلا دے۔''

شرح.....: وہ انسان مراد ہے جو اللہ کے راستے میں دشمنوں پر حملہ کرتا ہے جس کے نتیجہ میں یا تو شہید ہو جاتا ہے یا اپنے ساتھیوں کے لیے دشمنوں کی طرف راستے کھولتا جاتا ہے اور یہ کام درج ذیل بشارت کی وجہ سے کرتا ہے۔ فرمان خداوندی ہے:

﴿ إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقٰتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيْلِ وَالْقُرْآنِ وَمَنْ أَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴾ [التوبہ: ۱۱۱]

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کی جانوں اور ان کے مالوں کو اس بات کے عوض خرید لیا ہے کہ ان کو جنت ملے گی۔ وہ لوگ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں جس میں وہ قتل کرتے ہیں اور خود قتل کیے جاتے ہیں، اس پر سچا وعدہ کیا گیا ہے توریت، انجیل اور قرآن میں، اور اللہ سے زیادہ اپنے عہد کو کون پورا کرنے والا ہے، تو تم لوگ اپنی اس سودے پر جس کا تم نے معاملہ ٹھہرایا ہے، خوشی مناؤ اور یہ بڑی کامیابی ہے۔''

مال و جان کے بدلے جنت خریدنے والی یہ تجارت اللہ کو بہت پسند ہے۔ چنانچہ فرمایا:

﴿ يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ أَلِيْمٍ ۝ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ط ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ لا وَأُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ ﴾ [الصف: ۱۰ تا ۱۳]

''اے ایمان والو! کیا میں تمہیں وہ تجارت بتلاؤں جو تمہیں دردناک عذاب سے بچا لے؟ اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جان سے جہاد کرو، یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف فرما دے گا اور تمہیں ان جنتوں میں پہنچائے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور صاف ستھرے ٹھکانوں میں جو جنت عدن میں ہوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گے، یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔ اور تمہیں ایک دوسری نعمت بھی دے گا جسے تم چاہتے ہو، وہ اللہ کی مدد اور جلد فتح یابی ہے اور ایمانداروں کو خوشخبری دے دو۔ ''

جہاد چونکہ اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے اور مجاہد تمام لوگوں سے افضل ہوتا ہے اس وجہ سے بھی مجاہد مذکورہ تجارت کرتا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا: سب سے افضل انسان کون ہے؟

آپ نے فرمایا:

((مُؤْمِنٌ يُجَاهِدُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ قَالُوْا: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: مُؤْمِنٌ فِيْ شِعْبٍ مِنَ الشِّعَابِ يَتَّقِي اللّٰهَ وَيَدَعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّهِ .)) [1]

''اللہ کے راستے میں اپنے مال و جان سے جہاد کرنے والا مومن۔'' انہوں پوچھا ''پھر کون؟ فرمایا: وہ مومن جو کسی پہاڑی گھاٹی میں جا رہے اللہ سے ڈرتے ہوئے۔ لوگوں کو اپنے شر سے بچانے کے لیے انہیں چھوڑ دے۔''

تجارت کرنے کی ایک وجہ مندرجہ ذیل حدیث بھی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

((تَكَفَّلَ اللّٰهُ لِمَنْ جَاهَدَ فِيْ سَبِيْلِهِ ، لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِهِ وَتَصْدِيْقُ كَلِمَاتِهِ بِأَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ ، أَوْ يَرْجِعَهُ إِلٰى مَسْكِنِهِ الَّذِيْ خَرَجَ مِنْهُ مَعَ مَانَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيْمَةٍ .)) [2]

''جو شخص محض اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کی نیت سے اپنے گھر سے نکلے، اور اس کو اللہ کے کلام کا (جو اس نے قرآن میں فرمایا ہے، دل سے) یقین ہو تو اللہ اس کا ضامن ہے (یا تو اس کو شہادت کا درجہ دے کر) بہشت میں لے جائے گا یا اسے اس کے گھر ثواب اور غنیمت کا مال دے کر لوٹائے گا۔''

(۱۵).....رات کو قیام کرنے والا:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ثَلَاثَةٌ يُحِبُّهُمُ اللّٰهُ: وَثَلَاثَةٌ يَشْنُوْهُمُ اللّٰهُ ، اَلرَّجُلُ يَلْقَى الْعَدُوَّ فِيْ فِئَةٍ فَيَنْصُبُ لَهُمْ نَحْرَهُ حَتّٰى يُقْتَلَ أَوْ يُفْتَحَ لِأَصْحَابِهِ؛ وَالْقَوْمُ يُسَافِرُوْنَ

---

[1] أخرجه البخاري في كتاب الجهاد، باب: أفضل الناس مؤمن مجاهد بنفسه وماله في سبيل الله، رقم: ٢٧٨٦.

[2] أخرجه البخاري في كتاب التوحيد، باب: قوله تعالىٰ: ﴿ وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ ﴾، رقم: ٧٤٥٧.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَيَطُوْلُ سُرَاهُمْ حَتّٰى يُحِبُّوْا أَنْ يَمَسُّوْا الْأَرْضَ فَيَنْزِلُوْنَ؛ فَيَتَنَحّٰى أَحَدُهُمْ فَيُصَلِّيْ حَتّٰى يُوْقِظَهُمْ لِرَحِيْلِهِمْ وَالرَّجُلُ يَكُوْنُ لَهُ الْجَارُ يُؤْذِيْهِ جَارُهُ فَيَصْبِرُ عَلٰى أَذَاهُ حَتّٰى يُفَرِّقَ بَيْنَهُمَا مَوْتٌ أَوْ طَعْنٌ وَالَّذِيْنَ يَشْنُوْهُمُ اللّٰهُ التَّاجِرُ الْحَلَّافُ، وَالْفَصَبْرُ الْمُخْتَالُ، وَالْبَخِيْلُ الْمَنَّانُ.)) ❶

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (دوسرا) مسافر کہ قوم رات کو دیر تک چلتے رہے حتیٰ کہ انہوں نے زمین پر نیند کے لیے گرنا پسند کیا تو پڑاؤ ڈال دیتے ہیں ان میں سے ایک الگ ہو کر نماز شروع کر دیتا ہے حتیٰ کہ دوسرے لوگوں کو کوچ کے لیے بیدار کرتا ہے (تیسرا) وہ آدمی کہ اس کا پڑوسی اسے ایذا پہنچاتا ہو مگر یہ صبر کرتا ہے حتیٰ کہ موت یا نیزہ زنی (مراد شہادت) ان دونوں کے درمیان جدائی ڈال دے۔''

لوگوں کے ساتھ آدمی رات کو سفر کر رہا ہے، ساتھیوں نے آرام اور نیند کی خاطر پڑاؤ ڈالا لیکن یہ آرام اور سونے کی بجائے اللہ کے حضور کھڑا ہو گیا اور تمام رات سجدے اور قیام کرتے ہی گزار دی حتیٰ کہ صبح ہوئی اور اپنے ہم سفروں کو کوچ کے لیے بیدار کر دیتا ہے۔ رات کو سونے کی بجائے قیام اس لیے کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ قُمِ اللَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ ﴾ [المزمل: ٢]

''رات کو قیام کر مگر تھوڑی رات!''

رسول کریم ﷺ نے بھی فرمایا ہے:

((وَصَلُّوْا بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ، تَدْخُلُوْا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ.)) ❷

''رات کو نماز پڑھو، اس حال میں کہ لوگ سو رہے ہوں (تو اس کے بدلے) تم سلامتی کے ساتھ جنت میں چلے جاؤ گے۔''

جو لوگ اس بات پر ہمیشگی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف حسب ذیل الفاظ میں فرمائی ہے:

﴿ إِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝ ءَاٰخِذِيْنَ مَا ءَاتَاهُمْ رَبُّهُمْ إِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ

❶ صحيح الجامع الصغير، رقم: ٣٠٧٤.

❷ صحيح سنن ابن ماجة، رقم: ٢٦٣٠.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مُحْسِنِيْنَ ○ كَانُوْا قَلِيْلًا مِنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ○ وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ○ ﴾

[الذاريات: ١٥ تا ١٨]

''بے شک تقویٰ والے لوگ بہشتوں اور چشموں میں ہوں گے، ان کے رب نے جو انہیں عطا فرمایا، اسے لے رہے ہوں گے، وہ تو اس سے پہلے (دنیا میں) نیکوکار تھے، وہ رات کو بہت کم سویا کرتے تھے اور سحری کے وقت استغفار کیا کرتے تھے۔''

نیز فرمایا:

﴿ تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا ○ ﴾ [السجدة: ١٦]

''ان کے پہلو بستروں سے الگ رہتے ہیں، وہ اپنے رب کو خوف اور امید کے ساتھ پکارتے ہیں۔''

یعنی ایسے لوگ نیند اور بستروں کو چھوڑ چھاڑ کر رب کے سامنے دعا و استغفار کرنے اور نماز پڑھنے میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایسے بندوں کے لیے وہ اشیاء تیار کی ہیں:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قَالَ اللّٰهُ: ((أَعْدَدْتُّ لِعِبَادِيَ الصَّالِحِيْنَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ، وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ، وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ فَاقْرَؤُا إِنْ شِئْتُمْ: ﴿ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ ﴾.)) [1]

''جو کسی آنکھ نے نہیں دیکھیں اور نہ ہی کسی کان نے سنیں اور نہ ہی کسی آدمی کے دل پر کھٹکیں۔''

یعنی کسی انسان کو علم ہی نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جنتوں میں کیسی کیسی عمدہ نعمتیں اور لذتیں چھپا رکھی ہیں۔

﴿ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ أُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ ﴾

[السجدة: ١٧]

''کوئی نفس نہیں جانتا جو کچھ ہم نے ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لیے چھپا کر رکھا ہے، جو کچھ وہ کرتے تھے یہ اس کا بدلہ ہے۔''

ان تمام دلائل سے معلوم ہوا کہ رات کا قیام بہت عظیم اور اللہ تعالیٰ کا بہت پسندیدہ عمل ہے۔ چنانچہ مومن کو اس کا اہتمام کرنا چاہیے کیونکہ رات کو تہجد پڑھنے والا اور نہ پڑھنے والا یا دن اور رات میں بھی نماز کا تارک، برابر نہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی برابری کی نفی ان الفاظ میں فرمائی:

﴿ أَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ آنَاءَ اللَّيْلِ سَاجِدًا وَّقَائِمًا يَحْذَرُ الْآخِرَةَ وَيَرْجُوا رَحْمَةَ رَبِّهِ ط قُلْ

[1] أخرجه البخاري في كتاب بدء الخلق، باب: ما جاء في صفة الجنة وأنها مخلوقة، رقم: ٣٢٤٤.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ ﴾

[الزمر: ۹]

''بھلا جو شخص راتوں کے اوقات سجدے اور قیام کی حالت میں عبادت میں گزارتا ہو، آخرت سے ڈرتا ہو اور اپنے رب کی رحمت کی امید رکھتا ہو، بتلاؤ تو علم والے اور بے علم کیا برابر کے ہیں؟ یقیناً نصیحت وہی حاصل کرتے ہیں جو عقل مند ہوں۔''

(۱۶).....صبر کرنے والا پڑوسی:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ثَلَاثَةٌ يُحِبُّهُمُ اللّٰهُ: أَلرَّجُلُ يَلْقَى الْعَدُوَّ فِيْ فِئَةٍ فَيَنْصُبُ لَهُمْ نَحْرَهُ حَتَّى يُقْتَلَ أَوْ يُفْتَحَ لِأَصْحَابِهِ؛ وَالْقَوْمُ يُسَافِرُوْنَ فَيَطُوْلُ سُرَاهُمْ حَتَّى يُحِبُّوْا أَنْ يَمَسُّوْا الْأَرْضَ فَيَنْزِلُوْنَ، فَيَتَنَحَّى أَحَدُهُمْ فَيُصَلِّيْ حَتّٰى يُوْقِظَهُمْ لِرَحِيْلِهِمْ، وَالرَّجُلُ يَكُوْنُ لَهُ الْجَارُ يُؤْذِيْهِ جَارُهُ فَيَصْبِرُ عَلٰى أَذَاهُ حَتَّى يُفَرِّقَ بَيْنَهُمَا مَوْتٌ أَوْ طَعْنٌ .)) [1]

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (دوسرا) مسافر کہ قوم رات کو دیر تک چلتے رہے حتیٰ کہ انہوں نے زمین پر نیند کے لیے گرنا پسند کیا تو پڑاؤ ڈال دیتے ہیں ان میں سے ایک الگ ہو کر نماز شروع کر دیتا ہے حتیٰ کہ دوسرے لوگوں کو کوچ کے لیے بیدار کرتا ہے (تیسرا) وہ آدمی کہ اس کا پڑوسی اسے ایذا پہنچاتا ہو مگر یہ صبر کرتا ہے حتیٰ کہ موت یا نیزہ زنی (مراد شہادت) ان دونوں کے درمیان جدائی ڈال دے۔''

اس سے مراد وہ آدمی ہے کہ جسے اس کا پڑوسی تنگ کرتا ہے مگر یہ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتا بلکہ صبر کرتا ہے اور اس کے ثواب کی امید اللہ تعالیٰ سے رکھتا ہے کیونکہ پڑوسی پر یہ بھی نیکی ہے کہ اس کی دی ہوئی تکلیف کو آدمی برداشت کر لے۔

یہ آدمی رسول اکرم ﷺ کی اس وصیت پر عمل پیرا ہے جو آپ ﷺ نے اس آدمی کو کی تھی جس نے اپنے ہمسائے کی شکایت کی تھی فرمایا: ((إِذْهَبْ فَاصْبِرْ .)).....''جا اور صبر۔'' [2]

اور یہ وہ اس لیے کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کا مستحق ہو جائے:

---

[1] صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۳۰۷٤.

[2] صحیح ابوداؤد، رقم: ٤۲۹۲.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((خَيْرُ الْأَصْحَابِ عِنْدَاللّٰهِ خَيْرُهُمْ لِصَاحِبِهٖ خَيْرُ الْجِيْرَانِ عِنْدَاللّٰهِ خَيْرُهُمْ لِجَارِهٖ .)) ❶

''اللہ تعالیٰ کے ہاں بہترین ہمسایہ وہ ہے، جو اپنے پڑوسی کے لیے بہتر ہے۔''

ہمسائے کی تکلیف پر صبر اس لیے بھی کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی اس پر صادق آ سکے۔

﴿ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ ﴾

[آل عمران: ١٣٤]

''(متقی وہ لوگ ہیں جو) غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان نیک کاروں کو دوست رکھتا ہے۔''

چنانچہ یہ بھی ہمسائے کی تکلیف پر غصہ پی لیتا ہے اور اس کی غلطی سے درگزر کرتا ہے کیونکہ لوگوں سے درگزر کرنا اور خصوصاً پڑوسی سے، یہ تو بڑا عمدہ اور بھلائی والا کام ہے۔ یہ بات بھی یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اس کے صبر کو ضائع نہیں کرے گا بلکہ اس کا بہترین بدلہ اسے دیا جائے گا۔ فرمایا:

﴿ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ ﴾ [النحل: ٩٦]

''اور صبر کرنے والوں کو ہم بھلے اعمال کا بہترین بدلہ ضرور عطا فرمائیں گے۔''

نیز فرمایا:

﴿ إِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ ﴾ [الزمر: ١٠]

''یقیناً صبر کرنے والوں کو ان کا اجر بغیر حساب کے پورا دیا جائے گا۔''

بعض اہل علم کا قول ہے کہ تکلیف پر صبر کرنا ''جہاد بالنفس'' کہلاتا ہے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نفوس کو ایسی جبلت پر پیدا کیا ہے کہ ان کو کوئی بات کہی جائے یا بالفعل تکلیف پہنچائی جائے، تو انہیں درد کا احساس ہوتا ہے۔ چنانچہ جب آنحضرت ﷺ کو تقسیم کرنے میں ظالم کہا گیا تو آپ کو بھی یہ بات سن کر تکلیف ہوئی تھی (ایک خارجی بیوقوف نے تقسیم میں عدل کرنے کا کیا تھا) لیکن اس بات کے باوجود بردباری اور صبر سے کام لیا، کیونکہ آپ صبر کرنے والے کے ثواب سے بخوبی آشنا تھے۔

صبر کرنے والا خرچ کرنے والے سے بھی اجر کے لحاظ سے زیادہ اعلیٰ و ارفع ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کی نیکی سات سو گنا تک بڑھتی ہے اور اصل میں ایک نیکی کا ثواب دس گنا تک ہوتا ہے مگر جس کا ثواب اللہ زیادہ کرنا

❶ صحيح سنن الترمذي، رقم: ١٥٨٦.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاہے کر دیتا ہے۔ ❶

(۱۷).....دنیا میں بے رغبتی رکھنے والا:

((أَتَى النَّبِيَّ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! دُلَّنِيْ عَلٰى عَمَلٍ ، إِذَا أَنَا عَمِلْتُهُ ، أَحَبَّنِيَ اللّٰهُ وَأَحَبَّنِيَ النَّاسُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِزْهَدْ فِي الدُّنْيَا يُحِبُّكَ اللّٰهُ وَازْهَدْ فِيْمَا فِيْ أَيْدِي النَّاسِ يُحِبُّوْكَ .)) ❷

''ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا اس نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! میری ایسے عمل کی طرف رہنمائی کیجیے کہ اگر میں اسے انجام دوں تو اللہ اور لوگ مجھ سے محبت کرنے والے بن جائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دنیا سے بے رغبتی کر (تو) تجھے اللہ پسند فرمائے گا۔ اور جو کچھ لوگوں کے پاس ہے تو اس سے بے رغبت ہو جا تو لوگ تجھے چاہنے لگیں گے۔''

شرح.....: دنیا میں بلاضرورت اشیاء کو ترک کرنا، اگرچہ وہ حلال ہی ہوں اور ضرورت کی اشیاء پر اکتفاء کرنا اور شبہات کو چھوڑنا، زہد فی الدنیا کہلاتا ہے (یعنی دنیا سے بے رغبتی) اس بے رغبتی کی ایک حقیقت، ایک جڑ اور ایک پھل ہے۔ نفس کا دنیا کے حصول پر قدرت رکھنے کے باوجود الگ تھلگ رہنا، زہد کی حقیقت ہے۔

اس کی جڑ اور اصل وہ علم و نور ہے جو کہ دل میں پھوٹتا اور سینے کو کھول دیتا ہے، لہٰذا واضح ہوا کہ آخرت ہی بہتر اور باقی رہنے والی چیز ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جیسے کنکری کی قدر و قیمت موتی کے مقابلہ میں ہے، دنیا کی قدر و قیمت آخرت کے مقابلہ میں اس سے بھی کم ہے۔ اس کا پھل بقدر ضرورت دنیا پر قناعت کرنا، کہلاتا ہے۔ جیسے مسافر اپنے پاس صرف ضرورت کی اشیاء رکھتا ہے، ایسے ہی انسان کا دنیا میں مسافر کی مانند رہنا، زہد کا پھل کہلاتا ہے۔

زاہد کے درجات:

(۱).....انسان کا نفس دنیا کی طرف مائل ہے مگر وہ اسے دنیا سے بے رغبت رکھنے کے لیے محنت، مشقت اور کوشش کرتا ہے، اسے متزہد یعنی بے رغبتی چاہنے والا کہتے ہیں نہ کہ زاہد اور یہی زہد کی ابتداء بھی کہلاتی ہے۔

(۲).....دنیا سے اس کا نفس بیزار ہے، کیونکہ اسے علم ہے کہ دنیا اور آخرت کی نعمتوں کا ملاپ ناممکن ہے۔ اس کی

---

❶ فتح الباری، ص: ۱۰/۵۱۱، ۵۱۲.

❷ صحیح سنن ابن ماجه، رقم: ۳۳۱۰.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مثال ایسے سمجھیں کہ جیسے ایک آدمی کو روپے پیسے بہت محبوب ہیں لیکن بیش قیمت موتی خریدنے کے لیے اس کا نفس اپنی محبوب چیز کو چھوڑنے پر تیار ہو جاتا ہے اور پیسے خرچ کر دیتا ہے، ایسے ہی اس انسان کی حالت ہوتی ہے کہ آخرت کے حصول کے لیے اس کا نفس دنیا سے اعراض کر لیتا ہے، اس کو زہد کہتے ہیں۔

(۳)..... دنیا کی طرف نفس مائل بھی نہ ہو اور نہ ہی بیزار ہو بلکہ اس کا ہونا یا نہ ہونا اس کے نزدیک برابر ہو اور مال کی حیثیت اس کے ہاں پانی کی طرح ہو نہ اس کا دل مال کی طرف راغب اور نہ ہی متنفر ہو، اس کو زہد میں اکمل کہتے ہیں۔ کیونکہ کسی چیز سے نفرت کرنا محبت کرنے کی طرح ایک مشغولیت ہے (جو دل کی توانائی ضائع کرتی ہے)۔

قرآن مجید کے کئی مقامات پر اللہ تعالیٰ نے دنیا کی مذمت کی اور اس میں زہد اختیار کرنے کی ترغیب دلائی۔ چنانچہ فرمایا:

﴿ زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْأَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ۝ قُلْ أَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَأَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ بِالْعِبَادِ ۝ ﴾ [آل عمران: ۱۴۔ ۱۵]

''مرغوب چیزوں کی محبت لوگوں کے لیے مزین کر دی گئی ہے جیسے عورتیں، بیٹے، سونے اور چاندی کے جمع کیے ہوئے خزانے، نشان دار گھوڑے، چوپائے اور کھیتی۔ یہ دنیا کی زندگی کا سامان ہے اور اچھا ٹھکانہ تو اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے۔ آپ ﷺ کہہ دیں! کیا میں تمہیں اس سے بہت بہتر چیز نہ بتاؤں؟ تقویٰ والوں کے لیے، ان کے رب تعالیٰ کے پاس جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور پاکیزہ بیویاں اور اللہ تعالیٰ کی رضا مندی ہے۔ سب بندے اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں ہیں۔''

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿ وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ إِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ وَإِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ ﴾ [العنکبوت: ٦٤]

''اور دنیا کی یہ زندگانی تو محض کھیل تماشا ہے، البتہ سچی زندگی تو آخرت کا گھر ہے، اگر یہ جانتے ہوتے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ نے دنیا کی حقارت، بے ثباتی کی وضاحت اور دائمی زندگی کی طرف رغبت، اللہ تعالیٰ کے الفاظ میں ملاحظہ فرمائی: اب آنحضرت ﷺ کے فرامین سے بھی محظوظ ہوں۔ فرمایا:

((لَوْ كَانَتِ الدُّنْيَا تَعْدِلُ عِنْدَاللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ مَا سَقٰى كَافِرًا مِنْهَا شُرْبَةَ مَاءٍ .)) ❶

''اگر دنیا کی حیثیت اللہ تعالیٰ کے نزدیک مچھر کے پر جتنی بھی ہوتی تو اللہ تعالیٰ کسی بھی کافر کو پانی کا ایک گھونٹ بھی نہ پلاتا۔''

نیز فرمایا:

((كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيْبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيْلٍ .)) ❷

''دنیا میں ایسے زندگی گزار جیسے تو پردیسی یا مسافر ہے۔''

دوسری روایت میں ان الفاظ کا اضافہ ہے:

((وَعُدَّ نَفْسَكَ مِنْ أَهْلِ الْقُبُوْرِ .)) ❸

''اور اپنے آپ کو قبر والوں میں شمار کر۔''

رسول اکرم ﷺ نے آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی حقارت اور بے ثباتی کو ان الفاظ میں مثال دے کر سمجھایا:

((وَاللّٰهِ مَا الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا مِثْلُ مَا يَجْعَلُ أَحَدُكُمْ إِصْبَعَهُ هٰذِهِ فِي الْيَمِّ ، فَلْيَنْظُرْ بِمَ يَرْجِعُ .)) ❹

''اللہ کی قسم! دنیا کی آخرت کے مقابلہ میں مثال ایسے ہی ہے جیسے تم میں سے کوئی ایک اپنی انگلی سمندر میں ڈبوئے تو دیکھے اس کی انگلی کتنا پانی لائی ہے۔''

معلوم ہوا کہ دنیا کی بے ثباتی اور اس کی لذتوں کے فنا ہونے کی مثال آخرت کی دائمی زندگی اور لذتوں کے مقابلہ میں ایسے ہے جیسے ایک انگلی پر لگا ہوا پانی باقی سمندر کے مقابلہ میں ہوتا ہے۔

چنانچہ رسول اللہ ﷺ کی اپنی حیات مبارکہ بھی اسی چیز کا عملی نمونہ پیش کرتی ہے۔ فرمایا:

((لَوْ كَانَ لِيْ مِثْلُ أُحُدٍ ذَهَبًا؛ مَا يَسُرُّنِيْ أَنْ لَّا تَمُرَّ عَلَيَّ ثَلَاثَ لَيَالٍ وَعِنْدِيْ مِنْهُ

---

❶ صحيح سنن الترمذي، رقم: ١٨٨٩.

❷ أخرجه البخاري في كتاب الرقاق، باب: قول النبي ﷺ كن في الدنيا كأنك غريب، رقم: ٦٤١٦.

❸ صحيح سنن الترمذي، رقم: ١٩٠٢.

❹ أخرجه مسلم في كتاب الجنة، باب: فناء الدنيا وبيان الحشر يوم القيامة، رقم: ٧١٩٧.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شَيْءٌ إِلَّا شَيْئًا أُرْصُدُهُ لِدَيْنٍ .)) ❶

''مجھے اس سے بالکل خوشی نہیں ہوگی کہ میرے پاس اس احد کے برابر سونا ہو اور اس پر تین دن اس طرح گزر جائیں کہ اس میں سے ایک دینار بھی باقی رہ جائے (سب تقسیم کر دوں) البتہ اگر کسی کا قرض ادا کرنے کے لیے کچھ رکھ چھوڑوں، تو یہ اور بات ہے۔''

معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ زہد کے اعلیٰ ترین درجہ پر فائز تھے کیونکہ آپ ﷺ پسند فرماتے تھے کہ حقوق کے علاوہ میرے پاس کچھ نہ بھی ہو۔ چنانچہ فرمایا:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: ((نَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى حِصْرٍ ، فَقَامَ وَقَدْ أَثَّرَ فِيْ جَنْبِهِ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! لَوِ اتَّخَذْنَا لَكَ وِطَاءً فَقَالَ: مَا لِيْ وَلِلدُّنْيَا ، مَا أَنَا فِي الدُّنْيَا إِلَّا كَرَاكِبٍ اِسْتَظَلَّ تَحْتَ شَجَرَةٍ ، ثُمَّ رَاحَ وَتَرَكَهَا .)) ❷

سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کھجور کے پتوں کی چٹائی پر سو رہے تھے، پس جب آپ کھڑے ہوئے تو آپ کے پہلو پر اس کے (چبھنے کے) نشانات تھے۔ ہم نے عرض کی اے اللہ کے رسول! ہم آپ کے لیے پلنگ بنا دیتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرا دنیا سے کیا تعلق؟ میں تو دنیا میں ایک سوار کی طرح ہوں (جو دوران سفر) کسی درخت کے سایہ میں ٹھہرتا ہے اور آرام کرنے کے بعد اسے چھوڑ کر (اپنی منزل کی طرف روانہ) ہو جاتا ہے۔''

حضرت عمرو بن حارث رضی اللہ عنہما (جو کہ ام المومنین جویریہ رضی اللہ عنہا کے بھائی تھے) بیان کرتے ہیں کہ:

((مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ، عِنْدَ مَوْتِهِ دِرْهَمًا وَلَا دِيْنَارًا ، وَلَا عَبْدًا وَلَا أَمَةً ، وَلَا شَيْئًا إِلَّا بَغْلَتَهُ الْبَيْضَاءَ وَسِلَاحَهُ ، وَأَرْضًا جَعَلَهَا صَدَقَةً .)) ❸

''آنحضرت ﷺ نے وفات کے وقت نہ روپیہ چھوڑا، نہ اشرفی، نہ غلام، نہ لونڈی اور نہ اور کوئی چیز صرف ایک سفید خچر چھوڑا اور ہتھیار اور کچھ زمین جس کو آپ وقف کر گئے تھے۔''

آخرت کے مقابلہ میں دنیا کو ترجیح یا تو ایمان کی خرابی یا عقل کے فساد کی وجہ سے ہوتی ہے، اسی لیے آنحضور ﷺ اور آپ کے صحابہ نے دنیا کو پس پشت ڈال دیا اور اس کی طرف دل کو مائل نہیں ہونے دیا اور

---

❶ أخرجه البخاري في كتاب الرقاق، باب: قول النبي ﷺ ((ما يسرني أن عندي مثل أحد هذا ذهبًا. رقم: ٦٤٤٥.

❷ صحيح سنن الترمذي، رقم: ١٩٣٦.

❸ أخرجه البخاري في كتاب الوصايا، باب: الوصايا، رقم: ٢٧٣٩.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسے باغ کی بجائے قید خانہ تصور کرتے رہے۔ انہیں یہ بھی معلوم ہوگیا تھا کہ دنیا مستقل ٹھکانہ نہیں بلکہ فنا ہونے والی چیز ہے اور یہ موسم گرما کے بادل کی طرح ہے جو کہ تھوڑی دیر کے بعد چھٹ جائے گا، لہٰذا دنیا سے حقیقی طور پر بے رغبتی اختیار کرلی۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((أَلدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ .)) ❶

''دنیا، مومن کا قید خانہ اور کافر کی جنت ہے۔''

مطلب یہ ہے کہ دنیا میں مومن پر شہوات مکروہہ اور حرام کی پابندی ہے اور وہ اعمال شاقہ بجالانے کا مکلّف ہے، لہٰذا وفات کے بعد یہاں سے منتقل ہوکر ان ہمیشہ رہنے والی نعمتوں کی طرف چلا جاتا ہے، جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے تیار کی ہیں۔

دنیا میں بے رغبتی رکھنے والا وہ ہے، جسے علم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کی اہانت اور حقارت بیان کی اور اپنے دوستوں کے لیے اسے ناپسند کیا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے بھی اس میں بے رغبتی کی اور اپنے صحابہ کو اس کی آزمائشوں اور فتنوں سے ڈرایا ہے۔

زاہد کی ایک صفت یہ بھی ہے کہ دنیا کا فانی اور ناقص اور خستہ ہونا اس کی نظر میں ہوتا ہے اور اس پر کسی سے جھگڑنے اور حرص کرنے میں تکلیف محسوس کرتا ہے، اس کے ساتھ ساتھ قیامت و اخروی زندگی کا آنا، اس کا دائمی رہنا اور جو اس میں بھلائیاں اور خوشی کے سامان پوشیدہ ہیں، نیز ان میں اور دنیا کی اشیاء میں جو تضاد ہے، وہ بھی اس کی نظر میں ہوتا ہے۔

چنانچہ اکثر لوگ جلد ملنے والے نفع اور نظر آنے والی لذت کے مقابلہ میں غائب اور انتظار والی لذت اور لیٹ ملنے والے نفع کو پسند نہیں کرتے اور نہ ہی چھوڑتے ہیں۔ لیکن زاہد کا معاملہ اس کے برعکس ہوتا ہے کیونکہ اسے جلد کے مقابلہ میں دیر سے ملنے والے نفع کی حقیقت معلوم ہوچکی ہوتی ہے اس لیے اس کی رغبت، اعلیٰ اور افضل کی طرف ہوتی ہے۔ خلاصہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ اس مومن کو پسند کرتا ہے جو نہ تو دنیا کی طرف مائل ہوتا ہے اور نہ ہی اسے وطن بناتا ہے اور نہ ہی اس کا نفس اسے ہمیشہ رہنے والا خیال کرتا ہے اور نہ ہی اس کی پروا کرتا ہے۔ دنیا سے اس کا تعلق ایسے ہوتا ہے جیسے کوئی پردیسی کسی دوسری جگہ میں ہو، نیز دنیا میں اس کا مشغول ہونا بھی اسی پردیسی کی طرح ہوتا ہے جو اپنے گھر اور وطن کی طرف لوٹنا چاہتا ہے۔ ❷

---

❶ صحیح مسلم، کتاب الزھد، رقم: ۷٤۱۷.

❷ احیاء علوم الدین مصنفہ ابو حامد غزالی ص ۲۱٤، ۳/ الاربعین فی اصول الدین للغزالی ص ۱٥٤، ۱٥۷/ شرح مسلم للنووی ص ۱۹۲۔ ۱۹۳، ۱۷، ص ۹۳، ۱۸/ الفوائد لابن قیم ص ۱۲۲۔ ۱۲٤/ فتح الباری ص ۲۷۰، ۱۱

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۸).....سورۃ اخلاص کی تلاوت کرنے والا:

اُم المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو لشکر کا سردار بنا کر بھیجا، وہ نماز میں (یعنی ہر رکعت میں) اپنی قرأت قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ پر ختم کرتا، جب لشکر والے لوٹ کر مدینہ میں آئے تو انہوں نے آنحضرت ﷺ سے اس کا ذکر کیا، آپ نے فرمایا:

((لِأَيِّ شَيْءٍ يَصْنَعُ ذٰلِكَ؟)) ❶

''اس سے پوچھو: ایسا کیوں کرتا ہے؟ لوگوں نے پوچھا، وہ کہنے لگا: اس سورت میں اللہ کی صفتیں مذکور ہیں، مجھ کو اس کا پڑھنا اچھا لگتا ہے۔'' ''آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

((أَخْبِرُوْهُ أَنَّ اللّٰهَ يُحِبُّهُ.)) ❷

''اس سے کہو اللہ تجھ سے محبت کرتے ہیں۔''

شرح.....: ابن دقیق العید رحمہ اللہ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کا سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ صحابی اس سورت سے پیار کرتا تھا اور یہ بھی احتمال ہوسکتا ہے کہ اس کی کلام سے حاصل شدہ دلالت اس محبت کا سبب ہو کیونکہ رب تعالیٰ کی صفات کو محبوب و پیارا سمجھنا اس کے عقیدے کی درستی پر دلالت کرتا ہے۔

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کی بندے سے محبت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ اسے اپنے قریب کرلیتا ہے اور عزت و اکرام سے نوازتا ہے، بندے کی طرح اللہ کی محبت میں کوئی غرض پوشیدہ نہیں ہوتی۔ رب تعالیٰ سے بندے کی محبت محض ارادہ کا نام نہیں، بلکہ یہ محبت الگ زائد چیز ہے کیونکہ بسا اوقات انسان کے دل میں ان اشیاء کی بھی محبت ہوتی ہے جنہیں وہ حاصل نہیں کرسکتا اور ارادہ تو وہ ہے جو بعض ممکن وجوہ کے ساتھ فعل کو خاص کردے۔

گو انسان کا ارادہ نہ بھی ہو مگر وہ اپنے دل میں افعال حسنہ اور صفات جمیلہ کے حامل علماء وفضلاء کے لیے محبت محسوس کرتا ہے۔ چنانچہ جب محبت اور ارادے میں فرق واضح ہوگیا تو معلوم ہوا کہ لوگوں کا رب تعالیٰ کو بھی محبوب بنانا حقیقی معنی رکھتا ہے جیسا ان لوگوں کے ہاں معروف ہے جنہیں اللہ نے اس محبت کا رزق دیا ہے، ہم بھی اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ ہمیں بھی وہ اپنے مخلص پیار کرنے والوں میں سے بنائے۔ (آمین)

(۱۹).....سخی اور کریم انسان:

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

---

❶ أخرجه البخاري في كتاب التوحيد، باب: ما جاء في دعاء النبي ﷺ أمته إلى توحيد الله تبارك وتعالىٰ، رقم: ٧٣٧٥.

❷ العسقلاني: فتح الباري، ص: ١٣/ ٣٥٧، ٣٥٨.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((إِنَّ اللّٰهَ كَرِيْمٌ يُحِبُّ الْكُرَمَاءَ ، جَوَّادٌ يُحِبُّ الْجُوْدَةَ يُحِبُّ مَعَالِيَ الْأَخْلَاقِ ، وَيَكْرَهُ سَفْسَافَهَا .)) ❶

''یقیناً رب تعالیٰ کریم ہے، کریم لوگوں کو پسند کرتا ہے۔ سخی ہے اور سخیوں کو محبوب رکھتا ہے۔ بلند اخلاق لوگوں کو پسند کرتا ہے اور ردی پن کو ناپسند کرتا ہے۔''

شرح.....: سخاوت سے مراد اپنے کمائے ہوئے مال میں سے کوئی چیز بغیر معاوضے کے خرچ کرنا، اس کی ضد بخل ہے۔ یعنی کمائے ہوئے مال سے مطلوب چیز کو حاصل نہ کرنا بلکہ روکے رکھنا۔ آدمی کو سخی اس وقت تک نہیں کہا جاتا جب تک اس میں درج بالا صفت نہ پائی جائے۔

افعال میں سب سے عزت والے وہ کام ہیں جن کی وجہ سے نیک معزز لوگ تلاش کیے جائیں اور ان میں سے بھی اعلیٰ و اشرف کام وہ ہیں جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کی جائے اور ایسی چیز صرف متقی پرہیز گار سے سرزد ہوتی ہے۔ فرمایا:

﴿ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقَاكُمْ ﴾ [الحجرات : ١٣]

''تم میں سے سب سے عزت والا اللہ کے ہاں (وہ ہے) جو سب سے زیادہ متقی ہے۔''

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((اَلْحَسَبُ: اَلْمَالُ . وَالْكَرَمُ: اَلتَّقْوٰى .)) ❷

''حسب (خاندانی عزت و جاہ) مال ہے اور عزت و بزرگی (اللہ کے ہاں) تقویٰ ہے۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا:

مَنْ أَكْرَمُ النَّاسِ؟ قَالَ: ((أَكْرَمُهُمْ أَتْقَاهُمْ .)) ❸

''لوگوں میں سب سے زیادہ عزت والا کون ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: سب سے عزت والا ان میں سے وہ ہے، جو سب سے زیادہ متقی ہے۔''

شریف انسان متقی اور کینہ و حسد والا نہیں ہوتا، نہ ہی مصیبت پر خوش ہونے والا اور نہ ہی باغی ہوتا ہے۔ غافل اور ذکر چھوڑنے والا، فاجر اور ڈینگیں مارنے والا، نیز بوریت کا شکار بھی نہیں ہوتا۔ اس کی محبت قطع نہیں

---

❶ صحيح الجامع الصغير، رقم: ١٨٠٠.

❷ صحيح سنن الترمذي، رقم: ٢٦٠٩.

❸ أخرجه البخاري في كتاب أحاديث الأنبياء، باب: ﴿ أَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ ..... إِلٰى قَوْلِهِ ..... وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُوْنَ ﴾.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتی، اپنے بھائیوں کو تنگ نہیں کرتا، عہد کو ضائع نہیں کرتا، محبت میں بے رخی اختیار نہیں کرتا، نا امید کو دیتا ہے، جس کے دل میں خوف نہیں وہ مومن سے بے خوف نہیں ہوتا، قدرت ہونے کے باوجود درگزری سے کام لیتا ہے اور رشتہ داری توڑنے کی بجائے ملاتا ہے۔ کریم انسان سے جب رحم مانگا جائے تو نرم ہو جاتا ہے، فاجر کے ساتھ معاشرت اختیار نہیں کرتا۔ اپنے آپ پر بھائیوں کو ترجیح دیتا ہے اور اپنی ہر ملکیت والی چیز کو ان کے لیے خرچ کرتا ہے اور جب بھائی کی طرف سے کسی رغبت پر اطلاع پائے تو اس کا مطالبہ نہیں کرتا، یعنی یہ نہیں کہتا کہ اس کے بدلہ میں مجھے کوئی چیز دو گے تو پھر میں تیری مرغوب شے دوں گا۔ نیز بھائی کی طرف سے محبت جب نظر آئے تو دشمنی کی پریشانی کو ملحوظ نہیں رکھتا اور جب اپنی طرف سے اس سے بھائی چارہ قائم کرتا ہے تو کسی چیز کے ذریعہ سے اس کو کاٹتا نہیں۔

عزت والے لوگ وہ ہیں، جو محبت میں جلدی اور دشمنی میں تاخیر کریں۔ کریم وہ ہے، جسے کوئی انسان کوئی چیز دے تو اس کا شکریہ ادا کرتا ہے اور جو نہ دے تو اسے ملامت نہیں کرتا۔ جو اس سے کاٹے یہ ملاتا ہے اور جو ملائے اس کو زیادہ کر دیتا ہے۔ جو اس سے مانگے اسے عطا کرتا ہے اور جو نہ مانگے اسے خود دے دیتا ہے۔ جب کسی کو کمزور سمجھتا ہے تو اس پر رحم کرتا ہے اور جب اسے کوئی کمزور وضعیف سمجھے تو اس سے موت کو بہتر سمجھتا ہے۔ کریم انسان کسی کا ذکر بڑی عمدگی سے کرتا ہے اور دنیا میں محمود نشانات والی قدر و منزلت کا مالک ہوتا ہے نیز عقبیٰ میں جو اچھے اور رضا والے افعال و اعمال ہیں، انہیں بھی مدنظر رکھتا ہے۔ دور و نزدیکی والے کو پیار کرتا ہے خواہ ناراض ہو یا راضی، کمینے اور دشمن اس سے جدا ہو جاتے ہیں اور باعزت و عقل مند اس کے رفیق بنتے ہیں۔

سخاوت انبیاء کا اخلاق ہے اور اصول نجات میں سے ایک اصول یہ سخاوت بھی ہے:

((كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَجْوَدُ النَّاسِ وَكَانَ أَجْوَدُ مَا يَكُوْنُ فِيْ رَمَضَانَ حِيْنَ يَلْقَاهُ جِبْرِيْلُ وَكَانَ يَلْقَاهُ فِيْ كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ فَيُدَارِسُهُ الْقُرْآنَ فَلَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَجْوَدُ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ .)) [1]

رسول اللہ ﷺ پوری دنیا کے لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور جب رمضان میں جبریل علیہ السلام ملاقات کے لیے (روانہ) آتے تو آپ ﷺ سب سے زیادہ سخاوت کرتے اور جبریل علیہ السلام رمضان کی ہر رات آپ سے ملنے اور قرآن مجید کا دور کرواتے تھے۔ پس رسول اللہ ﷺ نیکی و سخاوت میں تند و تیز ہوا سے بھی زیادہ تیز تھے۔''

[1] أخرجه البخاري في كتاب بدء الوحي، باب: كيف كان بدء الوحي الى رسول الله ﷺ، رقم: ٦؟

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اسی لیے رسول اکرم ﷺ سب سے زیادہ سخی تھے۔''

سخاوت کا بلند ترین درجہ ایثار ہے۔

سخاوت محتاج و غیر محتاج کے لیے ایسی چیز خرچ کرنے سے عبارت ہے، جس کی سخی کو ضرورت نہیں اور ایثار ضرورت کے باوجود مال کی سخاوت کرنے کو کہتے ہیں کیونکہ ضرورت کے باوجود خرچ کرنا بڑا مشکل کام ہے۔

سخاوت میں ایثار سے بڑھ کر کوئی درجہ نہیں، اسی لیے اللہ تعالیٰ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں:

﴿ وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ﴾ [الحشر: ۹]

''اور اپنے اوپر (دوسروں کو) ترجیح دیتے ہیں گو خود کو کتنی ہی حاجت ہو۔''

چنانچہ ایثار (دوسرے کو اپنے آپ سے اور اپنے دنیوی حصوں سے مقدم رکھنا اور دینی حصوں میں رغبت رکھنا)..... یہ چیز یقین کی قوت، محبت کی پختگی اور مشکلات پر صبر کرنے سے پیدا ہوتی ہے،

لہٰذا جو انسان ایسا کر گزرے وہ نفس کی بخیلی سے بچا لیا گیا اور ایسی فلاح و کامیابی حاصل کر گیا جس کے بعد کوئی خسارہ نہیں۔ ایثار بالنفس، ایثار بالمال سے اعلیٰ و افضل ہے، اگرچہ ایثار بالمال بھی ایثار بالنفس کی طرف ہی لوٹ آتا ہے۔ ان کو درج ذیل الفاظ سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔

سخاوت کی انتہاء جود بالنفس (جان قربان کر دینا) ہے۔ جان کی سخاوت میں سے بھی افضل دین کی حمایت، کتاب اللہ اور سنت رسول میں سخاوت کرنا ہے اور اللہ کے کلمہ کو بلند اور کفار کے کلمہ کو پست کرنے کے لیے جہاد میں سخاوت کرنا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ دنیا میں سب سے زیادہ سخی وہ انسان ہے، جو رب کائنات کے حقوق میں سخاوت کرے (یعنی انہیں مکمل ادا کرے) گو دیگر معاملات میں لوگ اسے بخیل ہی خیال کریں۔ یہ قول بھی ہے کہ سخاوت کے مراتب ہیں: جان کی سخاوت، ریاست کی سخاوت، راحت و خوشحالی اور نفس کے آرام کی سخاوت کرنا، علم کو خرچ کرنا اور اس میں سخاوت، عہدہ کے ذریعہ جو نفع حاصل ہوتا ہے اس کی سخاوت کرنا، مختلف قسم کے بدنی نفع کی سخاوت، سامان کی سخاوت کرنا..... صبر و تحمل اور چشم پوشی کی سخاوت، عمدہ اخلاق اور خوش اخلاقی کی سخاوت، جو لوگوں کے ہاتھوں میں ہے اسے چھوڑنے میں سخاوت۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَفْضَلُ الصَّدَقَةِ جُهْدُ الْمُقِلِّ .)) [1]

[1] صحیح الجامع، رقم: ۱۱۱۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''سب سے افضل صدقہ وہ ہے کہ اس کو کم مایہ اور غریب انسان بڑی مشقت جھیل کر کرے۔''

مقل: کم مال اور بھوک پر صبر کرنے والے فقیر کو کہتے ہیں۔ یہ مقام اس درجہ سے اعلیٰ و ارفع ہے جس کا تذکرہ درج ذیل آیات میں ہے:

﴿ وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ ﴾ [الدهر: ٨]

''اور کھانے کی محبت کے باوجود کھانا کھلاتے ہیں۔''

﴿ وَآتَى الْمَالَ عَلَىٰ حُبِّهِ ﴾ [البقره: ١٧٧]

''اور مال کی محبت کے باوجود مال دیتا ہے۔''

یعنی ایسے لوگ صدقہ کی جانے والی چیز سے محبت کرنے کے باوجود خرچ کر دیتے ہیں حالانکہ بسا اوقات اس چیز کی انہیں ضرورت ہوتی ہے اور بعض اوقات نہیں ہوتی۔

شدید ضرورت کے باوجود حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا سارا مال صدقہ کر دیا تھا۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَالَ: ((أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ نَتَصَدَّقَ، وَوَافَقَ ذٰلِكَ عِنْدِيْ مَالًا، فَقُلْتُ: أَلْيَوْمَ أَسْبِقُ أَبَابَكْرٍ إِنْ سَبَقْتُهُ يَوْمًا، قَالَ فَجِئْتُ بِنِصْفِ مَالِيْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَا أَبْقَيْتَ لِأَهْلِكَ؟ قُلْتُ: مِثْلَهُ، وَأَتٰى أَبُوْبَكْرٍ بِكُلِّ مَا عِنْدَهُ، فَقَالَ: يَا أَبَابَكْرٍ مَا أَبْقَيْتَ لِأَهْلِكَ؟ فَقَالَ: أَبْقَيْتُ لَهُمُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ. قُلْتُ: لَا أَسْبِقُهُ إِلٰى شَيْءٍ أَبَدًا.)) [1]

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: ''رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم صدقہ کریں اور میرے پاس وافر مال تھا۔ پس میں نے سوچا آج میں ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اگر سبقت لے گیا تو ایسے ہوسکتا ہے۔'' کہتے ہیں میں اپنا نصف مال لے آیا پس رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے پوچھا گھر والوں کے لیے کیا چھوڑ آئے ہو؟ میں نے کہا جتنا لایا ہوں اسی کے برابر۔ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس جو کچھ تھا وہ سبھی لے آئے۔ پس آپ نے فرمایا: ''اے ابوبکر! اپنے گھر والوں کے لیے کیا چھوڑا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: ان کے لیے اللہ اور اس کا رسول ﷺ چھوڑ کر آیا ہوں۔ میں نے کہا ''میں ان سے کبھی بھی نہیں بڑھ سکتا۔''

سخاوت کے متعلق یہ بھی کہا گیا ہے کہ بغیر احسان جتلائے دینا اور اپنی ذات کی سیرابی کے بغیر ایثار کرنا۔ یہ

[1] صحيح سنن الترمذي، رقم: ٢٩٠١.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قول بھی ہے کہ بغیر مانگنے دینا اور اسے کم خیال کرنا۔ یہ بھی قول بتایا گیا ہے کہ سائل کو خوش کرنا اور جہاں تک ممکن ہو دیتے وقت فرحت محسوس کرنا۔ یہ بھی کہا گیا کہ اس خیال کے مطابق دینا کہ مال اللہ تعالیٰ کا ہے اور بندہ اللہ کا ہے، چنانچہ اللہ کے بندے کو اللہ کا مال دے اور فقر کا خیال نہ کرے۔ یہ بھی قول ہے کہ جس نے کچھ چیز رکھی اور کچھ حصہ خرچ کر دیا، اسے سخی کہتے ہیں۔ جس نے اکثر حصہ خرچ کر دیا اور اپنے لیے تھوڑی چیز رکھی، اسے صاحب جود کہتے ہیں۔ جس نے تکلیف برداشت کی اور گزر بھر پر دوسرے کو ترجیح دی تو اسے صاحب ایثار کہتے ہیں۔ جس نے کچھ بھی نہ خرچہ، اسے بخیل کہتے ہیں۔ یہ بات بھی کہی گئی ہے کہ جود، فضول خرچ اور کنجوسی یعنی ہاتھ کو مکمل کھولنے اور بند کرنے کے مابین کو کہتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ ﴾ [الاسراء: ۲۹]

''اپنا ہاتھ اپنی گردن سے بندھا ہوا نہ رکھ اور نہ اسے بالکل ہی کھول دے۔''

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ۝ ﴾

[الفرقان: ٦٧]

''اور وہ لوگ کہ خرچ کرتے وقت نہ تو اسراف کرتے ہیں اور نہ بخیلی، بلکہ ان دونوں کے درمیان (اعتدال والی) راہ ہوتی ہے۔''

یہ بھی کہا گیا ہے کہ سخی وہ ہے جو شرعی کام مثلاً زکوٰۃ، اہل وعیال پر خرچ کرنا وغیرہ نہیں روکتا، نیز مروّت کا کام بھی بند نہیں کرتا یعنی ایسی چھوٹی چھوٹی اشیاء میں تنگی محسوس نہیں کرتا جن میں تنگی محسوس کرنا اچھا نہ سمجھا جاتا ہو، ان میں سے کوئی چیز بھی روک لے تو وہ بخیل ہے اور جو شرعی فرائض بند کر دے وہ (أَبْخَلُ) زیادہ بخیل ہے۔ جس نے شرعی فرائض اور مروّت کے ایسے فرائض جو اس کے لائق تھے، ادا کیے تو وہ بخل سے بری ہو گیا۔

ہاں! سخاوت کی صفت کے ساتھ وہی انسان متصف ہو سکتا ہے جو فضل کو طلب کرنے اور درجات کو پہنچنے کے لیے مذکورہ صفت والوں سے زیادہ خرچ کرتا ہے۔

شریعت نے جہاں پر خرچ کرنا ضروری قرار نہیں دیا اور عام طور پر وہاں ملامت بھی لاگو نہیں ہوتی، پھر بھی اس کا نفس مال خرچ کرنے کے لیے وسعت رکھتا ہے تو ایسا انسان اسی اعتبار سے سخی کہلائے گا، یعنی اگر تھوڑا خرچ کرے گا تو کم سخی اور اگر زیادہ خرچ کرے تو بڑا سخی کہا جائے گا۔ ایسی سخاوت کے بے شمار درجے ہیں، کیونکہ لوگ ایک دوسرے سے بڑھ کر سخی ہوتے ہیں۔ عادت اور مروت جسے واجب کرتی ہے اس کے علاوہ زائد نیکی کرنا، جود

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہلاتا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ نفس کی خوشی سے ہو، لالچ یا خدمت کی طمع یا بدلہ اتارنے یا شکر وثناء کی وجہ سے نہ ہو کیونکہ جس نے شکر وثناء میں طمع کی، وہ جواد نہیں، بلکہ خرید وفروخت کرنے والا انسان ہے کیونکہ وہ اپنے مال کے ذریعہ مدح وستائش خریدتا ہے اور چونکہ مدح لذیذ ہوتی ہے اس لیے اس کا مقصود فی النفس یہی ہوتا ہے۔ جود بغیر عوض و بدلہ کے کسی چیز کو خرچ کرنا ہے یہی اس کی حقیقت ہے اور اس کا تصور بھی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کی طرف سے ہوتا ہے۔

آدمی پر جود کا لفظ مجازاً بولا جاتا ہے کیونکہ وہ جب بھی کوئی چیز خرچ کرے گا تو کسی غرض کی وجہ سے کرے گا لیکن جب اس کی غرض محض آخرت میں ثواب یا جود کی فضیلت کا اکتساب اور نفس کا بخیلی سے پاک کرنا ہو تو اس کا نام جواد رکھا جاتا ہے۔ [1]

(۲۰).....اہل وعیال کو نفع پہنچانے والا:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَحَبُّ الْعِبَادِ إِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى أَنْفَعُهُمْ لِعِيَالِهِ .)) [2]

''سب سے زیادہ محبوب اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ بندہ ہے جو اپنے اہل وعیال کے لیے سب سے زیادہ نفع مند ہے۔''

شرح.....: اس سے مراد وہ انسان ہے جو اپنے گھر والوں اور اولاد کو دین کی تعلیم دے کر اور شریعت کے مطابق تربیت کر کے آگ سے بچاتا ہے اور ان کے حقوق بھی بخوبی نبھاتا ہے۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا أَنْفَقَ الْمُسْلِمُ نَفَقَةً عَلٰى أَهْلِهِ ..... وَهُوَ يَحْتَسِبُهَا ..... كَانَتْ لَهُ صَدَقَةً .)) [3]

''جب مسلمان اپنے اہل پر کوئی خرچہ کرتا ہے اور نیت ثواب کی ہوتی ہے تو یہ اس کے لیے صدقہ ہوتا ہے۔''

نیز فرمایا:

((أَفْضَلُ دِينَارٍ يُنْفِقُهُ الرَّجُلُ دِينَارٌ يُنْفِقُهُ عَلٰى عِيَالِهِ وَدِينَارٌ يُنْفِقُهُ الرَّجُلُ عَلٰى

---

[1] احیاء علوم الدین: ۲۰۹، ۳۔ ص: ۲۶۱۔ روضة العقلاء و نزهة الفضلاء لابن حبان، ص: ۱۳۶ / ۱۳۸۔ قرطبی، ص: ۱۸، ۱۸۰ / ۲۰۔ ابن کثیر، ص: ۳۶۲ / ٤۔ مدارج السالکین لابن قیم، ص: ۲۷۹، ۲۸۲ / ۲.

[2] صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۱۷۲.

[3] أخرجه البخاري في كتاب النفقات، باب: فضل النفقة على الأهل، رقم: ۵۳۵۱.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دَابَّتِهِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَدِيْنَارٌ يُنْفِقُهُ عَلٰى أَصْحَابِهِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ .)) ❶

''انسان کا خرچ کیا ہوا بہترین اور افضل دینار وہ ہے جسے اپنے عیال پر خرچ کرتا ہے۔''

معلوم ہوا جو پیسے انسان اپنے گھر والوں پر خرچ کرتا ہے وہ اللہ کے رستہ میں خرچ کرنے، غلام آزاد کروانے یا مسکین پر خرچ کرنے سے بہتر اور افضل ہیں۔ کیونکہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((دِيْنَارٌ أَنْفَقْتَهُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ، وَدِيْنَارٌ أَنْفَقْتَهُ عَلٰى أَهْلِكَ أَعْظَمُهَا أَجْرًا الَّذِيْ أَنْفَقْتَهُ عَلٰى أَهْلِكَ .)) ❷

'' ایک اشرفی وہ ہے جو تم نے اللہ کی راہ میں دی اور ایک کسی غلام کے آزاد ہونے میں دی اور ایک مسکین کو دی اور ایک اپنے گھر والوں پر خرچ کی تو ثواب کی رو سے بڑی وہی اشرفی ہے جو اپنے گھر والوں پر خرچ کی۔''

عَنْ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: ((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَعُوْدُنِيْ وَأَنَا مَرِيْضٌ بِمَكَّةَ ، فَقُلْتُ: لِيْ مَالٌ ، أُوْصِيْ بِمَالِيْ كُلِّهِ؟ قَالَ: لَا ، قُلْتُ: فَالشَّطْرُ؟ قَالَ: لَا . قُلْتُ: فَالثُّلُثُ؟ قَالَ: اَلثُّلُثُ ، وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ ، أَنْ تَدَعَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَدَعَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ فِيْ أَيْدِيْهِمْ وَمَهْمَا أَنْفَقْتَ فَهُوَ لَكَ صَدَقَةٌ ، حَتّٰى اللُّقْمَةَ تَرْفَعُهَا فِيْ فِيِّ امْرَأَتِكَ وَلَعَلَّ اللّٰهَ يَرْفَعُكَ ، يَنْتَفِعُ بِكَ نَاسٌ ، وَيُضَرُّ بِكَ ءَ آخَرُوْنَ .)) ❸

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا ''میں مکہ میں تھا کہ میری بیماری کی حالت میں رسول اللہ ﷺ میری عیادت کے لیے تشریف لائے'' میں نے عرض کیا ''میرے پاس مال ہے، (تو کیا) میں اپنے سارے مال کی وصیت (اللہ کی راہ میں خرچ کر ڈالنے کی) کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ''نہیں'' میں نے کہا: نصف مال کی؟ فرمایا ''نہیں'' میں نے عرض کیا: ''پس تیسرے حصہ کی کر دوں؟ فرمایا ''ہاں تیسرے حصہ کی۔ اور تیسرا حصہ بھی بہت ہے۔ اس سے کہ آپ اپنے ورثاء کو مالدار حیثیت میں چھوڑ کر جائیں یہ اس سے بہتر ہے کہ آپ انہیں فقیر کر جائیں اور وہ لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔'' جہاں بھی تو (اپنا مال) خرچ کرے گا تو وہ تیرے لیے صدقہ ہوگا حتیٰ

---

❶ أخرجه مسلم في كتب الزكاة، باب: فضل النفقة على العيال والمملوك، رقم: ٢٣١٠.

❷ أخرجه مسلم في كتب الزكاة، باب: فضل النفقة على العيال والمملوك، رقم: ٢٣١١.

❸ أخرجه البخاري في كتاب النفقات، باب: فضل النفقة على الأهل، رقم: ٥٣٥٤.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ وہ لقمہ بھی جو تو اپنی بیوی کو کھلاتا ہے۔'' ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو تادیر سلامت رکھے کچھ لوگ آپ سے فائدہ اٹھائیں اور کچھ لوگوں کو آپ کے ذریعے نقصان پہنچے۔''

یعنی یہ ایسا انسان ہے جو راحت پہنچانے والے مختلف مباح طریقوں سے اپنے اہل وعیال کے دلوں کو خوش کرتا اور ان سے مفاسد دور کرتا ہے نیز ان کے لیے اچھائیوں کا حریص ہے۔

(۲۱).....جلد روزہ افطار کرنے والا:

رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

((إِنَّ أَحَبَّ عِبَادِيْ إِلَيَّ أَعْجَلُهُمْ فِطْرًا .)) ❶

''بے شک میرے ہاں سب سے زیادہ محبوب بندے وہ ہیں جو افطاری میں جلدی کرتے ہیں۔''

شرح.....: رسول اللہ ﷺ نے جلد افطاری پر ابھارا ہے چنانچہ فرمایا:

((لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ .)) ❷

''کہ لوگ ہمیشہ خیر کے ساتھ رہیں گے جب تک افطاری جلدی کرتے رہیں گے۔''

ان بھلائیوں میں سب سے بڑی خیر، جلد افطاری کی وجہ سے اللہ کا پیارا بنتا ہے۔ غروب شمس کے یقینی ہونے کے بعد جلد روزہ افطار کرنا، مسلمان کی طرف سے سنت پر محافظت، بدعت سے دوری کی علامت اور اہل کتاب کی مخالفت کی نشانی ہے۔

یہ سنت روزہ دار کے حق میں زیادہ نرم اور عبادت پر زیادہ قوت پہنچانے والی ہے۔

جب تک مسلمان اس سنت پر محافظت کرتے رہیں گے، اس کی حدود پر ٹھہرے رہیں گے اور اپنی عقلوں کے ساتھ مگن نہ ہوں گے تو اس وقت تک امت اسلامیہ کا انتظام بخوبی چلتا رہے گا، نیز اس کے ماڈل ونمونے کو بھی کوئی تبدیل نہیں کرسکتا۔ لیکن جب افطاری لیٹ کریں گے، تو یہ فساد میں داخل ہونے کی نشانی ہے۔

جلد افطاری میں ایک برکت تو دین کا غلبہ ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اہل کتاب جو کہ افطاری کو لیٹ کرتے ہیں، ان کی مخالفت بھی ہے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَزَالُ الدِّيْنُ ظَاهِرًا، مَا عَجَّلَ النَّاسُ الْفِطْرَ، لِأَنَّ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى

---

❶ مسند أحد، رقم: ٧٢٤٠، وقال أحمد محمد شاكر، إسناده صحيح.

❷ أخرجه البخاري في كتاب الصوم، باب: تعجيل الإفطار، رقم: ١٩٥٧.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يُؤَخِّرُوْنَ .)) ❶

''دین اس وقت تک غالب رہے گا، جب تک لوگ افطاری جلد کرتے رہیں گے کیونکہ یہود و نصاریٰ افطاری مؤخر کرتے ہیں۔''

دین کا غلبہ، خیر کے دوام کو مستلزم ہے اور خیر کا دوام جلد افطاری کو لازم ہے۔ ثابت ہوا کہ جب تک لوگ افطاری جلدی کرتے رہیں گے اور اہل کتاب کی مخالفت کرتے رہیں گے تو دین بلند و بالا اور غالب رہے گا۔

امام طیبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مذکورہ علت میں دلیل ہے کہ دین حنیف کی درستی، اللہ و رسول کے دشمن اہل کتاب کی مخالفت میں ہے اور ان کی موافقت دین کے تلف پر علامت ہے۔ ❷

(۲۲)..... فتنے فساد کے وقت چھپ کر رہنے والا مال دار متقی شخص:

سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعَبْدَ التَّقِيَّ الْغَنِيَّ الْخَفِيَّ .)) ❸

''بلاشبہ اللہ تبارک وتعالیٰ تقویٰ اختیار کرنے والے، مالدار اور فتنہ و فساد کے وقت چھپ کر رہنے والے بندے سے محبت فرماتے ہیں۔''

یہاں اس حدیث مبارک میں مذکور لفظ ''اَلتَّقِي'' سے مراد: وہ شخص ہے کہ جو ایمان بالغیب کے تقاضے پورے کرتا ہو، نماز قائم کرتا ہو، جو کچھ اللہ تبارک وتعالیٰ نے عطا کر رکھا ہے اس رزق میں سے خرچ کرتا ہو۔ جو کچھ شریعت مطہرہ میں سے (بصورت قرآن وسنت) نبی مکرم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نازل کیا گیا اور جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے نازل کیا گیا ہے (تورات، زبور، انجیل وصحائف وغیرہ) ان سب پر ایمان رکھتے ہوئے، آخرت پر مکمل ایمان و یقین رکھتا ہو۔ اپنے عہد، معاہدے کو پورا کرتا ہو۔ اللہ عزوجل کی حرام کردہ چیزوں سے بچتا ہو اور اس شریعت مطہرہ کی اطاعت و تابع داری کرتا ہو کہ جسے خاتم الانبیاء والمرسلین سیّد الاوّلین والآخرین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دے کر بھیجا گیا ہے۔

''اَلْغَنِيُّ''..... ❹ سے مراد نفس کی دولت مندی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درج ذیل فرمان کے موجب یہی معنی زیادہ پسندیدہ ہے۔ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

❶ صحيح سنن أبي داؤد، رقم: ٢٠٦٣.

❷ نووی شرح مسلم، ص: ٢٠٨ / ٧۔ فتح الباری، ص: ١٩٩ / ٤۔ عون المعبود، ص: ٣٤٣، ٣٤٤ / ٦.

❸ صحيح مسلم، كتاب الزهد/ باب۔ الدنيا سجن للمؤمن وجنّة للكافر/ حديث: ٧٤٣٢.

❹ تفصیل کے لیے: فتح الباری جلد ۱۱، ص ۲۷۲ اور ۲۷۳ دیکھیے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((لَيْسَ الْغِنَى عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ وَلٰكِنَّ الْغِنَى غِنَى النَّفْسِ .)) ❶

''دولت مندی زیادہ مال و اسباب ہونے کے سبب نہیں ہوتی بلکہ مالداری نفس کے غنی ہونے کے ساتھ ہوتی ہے۔''

اس حدیث کی شرح میں ابن بطال رحمہ اللہ کہتے ہیں: مالداری کی حقیقت کثرتِ مال سے نہیں ہوتی۔ اس لیے کہ بہت سارے لوگ ایسے ہیں کہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے وافر مال دے رکھا ہے مگر وہ دیے گئے مال پر قناعت نہیں کرتے۔ بلکہ مزید مال کے لیے جدوجہد کرتے رہتے ہیں چاہے جہاں سے بھی مال اُن کے پاس آئے۔ (اس بات کی وہ پرواہ نہیں کرتے کہ مال حلال طریقے سے آتا ہے یا حرام طریقے سے)۔ گویا وہ اپنی شدتِ حرص وطمع کی وجہ سے تہی دست ہوتے ہیں۔ بلکہ درحقیقت مالداری تو نفس کی غنا ہے۔ نفس کی مالداری وغنا یہ ہے کہ آدمی اُس رزق پر مستغنی ہو جائے جو اُسے اللہ کریم کی طرف سے عطا ہو، اسی پر وہ قناعت کرے۔ زیادہ کی طلب پر طمع اور حرص نہ کرے اور نہ ہی زیادہ رزق کی طلب میں الحاء والتجا سے کام لے۔ یوں گویا کہ وہ مالدار ہے۔

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث مبارک کا معنی یہ ہے کہ: نفع بخش مالداری یا بہت بڑی مالداری و دولت مندی یا قابل تعریف وہ شخص ہوتا ہے جو نفس کا غنی ہو۔ تفصیل اس کی یوں ہے کہ: جب آدمی کا نفس طمع و حرص والی چیزوں سے مستغنی ہو جائے تو وہ عزت وعظمت والا ہو جاتا ہے۔ اور اُسے اس غناءِ نفس سے زیادہ مرتبہ ومقام، شرف ومنزلت اور تعریف حاصل ہوتی ہے کہ جتنی اُس آدمی کو حاصل جو اپنے طمع وحرص کی وجہ سے فقیر النفس ہے۔ اس لیے کہ نفس کا فقر آدمی کو اس کے بخل اور ہمت کے توڑ بیٹھنے کی وجہ سے انتہائی رذیل وخسیس اُمور وافعال کا عادی بنا دیتا ہے۔ زیادہ لوگ اس کی مذمت کرنے لگتے ہیں اور لوگوں کے ہاں اس کی قدر ومنزلت کم ہو جاتی ہے۔ چنانچہ وہ ہر حقیر آدمی سے بھی زیادہ حقیر اور ہر ذلیل آدمی سے بھی زیادہ ذلیل ہو جاتا ہے۔

حاصل کلام یہ ہوا کہ: نفس کے غناء سے متصف آدمی، جو کچھ اُسے اللہ تعالیٰ نے دے رکھا ہو اُس پر وہ قناعت کرنے والا ہوتا ہے۔ بغیر ضرورت کے وہ زیادہ رزق کے طلب کرنے پر حرص وطمع سے کام نہیں لیتا اور نہ ہی وہ رزق کے طلب کرنے میں زیادہ گڑگڑاہٹ سے کام لیتا ہے اور نہ ہی وہ مانگتے وقت چمٹ ہی جاتا ہے۔ بلکہ اللہ عزوجل نے جو اُس کی قسمت میں لکھ رکھا ہے اُس پر وہ راضی رہتا ہے۔ گویا وہ ہمیشہ مالدار ہی رہتا ہے۔ اس کے برعکس نفس کے فقر سے متصف آدمی اس رزق پر قانع نہیں ہوتا کہ جو اسے ربِ کائنات کی طرف سے دیا جائے بلکہ وہ تو ہمیشہ مال کے زیادہ حاصل کرنے میں جس طرح بھی ممکن ہو کوشش میں لگا رہتا ہے۔ پھر اگر اس

❶ صحيح البخاري/كتاب الرقاق/ حديث : ٦٤٤٦.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے کوئی اس کی مطلوب چیز اُسے حاصل نہ ہو سکے تو وہ متأسف و غمگین ہو جاتا ہے۔ گویا وہ مال کا بھی فقیر ٹھہرا۔ اس لیے کہ جو اسے ملا ہے اُس پر وہ مستغنی نہیں ہوا۔ تو یوں جانیے کہ وہ درحقیقت مالدار ہے ہی نہیں۔

امام طیبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ممکن ہے کہ نفس کے غنی سے مراد علمی اور عملی کمالات کا حصول لیا جائے۔ اسی بات کی طرف تو شاعر نے بھی اشارہ کیا ہے۔

وَمَنْ يُنْفِقِ السَّاعَاتِ فِيْ جَمْعِ مَالِهِ
مَخَافَةَ فَقْرٍ فَالَّذِيْ فَعَلَ الْفَقْرَ

''اور جو آدمی فقر و فاقہ سے ڈر کر اپنے تمام اوقات کو مال جمع کرنے میں صرف کرتا ہے تو یہی وہ شخص ہے کہ جس نے فقر نفس کو پالا ہے۔''

یعنی ضروری تو یہ تھا کہ آدمی اپنے اوقات کو حقیقی مالداری (نفس کے غنا) کے لیے صرف کرتا اور یہ اوقات کا خرچ کرنا تھا کمالات کو حاصل کرنا، نہ کہ مال کو جمع کرنا۔ اس لیے کہ مال کے جمع کرنے میں فقر ہی بڑھتا ہے۔ نفس کے غنی (جمع مال کے غنی) کا ذکر تو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بطور احسان فرمایا ہے۔ چنانچہ فرمایا:

﴿ وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنٰى ۝ ﴾ [الضحیٰ: ۸]

''اور اللہ رب العالمین نے تمہیں (اے محمد ﷺ) نادار، تہی دست پایا، سو اُس نے مالدار کر دیا۔''

تو یہ آیت کریمہ نفس کے غنا پر دلالت کر رہی ہے۔ اس لیے کہ آیت کریمہ مکی ہے اور یہ بات کسی بھی صاحب علم پر پوشیدہ نہیں ہے کہ مکی دور میں نبی کریم ﷺ کی فتح خیبر سے پہلے پہلے تک جو مالی حالت تھی۔ مال کی بہت کمی تھی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

''اَلْخَفِيُّ''..... سے مراد وہ شخص ہوتا ہے جو عبادت کے لیے گھر بار اور معاشرے سے الگ تھلگ ہو کر ہلکی آواز سے اللہ کا ذکر کرنے والا ہو۔ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((رُبَّ أَشْعَثَ مَدْفُوْعٍ بِالْأَبْوَابِ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهُ.....)) [1]

''بہت سارے پریشان حال لوگ، گرد و غبار سے اٹے ہوئے بالوں والے ایسے ہیں کہ جنہیں دروازوں پر سے دھکیلا جائے مگر یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے اعتماد پر اگر وہ قسم کھا بیٹھیں تو اللہ تعالیٰ اُن کی قسم کو سچا کر دکھائے۔''

یعنی لوگوں کے ہاں ان کی کوئی قدر و قیمت نہ ہو۔ وہ ان کو اپنے دروازوں سے دور دھکیل دیں اور انہیں حقیر

[1] صحیح مسلم، کتاب البرّ والصلة، حدیث: ٦٦٨٢.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جانتے ہوئے اپنے دروازوں سے دور کر دیں۔ مگر اللہ رب العالمین کے ہاں اُن کی اتنی قدر و قیمت ہوتی ہے کہ اگر وہ اللہ عزوجل پر بھروسہ رکھتے ہوئے اس کی قسم کھالیں تو اللہ کریم ان کی قسم کو ضرور پوری کرتا ہے۔ یعنی ایسے اللہ کے دوست اگر کسی چیز کے واقع ہونے کے لیے قسم اٹھالیں تو اللہ تعالیٰ اپنے اس ولی کے سوال کو پورا کرتے ہوئے اس کی عزت کی خاطر اس چیز کو واقع کر دیتے ہیں۔ یہ بات ان کی اللہ تعالیٰ کے ہاں قدر و منزلت کی بڑائی کی وجہ سے ہوتی ہے اگرچہ وہ لوگوں کے ہاں حقیر ہی کیوں نہ ہو۔ یہاں قسم کا ایک معنی: دعا کا بھی کیا گیا ہے اور قسم کے پورا کرنے کا مطلب اُس کی دعا کی قبولیت ہے۔ [1]

اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ پرہیزگار، متقی، چھپ کر اللہ کی عبادت کرنے والے کو پسند کرتے ہیں۔ چھپ کر اللہ کی عبادت کرنے والا یہ متقی آدمی کہ اگر وہ اوجھل ہو جائے تو وہ گم شدہ شمار نہیں ہوتا (کہ لوگ اسے تلاش کرتے پھریں) اور اگر موجود ہو تو اس کی خاص پہچان نہیں ہوتی (کہ اُس کی موجودگی کی معاشرے میں کوئی خاص ضرورت ہو) نہ ہی تو وہ خیر، بھلائی کے لیے باہمی تعاون کرتا ہے اور نہ ہی علم و عمل کا اظہار کرتا ہے۔ نہ ہی اس کی مخلوق کے دلوں میں کوئی جاہ و منزلت ہوتی ہے۔ رب کریم کی اطاعت میں مخلوق کی اطاعت کے بغیر صرف اللہ تعالیٰ کی اطلاع پر ہی وہ قناعت کرتا ہے اور وہ صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد و ثناء پر ہی قناعت کرتا ہے۔ اسے لوگوں کی تعریف کی ضرورت نہیں ہوتی۔ وہ شہرت و ناموری کو ناپسند کرتا ہے اور اللہ کا ذکر چھپا کر کرنے کو وہ فضیلت دیتا ہے۔

(۲۳)..... پاک دامن، سوال سے بچنے والا حیادار انسان:

قال رسول الله ﷺ: إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى: إِذَا أَنْعَمَ عَلٰى عَبْدٍ نِعْمَةً، يُحِبُّ أَنْ يَرٰى أَثَرَ النِّعْمَةِ عَلَيْهِ وَيَكْرَهُ الْبُؤْسَ وَالتَّبَاؤُسَ وَيُبْغِضُ السَّائِلَ الْمُلْحِفَ وَيُحِبُّ الْحَيَّ الْعَفِيْفَ الْمُتَعَفِّفَ.)) [2]

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ جب اپنے کسی بندے پر کوئی انعام فرماتے ہیں تو وہ اس بندے اس نعمت کا اثر دیکھنا پسند کرتے ہیں۔ وہ نہوست اور نہوست پھیلانے کو ناپسند فرماتے ہیں اور چمٹ کر سوال کرنے والے سے غصہ کرتے ہیں۔ حیادار، پاک دامن اور سوال سے بچنے والے کو پسند فرماتے ہیں۔''

---

[1] تفصیل کے لیے دیکھئے: شرح صحیح مسلم للنووی جلد ١٦، ص ١٧٤، ١٧٥.

[2] صحیح الجامع الصغیر، رقم: ١٧١١.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شرح.....: اس حدیث میں عفیف سے وہ فقیر مراد ہے جس کے پاس مال تو نہیں لیکن حرام سے بھی بچتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ لوگوں کے سامنے اپنا فقر و فاقہ ظاہر نہیں کرتا بلکہ اللہ پر توکل رکھتا اور اس سے مانگتا ہے، لوگوں سے صدقہ و خیرات مانگنے میں شرم کرتا ہے، چنانچہ اسی وجہ سے لوگوں کو اس کی حقیقت حال کا علم نہیں ہوتا نیز سوال نہ کرنے کی وجہ سے لوگ اسے غنی سمجھتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ أُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْأَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ أَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ لَا يَسْئَلُوْنَ النَّاسَ إِلْحَافًا ۝ ﴾

[البقرہ: ۲۷۳]

''(صدقات) ان غریبوں کے لیے ہیں جو اللہ کی راہ میں روک دیے گئے، جو ملک میں چل پھر نہیں سکتے، نادان لوگ ان کے سوال سے بچنے کی وجہ سے انہیں مالدار خیال کرتے ہیں۔ آپ ان کے چہرے دیکھ کر (قیافہ سے) انہیں پہچان لیں گے وہ لوگوں سے چمٹ کر سوال نہیں کرتے۔''

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((لَيْسَ الْمِسْكِيْنُ بِالَّذِيْ تَرُدُّهُ التَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ، وَلَا اللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ، إِنَّمَا الْمِسْكِيْنُ الْمُتَعَفِّفُ، اِقْرَؤُوْا إِنْ شِئْتُمْ: ﴿ لَا يَسْأَلُوْنَ النَّاسَ إِلْحَافًا ﴾)) [1]

''مسکین وہ نہیں جسے ایک دو کھجور یا ایک دو لقمے ہی واپس لوٹا دیتے ہیں۔ بلکہ مسکین وہ ہے جو سوال نہیں کرتا، تمہارا جی چاہے تو یہ آیت پڑھ لو: ﴿ لَا يَسْأَلُوْنَ النَّاسَ إِلْحَافًا ﴾ کہ وہ لوگوں سے چمٹ کر سوال نہیں کرتے۔''

دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں:

((وَلٰكِنِ الْمِسْكِيْنُ الَّذِيْ لَيْسَ لَهُ غِنًى وَيَسْتَحْيِيْ، أَوْ لَا يَسْأَلُ النَّاسَ إِلْحَافًا.)) [2]

''لیکن مسکین وہ ہے جس کو احتیاج ہے اور مانگنے میں شرم کرتا ہے یا لوگوں سے چمٹ کر نہیں مانگتا۔''

تیسری روایت کے الفاظ حسب ذیل ہیں:

((وَلٰكِنِ الْمِسْكِيْنُ الَّذِيْ لَا يَجِدُ غِنًى يُغْنِيْهِ، وَلَا يُفْطَنُ بِهِ فَيُتَصَدَّقُ عَلَيْهِ، وَلَا

---

[1] أخرجه مسلم في كتاب الزكاة، باب: المسكين الذي لا يجد غنًى، رقم: ۲۳۹۳.

[2] أخرجه البخاري في كتاب الزكاة، باب: قول اللّٰهِ تعالىٰ: ﴿ لَا يَسْئَلُوْنَ النَّاسَ إِلْحَافًا ﴾ رقم: ۱۴۷۶.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَقُوْمُ فَيَسْأَلُ النَّاسَ .)) ❶

''لیکن مسکین وہ ہے جس کو اتنی دولت نہیں ملتی کہ وہ غنی ہو جائے اور نہ کوئی اس کا حال پہچان سکتا ہے کہ اس کو خیرات دے اور نہ ہی اُٹھ کر سوال کرتا ہے۔''

(۲۴).....اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کرنے والا:

رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

((مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ أَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَهُ وَ مَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ كَرِهَ اللّٰهُ لِقَاءَهُ .)) ❷

''جو اللہ سے ملنے کا شوق رکھتا ہے، اللہ اس کی ملاقات کو محبوب رکھتا ہے اور جو اللہ سے ملاقات کو ناپسند کرتا ہے تو اللہ بھی اس سے ملاقات ناپسند کرتے ہیں۔''

شرح.....: اس بات کی تشریح خود نبی مکرم ﷺ نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو جواب دیتے ہوئے کر دی تھی۔ سوال کیا تھا: یا رسول اللہ ﷺ! موت کو تو ہم سب برا جانتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

((لَيْسَ ذٰلِكَ ، وَلٰكِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا حَضَرَهُ الْمَوْتُ بُشِّرَ بِرِضْوَانِ اللّٰهِ وَكَرَامَتِهِ ، فَلَيْسَ شَيْءٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا أَمَامَهُ ، فَأَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ وَأَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَهُ وَإِنَّ الْكَافِرَ إِذَا حُضِرَ بُشِّرَ بِعَذَابِ اللّٰهِ وَعُقُوْبَتِهِ فَلَيْسَ شَيْءٌ أَكْرَهَ إِلَيْهِ مِمَّا أَمَامَهُ فَكَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ وَكَرِهَ اللّٰهُ لِقَاءَهُ .)) ❸

''ایسے نہیں (بلکہ) بات یہ ہے کہ ایماندار آدمی کو جب موت آ لگتی ہے (مرنے کے قریب ہوتا ہے) تو اس کو اللہ کی رضامندی اور اس کی سرفرازی کی خوشخبری دی جاتی ہے، وہ اس وقت ان باتوں سے زیادہ جو آگے اس کو ملنے والی ہیں، کوئی بات پسند نہیں کرتا اور اللہ سے ملنے کی (جلد) آرزو کرتا ہے۔ اور جب کافر کو موت آنے لگتی ہے تو اسے عذاب اور سزا کی خبر دی جاتی ہے۔ پس اسے یہ آگے والی صورتحال انتہائی ناپسند ہوتی ہے۔ چنانچہ وہ اللہ سے ملاقات کو پسند نہیں کرتا اور اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنا ناپسند کرتے ہیں۔''

شریح بن ہانی اُم المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور کہا: اے ام المومنین! میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

---

❶ أخرجه البخاري في كتاب الزكاة، باب: قول اللّٰه تعالىٰ: ﴿ لَا يَسْئَلُوْنَ النَّاسَ إِلْحَافًا ﴾، رقم: ١٤٧٩.

❷ أخرجه البخاري في كتاب الرقاق، باب: من أحب لقاء اللّٰه أحب اللّٰه لقاءه، رقم: ٦٥٠٨.

❸ أخرجه البخاري في كتاب الرقاق، باب: من أحب لقاء اللّٰه أحب اللّٰه لقاءه، رقم: ٦٥٠٧.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے ایک حدیث سنی ہے۔ اگر وہ حدیث ایسی ہی ہے تو ہم ہلاک ہوگئے۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا۔ رسول اللہ ﷺ کی بات سے ہلاک ہونے والا ہی (حقیقت میں) ہلاک ہونے والا ہے۔ بات کیا ہے؟ کہا: (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتا ہے:) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ أَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَهُ، وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ كَرِهَ اللّٰهُ لِقَاءَهُ وَلَيْسَ مِنَّا أَحَدٌ إِلَّا وَهُوَ يَكْرَهُ الْمَوْتَ. فَقَالَتْ: قَدْ قَالَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَلَيْسَ بِالَّذِيْ تَذْهَبُ إِلَيْهِ، وَلٰكِنْ إِذَا شَخَصَ الْبَصَرُ، وَحَشْرَجَ الصَّدْرُ، وَاقْشَعَرَّ الْجِلْدُ، وَتَشَنَّجَتِ الْأَصَابِعُ فَعِنْدَ ذٰلِكَ مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ أَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَهُ وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ كَرِهَ اللّٰهُ لِقَاءَهُ.)) [1]

''جو اللہ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اللہ اس کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور جو اللہ سے ملنے کو ناپسند کرتا ہے اللہ اس کی ملاقات کو پسند نہیں کرتا۔ (شریح نے کہا:) ہم میں سے ہر ایک موت کو مکروہ سمجھتا ہے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: یہ بات آنحضرت ﷺ ہی کی ہے (مگر) جس کی طرف تو گیا ہے وہ اس سے مراد نہیں (اس کا مطلب یہ ہے کہ) جب نظر موت کی وجہ سے ایک جگہ جم جائے اور سینہ غرغرانا شروع ہو جائے اور جلد کے بال کھڑے ہو جائیں اور انگلیاں اکڑ جائیں تو اس وقت جو اللہ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے، اللہ اس کے ملنے کو پسند کرتا ہے اور جو اللہ سے ملاقات کو ناپسند کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملاقات کو ناپسند کرتے ہیں۔''

لفظ لقاء کے کئی معانی ہیں:

(۱).....معاینہ (۲).....مرنے کے بعد اٹھنا

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ ۝ ﴾ [الانعام: ۳۱]

''(نقصان میں) وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ کی ملاقات یعنی دوبارہ جی اٹھنے کو جھٹلایا۔''

(۳).....موت

چنانچہ فرمایا:

﴿ مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰهِ فَإِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ ۝ ﴾ [العنکبوت: ۵]

[1] أخرجه البخاري في كتاب الذكر، باب: من أحب لقاء الله أحب الله لقاءه، رقم: ٦٨٢٦.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''جس کو اللہ تعالیٰ سے ملنے کی امید ہے (اس کو تیاری کر لینی چاہیے) کیونکہ اللہ کا مقررہ کردہ وقت آنے والا ہے۔''

نیز فرمایا:

﴿ قُلْ إِنَّ الْمَوْتَ الَّذِي تَفِرُّونَ مِنْهُ فَإِنَّهُ مُلَاقِيكُمْ ۝ ﴾ [الجمعة: ٨]

''آپ فرما دیں! بے شک وہ موت کہ جس سے تم بھاگتے ہو وہ یقیناً تمہیں ملنے والی ہے۔''

بعض لوگوں کا قول ہے کہ اس سے مراد دار آخرت کی طرف جانا اور جو اللہ کے پاس ہے اسے طلب کرنا ہے۔ موت کا مفہوم لینا درست نہیں کیونکہ ہر ایک اسے ناپسند کرتا ہے چنانچہ جس نے دنیا سے روگردانی کی اور اسے حقیر سمجھا تو وہ یہاں پر ہمیشہ رہنے کا خواہش مند ہرگز نہیں ہوگا لہٰذا وہ کوچ کرنے کے لیے ہر وقت تیار رہتا ہے۔ یہ ہے اللہ کی ملاقات کو پسند کرنے والا۔ [1]

معتبر کراہیت نزع کی حالت میں ہوتی ہے کہ جس وقت توبہ قبول ہونے کا وقت نکل چکا ہوتا ہے چنانچہ اس وقت ہر انسان کو جو ملنے والا ہے، اس پر منکشف کر دیا جاتا ہے۔ نیک بخت موت کو اور اللہ کی ملاقات کو پسند کرتے ہیں تاکہ جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے انعامات، عطیات وتحائف اور عزت وشرف تیار کر رکھا ہے، اس کو جا کر جلد حاصل کر سکیں، چنانچہ ایسے لوگوں کی ملاقات کو اللہ تعالیٰ بھی پسند فرماتے ہیں اور ان کے لیے عزت اور عطیات تیار کرتے ہیں۔ [2]

(۲۵).....اللہ کے لیے کسی مومن سے محبت کرنے والا:

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نقل کرتے ہیں:

((أَنَّ رَجُلًا زَارَ أَخًا لَهُ فِي قَرْيَةٍ أُخْرَى فَأَرْصَدَ اللّٰهُ لَهُ عَلَى مَدْرَجَتِهِ مَلَكًا فَلَمَّا أَتَى عَلَيْهِ قَالَ: أَيْنَ تُرِيدُ؟ قَالَ: أُرِيدُ أَخًا لِي فِي هٰذِهِ الْقَرْيَةِ . قَالَ: هَلْ لَكَ عَلَيْهِ مِنْ نِعْمَةٍ تَرُبُّهَا؟ قَالَ: لَا غَيْرَ أَنِّي أَحْبَبْتُهُ فِي اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ . قَالَ: فَإِنِّي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَيْكَ بِأَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَحَبَّكَ كَمَا أَحْبَبْتَهُ فِيهِ .)) [3]

---

[1] فتح الباري، ص: ٣٥٩، ٣٦٠ / ١١.

[2] نووي شرح مسلم، ص: ١٠ / ١٧.

[3] أخرجه مسلم في كتاب البر والصلة والآداب، باب: فضل الحب في الله تعالىٰ، رقم: ٢٥٤٩.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''ایک شخص اپنے بھائی کی ملاقات کے لیے دوسرے گاؤں کی طرف گیا، اللہ تعالیٰ نے اس کی راہ میں ایک فرشتہ کھڑا کر دیا۔ جب وہ وہاں پہنچا تو اس فرشتے نے پوچھا: کہاں کے ارادے ہیں؟ وہ بولا: اس گاؤں میں میرا ایک بھائی ہے میں اس کو دیکھنے جا رہا ہوں۔ فرشتے نے کہا: اس کا تیرے اوپر کوئی احسان ہے جس کو نبھانے کے لیے تو اس کے پاس جا رہا ہے؟ وہ بولا: نہیں، کوئی احسان اس کا مجھ پر نہیں، صرف اللہ کے لیے میں اس کو پیار کرتا ہوں۔ فرشتہ بولا: میں اللہ تعالیٰ کا ایلچی ہوں اور اللہ تجھ کو بھی پیار کرتا ہے جیسے تو اس کی وجہ سے اپنے بھائی سے محبت رکھتا ہے۔''

شرح.....: اس حدیث میں اللہ کی وجہ سے کسی کو پیار کرنے کی فضیلت واضح ہوتی ہے، نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ اس کام کی وجہ سے محبت کرنے والے انسان کو اللہ تعالیٰ محبوب رکھتے ہیں۔ چنانچہ نبی معظم ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ:

((إِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَيْنَ الْمُتَحَابُّوْنَ بِجَلَالِيْ الْيَوْمَ أُظِلُّهُمْ فِيْ ظِلِّيْ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلِّيْ .)) [1]

''اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا: کہاں ہیں وہ لوگ جو میری بزرگی اور اطاعت کے لیے ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے؟ میں انہیں آج اپنا سایہ نصیب کروں گا کہ آج کے دن سوائے میرے سائے کے کسی کا سایہ نہیں۔''

مزید فرمایا:

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ((حُقَّتْ مُحَبَّتِيْ لِلْمُتَحَابِّيْنَ فِيَّ ، وَحُقَّتْ مُحَبَّتِيْ لِلْمُتَوَاصِلِيْنَ فِيَّ ، وَحُقَّتْ مُحَبَّتِيْ لِلْمُتَنَاصِحِيْنَ فِيَّ ، وَحُقَّتْ مُحَبَّتِيْ لِلْمُتَزَاوِرِيْنَ فِيَّ ، وَحُقَّتْ مُحَبَّتِيْ لِلْمُتَبَاذِلِيْنَ فِيَّ . اَلْمُتَحَابُّوْنَ فِيَّ عَلٰى مَنَابِرَ مِنْ نُوْرٍ ، يُغْبِطُهُمْ بِمَكَانِهِمِ النَّبِيُّوْنَ وَالصِّدِّيْقُوْنَ وَالشُّهَدَاءُ .)) [2]

''اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: میری محبت ان کے لیے لازم کی گئی ہے جو میری وجہ سے آپس میں محبت کرتے ہیں اور میرا پیار، میری وجہ سے آپس میں صلہ رحمی کرنے والوں کے لیے ثابت کیا گیا ہے، میرے لیے ایک دوسرے کی خیر خواہی کرنے والوں کے لیے میری الفت ثابت کی گئی ہے اور میری

---

[1] أخرجه مسلم في كتاب البر والصلة والآداب، باب: فضل الحب في الله تعالىٰ، رقم: ٢٥٤٨.

[2] صحيح الجامع الصغير، رقم: ٤٣٢١.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وجہ سے ایک دوسرے کی زیارت کرنے والوں کے لیے میری محبت ثابت کی گئی ہے۔ میری محبت، میری خوشنودی کے لیے خرچ کرنے والوں کے لیے ثابت کی گئی ہے۔ میری وجہ سے ایک دوسرے سے محبت و پیار کرنے والے نور کے منبروں پر ہوں گے، ان کے اس مقام کی وجہ سے انبیاء اور صدیقین اور شہداء ان پر رشک کریں گے۔''

ایمان باللہ اور ایمان بالآخرت کے بغیر کسی محبت کا تصور نہیں۔ ہاں! جو محبت ایمان باللہ اور ایمان بالآخرت کی وجہ سے ہو، اسے ''حب فی اللہ'' کہتے ہیں (یعنی اللہ کی وجہ سے محبت کرنا) اس محبت کے دو درجے ہیں

(۱) کسی سے اس لیے محبت کرنا کہ اس سے دنیا میں ایسی چیز حاصل ہو سکتی ہے جو محبّ کو آخرت کی طرف ملا دیتی ہو مثلاً اپنے اساتذہ اور شیوخ سے پیار اور اپنے شاگردوں سے محبت وغیرہ۔

(۲) کسی سے محض اس لیے الفت رکھنا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا محبوب اور پیارا ہے اگرچہ دنیاوی اور اخروی کوئی بھی غرض اس سے نہ ہو، یہ اعلیٰ اور کامل محبت کہلاتی ہے۔

جو انسان اللہ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اس کے لیے ممکن ہی نہیں کہ وہ اللہ کے نیک اور پسندیدہ لوگوں سے محبت نہ رکھے۔ یہ محبت کمال ایمان کی نشانی ہے اور ایسا محبّ اللہ تعالیٰ کی محبت کے تابع ہوتا ہے۔ چنانچہ جب اللہ تعالیٰ کی الفت انسان کے دل میں گھر کر لیتی ہے تو یہ انس اس کے لیے اللہ تعالیٰ کے پیاروں سے محبت کو لازم کر دیتا ہے اور جب وہ ایسے لوگوں سے پیار کرتا ہے تو یہ محبت، اللہ کے لیے محبت کہلاتی ہے مثلاً انبیاء، فرشتوں اور اولیاء وغیرہ سے اس لیے محبت ہوتی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں۔

ایسا شخص ان لوگوں کو ناپسند بھی کرتا ہے جنہیں اللہ تعالیٰ پیار نہیں کرتے۔

اس پیار اور بغض کی علامت یہ ہے کہ اللہ کا محبوب اگر اس انسان کو غلطی سے نقصان پہنچائے یا عمداً تکلیف دے مگر بعد میں معافی مانگ لے تو اس کی محبت بغض میں تبدیل نہیں ہوتی اور اگر اللہ کا ناپسندیدہ فرد اس پر احسان اور نیکی کرے تو اس کا بغض محبت میں نہیں بدلتا۔

تمام کا تمام دین چار قواعد کے گرد ہی گھومتا ہے۔ (۱) محبت (۲) بغض اور دو قواعد ان پر مرتب ہوتے ہیں: (۱) فعل اور (۲) ترک۔

چنانچہ جس کی الفت و بغض فعل اور ترک اللہ کے لیے ہے تو اس نے اپنا ایمان کامل کر لیا اور جس نے کسی چیز میں بھی کمی کی تو اس نے ایمان ناقص کر لیا۔ محبت کرنے والے کے ذمہ محبوب کے کئی حقوق ہیں۔ (۱) اپنے محبوب کو بتا دے کہ میں اللہ کے لیے تجھ سے پیار کرتا ہوں (۲) اس کے تمام حالات میں اس کے لیے اپنا مال اور اپنی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جان صرف کرتا رہے۔ (۳) اس کی ضروریات اور حاجات اس کے سوال کرنے سے پہلے پوری کرے اور اپنی مخصوص حاجات پر ان حاجات کو مقدم رکھے۔ (۴) جو چیز اسے مشقت میں ڈالتی ہو اس سے اسے تکلیف نہ دی جائے۔ (۵) اس کے عیوب ظاہر کرنے سے رکا رہے۔ (۶) اور نہ ہی اسے جھڑکے۔ (۷) نہ ہی اس کے متعلق بدگمانی کا شکار ہو (۸) اور نہ ہی اس سے تین دن سے زیادہ قطع تعلقی کرے (۹) اس کا راز افشاء نہ کرے (۱۰) اسے اچھے اور عمدہ نام سے پکارے۔ (۱۱) اس کی اچھی خصلتوں پر تعریف کرے۔ (۱۲) ظالم ہو یا مظلوم، اس کی مدد کرتا رہے۔ (۱۳) دین و دنیا میں جو اشیاء اس کے لیے سودمند ہیں، ان کی طرف اس کی رہنمائی اور خیر خواہی کرے۔ (۱۴) اس کی لغزشیں اور بیوقوفیاں چھپائے اور معاف کرے۔ (۱۵) جب بیمار ہو تو تیمارداری کرنے جائے۔ (۱۶) مصیبت اور آفت کے وقت اس کے پہلو میں کھڑا ہو۔ (۱۷) اس کا عذر قبول کرے۔ (۱۸) اس کی محبت میں ثابت قدم رہے۔ (۱۹) اس کے ساتھ کیا ہوا وعدہ پورا کرے۔ (۲۰) اس کی زندگی میں اور اس کے مرنے کے بعد بھی اس کے لیے ہر اس چیز کی دعا کی جائے جو اپنے لیے اور اپنے اہل و عیال کے لیے پسند کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسانی نفوس میں عورتوں، بچوں، سونا چاندی، نشان زدہ عمدہ گھوڑوں، چوپائے، کھیتی وغیرہ کی محبت ڈالی ہے، اسے شہوت کی محبت کہتے ہیں جیسے بھوکا کھانے سے پیار کرتا ہے یا پیاسا پانی سے الفت کرتا ہے۔

اس محبت کی تین اقسام ہیں (۱)..... اگر ان اشیاء سے محبت، اللہ کا قرب اور اس کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کے لیے ہے تو اس کا ثواب ملے گا اور یہ آنحضرت ﷺ کے خلق کی اکمل تصویر ہے کیونکہ آپ کے دل میں عورتوں اور خوشبو کی محبت ڈالی گئی تھی، نیز یہ دونوں چیزیں اللہ تعالیٰ کی محبت میں مددگار اور رسالت کی تبلیغ اور اللہ کے حکم کو کھڑا کرنے کے لیے معاون ثابت ہوئیں۔

اگر ان اشیاء کو اپنی طبیعت، خواہش اور ارادہ کے موافق پیار کرے اور اللہ کی محبوب اشیاء پر ان کو ترجیح نہیں دیتا تو یہ محبت مباح اور جائز قسم میں شامل ہو جائے گی اور کرنے والے کو کسی سزا کا مستحق نہیں ٹھہرایا جائے گا۔ لیکن اللہ کے لیے اور اللہ تعالیٰ کی وجہ سے محبت کے کمال میں کمی واقع ہو جائے گی اور اگر یہ چیزیں اس کا مقصود اور مراد بن جائیں اور اس کی کوشش ان کے حصول میں صرف ہو اور اللہ تعالیٰ کی پیاری اشیاء پر بھی ان کو مقدم رکھے، تو پھر یہ ظالم اور اپنی خواہش کا تابع بنتا ہے۔ چنانچہ دنیوی اشیاء کی محبت تین طرح کی ہوتی۔ (۱) سابقین کی طرزِ محبت (۲)..... میانہ روی والی طرزِ محبت (۳)..... ظالمین کی طرزِ محبت۔ [1]

[1] الروح لابن قیم، ص: ۳۴۱، ۳۴۳۔ کتاب الاربعین فی اصول الدین للغزالی، ص: ٦٤.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲۶).....اللہ تعالیٰ کی جناب علی رضی اللہ عنہ سے محبت:

سیّدنا سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ''غزوۂ خیبر'' والے دن فرمایا:

((لَأُعْطِيَنَّ هٰذِهِ الرَّأيَةَ غَدًا رَجُلًا يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلٰى يَدَيْهِ، يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ. قَالَ: فَبَاتَ النَّاسُ يَدُوْكُوْنَ لَيْلَتَهُمْ: أَيُّهُمْ يُعْطَاهَا؟ فَلَمَّا أَصْبَحَ النَّاسُ غَدَوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كُلُّهُمْ يَرْجُوْ أَنْ يُعْطَاهَا، فَقَالَ: أَيْنَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ؟ فَقِيْلَ هُوَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ يَشْتَكِي عَيْنَيْهِ. قَالَ: فَأَرْسَلُوْا إِلَيْهِ. فَأُتِيَ بِهِ فَبَصَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي عَيْنَيْهِ وَدَعَا لَهُ فَبَرَأَ حَتّٰى كَأَنْ لَمْ يَكُنْ بِهِ وَجَعٌ، فَأَعْطَاهُ الرَّايَةَ. فَقَالَ عَلِيٌّ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، أُقَاتِلُهُمْ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مِثْلَنَا؟ فَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ: أُنْفُذْ عَلٰى رِسْلِكَ حَتّٰى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ، ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ، وَأَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ مِنْ حَقِّ اللّٰهِ فِيْهِ، فَوَاللّٰهِ لَأَنْ يَهْدِيَ اللّٰهُ بِكَ رَجُلًا وَاحِدًا خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ يَكُوْنَ لَكَ حُمْرُ النَّعَمِ.)) [1]

''کل میں جھنڈا ایک ایسے شخص کو دوں گا جس کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائے گا۔ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے۔ اللہ اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی اس سے محبت رکھتے ہیں۔'' راوی نے بیان کیا کہ وہ رات سب کی اس فکر میں گزر گئی کہ دیکھیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کس کو جھنڈا عطا فرماتے ہیں۔ صبح ہوئی تو سب خدمت نبوی میں حاضر ہوئے، اس امید کے ساتھ کہ جھنڈا اسے ہی ملے گا۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: ابوطالب کے بیٹے علی کہاں ہیں؟ عرض کیا گیا کہ: اے اللہ کے رسول! وہ تو آنکھوں کی تکلیف میں مبتلا ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''انہیں بلا لاؤ۔'' جب وہ لائے گئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن ان کی آنکھوں میں لگا دیا اور ان کے لیے دعا کی۔ اس دعا کی برکت سے ان کی آنکھیں اتنی اچھی ہوگئیں جیسے پہلے کوئی بیماری تھی ہی نہیں۔ اور پھر نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی رضی اللہ عنہ کو جھنڈا تھما دیا۔ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے جھنڈا سنبھال کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں ان سے اس وقت تک جنگ کروں گا حتیٰ کہ وہ ہمارے جیسے (مسلمان) ہو جائیں۔ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یوں ہی چلے جاؤ حتیٰ کہ ان کے میدان میں اُتر کر پہلے انہیں اسلام کی دعوت دو اور بتاؤ کہ اللہ عزوجل کا ان پر کیا حق ہے۔ اللہ کی قسم! اگر تمہارے

[1] أخرجه البخاري، في كتاب المغازي، باب: غزوة خيبر. ٤٢١٠.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذریعہ ایک شخص کو بھی ہدایت مل گئی تو یہ تمہارے لیے سرخ اونٹوں سے بھی بہتر ہے۔''

یہ تھے سیّدنا علی بن ابوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم قریشی ہاشمی رضی اللہ عنہ ابوالحسن و الحسین رضی اللہ عنہما۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی۔ جناب علی رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے دس سال قبل مکہ میں پیدا ہوئے تھے۔ ان کی پرورش و تربیت بچپن سے ہی نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے کی تھی۔ اور پھر جب جوان ہوگئے تو ان کی شادی اپنی لخت جگر سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے کی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری زندگی جناب علی رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ ساتھ رکھا اور اپنی وفات حسرت آیات تک کبھی ان کو اپنے سے جدا نہیں کیا۔ جب دنیا سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جارہے تھے تو آپ جنابِ علی رضی اللہ عنہ سے راضی تھے۔ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کا شمار عشرہ مبشرہ بالجنہ میں ہوتا ہے۔ آپ امیر المومنین سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی شوریٰ کے چھ ارکان میں سے ایک رکن تھے اور خلفائے راشدین میں سے سادا تنا ابوبکر و عمر اور عثمان بن عفان کے بعد چوتھے خلیفہ برحق تھے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین

جناب علی رضی اللہ عنہ مرد بچوں میں سے پہلے فرد تھے کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نمازیں پڑھتے رہے اور جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے دین حنیف لے کر آئے تھے اُس کی آپ نے مکمل تصدیق کی تھی۔ حالانکہ اُس وقت آپ رضی اللہ عنہ کی عمر دس سال تھی۔ بعض روایات میں دس سال سے زیادہ عمر بتلائی گئی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے جنابِ علی رضی اللہ عنہ پر جو انعام و اکرام فرمایا تھا اس میں سے ایک بات یہ بھی تھی کہ آپ اسلام سے قبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش میں تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کچھ دنوں تک مکہ میں رکے رہیں حتیٰ کہ وہ ساری امانتیں لوگوں تک پہنچا دیں جو لوگوں کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رکھی ہوئی تھیں۔ جناب علی رضی اللہ عنہ تین دن اور تین راتیں مکہ میں رکے رہے، حتیٰ کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے تمام امانتیں ادا کریں اور پھر جب اس کام سے فارغ ہوگئے تو آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدینہ منورہ میں آملے۔

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ غزوۂ بدر میں شریک ہوئے اور نہایت شاندار کارنامہ سرانجام دیا تھا۔ اسی طرح آپ غزوۂ احد میں بھی شریک ہوئے اور کفار مکہ سے شدید قسم کی لڑائی کی تھی۔ آپ نے اس جنگ میں بہت سارے مشرکوں کو قتل کیا تھا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ غزوۂ خندق میں بھی شریک ہوئے اور اُس دن آپ رضی اللہ عنہ نے عربوں کے شاہسوار کو قتل کیا تھا۔ اسی طرح عربوں کے بہت نامی گرامی بہادروں میں سے ایک بہادر عمرو العامری کو قتل کیا تھا۔ پھر آپ صلح حدیبیہ میں بھی شریک ہوئے اور بیعت رضوان میں بھی۔ آپ غزوۂ خیبر میں بھی شریک ہوئے اور اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنگ میں آپ رضی اللہ عنہ کے نہایت حیران کن کارنامے اور انتقامی مناظر تھے۔ اس جنگ میں آپ رضی اللہ عنہ کی خصوصیات میں سے ایک یہ بھی تھا کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَأُعْطِيَنَّ هٰذِهِ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلٰى يَدَيْهِ، يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ.)) ❶

''کل مدنی لشکر کا یہ جھنڈا میں ایک ایسے آدمی کو دوں گا جس کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ خیبر فتح کر دے گا۔ یہ وہ شخصیت ہے کہ جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اس سے محبت کرتے ہیں۔''

ان قابل افتخار کارناموں میں سے ایک یہ بھی تھا کہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے یہودیوں کے سب سے زیادہ بہادر شہسوار مرحب کو قتل کیا تھا۔ جناب علی رضی اللہ عنہ عمرہ قضاء کے موقع پر بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا، اے علی!

((أَنْتَ مِنِّيْ وَأَنَا مِنْكَ.)) ❷

''تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔''

اسی طرح جناب علی رضی اللہ عنہ فتح مکہ کے موقع پر بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ پھر غزوۂ حنین اور جنگ طائف میں بھی۔ ان تمام معرکوں میں جہاد و قتال کے ذریعے آپ رضی اللہ عنہ نے خوب دادِ شجاعت حاصل کی۔ پھر آپ نے مقام جعرانہ سے احرام باندھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ عمرہ بھی کیا۔ اپنی حیات طیبہ کے سب سے آخری غزوۂ تبوک کے موقع پر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک کی طرف روانہ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیچھے مدینہ منورہ میں سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب مقرر فرمایا۔ جناب علی رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ مجھے عورتوں اور بچوں پر اپنا نائب مقرر کرنا چاہتے ہیں؟ (یعنی آپ مجھے اپنا ساتھ جنگ میں کیوں نہیں لے جاتے کہ ایک بار پھر دادِ شجاعت دوں؟) تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَمَا تَرْضٰى أَنْ تَكُوْنَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰى؟)) ❸

''اے علی! کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ تم میرے لیے ایسے ہو جیسے جناب موسیٰ کے لیے حضرت

---

❷ دیکھئے صحیح البخاری / کتاب فضائل الصحابة / حدیث : ۳۷۰۱.

❸ دیکھئے: صحیح البخاری، کتاب فضائل الصحابة، حدیث : ۳۷۰۶.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہارون علیہ السلام تھے؟''

نبی کریم ﷺ نے جناب علی رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوتراب اُس وقت رکھی تھی جب ایک بار آپ مسجد تشریف لائے تھے اور علی رضی اللہ عنہ کو مسجد میں سوئے پایا۔ مٹی آپ رضی اللہ عنہ کی کمر سے چمٹی ہوئی تھی۔ یہ واقعہ صحیح بخاری میں یوں درج ہے:

((اَنَّ رَجُلًا جَاءَ اِلٰی سَهلِ بْنِ سَعْدٍ فَقَالَ: هٰذَا فُلَانٌ، لِاَمِيْرِ الْمَدِيْنَةِ، يَدْعُوْ عَلِيًّا عِنْدَ الْمِنْبَرِ قَالَ: فَيَقُوْلُ مَا ذَا؟ قَالَ يَقُوْلُ لَهُ: اَبُوْتُرَابٍ، فَضَحِكَ وَقَالَ! وَاللّٰهِ مَا سَمَّاهُ اِلَّا النَّبِيُّ ﷺ وَمَا كَانَ لَهُ اسْمٌ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْهُ، فَاسْتَطْعَمْتُ الْحَدِيْثَ سَهْلًا، وَقُلْتُ: يَا اَبَا عَبَّاسٍ كَيْفَ ذٰلِكَ؟ قَالَ دَخَلَ عَلِيٌّ عَلٰى فَاطِمَةَ ثُمَّ خَرَجَ فَاضْطَجَعَ فِي الْمَسْجِدِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ! اَيْنَ ابْنُ عَمِّكِ؟ قَالَتْ: فِي الْمَسْجِدِ، فَخَرَجَ اِلَيْهِ، فَوَجَدَ رِدَاءَهُ قَدْ سَقَطَ عَنْ ظَهْرِهِ وَخَلَصَ التُّرَابُ إِلٰى ظَهْرِهِ فَجَعَلَ يَمْسَحُ التُّرَابَ عَنْ ظَهْرِهِ فَيَقُوْلُ: إِجْلِسْ يَا أَبَا تُرَابٍ. " مَرَّتَيْنِ .)) [1]

''ایک شخص جناب سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا: یہ فلاں شخص اس کا اشارہ امیر مدینہ مروان بن الحکم کی طرف تھا..... برسرِ منبر جناب علی رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہتا ہے۔'' ابوحازم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ: جناب سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ نے پوچھا: مروان بن حکم کیا کہتا ہے؟ اس شخص نے بتایا کہ وہ آپ رضی اللہ عنہ کو ابوتراب کہتا ہے۔ یہ سن کر جناب سہل بن سعد رضی اللہ عنہ ہنسنے لگے اور فرمایا: اللہ کی قسم! یہ نام تو ان کا رسول اللہ ﷺ نے رکھا تھا اور خود جناب علی رضی اللہ عنہ کو اس نام سے زیادہ اپنے لیے اور کوئی نام پسند نہیں تھا۔ یہ سن کر (ابوحازم رحمہ اللہ کہتے ہیں) میں نے اس حدیث کو جاننے کے لیے جناب سہل رضی اللہ عنہ سے خواہش ظاہر کی اور عرض کیا: اے ابوعباس! یہ واقعہ کس طرح سے ہے؟ انہوں نے بیان کیا کہ: ایک مرتبہ جناب علی سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لائے اور پھر باہر آ کر مسجد میں لیٹ رہے۔ نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے دریافت فرمایا: تمہارے چچا کے بیٹے (علی) کہاں ہیں؟ انہوں نے بتلایا کہ: مسجد میں ہیں۔ آپ ﷺ مسجد میں تشریف لائے۔ دیکھا تو ان کی چادر پیٹھ سے نیچے گر گئی ہے اور ان کی کمر پر اچھی طرح سے خاک لگ چکی ہے۔ آپ ﷺ مٹی ان کی کمر سے صاف کرتے ہوئے فرمانے لگے: ''اٹھو! اے ابوتراب

[1] صحيح البخاري/ كتاب فضائل اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم/ حديث: ٣٧٠٣.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اٹھو!'' ایسا آپ ﷺ نے دو مرتبہ فرمایا۔''

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کو ''ابوتراب'' سے بڑھ کر کوئی اور کنیت زیادہ محبوب نہ تھی۔ جناب حذیفہ بن اُسید الغفاری یا زید بن ارقم رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ.)) ❶

''جس کا میں مخلص دوست یا کسی غلام کو آزاد کرنے والا ہوا، اُس کا مخلص دوست یا غلام کو آزاد کرنے والا علی بھی ہوا۔''

رسول اللہ ﷺ نے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کو ملک یمن پر گورنر اور حاکم بنا کر روانہ فرمایا۔ آپ کے ہمراہ (بطور معاون و نائب) سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ سے مکہ میں آ ملے۔ مکہ پہنچ کر آپ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی طرح حج قران کا احرام باندھا اور اپنی قربانی کے جانور رسول اللہ ﷺ کے قربانی والے جانوروں کے ساتھ ہنکا دیے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کو اپنی قربانی کے جانوروں میں بھی شریک کر لیا اور پھر دونوں نے حج کے ارکان و مناسک ادا کرنے کے بعد قربانی کے جانور ذبح کیے۔

جب نبی کریم ﷺ اپنی آخری مرض سے دوچار ہو گئے تو جناب عباس نے آپ رضی اللہ عنہما سے کہا: علی! رسول اللہ ﷺ سے پوچھو کہ آپ ﷺ کے بعد اُمت کا معاملہ کس کے ہاتھ میں رہے گا؟ مگر جناب علی رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! میں آپ ﷺ سے ہرگز ایسا سوال نہیں کروں گا۔ اس لیے کہ اگر آپ ﷺ نے ہمیں اس معاملہ سے منع فرمایا تو پھر آپ ﷺ کے بعد مسلمان ہمیں کبھی بھی امرامت کا اختیار نہیں دیں گے۔

بڑی ہی صریح صحیح احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جناب علی رضی اللہ عنہ کو اس ضمن میں وصیت بالکل نہیں فرمائی تھی اور نہ ہی آپ کے علاوہ کسی اور کے لیے خلافت کی وصیت فرمائی تھی۔ بلکہ آپ ﷺ نے سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ذکر اس ضمن میں نہایت واضح اشاروں سے فرمایا تھا۔ آپ ﷺ نے سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لیے اس بارے میں نہایت ہی واضح سمجھا جانے والا اشارہ فرمایا تھا۔ جہاں تک اس تہمت کا تعلق ہے کہ نبی معظم ﷺ نے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے لیے خلافت کی وصیت فرمائی تھی، تو یہ صاف جھوٹ اور بہت بڑا صریح بہتان و افتراء ہے، جس سے ایک بہت بڑی خطا لازم آتی ہے۔ اور وہ ہے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین پر خیانت اور نبی مکرم ﷺ کے فوراً بعد آپ ﷺ کی وصیت کے نفاذ کو ترک کر دینے پر ان کا آپس میں ایک دوسرے کی مدد

❶ جامع الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ / حدیث : ۳۷۱۳، صححہ الالبانی رحمہ اللہ.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنا اور اس وصیت کا اس شخص کے علاوہ کسی دوسرے آدمی کی طرف پھیر دینے کا الزام کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کی وصیت کو (نعوذ باللہ) کسی دوسرے شخص کی طرف پھیر دیا تھا۔ یہ تہمت اور افتراء و بہتان نہ ہی معناً درست ہے اور نہ ہی کسی سبب کی وجہ سے۔ اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان رکھنے والا ہر مومن، مسلمان آدمی اس بات کی تحقیق رکھتا ہے کہ: دین اسلام ہی حق ہے اور وہ اس افتراء و بہتان کے باطل ہونے کو بھی خوب جانتا ہے۔ اس لیے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد تمام مخلوق سے افضل ترین اور بہتر لوگ تھے۔ وہ اس امت محمدیہ علی صاحبہا التحیۃ والسلام کے تمام زمانوں میں سے بھی بہترین زمانہ کے لوگ تھے۔ یعنی وہ امت مسلمہ کہ جو نص قرآن کے مطابق تمام امتوں سے اشرف و مکرم امت ہے۔ اور سلف و خلف آئمہ عظام و علماء کرام رحمہم اللہ جمیعاً کے اجماع کے موجب بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین دنیا و آخرت کی سب سے معزز و معظم امت کے لوگ تھے۔

جب رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے تو سیّدنا علی رضی اللہ عنہ ان اصحاب اشراف میں شامل تھے کہ جنہوں نے آپ ﷺ کو غسل دیا، کفن پہنایا اور آپ ﷺ کی تدفین کا فریضہ سرانجام دیا۔ پھر جب سقیفہ بنی ساعدہ والے دن سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وارضاہ کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کی جانے لگی تو جنابِ علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ ان اصحاب میں شامل تھے جنہوں نے مسجد نبوی میں خلیفۃ رسول اللہ ﷺ بلافصل سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ اس موقع پر سیّدنا علی جناب ابوبکر رضی اللہ عنہما کے سامنے دیگر امراء صحابہ کرام کی طرح تھے کہ جو اپنے آپ پر خلیفۃ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کو واجب جانتے تھے۔ یہ اطاعت اُن کے نزدیک سب سے محبوب چیز تھی اور پھر جب نبی مکرم ﷺ کی وفاتِ حزین کے چھ ماہ بعد سیّدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی وفات ہوگئی تو سیّدنا علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ وارضاہ نے خلیفۂ اوّل بلافصل سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وارضاہ کے ہاتھ پر اس بیعت کی تجدید فرمائی۔ (تاکہ کسی کو آپ رضی اللہ عنہ کے بارے میں شک نہ رہے۔) جب سیّدنا ابوبکر بن ابوقحافہ فوت ہوگئے اور آپ رضی اللہ عنہ کی وصیت کے مطابق سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہم خلیفۂ ثانی بنا دیے گئے تو سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سب سے پیش پیش اُن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین میں شامل تھے کہ جنہوں نے جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ وارضاہ کے ہاتھ پر بیعتِ اطاعت کی تھی۔ خلیفۂ راشد الثانی سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہم ہمیشہ امت کے اہم ترین امور کے بارے میں سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے مشاورت کرتے تھے۔ اور پھر جب سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ وارضاہ کو زخمی کر دیا گیا، اُمت کے امر قیادت کو چھ اصحاب کے سپرد کر دیا گیا کہ جن میں سے ایک جناب علی رضی اللہ عنہ تھے، پھر ان چھ میں سے صرف عثمان و علی رضی اللہ عنہما باقی رہ گئے تو سیّدنا عثمان کو جنابِ علی رضی اللہ عنہما پر مقدم کر دیا گیا۔ تب اللہ کے شیر علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ وارضاہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے حکم کے سن لینے اور مکمل طور پر اطاعت کرنے کا راستہ اپنایا۔ (آپ رضی اللہ عنہ کے نزدیک یہی اللہ عزوجل کی رضا اور فلاح دارین کا بہترین راستہ تھا۔)

اور جب خلیفۂ ثالث الراشد سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ۳۵ ہجری کے ذوالحجہ کی ۱۸ تاریخ جمعہ والے دن شہید کر دیے گئے تو اہل ایمان و اسلام سیّدنا علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کی طرف رجوع ہوئے اور انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر خلافت کے لیے بیعت کر لی۔ پہلے تو آپ رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کے آپ کو خلیفہ منتخب کر کے بیعت کرنے والے عمل سے انکار کر دیا۔ جب لوگوں کا تکرار بڑھا کہ آپ ہی اب ہمارے امیر المومنین ہیں تو آپ رضی اللہ عنہ بنی عمرو بن مبذول کی دیوار (قلعہ نما حویلی) کی طرف دوڑ پڑے اور اندر داخل ہو کر دروازہ بند کر لیا۔ مگر یہ ہے کہ لوگ وہاں بھی پہنچ گئے اور دروازہ توڑ کر اندر داخل ہو گئے۔ اہل ایمان و اسلام اپنے ہمراہ سادا تنا طلحہ اور زبیر بن العوام رضی اللہ عنہما کو بھی لے آئے تھے۔ وہ لوگ آپ رضی اللہ عنہ سے عرض گزار ہوئے کہ: دیکھیے امت اسلامیہ کا معاملہ کسی امیر المسلمین کے بغیر باقی نہیں رہ سکتا۔ یہ بات وہ بار بار دہراتے رہے حتیٰ کہ آپ رضی اللہ عنہ نے ان کی بات قبول کر لی۔

امیر المؤمنین سیّدنا علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کے نظام خلافت و امارت کو سنبھالتے ہی بے شمار معاملات آپ پر مکدر ہو گئے۔ حتیٰ کہ خوارج نے آپ رضی اللہ عنہ کے خلاف خروج کیا اور پھر آپ رضی اللہ عنہ نے ان سے بھرپور جنگ کی۔ اس طرح آپ کا لشکر بھی آپ کے معاملے میں مضطرب ہو گیا۔ عراقیوں نے آپ رضی اللہ عنہ کی شدید مخالفت کی اور آپ کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا۔ جبکہ اس وقت ان کے امیر المومنین سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کوئی بھی شخص روئے زمین پر بہتر نہ تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ اس دور کے تمام اہل ایمان مسلمانوں میں سب سے زیادہ اللہ عزوجل کی عبادت کرنے والے، سب سے زیادہ پرہیزگار شخصیت، سب سے زیادہ قرآن و سنت کا علم رکھنے والے اور اللہ رب العزت سے سب سے زیادہ ڈرنے والے تھے۔ مگر ان سب صفات عالیہ کے باوجود عراقیوں نے آپ سے علیحدگی اختیار کر کے آپ کو رسوا کرنے کی بھرپور کوشش کی۔ اور پھر ایک دن جب فجر کے وقت آپ رضی اللہ عنہ کوفہ کی جامع مسجد میں داخل ہوئے اور لوگوں کو نماز کے لیے جگانے لگے تو اسی دوران ابن ملجم عبدالرحمٰن بن عمرو الحمیری نے آپ رضی اللہ عنہ کے سر پر تلوار کا وار کیا جس سے آپ رضی اللہ عنہ کی ڈاڑھی مبارک پر آپ کا خون بہنے لگا۔ آپ کو اُٹھا کر آپ کے گھر پہنچا دیا گیا۔ جب امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کو ہوش آیا تو آپ رضی اللہ عنہ کی زبان پر کثرت سے "لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ" نکلنے لگا۔ اس کلمہ مبارکہ کے علاوہ کوئی اور بات آپ کی زبان سے نہیں نکل رہی تھی۔

امیر المومنین سیّدنا علی رضی اللہ عنہ ۴۰ ہجری کے ماہ رمضان المبارک میں اپنے خالق و مالک رب سے جا ملے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ فَإِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ﴾ اس وقت آپ رضی اللہ عنہ وارضاہ کی عمر تریسٹھ سال تھی۔ آپ کی خلافت کا دورانیہ چار سال ۹ ماہ تھا۔ آپ کے غسل اور تجہیز و تکفین کا فریضہ آپ کے دونوں صاحبزادے سادا تنا حسن و حسین اور جناب عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم اجمعین نے سرانجام دیا تھا۔ جبکہ آپ رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ نے پڑھائی اور آپ کو کوفہ میں ہی دفن کیا گیا۔ مگر خوارج کے ڈر کی وجہ سے کہ وہ کہیں آپ کے جسم مبارک کو قبر سے نکال کر بے حرمتی نہ کریں، آپ کی قبر کو کسی پوشیدہ مقام پر بنایا گیا۔ رضی اللہ عنہ و ارضاہ۔ (اس موضوع پر تفصیل: ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پسند اور ناپسند'' میں ملاحظہ کیجیے۔)

(۲۷)..... حسن و حسین رضی اللہ عنہما سے محبت کرنے والے کو اللہ پسند کرتا ہے:

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ طَرَقْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم ذَاتَ لَيْلَةٍ فِيْ بَعْضِ الْحَاجَةِ، فَخَرَجَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم وَهُوَ مُشْتَمِلٌ عَلٰى شَيْءٍ لَا أَدْرِيْ مَا هُوَ، فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنْ حَاجَتِيْ قُلْتُ: مَا هٰذَا الَّذِيْ أَنْتَ مُشْتَمِلٌ عَلَيْهِ، فَكَشَفَهُ فَإِذَا حَسَنٌ حُسَيْنٌ عَلٰى وَرِكَيْهِ فَقَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((هٰذَانِ إِبْنَايَ وَابْنَا ابْنَتِيْ، أَللّٰهُمَّ أُحِبُّهُمَا فَأَحِبَّهُمَا وَأَحِبَّ مَنْ يُّحِبُّهُمَا.)) [1]

''سیّدنا اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ: ایک رات میں نے اپنے کسی کام کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے تو اپنی چادر میں کسی چیز کو لپیٹے ہوئے تھے۔ مجھے معلوم نہ ہوسکا کہ یہ کیا چیز ہے۔ جب میں نے اپنی ضرورت پوری کرلی تو پوچھا: اللہ کے رسول! آپ یہ کیا چیز لپیٹے ہوئے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چادر ہٹائی تو یہ (میرے محبوب ساتھی) حسن و حسین ابناء علی رضی اللہ عنہم تھے۔ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں کولہوں سے چمٹے ہوئے تھے۔ اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ دونوں (حسن و حسین رضی اللہ عنہما) میرے بیٹے ہیں اور میری بیٹی (فاطمہ رضی اللہ عنہا) کے بیٹے ہیں۔ اے اللہ! میں ان دونوں سے محبت رکھتا ہوں تو بھی ان سے محبت رکھ اور اس سے بھی پیار رکھ جو ان دونوں سے انس رکھتا ہے۔''

نیز فرمایا:

((حُسَيْنٌ مِنِّيْ وَأَنَا مِنْ حُسَيْنٍ، أَحَبَّ اللّٰهُ مَنْ أَحَبَّ حُسَيْنًا، حُسَيْنٌ سِبْطٌ مِنَ الْأَسْبَاطِ.)) [2]

---

[1] صحيح سنن ترمذي، رقم: ٢٩٦٦/ كتاب المناقب / حديث: ٣٧٦٩.

[2] صحيح سنن ترمذي، رقم: ٢٩٦٩ / كتاب المناقب / حديث: ٣٧٧٥.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں، اللہ تعالیٰ اس شخص سے محبت کرتا ہے جو حسین سے محبت رکھتا ہے حسین نواسوں میں سے ایک نواسہ ہے۔''

شرح.....: یہ دونوں نبی مکرم ﷺ کے نواسے اور سیّدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے بیٹے ہیں، نبی مکرم ﷺ نے اپنی بیٹی کی شادی حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کی تھی۔ حضرت حسن کی پیدائش اکثر کے نزدیک رمضان ۳ھ کو ہوئی۔ بعض اس سے بھی آگے کی تاریخ بتاتے ہیں۔ (رضی اللہ عنہ وارضاہ)

((لَمْ يَكُنْ أَحَدٌ أَشْبَهُ بِالنَّبِيِّ ﷺ مِنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ .)) ❶

''آنحضرت ﷺ کی سب سے زیادہ مشابہت حسن رضی اللہ عنہ میں پائی جاتی تھی۔''

رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

((اِبْنِي هٰذَا سَيِّدٌ، وَلَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ .)) ❷

''میرا یہ بیٹا (حسن) سردار ہوگا اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں کے درمیان صلح کرا دے گا۔''

یہ پیش گوئی اس وقت ثابت ہوئی جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے خلافت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کی اور کتاب اللہ اور سنت رسول کو قائم کرنے پر ان کی بیعت کر لی۔ چنانچہ جناب معاویہ رضی اللہ عنہ کوفہ گئے اور لوگوں نے ان کی بیعت کی۔ چونکہ اس سال مسلمان اکٹھے ہو گئے اور لڑائی ختم ہو گئی تھی اس لیے اسے لوگوں کے اتحاد اور جنگ کے خاتمے کا سال (عام الجماعة) کہا جاتا ہے۔ اس حدیث میں حضرت حسن کی فضیلت واضح طور پر سمجھ آ رہی ہے کہ یہ حکمرانی کو نہ تو قلت اور نہ ہی ذلت اور نہ ہی کسی علت کی وجہ سے چھوڑیں گے بلکہ صرف اس لیے دستبردار ہوں گے کہ ان کے پیش نظر مسلمانوں کے ناجائز خون کی حفاظت ہوگی اور مسلمانوں کو بچانا اور اس کا ثواب ہوگا، چنانچہ انہوں نے امت کی خیر خواہی اور دین کے معاملہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ کام کیا۔ ❸

اکثر مؤرخین کے نزدیک حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی پیدائش شعبان ۴ھ میں ہوئی۔

حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کئی فضائل میں مشترک نظر آتے ہیں، مثلاً آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

((حَدَّثَنَا شُعْبَةُ..... سَمِعْتَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ وَسَأَلَهُ عَنِ الْمُحْرِمِ: قَالَ شُعْبَةُ: أَحْسِبُهُ يَقْتُلُ الذُّبَابَ؟ فَقَالَ: اَهْلُ الْعِرَاقِ يَسْأَلُوْنَ عَنِ الذُّبَابِ وَقَدْ قَتَلُوْا ابْنَ ابْنَةِ

❶ أخرجه البخاري في كتاب فضائل الصحابة، باب: مناقب الحسن والحسين رضي الله عنهما، رقم: ٣٧٥٢.

❷ أخرجه البخاري في كتاب فضائل الصحابة، باب: مناقب الحسن والحسين رضي الله عنهما، رقم: ٣٧٤٦.

❸ فتح الباری، ص: ٦٣، ٦٦ / ١٣.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رَسُوْلِ اللّٰهِ وَقَالَ النَّبِيُّ! هُمَا رَيْحَانَتَايَ مِنَ الدُّنْيَا .)) ❶

''شعبہ کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا اور ان سے حالت احرام میں مکھی مارنے کے بارے میں کسی نے سوال کیا تو انہوں نے فرمایا: ظالم اہل عراق مکھی کے متعلق سوال کر رہے ہیں (کہ اسے حرم میں مارنے کا کتنا گناہ ہے) جب کہ بلاشبہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے نواسے (سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما) کو قتل کر ڈالا تھا۔ (اس وقت ان ظالموں کو ایک مومن، صحابیِ رسول اور نبی معظم ﷺ کے جگر گوشہ کو قتل کرنے کا جرمِ عظیم یاد نہ رہا) نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''یہ دونوں (حسن و حسین رضی اللہ عنہم) دنیا میں میرے دو پھل ہیں۔''

مزید فرمایا:

((اَلْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ ، سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ .))

''کہ حسن اور حسین (رضی اللہ عنہما) جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔''

(اس موضوع پر تفصیل ''نبی کریم ﷺ کی پسند اور ناپسند'' میں ملاحظہ کیجیے)

(۲۸).....انصار سے محبت رکھنے والا:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلْأَنْصَارُ لَا يُحِبُّهُمْ إِلَّا مُؤْمِنٌ ، وَلَا يُبْغِضُهُمْ إِلَّا مُنَافِقٌ فَمَنْ أَحَبَّهُمْ أَحَبَّهُ اللّٰهُ وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ أَبْغَضَهُ اللّٰهُ .)) ❷

''انصار سے محبت صرف مومن ہی کرتا ہے۔ ان سے منافق کے علاوہ کوئی بغض نہیں رکھتا۔ تو جو ان سے پیار کرتا ہے اللہ ان سے انس رکھتا ہے اور جو ان سے بغض رکھتا ہے اللہ ان سے بغض رکھتے ہیں۔''

شرح.....: انصار سے نبی معظم ﷺ کی مدد کرنے والے مراد ہیں اور وہ اوس و خزرج والے تھے۔ اس سے پہلے انہیں بنو قیلہ کہا جاتا تھا۔ کیونکہ قیلہ دونوں قبیلوں کی وہ ماں تھی جہاں جا کر ان دونوں کی نسل جمع ہو جاتی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کا نام انصار رکھا اور یہی ان کی علامت اور نشانی بن گیا یہ نام ان کی اولاد، ان کے حلیف اور ان کے غلاموں پر بھی بولا جاتا ہے۔

وہ اس بلند و بالا منقبت اور فضیلت کے اس لیے مستحق ٹھہرے کہ دوسرے قبائل کی بجائے انہوں نے

---

❶ صحيح بخاري ، كتاب فضائل الصحابة، باب: مناقب الحسن والحسين رضى الله عنهما رقم : ٣٧٥٣.

❷ أخرجه البخاري في كتاب مناقب الأنصار، باب: حب الأنصار من الإيمان، رقم: ٣٧٨٣.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آنحضرت ﷺ اور ان کے ساتھیوں کو جگہ دی، ان کے امور کے لیے کھڑے ہوئے، اپنا مال اور جان ان پر نچھاور کر دی اور بہت سے معاملات میں انہیں اپنے آپ پر ترجیح دی۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے بھی ان کی مدح کی ہے۔ فرمایا:

﴿ وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُا الدَّارَ وَالْإِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّا أُوْتُوا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَّمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ ﴾ [الحشر: ۹]

''(اور مال فے ان) لوگوں کے لیے ہے جنہوں نے اس گھر میں (یعنی مدینہ میں) اور ایمان میں ان سے پہلے جگہ بنالی ہے، اپنی طرف ہجرت کر کے آنے والوں سے محبت کرتے ہیں اور مہاجرین کو جو کچھ دے دیا جائے اس سے وہ اپنے دلوں میں کوئی تشویش نہیں رکھتے بلکہ خود اپنے اوپر انہیں ترجیح دیتے ہیں گو خود کو کتنی ہی سخت حاجت ہو۔ اور جو کوئی اپنے نفس کی بخیلی سے بچالیا گیا پس ایسے لوگ ہی کامیاب ہونے والے ہیں۔''

یعنی یہ انصار، مہاجرین سے پیار کرتے ہیں اور جو ان کو ملا اس پر حسد نہیں کیا بلکہ اپنی ضرورت کے باوجود انہیں اپنے آپ پر ترجیح دی اور اپنے مال اور گھر ان کے سامنے رکھ دیے۔ اسی لیے انصار کے ساتھ محبت کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے حتیٰ کہ اسے ایمان کی نشانی قرار دیا گیا۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((آيَةُ الْإِيْمَانِ حُبُّ الْأَنْصَارِ .)) [1]

''ایمان کی نشانی انصار کی محبت ہے۔''

حدیث میں ان کی فضیلت کو اجاگر اور ان کے فعل کی عمدگی پر متنبہ کیا گیا ہے۔ گو مذکورہ فضیلت میں دیگر صحابہ بھی شریک ہیں مگر ہر ایک اپنے درجہ اور رتبہ کے مطابق ہے مثلاً حضرت علی رضی اللہ عنہ سے صحیح حدیث مروی ہے، کہتے ہیں: ''اس ذات کی قسم! جس نے دانے اور روح کو پیدا کیا، بے شک امی نبی ﷺ نے میری طرف عہد کیا کہ مجھ سے محبت صرف مومن ہی کرتا ہے اور مجھ سے بغض صرف منافق ہی رکھتا ہے۔'' [2]

یہ بات تمام صحابہ کے بارے میں جاری ہے، کیونکہ عزت و شرف میں سب مشترک ہیں۔ جس آدمی نے انصار کا مرتبہ اور ان کا دین اسلام کی نصرت کرنا، اسلام کے لیے ایثار کرنا، سب لوگوں سے دشمنی اور جنگ مول لینا، نبی علیہ السلام سے پیار اور آنحضرت ﷺ کا ان سے محبت کرنا، جس نے بھی ان امور کو جان لیا اور پھر ان امور

---

[1] صحيح بخاري، كتاب الإيمان، باب: علامة الإيمان حب الانصار.

[2] صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب: حب الانصار وعلى رضي الله عنه من الايمان ٢٤٠.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی وجہ سے خود بھی ان سے محبت شروع کر دی تو یہ ایسے انسان کے ایمان کے صحیح اور اسلام میں سچے ہونے کی علامت ہے کیونکہ ایسا شخص اسلام کے غلبہ کو پسند کرتا اور آنحضرت ﷺ اور اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ کاموں کو بجا لانے میں خوشی محسوس کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَالَّذِيْنَ جَاءُوْا مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ ﴾

[الحشر: ١٠]

''(اور مال فے ان لوگوں کے لیے ہے) جو ان کے بعد (صحابہ کے بعد) آئیں گے، جو کہیں گے: اے ہمارے رب! ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں اور ایمان داروں کے بارے میں ہمارے دل میں کینہ اور دشمنی نہ ڈال، اے ہمارے رب! بے شک تو شفقت کرنے والا مہربان ہے۔'' ❶

(۲۹).....چھپ کر صدقہ کرنے والا:

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((أَمَّا الثَّلَاثَةُ الَّذِيْنَ يُحِبُّهُمُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: فَرَجُلٌ أَتٰى قَوْمًا فَسَأَلَهُمْ بِاللّٰهِ وَلَمْ يَسْأَلْهُمْ بِقَرَابَةٍ بَيْنَهُمْ فَمَنَعُوْهُ، فَتَخَلَّفَ رَجُلٌ بِأَعْقَابِهِمْ فَأَعْطَاهُ سِرًّا لَا يَعْلَمُ بِعَطِيَّتِهِ إِلَّا اللّٰهُ، وَالَّذِيْ أَعْطَاهُ.)) ❷

''وہ تین افراد کہ جنہیں اللہ تعالیٰ پیار کرتا ہے (ان میں سے ایک) تو وہ آدمی ہے جو کسی قوم کے پاس آ کر اللہ کے نام پر مانگتا ہے ان سے کسی رشتہ داری کی وجہ سے نہیں مانگتا (لیکن پھر بھی) وہ اسے نہیں دیتے۔ چنانچہ ایک آدمی ان کے پیچھے ہو جاتا ہے اور سائل کو چھپ کر (صدقہ) دے دیتا ہے۔ اس کے عطیہ کو اللہ کے سوا اور دینے والے کے سوا کوئی نہیں جانتا۔''

شرح.....: اللہ تعالیٰ نے فقراء و مساکین پر صدقہ کرنے کا حکم دیا اور چھپ کر دینے کو اعلانیہ سے زیادہ پسند فرمایا ہے، لہٰذا چھپ کر صدقہ کرنے کی وجہ سے اگر اللہ تعالیٰ کا پیار اور محبت نصیب ہو جائے تو اس سے بڑی بات کون سی ہے؟ فرمایا:

---

❶ مزید دیکھیے: فتح الباری ١/٦٣، نووی شرح مسلم ص ٢٦٤

❷ مسند احمد، رقم: ٢١٢٥٢، وقال حمزة أحمد الزين: إسناده صحيح.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ ﴾ [البقرہ: ۲۷۱]

''اگر تم صدقے خیرات کو ظاہر کرو تو وہ بھی اچھا ہے اور اگر تم اسے پوشیدہ مسکینوں کو دے دو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے، اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں کو مٹا دے گا اور اللہ تعالیٰ تمہارے تمام اعمال کی خبر رکھنے والا ہے۔''

نفلی صدقہ کی پوشیدگی اظہار سے اعلیٰ و افضل ہے کیونکہ اس میں ریاء کاری سے بچاؤ ہوتا ہے اور اللہ کے اور صدقہ لینے والے کے علاوہ اور کسی کو کانوں کان خبر بھی نہیں ہوتی، چنانچہ یہ طریقہ اخلاص اور اللہ کی رضا پر زیادہ دلالت کرنے والا ہے۔

اسی طرح تمام نفلی عبادات کا اخفا اعلیٰ و افضل ہے کیونکہ ریاء کاری کا اندیشہ نہیں ہوتا لیکن وجوبی عبادات میں یہ طریقہ اچھا نہیں۔

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِتَّخَذَ حُجْرَةً، قَالَ: حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ: مِنْ حَصِيْرٍ فِيْ رَمَضَانَ فَصَلّٰى لَيَالِيَ، فَصَلّٰى بِصَلَاتِهِ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهِ، فَلَمَّا عَلِمَ بِهِمْ جَعَلَ يَقْعُدُ، فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ قَدْ عَرَفْتُ الَّذِيْ رَأَيْتُ مِنْ صَنِيْعِكُمْ، فَصَلُّوْا أَيُّهَا النَّاسُ فِيْ بُيُوْتِكُمْ فَإِنَّ أَفْضَلَ الصَّلَاةِ صَلَاةُ الْمَرْءِ فِيْ بَيْتِهِ، إِلَّا الْمَكْتُوْبَةَ.)) ❶

''زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بے شک رسول اللہ ﷺ (ایک چٹائی کی اوٹ کر کے مسجد میں) حجرہ نشین ہو گئے۔ راوی کہتے ہیں کہ: میں خیال کرتا ہوں بے شک زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا یہ چٹائی بوریے کی تھی۔ آپ ﷺ رمضان کی راتوں میں کئی دن اس اوٹ میں نماز پڑھتے رہے۔ صحابہ کرام میں سے بعض لوگوں نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی۔ جب آپ کو معلوم ہوا تو آپ ﷺ نے بیٹھ رہنا شروع کر دیا (اور نماز موقوف رکھی) پھر آپ ان کی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے: بیشک میں نے تمہارے اس عمل کو دیکھ لیا ہے۔ پس تم اپنے گھروں میں نماز پڑھا کرو۔ بلاشبہ انسان کی فرضی نماز کے علاوہ نماز گھر میں زیادہ افضل ہے۔''

اس کی وجہ یہ ہے کہ فرائض میں دکھلاوے کا دخل نہیں ہوتا لیکن نفل ریاکاری کا نشانہ بنتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلْجَاهِرُ بِالْقُرْآنِ كَالْجَاهِرِ بِالصَّدَقَةِ، وَالْمُسِرُّ بِالْقُرْآنِ كَالْمُسِرِّ بِالصَّدَقَةِ.)) ❷

❶ أخرجه البخاري في كتاب الأذان، باب: صلاة الليل، رقم: ۷۳۱.

❷ صحيح سنن الترمذي، رقم: ۲۳۳۱.

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''قرآن بلند آواز سے پڑھنے والا اعلانیہ صدقہ کرنے والے کی طرح اور آہستہ آواز سے پڑھنے والا پوشیدہ صدقہ کرنے والے کی طرح ہے۔''

مطلب یہ ہے کہ آہستہ آواز سے قرآن کی تلاوت کرنے والا اونچی آواز والے سے افضل ہے کیونکہ اہل علم کے ہاں یہ بات مسلمہ ہے کہ صدقہ کا اخفاء اظہار سے اعلیٰ ہے۔

اہل علم کے نزدیک اس کا معنی یہ ہے کہ چھپ کر عمل کرنے والا خود پسندی سے بچ جاتا ہے، بخلاف ظاہری عمل کرنے والے کے کیونکہ اس پر خود پسندی کا خوف ہوتا ہے۔

لوگوں کی بھی یہی حالت ہے یعنی ان سے کسی عمل کو چھپانا، بتانے سے عمدہ ہے کیونکہ اگر بتایا جائے تو بسا اوقات صدقہ وخیرات کرنے والے پر ریاء کاری کا طعنہ اور لینے والے پر غنی ہونے کا الزام لگا سکتے ہیں۔ ہاں! اگر مقصد لوگوں کو بھی صدقہ وخیرات پر ابھارنا اور اکسانا ہو تو پھر اعلانیہ صدقہ کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ ایسے صدقہ کرنے والے کو ایک تو سنت کے اظہار کا ثواب اور دوسرا نمونہ بننے کا ثواب ملتا ہے لیکن یہ جواز اس انسان کے لیے ہے جس کی نیت اچھی ہو اور اپنے نفس پر ریاء کاری کا ڈر نہیں رکھتا لیکن جو اس درجہ کا انسان نہیں اس کے لیے پوشیدہ خیرات افضل ہے۔

رسول اکرم ﷺ سے سوال ہوا: کون سا صدقہ افضل ہے؟ تو فرمایا:

((سِرٌّ إِلَى فَقِيرٍ، وَجُهْدٌ مِنْ مُقِلٍّ.)) [1]

''فقیر کو پوشیدگی سے (صدقہ) دینا اور کم مایہ آدمی کا مشقت کے ساتھ صدقہ کرنا۔''

اللہ تعالیٰ نے خفیہ صدقہ کرنے والے کی عظمت اور وزنی ہونے پر تعریف، اسے سب سے زیادہ قوی کہہ کر کی ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ الْأَرْضَ جَعَلَتْ تَمِيدُ فَخَلَقَ الْجِبَالَ فَأَلْقَاهَا عَلَيْهَا فَاسْتَقَرَّتْ، فَتَعَجَّبَتِ الْمَلَائِكَةُ مِنْ خَلْقِ الْجِبَالِ فَقَالَتْ: يَا رَبِّ، هَلْ مِنْ خَلْقِكَ شَيْءٌ أَشَدُّ مِنَ الْجِبَالِ؟ قَالَ: نَعَمْ، اَلْحَدِيْدُ، قَالَتْ: يَا رَبِّ، هَلْ مِنْ خَلْقِكَ شَيْءٌ أَشَدُّ مِنَ الْحَدِيْدِ؟ قَالَ: نَعَمْ، النَّارُ، قَالَتْ: يَا رَبِّ، هَلْ مِنْ خَلْقِكَ شَيْءٌ أَشَدُّ مِنَ النَّارِ؟ قَالَ: نَعَمْ، اَلْمَاءُ، قَالَتْ: يَا رَبِّ، فَهَلْ مِنْ خَلْقِكَ شَيْءٌ أَشَدُّ مِنَ الْمَاءِ؟ قَالَ: نَعَمْ، اَلرِّيْحُ، قَالَتْ: يَا رَبِّ، فَهَلْ مِنْ خَلْقِكَ شَيْءٌ أَشَدُّ

[1] مسند أحمد، رقم: ٢٢١٨٩، وقال حمزة أحمد الزين: إسناده حسن.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِنَ الرِّيحِ؟ قَالَ: نَعَمْ، اِبْنُ آدَمَ يَتَصَدَّقُ بِيَمِينِهِ يُخْفِيهَا مِنْ شِمَالِهِ .)) ❶

''جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا کیا تو اس نے ہلنا شروع کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کو پیدا کر کے زمین پر ڈال دیا تو زمین ٹھہر گئی (ساکت ہوگئی) فرشتوں نے پہاڑوں کی پیدائش پر تعجب کا اظہار کیا اور کہا: اے ہمارے رب! کیا پہاڑوں سے بھی زیادہ تیری مخلوق میں سے کوئی چیز قوی ہے؟ فرمایا: ہاں! لوہا ہے۔ فرشتوں نے پھر کہا: کیا لوہے سے بھی کوئی چیز تیری مخلوق میں سے زیادہ قوی ہے؟ فرمایا: ہاں! آگ ہے۔ انہوں نے پھر سوال کیا: آگ سے بھی زیادہ طاقت ور کوئی ہے؟ فرمایا: ہاں! پانی ہے۔ پھر پوچھا: کیا پانی سے بھی زیادہ قوت والی چیز ہے؟ فرمایا: ہاں! ہوا ہے۔ پھر عرض کی: کیا: ہوا سے بھی قوی کوئی چیز تیری مخلوق میں سے ہے؟ فرمایا: ہاں! (وہ) ابن آدم جو اپنے داہنے ہاتھ سے صدقہ کرتا ہے (اور) بائیں ہاتھ سے چھپاتا ہے۔''

چھپ کر صدقہ کرنے والے کی ایک فضیلت یہ بھی ہے کہ وہ ان سات انسانوں میں سے ایک ہے جنہیں اللہ تعالیٰ اپنا سایہ نصیب کرے گا، رسول رحمت ﷺ نے فرمایا:

((سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ: ..... رَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتّٰى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِينُهُ .)) ❷

''سات آدمیوں کو اللہ تعالیٰ اس دن اپنا سایہ نصیب کرے گا، جس دن اس کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا، (ان میں سے ایک آدمی) وہ ہے جو صدقہ کرتا ہے تو چھپاتا ہے حتیٰ کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی علم نہیں ہوتا کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا۔''

اس حدیث سے بھی خفیہ صدقہ کا مقام واضح ہوتا ہے۔ دائیں اور بائیں ہاتھ میں بہت نزدیکی ہوتی ہے چنانچہ اس مثال میں صدقہ کے اخفاء اور پوشیدگی میں مبالغہ کرتے ہوئے یہ بات سمجھائی گئی ہے کہ بالفرض اگر بائیں ہاتھ کو بیدار انسان تصور کیا جائے تو پھر بھی اسے دائیں ہاتھ کے خرچ کیے مال کا علم نہ ہو سکے۔ ❸

(۳۰).....نرمی والا آدمی:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

❶ مسند أحمد، رقم: ۱۲۱۹۳، وقال حمزة أحمد الزين: إسناده صحيح.

❷ أخرجه البخاري في كتاب الزكاة، باب: الصدقة باليمين، رقم: ۱۴۲۳.

❸ تفسیر قرطبی، ص: ۲۱۵، ۳۔ سنن ترمذي، ابواب فضائل القرآن، باب نمبر: ۲۰۔ نووی شرح مسلم، ص: ۱۲۲، ۷.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ سَمْحَ الْبَيْعِ ، سَمْحَ الشِّرَاءِ ، سَمْحَ الْقَضَاءِ .)) ❶

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے نرمی کے ساتھ فروخت کرنے کو، نرمی کے ساتھ خریدنے کو اور نرمی کے ساتھ قرض ادا کرنے کو۔''

شرح.....: سَمْحٌ : نرمی اور سخاوت کو کہتے ہیں اور سَمَاحَةٌ بمعنی سخی اور نرم دل ہے۔

سماحۃ ایمان کا جز ہے کیونکہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا:

((اَلْإِيْمَانُ: اَلصَّبْرُ وَالسَّمَاحَةُ .)) ❷

''ایمان صبر اور سماحت (کا نام) ہے۔''

خرید و فروخت میں سماحت کا مطلب نرمی اور فیاضی سے کام لینا ہے اور بالخصوص جب کوئی چیز بیچے تو کچھ حق سے دستبردار ہو جائے۔ قرض میں سماحۃ کا مفہوم یہ ہے کہ اگر کسی سے قرضہ لینا ہے تو بڑی نرمی اور شفقت سے طلب کرے۔ جھگڑا، ڈانٹ ڈپٹ اور زبردستی سے کام نہ لے اور اگر قرض ادا کرنا ہے تو بغیر ٹال مٹول کے سہولت کے ساتھ ادائیگی کر دے۔ معلوم ہوا کہ سَمْحٌ اس انسان کو کہتے ہیں جو لوگوں سے نرمی، سہولت اور فیاضی کے ساتھ معاملہ کرے اور بلند اخلاق کو مدنظر رکھے نیز لوگوں سے مطالبہ کرتے ہوئے سختی سے کام نہ لے بلکہ عفو و درگزر کو ملحوظ رکھے۔

محبت کی بنیاد سماحۃ کو قرار دینا، اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ نرمی، چشم پوشی و فیاضی، پیار کا مستحق بنا دیتی ہیں اور رحمت کا اہل کر دیتی ہیں۔

اس حدیث میں مطالبہ میں چشم پوشی کی فضیلت اور نیک اعمال میں سے کسی عمل کو بھی حقیر نہ سمجھنے کا مقام واضح ہوتا ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ یہی عمل اللہ تعالیٰ کی اس محبت کا سبب ہو جو ہمیشہ کی نیک بختی کی علامت ہے۔

نرم دل انسان اپنے اچھے اخلاق اور باعزت نفس اور اللہ کے بندوں پر مہربانی و شفقت کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے انس کا مستحق ٹھہرتا ہے۔ کیونکہ ظاہر ہو جاتا ہے کہ دنیا کے ساز و سامان اور مال و دولت کے ساتھ اس کا دلی تعلق منقطع ہو چکا ہے۔ ❸

---

❶ صحيح سنن الترمذي، رقم: ١٠٦٤.

❷ صحيح الجامع الصغير، رقم: ٢٧٩٥.

❸ فتح الباري، ص: ٣٠٧ / ٤ ـ فيض القدير للمناوي، ص: ١٧٥ / ١، ص: ٢٩٤، ٢.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳۱).....آمین کہنے والے کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتے ہیں:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا صَلَّيْتُمْ فَأَقِيْمُوْا صُفُوْفَكُمْ، ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمْ أَحَدُكُمْ، فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا، وَإِذَا قَرَأَ ﴿ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴾ فَقُوْلُوْا: آمِيْنَ يُحِبُّكُمُ اللّٰهُ.)) [1]

''سیّدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم لوگ نماز ادا کرنے لگو تو اپنی صفیں سیدھی، درست کرلیا کرو۔ پھر تم میں سے کوئی شخص امامت کروائے۔ جب وہ اللہ اکبر کہہ لے تو پھر تم اللہ اکبر کہو اور جب وہ ﴿ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴾ پڑھ لے تو تم کہو ''آمین''.....اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگے گا۔''

''آمین''..... کا معنی ہوتا ہے: اے اللہ! تو ہماری یہ دعا قبول کرلے۔ ایک دوسرا معنی بیان کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ: اس کا مطلب ہوتا ہے: ایسا ہی ہو۔ سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول! آمین کا کیا معنی ہے؟ فرمایا: اس کا معنی ہے: رَبِّ افْعَلْ''.....اے اللہ! ایسا ہی کردے۔

جناب مقاتل رحمہ اللہ کہتے ہیں: آمین..... دعا کی قوت اور برکت کی طلب ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کا معنی ہے کہ: اے اللہ! ہماری امید کو ناکام نہ کردینا۔ آمین..... کے لفظ کی ادائیگی میں دو لغات ہیں: فاعیل کے وزن پر مد سے پڑھنا، جیسے: یاسین اور دوسرا ''یمین'' کے وزن پر قصر سے پڑھنا۔ دونوں میں سے مد کے ساتھ آمین کہنا زیادہ فصیح اور مشہور ہے۔ دونوں لہجوں میں حرف ''م'' خفیف ہوگا۔ (شد کے بغیر)

ہر قاری کے لیے آمین کہنا مستحب ہے، چاہے وہ نماز میں ولا الضالین پڑھ رہا ہو چاہے نماز سے باہر۔ نماز میں امام اور ماموین سب کے لیے آمین کہنا مستحب ہے۔ جہری نماز میں امام اور مقتدی سب لوگ آمین اونچی آواز سے کہیں۔ یہی صحیح ترین مسلک ہے۔ چاہے جماعت میں لوگ تھوڑے ہوں یا زیادہ، حکم ایک جیسا ہے۔

مستحب یہ ہے کہ مقتدی کی آمین امام کی آمین کے ساتھ مل کر ہو۔ نہ اس سے پہلے ہو اور نہ اُس کے بعد۔ نماز میں اس کے علاوہ کوئی اور مقام نہیں ہے کہ جس میں مستحب ہو کہ اس میں مقتدی کی بات (آواز) امام کی

---

[1] سورة الفاتحة، الآية: ۷۔ صحيح سنن أبي داؤد، رقم: ۸۵۸.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آواز کے ساتھ ملی ہوئی ہو سوائے آمین کے۔ باقی تمام الفاظ مقتدی کے امام کے الفاظ سے بعد ادا ہونے چاہئیں۔ ❶

سیّدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ جب نماز میں ''وَلَا الضَّالِّيْنَ'' پڑھ لیتے تو کہتے: آمین اور اس کے ساتھ اپنی آواز کو بلند کرتے۔'' ❷

اور نبی کریم ﷺ نے تمام اہل ایمان کو حکم فرمایا ہے کہ جس طرح امام آمین کہتا ہے اسی طرح وہ بھی آمین کہا کریں۔ چنانچہ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا أَمَّنَ الْإِمَامُ فَأَمِّنُوْا، فَإِنَّهُ مَنْ وَّافَقَ تَأْمِيْنُهُ تَأْمِيْنَ الْمَلَائِكَةِ، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ. وَقَالَ ﷺ: إِذَا قَالَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ: آمِيْنَ، وَقَالَتِ الْمَلَائِكَةُ فِي السَّمَاءِ: آمِيْنَ، فَوَافَقَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرٰى، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.)) ❸

''جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو۔ اس لیے کہ بلاشبہ جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے مل گئی (موافق ہوگئی) اس کے پچھلے سارے (صغیرہ) گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔'' اور آپ ﷺ کا یہ بھی ارشاد گرامی ہے: جب تم میں سے کوئی شخص نماز میں آمین کہتا ہے اور فرشتے بھی آسمان میں آمین کہتے ہیں اور ان میں سے ایک کی آمین دوسرے سے موافق ہو جاتی ہے تو اس (نمازی) کے پچھلے تمام (صغیرہ) گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔''

آمین کہنے پر یہ بہت بڑی ترغیب ہے اور اس کے بہت بڑے اجر و فضل کا بیان۔ پھر یہ کہ کلمہ آمین ایک نہایت آسان سا لفظ ہے کہ جس کی ادائیگی میں کسی قسم کا تکلف نہیں کرنا پڑتا مگر اس پر ربّ کریم کی مغفرت دیکھیے کیسے مترتب ہوتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے صحابہ بلند اواز سے آمین کہا کرتے تھے کہ جس سے مسجد گونج جاتی۔ امام عطاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((آمِيْن دُعَاءٌ. أَمَّنَ ابْنُ الزُّبَيْرِ وَمَنْ وَّرَاءَهُ، حَتّٰى إِنَّ لِلْمَسْجِدِ لَلَجَّةً.)) ❹

''آمین ایک دعا ہے سیّدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بھی آمین کہتے اور آپ کے پیچھے نماز پڑھنے والے

---

❶ دیکھئے: الاذکار للنووی رحمہ اللہ: باب ما یقوله اذا دخل فی الصلوٰة.....

❷ دیکھئے: سنن ابی داود / کتاب الصلوٰة / باب التأمین وراء الامام / حدیث: ۹۳۲

❸ أخرجه البخاري في كتاب الأذان، باب: جهر الإمام بالتأمين، رقم: ٧٨٠. صحيح الجامع الصغير، رقم: ٧٠٤.

❹ أخرجه البخاري في كتاب الأذان، باب: جهر الإمام بالتأمين، تعليقًا.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمام نمازی بھی۔ سب اتنی بلند آواز سے آمین کہتے کہ مسجد میں ایک گونج پیدا ہو جاتی۔''

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ امام کو آواز دے کر کہتے: دیکھنا کہیں مجھ سے آمین رہ نہ جائے۔ (یعنی کچھ سکتہ کرنا کہ میں بھی تمہاری آمین کے ساتھ آمین کہہ سکوں) جناب نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ: سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کبھی بھی آمین کو چھوڑتے نہیں تھے بلکہ آپ اپنے شاگردوں کو آمین کہنے پر تیار کرتے۔ میں نے اُن سے اس مسئلہ میں بھی بھلائی ہی سنی ہے۔ یعنی آپ کبھی بھی سورۃ الفاتحہ کے بعد آمین کہنا چھوڑتے نہیں تھے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا حَسَدَتْكُمُ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَيْءٍ، مَا حَسَدَتْكُمْ عَلٰى السَّلَامِ وَالتَّأْمِيْنِ .)) [1]

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہودی تم لوگ سے جتنا سلام اور آمین کہنے سے جلتے ہیں اتنا کسی اور عمل سے نہیں جلتے۔''

(۳۲).....عمل صالح کرنے والے اہل ایمان سے اللہ کا راضی ہونا:

اللہ عزوجل کا ارشاد گرامی ہے:

﴿ إِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ أُوْلٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۝ جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا أَبَدًا ط رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ ۝ ﴾ [البینہ: ۷۔ ۸]

''بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے یہ لوگ بہترین خلائق ہیں، ان کا بدلہ ان کے رب کے پاس ہمیشگی والی جنتیں ہیں، جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، جن میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، اللہ تعالیٰ ان سے خوش رہے گا اور یہ اس سے (خوش ہوں گے) یہ اس کے لیے ہے، جو اپنے پروردگار سے ڈرے۔''

تشریح.....: بہترین مخلوق انہیں کہا گیا ہے جو اللہ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں اور رسولوں پر ایمان لاتے ہیں اور آخرت کے دن کو اور اچھی بری تقدیر اور بعث بعد الموت کو مانتے ہیں نیز میزان، جنت اور جہنم پر یقین رکھتے ہیں۔

ان کے دل میں ایمان پختہ ہو جاتا ہے، زبانیں اس کا اقرار اور جوارح (اعضاء) کے اعمال اس کی تصدیق کرتے ہیں، گواہی دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی بھی معبود برحق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں (ﷺ)

[1] صحیح سنن ابن ماجة، رقم: ٦٩٧.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ ماہ رمضان کے روزے رکھتے اور اگر طاقت ہو تو بیت اللہ کا حج بھی کرتے ہیں، ان کی مزید صفات حسب ذیل ہیں:

﴿ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ﴾ [النساء: ٧٦]

''ایمان والے اللہ کے رستہ میں لڑائی کرتے ہیں۔''

﴿ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ﴾ [البقرہ: ١٦٥]

''ایمان والے اللہ تعالیٰ کی محبت میں زیادہ سخت ہیں۔''

﴿ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ ﴾ [الانعام: ٨٢]

''جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمانوں کو ظلم (یعنی شرک) کے ساتھ خلط ملط نہیں کیا۔''

﴿ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ﴾ [الرعد: ٢٨]

''وہ لوگ کہ ایمان لائے اور ان کے دل اللہ کے ذکر سے مطمئن ہو جاتے ہیں۔''

جب اللہ کا ذکر ہوتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب اللہ کی آیات ان پر تلاوت کی جاتی ہیں تو ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے اور اپنے رب پر ہی توکل رکھتے ہیں اور جب رب کی آیات کے ساتھ نصیحت کیے جاتے ہیں تو ان پر گونگے اور اندھے ہونے کی حالت میں نہیں گرتے، اپنی نمازوں میں خشوع کرتے ہیں اور اپنے رب کے لیے راتیں سجدے اور قیام میں گزارتے ہیں، لغو سے اعراض کرتے ہیں اور جب اس کے پاس سے گزریں تو باعزت طور پر گزر جاتے ہیں، ناحق کسی کو قتل نہیں کرتے، اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں اور زنا نہیں کرتے، اپنی امانتوں اور وعدوں کی حفاظت کرتے ہیں، جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور نہ ہی جھوٹ بولتے ہیں، نیکی کا حکم اور برائی سے روکتے ہیں اور نیک کاموں میں جلدی کرتے ہیں چنانچہ ایسی صفات کے حامل انسان ہی سچے اور پکے مومن ہیں۔

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ۝ ﴾ [مریم: ٩٦]

''بے شک جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک اعمال کیے ہیں ان کے لیے اللہ رحمان محبت پیدا کر دے گا۔''

قیامت کے دن ایسے لوگوں کو باغات ملیں گے جن میں ہمیشہ ہمیشہ، خوش و خرم زندگی گزاریں گے اور اس کے ساتھ ساتھ اللہ کی رضا مندی اور خوشنودی بھی حاصل ہو جائے گی یہ مقام باقی نعمتوں کے مقابلہ میں اعلیٰ و افضل ہے۔ یہ جزا صرف اور صرف ان لوگوں کے لیے ہے جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ڈر اپنے دل میں ایسے رکھتے ہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے اور اس کی عبادت یہ سمجھ کر کرتے ہیں کہ گویا اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہیں، اگر ایسا نہیں تو کم از کم یہ ذہن میں ضرور رکھتے ہیں کہ اگر میں نہیں دیکھ رہا تو وہ مجھے دیکھ رہا ہے۔ پھر فرمایا:

﴿ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا قَالُوْا هٰذَا الَّذِيْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا وَلَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّهُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ ﴾ [البقرہ: ۲۵]

''اور ایمان والوں اور نیک عمل کرنے والوں کو ان جنتوں کی خوشخبریاں دو، جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ جب کبھی وہ پھلوں کا رزق دیے جائیں گے اور ہم شکل پھل لائے جائیں گے تو کہیں گے: یہ وہی ہے جو ہم اس سے پہلے دیے گئے تھے اور ان کے لیے بیویاں ہیں صاف ستھری اور وہ ان جنتوں میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔''

(۳۳).....مہاجرین اور انصار کی اخلاص کے ساتھ پیروی کرنے والے:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ ﴾ [التوبہ: ۱۰۰]

''اور جو مہاجرین اور انصار سابق اور مقدم ہیں اور جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں، اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اس سے راضی ہوئے اور اللہ نے ان کے لیے ایسے باغات مہیا کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، جن میں ہمیشہ رہیں گے، یہ عظیم کامیابی ہے۔''

تشریح.....: مہاجرین اور انصار سے اس امت کے سلف صالحین اور رسول رحمت ﷺ کے ماننے والوں میں سے افضل لوگ (صحابہ) مراد ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ ان سے بھی راضی ہوگیا اور ان لوگوں سے بھی جنہوں نے ان کی پیروی کی اور ان کے نہج اور آثار حسنہ پر اخلاص کے ساتھ چلے۔

یہ حکم زوال دنیا اور قیام قیامت تک کے لیے ہے۔ صحابہ کے نہج پر چلنے والے وہ لوگ ہیں جن کے متعلق فرمایا:

﴿ وَالَّذِيْنَ جَآءُوْا مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ ﴾

[الحشر: ۱۰]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور جو لوگ ان کے بعد (صحابہ کے بعد) آئیں، جو کہیں گے کہ اے ہمارے رب! ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں اور ایمان داروں کی طرف سے ہمارے دل میں کینہ نہ ڈال، اے ہمارے رب! بے شک تو شفقت و مہربانی کرنے والا ہے۔''

یعنی ایسے مومن مراد ہیں: جو مہاجرین و انصار کے لیے دعا کرتے ہیں، ان سے پیار و محبت رکھتے ہیں، ان سے بغض نہیں رکھتے اور نہ ہی انہیں گالی دیتے ہیں۔

ابن ابی لیلیٰ کا قول ہے کہ لوگ تین منازل پر ہیں۔ (۱) مہاجر (۲) انصار (۳) جو ان کے بعد آئے، چنانچہ کوشش کر کہ تو ان مراتب سے نہ نکلنے پائے۔ بعض نے کہا کہ سورج بن جا، اگر طاقت نہیں رکھتا تو چاند کی طرح ہو جا، اگر اتنی بھی طاقت نہیں تو چمکنے والا ستارہ بن جا اور اگر ایسا بھی نہیں تو چھوٹا ستارہ ہی بن جا، یعنی کسی بھی صورت میں روشنی منقطع نہیں ہونی چاہیے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ مہاجر بن جا، اگر تو کہتا ہے میں یہ صفت حاصل نہیں کر سکتا تو انصاری ہو جا، اگر یہ بھی نہیں تو ان کی طرح کے اعمال کر اور اگر یہ بھی نہیں تو ان سے محبت رکھ اور ان کے لیے جیسے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے، استغفار کر۔

مصعب بن سعد روایت کرتے ہیں کہ لوگوں کے تین مراتب ہیں: ان میں سے دو منزلیں گزر چکی ہیں اور ایک باقی ہے چنانچہ اپنے آپ کو اس باقی ماندہ مرتبے کے لیے اچھا اہل اور لائق ثابت کرو۔

علی بن حسین (زین العابدین رحمہ اللہ) سے مروی ہے کہ ان کے پاس ایک آدمی آ کر کہنے لگا: اے رسول اللہ ﷺ کے نواسے! تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق کیا رائے رکھتا ہے۔ انہوں نے جواب دیا: اے میرے بھائی! کیا تو ان لوگوں سے ہے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِيْنَ ۝ ﴾ [الحشر: ۸]

''(مال فے) مہاجر فقیروں کے لیے ہے۔''

اس نے کہا: نہیں! (میں مہاجر نہیں)، علی بن حسین رضی اللہ عنہ نے پھر کہا: اگر تو اس آیت کے تحت نہیں آتا تو اس کے تحت آتا ہوگا۔

﴿ وَالَّذِيْنَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيْمَانَ ﴾ [الحشر: ۹]

''(اور ان لوگوں کے لیے مال فے ہے) جنہوں نے گھر (مدینہ) میں اور ایمان میں جگہ بنائی (مراد انصار ہیں)۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس نے کہا: نہیں، میں انصاری بھی نہیں۔ پھر کہا: اگر تو اس تیسری آیت کے تحت نہ آیا تو اسلام سے خارج ہے۔

﴿ وَالَّذِيْنَ جَاءُوْا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ ﴾ [الحشر: ۱۰]

''(اور ان کے لیے ہے) جو ان کے بعد آئیں گے اور کہیں گے کہ اے ہمارے رب! ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں۔''

(۳۴).....اللہ تعالیٰ کے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بنانے والے:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِيْ سَبِيْلِيْ وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِيْ تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَآ اَخْفَيْتُمْ وَمَآ اَعْلَنْتُمْ وَمَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ۝ ﴾ [الممتحنه: ۱]

''اے ایمان والو! میرے اور خود اپنے دشمنوں کو اپنا دوست نہ سمجھو، تم تو محبت کی بنیاد ڈالنے کے لیے ان کی طرف پیغام بھیجتے ہو اور وہ اس حق کے ساتھ جو تمہارے پاس آ چکا ہے کفر کرتے ہیں، پیغمبر کو اور خود تمہیں بھی محض اس وجہ سے جلا وطن کرتے ہیں کہ تم اپنے پروردگار پر ایمان رکھتے ہو، اگر تم میری راہ کے جہاد میں اور میری رضا مندی کی طلب میں نکلتے ہو (تو ان سے دوستیاں نہ کرو) تم ان کے پاس محبت کا پیغام پوشیدہ بھیجتے ہو اور مجھے خوب معلوم ہے جو تم نے چھپایا اور وہ بھی جو تم نے ظاہر کیا، تم میں سے جو بھی اس کام کو کرے گا وہ یقیناً راہ راست سے بہک جائے گا۔''

تشریح.....: اس مقام ذی شان پر وہ مومن مراد ہیں جو ان کفار اور مشرکوں سے دوستی نہیں لگاتے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول اور مومنوں کے خلاف جنگ کا اعلان کر رکھا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کی دوستی سے منع کیا اور ان کو کاٹنے، قتل کرنے اور ان سے دشمنی کا حکم دے رکھا ہے۔ اس کی وجہ رب تعالیٰ نے ان الفاظ میں بیان کی:

﴿ اِنْ يَّثْقَفُوْكُمْ يَكُوْنُوْا لَكُمْ اَعْدَآءً وَّيَبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ وَاَلْسِنَتَهُمْ بِالسُّوْٓءِ وَوَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ ۝ ﴾ [الممتحنه: ۲]

''اگر انہیں تم پر غلبے کا موقع مل جائے تو وہ تمہارے کھلے دشمن ہو جائیں اور برائی کے ساتھ تم پر دست

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درازی اور زبان درازی کرنے لگیں اور دل سے چاہنے لگیں کہ تم بھی کفر کرنے لگ جاؤ۔''

یعنی اگر انہیں مسلمانوں کے خلاف کامیابی ملے تو یہ زبان اور ہاتھ کے ساتھ انہیں تکلیف پہنچانے سے ہرگز باز نہ آئیں اور اس بات کے بھی حریص ہیں کہ ہم مسلمان ہرگز بھلائی کو نہ پہنچیں چنانچہ ان کی عداوت ظاہر اور واضح ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے متعلق فرماتے ہیں:

﴿ مَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ وَلَا الْمُشْرِكِيْنَ أَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ خَيْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُوْا الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝ ﴾

[البقرہ: ۱۰۵]

''نہ تو اہل کتاب کے کافر اور نہ ہی مشرکین چاہتے ہیں کہ تم پر تمہارے رب کی کوئی بھلائی نازل ہو (ان کے اس حسد سے کیا ہوا) اللہ تعالیٰ جسے چاہے اپنی رحمت وخصوصیت سے عطا فرمائے، اللہ تعالیٰ بڑے فضل والے ہیں۔''

بلکہ اللہ تعالیٰ نے تو اپنے مومن بندوں کو کافروں، یعنی اہل کتاب کے راستہ پر چلنے سے ڈرایا اور ان کی ظاہری اور باطنی دشمنی بتلا دی نیز مسلمانوں اور ان کے نبی کی فضیلت کی وجہ سے جو حسد اپنے دلوں میں چھپائے ہوئے ہیں، اس سے بھی آگاہی دے دی۔ فرمایا:

﴿ وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْ بَعْدِ إِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ أَنْفُسِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا حَتّٰى يَأْتِيَ اللّٰهُ بِأَمْرِهٖ إِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ ﴾ [البقرہ: ۱۰۹]

''ان اہل کتاب کے اکثر لوگ باوجود حق واضح ہو جانے کے محض حسد وبغض کی بناء پر تمہیں بھی ایمان سے ہٹا دینا چاہتے ہیں۔''

کافروں سے دوستی نہ رکھنے والے مومنوں کی ایک صفت یہ بھی ہے کہ دشمنوں کو راضی کرنے کے لیے مسلمانوں کی جاسوسی اور ان کی خبریں ان تک نہیں پہنچاتے، ایسے مومن اللہ کے حکم پر لبیک کہنے والے ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے مزید فرمایا:

﴿ يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰى أَوْلِيَآءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَآءُ بَعْضٍ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَإِنَّهٗ مِنْهُمْ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ ﴾ [المائدہ: ۵۱]

''اے ایمان والو یہود اور نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں اور (یاد رکھو) تم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے جس نے انہیں دوست بنایا تو یقیناً وہ انہیں میں سے ہے۔''

چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فرمان کو مانتے ہوئے ایسے لوگوں سے بھی نہیں ہوتے جن کے دلوں میں نفاق اور شک ہے اور باطن اور ظاہر میں کافروں کی دوستی اور پیار اختیار کرنے میں جلد بازی سے کام لیتے ہیں۔

کافروں سے دشمنی رکھنے والے مومن ان کے پیار اور محبت سے اجتناب کرتا ہے کیونکہ انھیں علم ہے کہ جس نے ایسا کام کیا وہ اللہ کے ذمہ سے بری ہوگیا اور اللہ کی جماعت اور اس کے دوستوں سے خارج ہوگیا کیونکہ فرمایا:

﴿ لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ أَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ إِلَّآ أَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰةً وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ وَإِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ۝ ﴾

[آل عمران: ۲۸]

''مومنوں کو چاہیے کہ ایمان والوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست نہ بنائیں اور جو ایسا کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کی کسی حمایت میں نہیں مگر یہ کہ ان کے شر سے کسی طرح بچاؤ مقصود ہو اور اللہ تعالیٰ خود تمہیں اپنی ذات سے ڈرا رہا ہے اور اللہ ہی کی طرف لوٹ جانا ہے۔''

چنانچہ ایسے مومن کفار، منافقین اور اہل ہواء کو اپنا خازن، دخیل اور دلی دوست نہیں بناتے کہ اپنی آراء میں ان کو داخل کریں اور اپنے امور میں ان پر تکیہ کریں کیونکہ کفار اور خواہش پرست لوگ مسلمانوں میں خرابی ڈالنے کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہیں گنواتے۔ اگرچہ ایسے لوگ مسلمانوں سے ظاہری طور پر جنگ نہ بھی کریں مگر وہ دھوکہ دینے اور مکر کرنے سے ہرگز باز نہیں آئیں گے۔ ان کی اسلام اور مسلمانوں کے خلاف عداوت اور بغض ان کے منہ سے ظاہر ہو چکا ہے اور جو کچھ ان کے سینوں میں چھپا ہے، ظاہری دشمنی اور حسد سے بہت زیادہ ہے۔

ایک مرتبہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے ایک کافر کو اپنا کاتب بنا لیا تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے انہیں لکھا: جب اللہ تعالیٰ نے ان کافروں کو دور کر دیا تو پھر آپ ان کو قریب کیوں کرتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے ان کی عزت نہیں کی، لہٰذا تو بھی نہ کر اور اللہ نے انہیں خائن قرار دیا لہٰذا آپ انہیں امین مت بنایئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بھی فرمایا تھا: اہل کتاب کو عامل نہ بناؤ کیونکہ وہ رشوت کو حلال سمجھتے ہیں، لہٰذا اپنی رعیت اور اپنے امور میں ان لوگوں سے مدد مانگو جو اللہ تعالیٰ کا ڈر اور خوف اپنے دل میں رکھتے ہیں۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ اَوْلِيَآءَ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ۝ ﴾ [المائدہ: ۵۷، ۵۸]

''اے ایمان والو! ان لوگوں کو دوست نہ بناؤ، جو تمہارے دین کو ہنسی کھیل بنائے ہوئے ہیں، خواہ وہ ان میں سے ہوں جو تم سے پہلے کتاب دیے گئے یا کفار ہوں اگر تم مومن ہو تو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور جب تم نماز کے لیے پکارتے ہو تو وہ اسے ہنسی کھیل ٹھہرا لیتے ہیں یہ اس واسطے کہ وہ بے عقل لوگ ہیں۔''

لہٰذا جو سچے مومن ہیں وہ اسلام کے دشمن خواہ وہ اہل کتاب سے ہوں یا مشرکوں سے (کہ جنہوں نے شریعت اسلامیہ اور ان امور کو کھیل تماشا سمجھا ہے حالانکہ شریعت میں دنیوی اور اخروی کامرانیاں پنہاں ہیں) کو دوست نہیں رکھتے۔ خصوصاً جب نماز کا معاملہ آتا ہے جو کہ اہل عقل اور ذی شعور لوگوں کے ہاں افضل عمل ہے، تو اس کے لیے پکار (اذان) سن کر ہنسی و مذاق کرتے ہیں کیونکہ یہ اللہ کی عبادت اور اس کی شریعت کی حقیقت کو نہیں سمجھتے اور ایسی صفات شیطان کے پیروکاروں کی ہیں چنانچہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ:

((إِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلَاةِ أَدْبَرَ الشَّيْطَانُ لَهُ ضُرَاطٌ حَتّٰى لَا يَسْمَعَ التَّأْذِيْنَ حَتّٰى إِذَا اقْضَى النِّدَاءُ أَقْبَلَ، حَتّٰى إِذَا ثُوِّبَ لِلصَّلَاةِ أَدْبَرَ، حَتّٰى إِذَا قُضِيَ التَّثْوِيْبَ أَقْبَلَ حَتّٰى يَخْطُرَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهِ يَقُوْلُ: اذْكُرْ كَذَا، لِمَا لَمْ يَذْكُرْ حَتّٰى يَظَلَّ الرَّجُلُ لَا يَدْرِيْ كَمْ صَلّٰى.)) [1]

''جب نماز کے لیے پکارا جاتا ہے تو شیطان پیٹھ پھیر کر گوز مارتا بھاگ جاتا ہے حتیٰ کہ اذان نہیں سنتا۔ یہاں تک کہ جب اذان مکمل ہو جاتی ہے تو آ جاتا ہے۔ جب نماز کے لیے اقامت کہی جاتی ہے پھر بھاگ جاتا ہے یہاں تک کہ اقامت مکمل ہو جاتی ہے تو آ جاتا ہے۔ یہاں تک کہ آدمی اور اس کے دل میں خیالات ڈالتا ہے فلاں چیز یاد کر، یہاں تک کہ آدمی کو پتہ نہیں چلتا کہ اس نے کتنی نماز پڑھی ہے۔''

مومنین اللہ کی وعید سے ڈرتے ہیں اور آگ سے بچنے کے لیے کافروں اور ظالموں کی طرف نہیں جھکتے۔ فرمایا:

﴿ وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ۝ ﴾ [ھود: ۱۱۳]

''اور ظالموں کی طرف ہرگز نہ جھکو ورنہ تمہیں بھی آگ کا شعلہ لگ جائے گا اور اللہ کے سوا کوئی تمہارا

[1] أخرجه البخاري في كتاب الأذان، باب: فضل التأذين، رقم: ٦٠٨.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرا مددگار نہ کھڑا ہو سکے گا اور نہ تم مدد دیے جاؤ گے۔''

رکون ❶ یعنی جھکنے کا مطلب ہے کہ کسی پر مکمل اعتماد اور بھروسہ کرنا اور اس پر راضی ہونا۔ مذکورہ آیت کا لفظ ترکنوا سے ماخوذ ہے۔

اس کا یہ معنی بھی کیا گیا ہے کہ نہ انہیں دوست بناؤ اور نہ ہی ان کی پیروی کرو اور نہ ہی ان کی طرف مائل ہو، ان کے اعمال سے راضی بھی نہ ہو، ان کی چاپلوسی بھی نہ کرو کہ ان کے کفر کا انکار نہ کر سکو چنانچہ نیک اور صالح مسلمان، اہل بدعت اور اہل کفر کو چھوڑ دیتے ہیں اور ان کی طرف مائل نہیں ہوتے اور نہ ہی ان سے مراد مانگتے ہیں اور نہ ہی ان کی چاپلوسی کرتے ہیں لہٰذا جو ایسا کام کرے گا، اسے آگ اپنی لپیٹ میں کر لے گی اور ایسے لوگوں کا کوئی مددگار اور کوئی دوست اللہ کے مقابلے میں نہیں ہوگا جو انہیں عذاب سے بچا سکے۔ مزید فرمایا:

﴿ وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ قُلْ إِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ الَّذِىْ جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ مَالَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝ ﴾ [البقرہ: ۱۲۰]

''اور تجھ سے (اے نبی ﷺ!) یہودی اور عیسائی، ہرگز راضی نہیں ہو سکتے حتیٰ کہ تو ان کے مذہب کی پیروی کر لے۔ کہہ دیجیے! بے شک اللہ کی ہدایت ہی تو ہدایت ہے اور اگر اے نبی! آپ نے ان کی خواہشات کی پیروی کی باوجود اس کے کہ آپ کے پاس علم آ چکا ہے تو پھر اللہ کے سوا تیرا کوئی دوست اور مددگار نہ ہوگا۔'' ❶

(۳۵).....اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے خرچ کرنے والا:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے:

﴿ وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ أَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ أَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍ بِرَبْوَةٍ أَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ أُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ فَإِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ ﴾ [البقرہ: ۲۶۵]

''ان لوگوں کی مثال جو اپنا مال اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کی طلب میں دل کی خوشی اور یقین کے ساتھ خرچ کرتے ہیں اس باغ جیسی ہے جو اونچی زمین پر ہو اور اس پر زوردار بارش برسے اور وہ اپنا پھل

---

❶ تفسیر ابن کثیر، ص: ۱۵۸ / ۱، ص: ۷۱، ۷۴، ۷۵، ۴۷۸ / ۲۔ ص: ۳۷۱ / ۴۔ تفسیر قرطبی، ص: ۳۸ / ۴، ۱۱۵، ۴ / ۹،۷۲.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دگنا لائے اور اگر اس پر بارش نہ بھی برسے تو پھوار ہی کافی ہو۔''

تشریح.....: وہ مسلمان مراد ہیں جن کے صدقات میں شریعت کے موافق ہونے کی وجہ سے خیر و برکت پڑتی ہے اور اللہ کی اطاعت میں مال کو خرچ کرتے ہوئے دلوں کو مضبوط اور خوش رکھتے ہیں اور مصارف میں غور و فکر سے کام لیتے ہیں، ان کو اسی مضبوطی پر اللہ کے وعدے کا یقین ہوتا ہے اور اس کے بدلے میں اللہ کی طرف سے ثواب ملنے کا اقرار کرتے ہیں، اس کے برخلاف منافقوں کو اس فعل کے بدلہ میں ثواب کی امید نہیں ہوتی۔

ان مخلصین کی ایک صفت اللہ تعالیٰ نے یوں بیان کی:

﴿ اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ أَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ أَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًى لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ ﴾ [البقرہ: ٢٦٢]

''جو لوگ اپنا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر اس کے بعد نہ تو احسان جتلاتے ہیں اور نہ ایذا دیتے ہیں ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے، ان پر نہ تو کچھ خوف ہے اور نہ وہ اداس ہوں گے۔''

یعنی جب یہ لوگ نہ احسان جتاتے اور نہ ہی قول و فعل سے خیرات و صدقات لینے والوں کو تنگ کرتے ہیں تو ان کا اجر و ثواب صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے اور قیامت کی ہولناکیوں سے نہ تو خوف زدہ ہوں گے اور نہ ہی اپنے پیچھے چھوڑی ہوئی اولاد، دنیا کی زندگانی اور رونق پر غم زدہ و اداس ہوں گے کیونکہ وہ ایسے مقام پر پہنچ چکے ہوں گے جو اس سے بہتر اور اعلیٰ ہے۔

اور اگر کوئی مسلمان صدقہ و خیرات کرنے کے بعد احسان جتلائے اور تکلیف پہنچائے تو اس کا ثواب باقی نہیں رہتا جیسے لوگوں کو دکھلانے کے لیے صدقہ کرنے والے کا ثواب ضائع ہو جاتا ہے کیونکہ انسان ظاہر تو یہ کرتا ہے کہ میں اللہ کی رضا کے لیے کام کر رہا ہوں مگر حقیقت میں لوگوں کی شاباش اور اپنی شہرت یا اس طرح کی کوئی اور دنیوی غرض کا متمنی ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کو مدنظر نہیں رکھتا چنانچہ اس کی مثال اللہ تعالیٰ نے یوں بیان کی ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ ﴾

[البقرہ: ٢٦٤]

''اے ایمان والو! اپنے صدقات کو احسان جتلا کر اور تکلیف پہنچا کر ضائع نہ کرو اس شخص کی طرح جو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے مال کو لوگوں کے دکھلاوے کی خاطر خرچ کرتا ہے اور اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان نہیں رکھتا۔ اس کی مثال اس صاف پتھر کی طرح ہے جس پر تھوڑی سی مٹی ہو پھر اس پر زوردار بارش برسے اور وہ اسے بالکل صاف اور سخت چھوڑ دے ان ریاکاروں کو اپنی کمائی میں سے کوئی چیز ہاتھ نہیں لگتی اور اللہ تعالیٰ کافروں کی قوم کو راہ نہیں دکھاتا۔''

یعنی جیسے صاف پتھر پر پڑی ہوئی مٹی زوردار بارش کی وجہ سے بہہ جاتی ہے ایسے ہی ریاکاری کی وجہ سے صدقات بھی بہہ جاتے ہیں اور ضائع ہو جاتے ہیں۔ جو لوگ اللہ کی رضا کے حصول کے لیے خرچ کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے صدقات کی ایسے پرورش کرتا ہے جیسے گھوڑے کے بچے کی پرورش ہوتی ہے یا جیسے بلند جگہ پر باغ کی انگوریاں بڑھتی ہیں ایسے ہی ان کے صدقات بڑھتے ہیں۔

پھر فرمایا:

﴿ وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ أَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ أَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ أُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ فَإِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ ﴾ [البقرہ: ٢٦٥]

''(ان کے خرچ کرنے کی مثال) اس باغ جیسی ہے جو اونچی زمین پر ہو اور زوردار بارش اس پر برسے تو وہ اپنا پھل دگنا لائے اور اگر بارش نہ بھی برسے تو پھوار ہی کافی ہے۔''

یعنی جیسے اس باغ کو کسی بھی صورت میں نقصان نہیں ہوتا ایسے ہی اللہ تعالیٰ ان کو نقصان نہیں پہنچاتا بلکہ ان کی حالت کے مطابق ان کے صدقات کی پرورش کرتا اور زیادہ کرتا جاتا ہے۔ پھر فرمایا:

﴿ يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ أَثِيْمٍ ۝ ﴾ [البقرہ: ٢٧٦]

''اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کسی ناشکرے اور گناہگار کو دوست نہیں رکھتا۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدْلِ تَمْرَةٍ مِنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ ..... وَلَا يَقْبَلُ اللّٰهُ إِلَّا الطَّيِّبَ ..... إِنَّ اللّٰهَ يَتَقَبَّلُهَا بِيَمِيْنِهِ ، ثُمَّ يُرَبِّيْهَا ، ثُمَّ يُرَبِّيْهَا لِصَاحِبِهِ كَمَا يُرَبِّيْ أَحَدُكُمْ فَلُوَّهُ ، حَتّٰى تَكُوْنَ مِثْلَ الْجَبَلِ .)) [1]

[1] أخرجه البخاري في كتاب الزكاة، باب: الصدقة من كسب طيب، رقم: ١٤١٠.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''جو شخص حلال کمائی سے ایک کھجور کے برابر صدقہ کرے اور اللہ حلال کمائی کو ہی قبول کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنے داہنے ہاتھ میں لیتا ہے پھر صدقہ دینے والے کے فائدے کے لیے اس کو پالتا ہے جیسے تم میں سے کوئی گھوڑے کا بچہ پالتا ہے یہاں تک کہ وہ صدقہ پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے۔''

فَلُوّ: گھوڑے کے دودھ چھڑائے بچے کو کہتے ہیں۔ بعض لوگ ہر کھر والے جانور کا دودھ چھڑایا بچہ مراد لیتے ہیں۔

گھوڑے کے بچے سے مثال اس لیے دی گئی ہے کہ اس کا بڑھنا بالکل واضح ہوتا ہے اس کی دوسری [1] وجہ یہ ہے کہ صدقہ عمل کا ثمرہ ہے اور بچے کا جب دودھ چھڑا دیا جائے تو پرورش کا زیادہ محتاج ہوتا ہے چنانچہ جب اس پر اچھی طرح توجہ دی جائے تو وہ بچہ کمال کی حد کو پہنچ جاتا ہے، ایسے ہی ابن آدم کا عمل ہوتا ہے خاص کر صدقہ، کیونکہ جب مسلمان حلال کمائی سے ایک کھجور کی مثل بھی کوئی چیز صدقہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے داہنے ہاتھ میں پکڑتے ہیں اور صدقہ کرنے والے کے لیے اس کی پرورش شروع کر دیتے ہیں حتیٰ کہ وہ صدقہ پہاڑ جیسا ہو جاتا ہے۔

(۳۶).....اللہ اور اس کے رسول کے مخالفین سے دوستی نہ رکھنے والے:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَآدُّونَ مَنْ حَادَّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أُولٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُمْ بِرُوحٍ مِّنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ خٰلِدِينَ فِيهَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ أُولٰئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ ﴾

[المجادلہ: ۲۲]

''اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والوں کو آپ (ﷺ) اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرنے والوں سے محبت رکھتے، ہرگز نہ پائیں گے، گو وہ ان کے باپ یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے کنبہ قبیلے کے عزیز ہی کیوں نہ ہوں، یہی لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کو لکھ دیا ہے اور جن کی تائید اپنی روح سے کی ہے اور جنہیں ان جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، جہاں ہمیشہ رہیں گے، اللہ ان سے راضی ہے اور یہ اللہ سے خوش ہیں،

---

[1] تفسیر قرطبی، ص: ۲۰۴، ۲۰۶ / ۳۔ تفسیر ابن کثیر، ص: ۳۲۵، ۳۲۶ / ۱۔ فتح الباری، ص: ۲۷۹ / ۳. یہ بات ایسے منطبق ہوتی ہے کہ عربی زبان میں ثمرہ اور بچہ دونوں کے لیے لفظ نتاج بولا جاتا ہے۔ (خاور)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ خدائی لشکر ہے، آگاہ رہو! بے شک اللہ کے گروہ والے ہی کامیاب لوگ ہیں۔''

خدائی لشکر.....: وہ لوگ مراد ہیں جن کے ہاں دین کا تعلق خونی تعلق سے مقدم اور تقویٰ کی قرابت، بدن کی قرابت سے زیادہ نزدیک ہے۔ اللہ کی وجہ سے ہی کسی سے محبت اور اس کی وجہ سے ہی کسی سے بغض رکھتے ہیں۔ جن سے اللہ تعالیٰ راضی ہو یہ بھی ان سے راضی ہیں، جن سے اللہ اور اس کا رسول ناراض ہو یہ بھی ناراض ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے دوستوں سے دوستی اور دشمنوں سے دشمنی رکھتے ہیں۔

دوسرے لوگوں سے محض ان مذکورہ امور کی بنیاد پر معاملہ نہیں کرتے، جن کی تردید قرآن میں آئی ہے یعنی حکمرانی، رشتہ داری، کنبہ اور صرف ان کی وجہ سے ہی تعلق قائم نہیں رکھتے کیونکہ یہ جاہلیت کے کاموں میں سے ہے اور بدبودار قبیح، مکروہ، ناپاک اور موذی صورت ہے۔ اللہ اور اس کا رسول اس کو ناپسند کرتے ہیں۔

((قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہما قَالَ: كُنَّا فِي غَزَاةٍ۔ قَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً فِي جَيْشٍ۔ فَكَسَعَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ يَا لَلْأَنْصَارِ، وَقَالَ الْمُهَاجِرِيُّ! يَا لَلْمُهَاجِرِيْنَ، فَسَمِعَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: مَا بَالُ دَعْوَى جَاهِلِيَّةٍ؟)) قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَسَعَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ: دَعُوْهَا فَإِنَّهَا مُنْتِنَةٌ. فَسَمِعَ بِذٰلِكَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ فَقَالَ: فَعَلُوْهَا؟ أَمَا وَاللّٰهِ لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ۔ فَبَلَغَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَامَ عُمَرُ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، دَعْنِيْ أَضْرِبْ عُنُقَ هٰذَا الْمُنَافِقِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ دَعْهُ لَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ أَنَّ مُحَمَّدًا يَقْتُلُ أَصْحَابَهُ" وَكَانَتِ الْأَنْصَارُ أَكْثَرَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ حِيْنَ قَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ، ثُمَّ إِنَّ الْمُهَاجِرِيْنَ كَثُرُوا بَعْدُ.)) [1]

''سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ہم غزوۂ تبوک کے سفر میں تھے کہ..... امام بخاری رحمہ اللہ کے استاذ کے شیخ جناب سفیان رحمہ اللہ نے یہ حدیث بیان کرتے ہوئے ایک بار ''جیش'' کا لفظ استعمال کیا، یعنی ہم ایک لشکر میں تھے کہ: مہاجرین میں سے ایک آدمی نے انصار کے ایک آدمی کو

[1] صحيح بخاري، كتاب التفسير، باب: قوله سواء عليهم استغفرت لهم ام لم تستغفرلهم لن يغفر الله لهم/ حديث: ٤٩٠٥.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لات ماردی۔ انصاری نے ہانک لگادی، اے انصاریو! دوڑو۔ اُدھر مہاجرین نے آواز لگادی، اے مہاجرین! دوڑو۔ یہ آوازیں جب نبی کریم ﷺ نے سنیں تو دریافت فرمایا: قصہ کیا ہے؟ یہ جاہلیت کی پکار کیسی ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ اے اللہ کے رسول! ایک مہاجر نے ایک انصاری کو لات ماری ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس طرح کی جاہلیت والی پکار کو چھوڑ دو۔ یہ نہایت ناپاک باتیں ہیں۔ عبداللہ بن ابی ابن سلول نے جب یہ بات سنی تو کہنے لگا: اچھا! اب نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے۔ اللہ کی قسم! جب ہم مدینہ منورہ واپس لوٹیں گے تو ہم میں سے عزت والا مدینہ سے ذلیلوں کو نکال باہر کرے گا۔ اس کی خبر رسول اللہ ﷺ کو ملی تو جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے اجازت دیں کہ میں اس منافق کو ختم کردوں۔ مگر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اسے چھوڑ دو تاکہ لوگ یہ نہ کہیں کہ محمد (ﷺ) اپنے ساتھیوں کو قتل کرا دیتے ہیں۔ جب مہاجرین مدینہ منورہ آئے تھے تو انصار کی تعداد سے ان کی تعداد کم تھی۔ مگر بعد میں مہاجرین کی تعداد انصار سے زیادہ ہوگئی۔''

بلکہ اللہ عزوجل لوگوں سے معاملہ تقویٰ کی بنیاد پر کرتے ہیں۔ چنانچہ فرمایا:

﴿ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ﴾ [الحجرات: ۱۳]

''تم میں سے سب سے زیادہ متقی ہی اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ عزت دار ہے۔''

اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک حقیقی قرابت دین کی ہے۔ فرمایا:

﴿ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ إِخْوَةٌ ۝ ﴾ [الحجرات: ۱۰]

''یقیناً مومن بھائی بھائی ہیں۔''

انہیں یہ بھی علم ہے:

﴿ اَلْاَخِلَّاءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ إِلَّا الْمُتَّقِيْنَ ۝ ﴾ [الزخرف: ٦٧]

''دوست اس (قیامت کے) دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے سوائے متقین کے''

یعنی جیسے دنیا میں ایک دوسرے کے دوست اور بھائی ہیں قیامت کو بھی ایسے ہی ہوں گے اور جو قرابت اور دوستی اللہ کے لیے نہ ہوگی وہ قیامت کے دن دشمنی میں تبدیل ہو جائے گی اور پھر شرمندگی اٹھاتا پھرے گا۔

﴿ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِيْ لَمْ أَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ۝ ﴾ [الفرقان: ۲۸]

''ہائے کاش! میں فلاں کو دوست نہ بناتا۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معلوم ہوا کہ دین اور تقویٰ والوں کی قرابت خون، ماں، باپ، بہن، بھائی، بیٹے اور کنبہ قبیلے رشتہ داری سے مقدم ہونی چاہیے چنانچہ کتنے ہی ایسے مومن بھائی ہیں جو حقیقی بھائی تو نہیں مگر ان سے بڑھ کر ہوتے ہیں۔ جب حقیقی بھائی غیر مسلم، گمراہ، فاسق یا تارک نماز ہو۔ تو ایسے لوگوں سے پیار اور دوستی رکھنا جائز نہیں۔ کیونکہ یہ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرنے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ قُلْ إِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَأَبْنَآؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ۨ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ ﴾ [التوبہ: ٢٤]

''(اے نبی ﷺ!) آپ کہہ دیجیے کہ اگر تمہارے باپ، تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں، تمہارے کنبے قبیلے، تمہارے کمائے ہوئے مال، وہ تجارت جس کی کمی سے تم ڈرتے ہو اور وہ حویلیاں جنہیں تم پسند کرتے ہو اگر یہ تمہیں اللہ، اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد سے بھی زیادہ عزیز ہیں تو تم اللہ کے حکم سے (عذاب کے آنے کا) انتظار کرو اور اللہ تعالیٰ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا۔''

چنانچہ جو لوگ غیر رشتہ دار، بدعتی، ظالم اور حد سے تجاوز کرنے والے ہوں وہ عدم موالات اور دشمنی کے زیادہ حق دار ہیں خاص طور پر غیر مسلم، فرمایا:

﴿ لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ أَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ إِلَّآ أَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰةً وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ وَإِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ۝ ﴾

[آل عمران: ٢٨]

''مومنوں کو چاہیے کہ ایمان والوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست نہ بنائیں اور جو ایسا کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کی کسی حمایت میں نہیں۔''

یہ ہے اللہ کا لشکر اور اس کے بندے، اہل کرامت اور فلاح والے، دنیا و آخرت میں سعادت مند اور اللہ کی طرف سے کامیاب و منصور اور جو مذکورہ صفات پر پورا نہیں اترا، اس کے متعلق فرمایا:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ وَإِخْوَانَكُمْ أَوْلِيَآءَ إِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْإِيْمَانِ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ ﴾ [التوبہ: ٢٣]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اے ایمان والو! اپنے باپوں کو اور اپنے بھائیوں کو دوست نہ بناؤ، اگر وہ کفر کو اسلام سے زیادہ عزیز رکھیں تم میں سے جو بھی ان سے محبت رکھے گا تو ایسے لوگ ہی ظالم ہیں۔''

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿ يَـٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصٰرٰٓى أَوْلِيَآءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَآءُ بَعْضٍ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِينَ ۝ ﴾ [المائدہ : ٥١]

''اے ایمان والو! تم یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ، یہ تو آپس میں ہی ایک دوسرے کے دوست ہیں، تم میں سے جو بھی ان میں سے کسی سے دوستی کرے وہ بے شک انہیں میں سے ہے، بلاشبہ ظالموں کو اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا۔''

(۳۷).....صدقہ نیکی اور اصلاح کا حکم دینے والا:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ لَا خَيْرَ فِى كَثِيرٍ مِّنْ نَّجْوٰهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا ۝ ﴾ [النساء: ١١٤]

''ان کے اکثر مصالحتی مشورے بے خیر ہیں، ہاں! بھلائی اس مشورے میں ہے جو خیرات کا یا نیک بات کا یا لوگوں میں صلح کرانے کا حکم کرے، اور جو بھی یہ کام اللہ کی رضا چاہتے ہوئے کرے گا تو اسے ہم جلد ہی بہت بڑا ثواب دیں گے۔''

شرح.....: (صدقہ کا حکم دینے والا:) وہ شخص مراد ہے جو دوسرے سے مل کر کسی محتاج کی مدد کرنے کا مشورہ کرے۔ ایسی سرگوشی پسندیدہ اور بھلی ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ مشورہ کرنے والے کی نیت اللہ کی رضا مندی اور ثواب کی ہو خواہش نفس کی پیروی اور اپنی تعریف کروانا مقصود نہ ہو۔

(نیکی کا حکم دینے والا:) ہر اس کام کو نیکی کہتے ہیں جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا یا مندوب (مستحب، پسندیدہ) قرار دیا اور نیکی کا حکم دینے والے سے وہ انسان مراد ہے جو نیکی کرنے پر ابھارتا اور غیر سے مشورہ کرتا ہے۔ ایسی سرگوشی کی شرط بھی وہی ہے جو پچھلی کی ہے۔

چنانچہ جو انسان نیکی مکمل کرنے کی طاقت رکھتا ہے اسے چاہیے کہ نیکی فوت ہونے سے پہلے یا عاجز آنے سے پہلے پہلے اسے کر گزرے کیونکہ نیکی پر طاقت رکھنے کے باوجود اس سے ہاتھ دھو بیٹھنا مصیبت ہے لہٰذا جو انسان وقت کی قدر نہیں کرتا اور موقعہ ضائع کر بیٹھتا ہے تو وہ نیکی کے فوت ہونے کی پکی امید رکھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ نیکی صرف تین کاموں سے پایہ تکمیل تک پہنچتی ہے۔ (۱) جلدی کرنا (۲) نیکی کو چھوٹا سمجھنا (۳) چھپانا، کیونکہ جب اسے جلدی کرے گا تو سمجھو اس کو محفوظ کر لیا اور جب اسے چھوٹا سمجھے گا تو اسے بڑا کر لے گا اور جب لوگوں سے چھپائے گا تو پورا کر لے گا۔

نیکی کی شرائط میں سے یہ بھی ہے کہ احسان نہ جتلایا جائے اور اس کے کرنے کی وجہ سے اللہ کے سوا کسی کی خوشی کو ملحوظ خاطر نہ رکھا جائے کیونکہ ان دونوں کاموں کی وجہ سے اجر ضائع ہو جاتا ہے۔

(لوگوں میں صلح کا حکم دینے والا:) یہ عام ہے خواہ خون سے اس کا تعلق ہو یا مال یا عزت سے، کیونکہ مسلمانوں کے مابین ہر چیز میں اختلاف ہو سکتا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ صلح کی کئی اقسام ہیں:

(۱) مسلمان کی کافر سے صلح (۲) میاں بیوی کے درمیان صلح (۳) باغی جماعت اور عادل جماعت کی صلح (۴) زخموں میں صلح جیسے مال کے عوض معافی ہے۔ (۵) املاک یا مشترک چیز مثلاً سڑک وغیرہ میں جھگڑا ہو جائے تو اسے ختم کروانے کے لیے صلح۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَفْضَلَ مِنْ دَرَجَةِ الصِّيَامِ وَالصَّلَاةِ وَالصَّدَقَةِ؟)) قَالُوْا: بَلٰى، قَالَ: ((إِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ، وَفَسَادُ ذَاتِ الْبَيْنِ الْحَالِقَةُ.)) ❶

''کیا میں تمہیں روزہ، نماز اور صدقہ سے افضل درجہ کی خبر نہ دوں؟ (صحابہ نے عرض کی:) کیوں نہیں؟ فرمایا: آپس میں صلح کروانا اور آپس میں فساد کروانا حالقہ (مونڈنے والی) ہے۔'' ❷

نیز یہ بھی فرمایا:

((لَيْسَ الْكَذَّابُ الَّذِيْ يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ، فَيَنْمِيْ خَيْرًا أَوْ يَقُوْلُ خَيْرًا.)) ❸

''جو انسان لوگوں کے درمیان صلح کرواتا ہے وہ جھوٹا نہیں کہ (میل ملاپ کے لیے) اچھی بات پہنچائے یا کہے۔''

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ جو انسان جھگڑے ہوئے اور ناراض آدمیوں میں صلح کرواتا ہے تو اسے ہر بات کے بدلے میں ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے۔

---

❶ صحيح سنن أبي داود، رقم: ٤١١١. ❷ صحيح ابوداود رقم: ٤١١١

❸ أخرجه البخاري في كتاب الصلح، باب: ليس الكاذب الذي يصلح بين الناس، رقم: ٢٦٩٢.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اوزاعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: ''اللہ تعالیٰ کو وہ قدم سب قدموں سے زیادہ محبوب ہے جو آپس میں صلح کی خاطر اٹھے اور جس نے دو انسانوں کی آپس میں صلح کروائی تو اللہ تعالیٰ جہنم سے اس کا چھٹکارا لکھ لیتے ہیں۔'' [1]

(۳۸).....مؤمن و مطمئن نفس:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ يَـٰٓأَيَّتُهَا ٱلنَّفْسُ ٱلْمُطْمَئِنَّةُ ۝ ٱرْجِعِىٓ إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۝ فَٱدْخُلِى فِى عِبَـٰدِى ۝ وَٱدْخُلِى جَنَّتِى ۝ ﴾ [الفجر: ۲۷ تا ۳۰]

''اے اطمینان والی روح! تو اپنے رب کی طرف لوٹ چل، اس طرح کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے خوش، پس میرے خاص بندوں میں داخل ہو جا اور میری جنت میں چلی جا۔''

شرح.....نفس مطمئنہ: اس آیت میں روح سے مراد پاک اور یقین رکھنے والی جان ہے، حق کے ساتھ گھومنے والی، ایمان، ذکر اللہ اور ثواب پر مطمئن ہونے والی اور اللہ کے فیصلوں پر راضی ہونے والی روح مراد ہے یعنی اسے معلوم ہے کہ جو چیز مجھے نہیں ملی وہ میں حاصل نہیں کر سکتی تھی اور جو مجھے ملی ہے وہ مجھ سے چھینی نہیں جا سکتی تھی۔

اس کی مزید صفات حسب ذیل ہیں: دوبارہ جی اٹھنے اور ثواب ملنے کی تصدیق کرنے والی، اللہ کے رب ہونے کا یقین رکھنے والی، لہٰذا اسی کے لیے عاجزی و انکساری ظاہر کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں جو وعدے کیے ان پر یقین رکھتے ہوئے عمل کرتی ہے اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو جاتے ہیں۔

اسے کہا جائے گا: اے اطمینان والی روح! تو اپنے رب کی طرف لوٹ چل یعنی اس کے قرب و ہمسائیگی، ثواب اور جو اس نے اپنے بندوں کے لیے جنت میں تیار کیا ہے اس کی طرف چل (راضیۃ: خود اس ذات باری تعالیٰ سے راضی ہونے والی (مرضیۃ: وہ ذات الٰہی تجھ سے خوش ہے۔

یہ خوشخبری نفس کو موت کے وقت سنائی جاتی ہے اور قیامت کے دن بھی سنائی جائے گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن بندہ جب دنیا سے جدا ہونے اور آخرت کی طرف سفر کرنے کی حالت میں ہوتا ہے تو اس کی طرف آسمان سے سفید چہروں والے فرشتے اترتے ہیں گویا ان کے چہرے سورج ہیں (یعنی چمکنے میں سورج کی مانند ہیں۔) ان کے پاس جنت کے کفنوں میں سے کفن اور جنت کی خوشبوؤں میں سے خوشبو ہوتی

---

[1] تفسیر قرطبی: ص: ۲۴۶، ۲۴۷ / ۵۔ فتح الباری، ص: ۲۹۸ / ۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے، یہاں تک کہ وہ اس کے پاس تاحد نظر بیٹھ جاتے ہیں پھر موت کا فرشتہ آتا ہے یہاں تک کہ وہ اس کے سر کے پاس بیٹھ جاتا ہے تو کہتا ہے ''اے پاک روح! رب کی مغفرت اور رضا کی طرف نکل'' تو روح نکلتی ہے چنانچہ ایسے بہتی ہے جیسے مشکیزے کے منہ سے پانی کا قطرہ بہتا ہے، فرشتہ اسے پکڑ لیتا ہے اور جب پکڑتا ہے تو اپنے ہاتھ پر پلک جھپکنے کے برابر بھی نہیں رکھتا کہ دوسرے فرشتے اس کو پکڑ لیتے ہیں اور یہ اس کفن اور خوشبو میں اس روح کو رکھ دیتے ہیں تو اس روح سے دنیوی کستوری کی مہک سے زیادہ عمدہ مہک نکلتی ہے۔ فرشتے اسے لے کر اوپر چلے جاتے ہیں اور جن فرشتوں کے پاس سے گزرتے ہیں تو وہ یہی کہتے ہیں: یہ پاک روح کس کی ہے؟ یہ جواب دیتے ہیں: فلاں بن فلاں کی ہے، دنیوی ناموں میں سے اس کا سب سے اچھا نام لے کر بتاتے ہیں حتیٰ کہ آسمان دنیا پر پہنچ جاتے ہیں۔ اس کے لیے دروازہ کھلواتے ہیں، دروازہ کھولا جاتا ہے چنانچہ ہر آسمان پر بسنے والے فرشتے اگلے آسمان تک اس کے ہم نوا بنتے ہیں یہاں تک کہ ساتویں آسمان پر اس روح کو پہنچا دیا جاتا ہے تو رب تعالیٰ فرماتے ہیں: میرے بندے کا نامۂ اعمال علیین میں لکھو اور اسے واپس زمین کی طرف لوٹا دو کیونکہ میں نے زمین سے ہی انہیں پیدا کیا اور اسی میں انہیں لوٹاؤں گا اور اسی سے دوبارہ اٹھاؤں گا، لہٰذا اس کی روح لوٹا دی جاتی ہے اور اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اسے بٹھا دیتے ہیں اور اسے کہتے ہیں: تیرا رب کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے: میرا رب اللہ ہے۔ پھر کہتے ہیں: تیرا دین کون سا ہے؟ وہ جواب دیتا ہے: میرا دین اسلام ہے، پھر سوال کرتے ہیں: جو آدمی تم میں مبعوث کیا گیا اس کے متعلق کیا کہتے ہو؟ وہ جواب دے گا: وہ اللہ کے رسول ہیں۔ پھر سوال کریں گے: کس نے یہ بتایا؟ کہے گا: میں نے اللہ کی کتاب پڑھی، اس پر ایمان لایا اور اس کی تصدیق کی تھی۔ آسمان سے پکارنے والا اعلان کرے گا کہ میرے بندے نے سچ بولا ہے، جنت کا بستر اس کے لیے بچھا دو، جنت کے کپڑے اسے پہنا دو، اس کے لیے جنت کی طرف دروازہ کھول دو تاکہ اس کے پاس جنت کی خوشبو اور ہوا آئے اور اس کی قبر تاحد نگاہ وسیع کر دی جاتی ہے۔ اس کے پاس خوبصورت چہرے اور عمدہ کپڑوں میں اچھی خوشبو والا ایک آدمی آتا ہے۔ وہ کہتا ہے: جو چیز تجھے خوش کرتی ہے اس کے ساتھ خوشی منا، کیونکہ یہ تیرا وہی دن ہے جس کا تجھ سے وعدہ کیا گیا تھا، قبر والا اس سے پوچھتا ہے: تو کون ہے؟ تیرا چہرہ تو بھلائی لانے والا معلوم ہوتا ہے۔ تو وہ کہے گا: میں تیرا نیک عمل ہوں۔ یہ قبر والا کہے گا: اے میرے رب! قیامت برپا کر، اے میرے رب! قیامت قائم کر کہ میں اپنے گھر والوں اور مال کی طرف لوٹ جاؤں۔ (اسی طرح) کافر بندہ جب دنیا سے جانے اور آخرت کی طرف سفر کرنے کی حالت میں ہوتا ہے تو اس کی طرف آسمان سے سیاہ چہروں والے فرشتے ٹاٹ لے کر اترتے ہیں، اس کے پاس تاحد نگاہ وہ بیٹھ جاتے ہیں، پھر موت کا فرشتہ آتا ہے، حتیٰ کہ اس کے سر کے پاس بیٹھ کر کہتا ہے: ''اے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خبیث روح! اللہ کی طرف سے ناراضی اور غضب کی طرف نکل، تو وہ روح انسان کے جسم میں بکھر جاتی ہے، موت کا فرشتہ اس کو کھینچتا ہے جیسے لوہے کی سلاخ اون سے کھینچی جاتی ہے۔ فرشتہ اسے پکڑ لیتا ہے ایک لمحہ بھی اپنے ہاتھ پر نہیں رکھتا کہ دوسرے فرشتے اسے ٹاٹ میں لپیٹ لیتے ہیں اور اس سے زمینی مردار کی بدبو سے بھی زیادہ (کراہت والی) بدبو نکلتی ہے، فرشتے اسے لے کر اوپر چڑھتے ہیں، فرشتوں کی جس جماعت پر گزرتے ہیں تو وہ پوچھتے ہیں: یہ خبیث روح کس کی ہے؟ یہ کہتے ہیں: فلاں بن فلاں کی ہے۔ دنیوی ناموں میں سے اس کا برا ترین نام لے کر بتاتے ہیں، دروازہ کھلواتے ہیں، لیکن آسمان کا دروازہ نہیں کھولا جاتا۔ آنحضرت ﷺ نے پھر یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿ لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَآءِ ﴾ .....ان (کافروں) کے لیے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اس کی کتاب نچلی زمین میں، جو سجین ہے، اس میں لکھو چنانچہ اس کی روح پھینک دی جاتی ہے اور اس کے جسم میں لوٹا دی جاتی ہے، اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں، وہ پوچھتے ہیں: تیرا رب کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے: ہائے، ہائے! مجھے علم نہیں۔ پھر وہ سوال کرتے ہیں: تیرا دین کون سا ہے؟ وہ جواب دیتا ہے: ہائے، ہائے! مجھے علم نہیں۔ پھر پوچھتے ہیں: جو آدمی تم میں مبعوث کیا گیا تھا اس کے متعلق کیا کہتے ہو؟ وہ کہتا ہے: ہاہ، ہاہ مجھے علم نہیں۔ آسمان سے اعلان کرنے والا پکارے گا کہ میرے بندے نے جھوٹ بولا ہے، آگ کا بستر اس کے لیے بچھا دو، اس کے لیے آگ کی طرف دروازہ کھول دو تاکہ اسے آگ کی گرمی اور تپش پہنچے، پھر اس کی قبر تنگ کر دی جاتی ہے، یہاں تک کہ اس کی پسلیاں مختلف ہو جاتی ہیں (پھر) اس کے پاس قبیح چہرے، برے کپڑے اور بدبو والا آدمی آتا ہے، وہ کہتا ہے: جو چیز تجھے بری لگتی ہے اس کے ساتھ خوش ہو جا، یہ ہے تیرا وہ دن جس کا تجھ سے وعدہ کیا جاتا تھا، قبر والا کہے گا: تو کون ہے؟ تیرا چہرہ تو برائی لے کر آنے والا محسوس ہوتا ہے؟ چنانچہ وہ آدمی کہے گا: میں تیرا خبیث عمل ہوں، پھر قبر والا کہے گا: اے میرے رب! قیامت قائم نہ کرنا۔ [1]

(۳۹).....آزمائش پر راضی رہنے والا:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ عِظَمَ الْجَزَاءِ مَعَ عِظَمِ الْبَلَاءِ، وَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى إِذَا أَحَبَّ قَوْمًا اِبْتَلَاهُمْ، فَمَنْ رَضِيَ فَلَهُ الرِّضٰى، وَمَنْ سَخِطَ فَلَهُ السُّخْطُ .)) [2]

''بڑا ثواب، بڑی آزمائش کے ساتھ ہے، بلاشبہ اللہ تعالیٰ جب کسی قوم سے محبت کرتا ہے تو ان کو کسی

[1] صحيح الجامع الصغير، رقم: ١٦٧٦ـ تفسير قرطبي، ص: ٣٩، ٢٠ـ ابن كثير، ص: ٥٤٥ / ٤.

[2] صحيح سنن الترمذي، رقم: ١٩٥٤.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آزمائش میں ڈال دیتا ہے، جو اس آزمائش پر راضی ہوا (اللہ تعالیٰ کے بارے میں غلط گمان نہ رکھا) تو اس کے لیے رضا ہے اور جو آزمائش پر ناراض ہو (صبر کی بجائے غلط شکوے اور گمان کیے) تو اس کے لیے ناراضی ہے۔''

تشریح.....: وہ انسان مراد ہے جسے اللہ تعالیٰ مختلف مصائب اور آزمائش میں مبتلا کرے لیکن وہ انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھتا ہے اور صبر سے کام لیتا ہے اور آزمائش کے باوجود اللہ تعالیٰ کے متعلق گمان اچھا ہی رکھتا ہے چنانچہ خوشنودی اور مصیبت کے مطابق ثواب کا مستحق ٹھہرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر آزمائش ناراضی کی وجہ سے نہیں ڈالتا بلکہ یا تو مکروہ چیز کو دور کرنے کے لیے یا گناہوں کے کفارے کے لیے اور یا مرتبہ بلند کرنے کے لیے آزماتا ہے اور بندہ جب خوشی خوشی اسے قبول کر لیتا ہے تو یہ مقصد حاصل ہو جاتا ہے، چنانچہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں:

((مَا يُصِيبُ الْمُسْلِمُ مِنْ نَصَبٍ وَلَا وَصَبٍ وَلَا هَمٍّ وَلَا حَزَنٍ وَلَا أَذًى وَلَا غَمٍّ ..... حَتَّى الشَّوْكَةِ يُشَاكُهَا ..... إِلَّا كَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ .)) [1]

''مسلمان کو کوئی بھی دکھ و تکلیف و رنج و غم آئے یا صدمہ پہنچے یہاں تک کہ ایک کانٹا بھی اگر چبھے ہر دکھ کے بدلے اللہ تعالیٰ اس کے گناہ مٹا دیتا ہے۔''

نیز رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي مَرَضِهِ وَهُوَ يُوعَكُ وَعْكًا شَدِيدًا فَقُلْتُ: إِنَّكَ لَتُوعَكُ وَعْكًا شَدِيدًا ، قُلْتُ: إِنَّ ذَاكَ بِأَنَّ لَكَ أَجْرَيْنِ ، قَالَ: أَجَلْ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيبُهُ أَذًى إِلَّا حَاتَّ اللّٰهُ عَنْهُ خَطَايَاهُ كَمَا تَحَاتُّ وَرَقُ الشَّجَرِ .)) [2]

''عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی مکرم ﷺ کے پاس آپ کی بیماری کی حالت میں گیا (بیمار پرسی کے لیے)۔ آپ کو شدید بخار تھا۔ میں نے عرض کیا: بے شک آپ تو شدید بخار میں مبتلا ہیں۔ اور میں نے کہا اگر ایسی حالت ہے تو پھر آپ کے لیے اجر بھی دوہرا ہوگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیوں نہیں'' جس مسلمان کو بھی کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو جیسے درخت کے پتے جھڑتے ہیں

---

[1] أخرجه البخاري في كتاب المرضى، باب: ما جاء في كفارة المرض، رقم: ٥٦٤١، ٥٦٤٢.

[2] أخرجه البخاري في كتاب المرضى، باب: شدة المرض، رقم: ٥٦٤٧.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسے اللہ تعالیٰ اس کے گناہ جھاڑتا ہے۔''

ان احادیث میں ہر مومن کے لیے بشارت ہے کیونکہ اکثر اوقات انسان مذکورہ تکالیف میں سے کسی نہ کسی میں ضرور مبتلا ہوتا ہے، تو معلوم ہوا کہ امراض و تکالیف بدنی ہوں یا قلبی ان کی وجہ سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

((مَنْ أَذْهَبْتُ حَبِيبَتَيْهِ فَصَبَرَ وَاحْتَسَبَ ، لَمْ أَرْضَ لَهُ ثَوَابًا دُوْنَ الْجَنَّةِ .)) [1]

''میں جس کی دو محبوب چیزیں واپس لے لوں اور وہ صبر کرتا اور ثواب کی امید رکھتا ہے تو میں جنت کے علاوہ اس کے لیے اور کسی ثواب سے راضی نہیں ہوتا۔''

دو محبوب چیزوں سے آنکھیں مراد ہیں کیونکہ یہ انسان کو اپنے تمام اعضاء سے پیاری اور بھلی لگتی ہیں۔ ان کے ضائع ہونے کی وجہ سے انسان کسی اچھی چیز کو دیکھ کر خوش ہونے سے محروم اور بری چیز دیکھ کر بچنے سے معذور ہو جاتا ہے، چنانچہ محض صبر ہی نہیں کرتا بلکہ صبر کرنے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے جن انعامات و اعزازات کا وعدہ کیا ہے ان کو بھی مدنظر رکھتا ہے، لہٰذا اس کو سب سے بڑا معاوضہ جنت کی صورت میں ملتا ہے کیونکہ دنیا کے فنا کے ساتھ ہی بصارت کی لذت ختم ہو جاتی ہے لیکن جنت کی لذت اس کی بقا کی طرح باقی رہنے والی ہے۔

یہ بات بھی سامنے ہونی چاہیے کہ صبر صدمہ کی ابتداء میں ہوتا ہے جیسا کہ ایک حدیث میں ہے:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: ((مَرَّ النَّبِيُّ بِامْرَأَةٍ تَبْكِي عِنْدَ قَبْرٍ ، فَقَالَ: اِتَّقِي اللّٰهَ وَاصْبِرِي . قَالَتْ: إِلَيْكَ عَنِّي ، فَإِنَّكَ لَمْ تُصَبْ بِمُصِيبَتِي وَلَمْ تَعْرِفْهُ فَقِيلَ لَهَا: أَنَّهُ النَّبِيُّ ﷺ فَأَتَتْ بَابَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمْ تَجِدْ عِنْدَهُ بَوَّابِينَ فَقَالَتْ: لَمْ أَعْرِفْكَ فَقَالَ: ((إِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُولَى .)) [2]

''انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ ''نبی ﷺ ایک عورت کے پاس سے کہ جو قبر کے نزدیک بیٹھی رو رہی تھی، گزرے۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا ''اللہ سے ڈر اور صبر کر۔'' وہ کہنے لگی: آپ اپنی راہ لیجیے، آپ کو میرے ایسی مصیبت نہیں پہنچی اور نہ آپ کو اس مصیبت کا پتہ ہی ہے۔ اسے کہا گیا ''بی بی! یہ اللہ کے نبی تھے۔ (وہ بیچاری پہلے جان نہ سکی تھی۔) پس وہ نبی ﷺ کے دروازے پہ آئی۔ اسے یہاں کوئی دربان نہیں ملا۔ چنانچہ گھر میں داخل ہو کر وہ آپ سے عرض

---

[1] صحيح سنن الترمذي، رقم: ١٩٥٩.

[2] اخرجه البخاري في كتاب الجنائز باب زيارة القبور ١٢٨٣.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے لگی: (اللہ کے نبی! معاف کیجیے گا) ''میں آپ کو جان نہ سکی۔ (معذرت چاہتی ہوں) تو آپ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ صبر مصیبت کی ابتداء کے وقت ہے۔''

نیز فرمایا:

((يَقُوْلُ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ: اَبْنَ اٰدَمَ! إِنْ صَبَرْتَ وَاحْتَسَبْتَ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُوْلٰى، لَمْ أَرْضِ لَكَ ثَوَابًا دُوْنَ الْجَنَّةِ .)) ❶

''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اے ابن آدم! اگر تو مصیبت کی ابتداء کے وقت صبر کرے گا اور ثواب کی نیت رکھے گا تو میں تیرے لیے جنت کے سوا اور کسی ثواب پر راضی نہیں۔''

ان احادیث میں یہ اشارہ ہے کہ نفس پر مشکل صبر، جس کا بڑا ثواب ہے، وہ مصیبت اور آزمائش کی ابتدا کا وقت ہوتا ہے، اس لیے یہ بات اس انسان کی دلی قوت اور صبر کے مقام پر ثابت قدم رہنے پر دلالت کرتی ہے، بخلاف اس شخص کہ جو بعد میں صبر کرتا ہے، کیونکہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مصیبت کا دکھ اور تکلیف بھول جاتی ہے اور اس کی حرارت میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔ چنانچہ اس وقت تو ہر ایک صبر کر لیتا ہے اور جب انسان مصیبت کی ابتدا کے وقت پریشان اور بے چین ہوتا ہے اور پھر مایوس ہو کر صبر کرتا ہے تو مقصود پھر بھی حاصل نہیں ہوتا۔ اسی لیے کسی نے کہا ہے کہ مصیبت کے وقت عاقل کو وہ چیز لازم پکڑنی چاہیے جو بیوقوف کو تین دن کے بعد سمجھ آتی ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ انسان کو مصیبت کی وجہ سے اجر نہیں ملتا کیونکہ یہ اس کا فعل ہی نہیں بلکہ اسے اچھے صبر اور عمدہ ثابت قدمی کی وجہ سے اجر و ثواب ملتا ہے۔

ایک اور حدیث مبارک میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا مَاتَ وَلَدُ الْعَبْدِ قَالَ اللّٰهُ لِمَلَائِكَتِهِ: قَبَضْتُمْ وَلَدَ عَبْدِيْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: نَعَمْ . فَيَقُوْلُ: قَبَضْتُمْ ثَمَرَةَ فُؤَادِهِ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: نَعَمْ . فَيَقُوْلُ: مَا ذَا قَالَ عَبْدِيْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: حَمِدَكَ وَاسْتَرْجَعَ ، فَيَقُوْلُ اللّٰهُ: اُبْنُوْا لِعَبْدِيْ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَسَمُّوْهُ: بَيْتَ الْحَمْدِ .)) ❷

جب کسی بندے کا بیٹا فوت ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتے ہیں: تم نے میرے بندے کے بیٹے کی روح قبض کی ہے، فرشتے جواب میں ہاں کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: تم نے اس کے

---

❶ صحيح ابن ماجه، رقم: ١٢٩٨.

❷ صحيح سنن الترمذي، رقم: ٨١٤.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دل کا ٹکڑا اور ثمرہ قبض کیا، وہ کہتے ہیں: ہاں! اللہ پوچھتے ہیں: میرے بندے نے اس وقت کیا کہا؟ فرشتے کہتے ہیں: اس نے تیری تعریف کی اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا تھا۔ اللہ فرماتے ہیں: میرے بندے کے لیے جنت میں گھر بنا دو اور اس کا نام بیت الحمد (قابل تعریف گھر) رکھو۔''

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَلَنَبْلُوَنَّكُم بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ۝ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ۝ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ ۝ ﴾

[البقرہ: ۱۵۵ تا ۱۵۷]

''اور ہم کسی نہ کسی طرح تمہاری آزمائش ضرور کریں گے، دشمن کے ڈر سے، بھوک پیاس سے، مال و جان اور پھلوں کی کمی سے اور ان صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دیجیے کہ انہیں جب کبھی کوئی مصیبت آتی ہے تو کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہم تو اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں، ان پر ان کے رب کی نوازشیں اور رحمتیں ہیں اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔''

معلوم ہوا کہ جب مومن اللہ تعالیٰ کے فیصلے کو تسلیم کر لیتا اور انا للہ پڑھتا ہے تو تین بھلائیوں کا مستحق ٹھہرتا ہے (۱) اللہ کی نوازشیں (۲) رحمت (۳) ہدایت یافتہ ہونے کی سند۔ آنحضرت ﷺ نے یہ بھی سکھلایا ہے کہ مصیبت کے وقت اللہ تعالیٰ کو پکارا جائے، اجر و ثواب کا سوال اور مصیبت کے بدلے اچھائی طلب کی جائے۔ فرمایا:

((مَا مِنْ مُسْلِمٍ تُصِيبُهُ مُصِيبَةٌ فَيَقُولُ مَا أَمَرَهُ اللَّهُ إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ، أَللّٰهُمَّ أْجُرْنِي فِي مُصِيبَتِي وَأَخْلُفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا ، إِلَّا أَخْلَفَ اللَّهُ لَهُ خَيْرًا مِنْهَا .)) قَالَتْ: فَلَمَّا مَاتَ أَبُو سَلَمَةَ ، قُلْتُ: أَيُّ الْمُسْلِمِينَ خَيْرٌ مِنْ أَبِي سَلَمَةَ؟ أَوَّلُ بَيْتٍ هَاجَرَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ، ثُمَّ إِنِّي قُلْتُهَا ، فَأَخْلَفَ اللَّهُ لِي رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ، قَالَتْ: أَرْسَلَ إِلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَاطِبَ بْنَ أَبِي بَلْتَعَةَ يَخْطُبُنِي لَهُ فَقُلْتُ: إِنَّ لِي بِنْتًا وَأَنَا غَيُورٌ، فَقَالَ: أَمَّا ابْنَتُهَا فَنَدْعُوا اللَّهَ أَنْ يُغْنِيَهَا عَنْهَا، وَأَدْعُوا اللَّهَ أَنْ يَذْهَبَ بِالْغَيْرَةِ .)) [1]

''کسی مسلمان کو جب وہ مصیبت پہنچتی ہے جس کا اللہ نے حکم کیا ہوتا ہے تو اس پر کوئی مسلمان یہ کہے:

[1] أخرجه مسلم في كتاب الجنائز، باب: ما يقال عند المصيبة، رقم: ٢١٢٦.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''ہم اللہ ہی کی ملک ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ اے اللہ! مجھے اس مصیبت میں اجر سے نواز دیجیے اور مجھے اس سے بہتر عطا فرما دیجیے۔ تو اللہ تعالیٰ اسے اس سے بہتر عطا فرما دیتے ہیں۔ حدیث کی راویہ اُم المؤمنین سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب ابوسلمہ رضی اللہ عنہ (ان کے خاوند) فوت ہو گئے تو میں دل میں کہتی: مسلمانوں میں سے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے بہتر بھی بھلا کوئی ہوگا؟ وہ پہلا گھرانہ ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کی۔ پھر میں اسی طرح اللہ سے دعا کرتی رہی ،یعنی: اَللّٰهُمَّ أَجِرْنِيْ فِيْ مُصِيْبَتِيْ ..... الخ پس اللہ نے ان کے متصل بعد اللہ کے رسول عطا کر دیئے (ام المومنین رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں: میری طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کو پیامِ نکاح دے کر بھیجا تو میں نے ان سے کہا ''میری ایک بیٹی ہے اور میں بہت زیادہ غیرت والی ہوں۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''پس ہم اللہ سے دعا کریں گے کہ وہ ان کو اس سے مستغنی کر دیں گے اور میں اللہ سے دعا کروں گا کہ اس کی یہ حد سے زیادہ والی غیرت لے جائے (یعنی اعتدال پر لے آئے)۔ کوئی مسلمان ایسا نہیں کہ اس کو مصیبت پہنچے اور وہ یہ کہے جو اللہ نے اسے حکم دیا (یعنی) انا للہ پڑھے (اور یہ دعا مانگے) یا اللہ! مجھے اس مصیبت کا ثواب دے اور اس کے بدلہ میں اس سے اچھی چیز عنایت فرما، مگر اللہ تعالیٰ اس سے بہتر چیز اس کو دیتا ہے۔''

اسی طرح یہ بھی بتلایا کہ جب کسی مصیبت زدہ کو دیکھا جائے تو خود مصیبت میں مبتلا نہ ہونے کی بنا پر اللہ کی حمد کی جائے۔ نیز فرمایا:

((مَنْ رَأَى مُبْتَلىٰ فَقَالَ: أَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِيْ عَافَانِيْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهِ، وَفَضَّلَنِيْ عَلىٰ كَثِيْرٍ مِمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيْلًا، لَمْ يُصِبْهُ ذٰلِكَ الْبَلَاءُ.)) [1]

''جو کسی مصیبت زدہ کو دیکھ کر (یہ دعا پڑھے:) سب تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں کہ جس نے مجھے اس چیز سے عافیت بخشی جس کے ساتھ تجھے آزمایا اور مجھے اپنی بہت سی مخلوق پر اچھی طرح فضیلت دی، تو اسے وہ بیماری نہیں پہنچے گی۔''

انسان کی جب تک سانسیں جاری ہیں اس وقت تک وہ اس دنیا کے گھر میں امتحان کے لیے، مصائب اور آزمائش کا نشانہ بنتا رہے گا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

---

[1] صحيح سنن الترمذي، رقم: ٢٧٢٩.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَنَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ۝ ﴾ [الانبیاء: ۳۵]

''اور ہم بطریق امتحان تم میں سے ہر ایک کو برائی بھلائی میں مبتلا کرتے ہیں۔''

یعنی مصائب و آلام سے دو چار کر کے اور کبھی دنیا کے وسائلِ فراواں سے بہرہ ور کر کے کبھی صحت و فراغت کے ذریعے سے اور کبھی تنگی و بیماری کے ذریعے سے کبھی تونگری دے کر اور کبھی فقر و فاقہ میں مبتلا کر کے ہم آزماتے ہیں کیونکہ یہ دارالامتحان ہے اور یہیں پر ان درجات و مراتب کی حد بندی ہونی ہے جن پر قیامت کے دن لوگ ہوں گے۔ مقولہ ہے: ((عِنْدَ الْاِمْتِحَانِ يُكْرَمُ الْمَرْءُ أَوْ يُهَانُ .)) کہ امتحان کے وقت آدمی کو عزت بخشی جاتی ہے یا رسوا کیا جاتا ہے۔

یہ بات بھی یاد رکھیں صرف زبانی دعویٰ سے ایمان کے مرتبہ کا حصول آسان نہیں بلکہ اس کے لیے امتحان و آزمائش ناگزیر اور ضروری ہے۔ جیسا کہ اس پر مقام فرمایا:

﴿ أَحَسِبَ النَّاسُ أَنْ يُّتْرَكُوْٓا أَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ۝ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ ۝ ﴾ [العنکبوت: ۲، ۳]

''کیا لوگوں نے یہ گمان کر رکھا ہے کہ ان کے صرف اس دعویٰ پر کہ ہم ایمان لائے ہیں، ہم انہیں بغیر آزمائے ہوئے ہی چھوڑ دیں گے، ان سے اگلوں کو بھی ہم نے خوب جانچا، یقیناً اللہ تعالیٰ انہیں بھی جانچ لے گا جو سچ کہتے ہیں اور انہیں بھی معلوم کرے گا جو جھوٹے ہیں۔''

یہ بھی فرمایا:

﴿ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجَاهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَالصَّابِرِيْنَ وَنَبْلُوَ أَخْبَارَكُمْ ۝ ﴾

[محمد: ۳۱]

''یقیناً ہم تمہارا امتحان کر کے تم میں سے جہاد کرنے والوں اور صبر کرنے والوں کو صاف معلوم کر لیں گے اور ہم تمہاری حالتوں کی بھی جانچ کریں گے۔''

آزمائش کا سبب حسب ذیل بھی ہوتا ہے:

﴿ الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا وَّهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ ۝ ﴾

[الملک: ۲]

''وہ ذات کہ جس نے موت و حیات کو اس لیے پیدا کیا کہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون عمل کے اعتبار سے سب سے اچھا ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابتلاء سے بندے کا امتحان ہوتا ہے تاکہ معلوم ہو سکے کہ راضی ہوتا ہے کہ نہیں، صبر کرتا ہے یا کہ بے صبری، شکر کرتا ہے یا ناشکری جیسے اللہ تعالیٰ سلیمان علیہ السلام کی بات بیان کرتے ہوتے فرماتے ہیں:

﴿ قَالَ الَّذِىْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّىْ لِيَبْلُوَنِىْٓ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّىْ غَنِىٌّ كَرِيْمٌ ۝ ﴾ [النمل: ٤٠]

”کہا (سلیمان نے) یہی میرے رب کا فضل ہے تاکہ وہ مجھے آزمائے کہ میں شکر گزاری کرتا ہوں یا ناشکری، شکر گزار اپنے ہی نفع کے لیے شکر گزاری کرتا ہے اور جو ناشکری کرے تو میرا پروردگار بے پروا اور کریم ہے۔“

بندے کی آزمائش اللہ تعالیٰ اس لیے نہیں کرتا کہ اس کی حالت کو جان سکے کیونکہ اللہ تعالیٰ تو ماضی، حال، مستقبل کی ہر چیز کو جاننے اور پہچاننے والا ہے، بلکہ اس سے غرض لوگوں کو معلوم کروانا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے قدیم علم کی بنا پر ان کو بدلہ نہیں دیں گے بلکہ ان کے اعمال کی وجہ سے انہیں جزاء دیں گے۔

اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ بندے پر حجت قائم ہو سکے کہ وہ مومن ہے یا کافر، صادق ہے یا کاذب۔

ابتلاء سے کوئی بھاگ نہیں سکتا کیونکہ اگر کوئی آزمائش سے بچ سکتا تو وہ رسولوں اور انبیاء کی جماعت ہوتی اور خصوصاً افضل الرسل و خاتم الانبیاء بچتے، حالانکہ انہیں پتھر مارے گئے، دونوں قدم خون سے لت پت ہو گئے، چہرہ مبارک زخمی کیا گیا، دانت توڑا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر شاعر، مجنوں اور جادوگر ہونے کے الزامات لگائے گئے، اپنے شہر مکہ سے نکالا گیا، لیکن ان مصائب و آلام کے مقابلہ میں نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم بہترین صابر و شاکر اور بہترین اللہ کی طرف رجوع کرنے والے اور ثواب کی امید رکھنے والے ثابت ہوئے۔ (صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ)

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا:

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اَيُّ النَّاسِ أَشَدُّ بَلَاءً قَالَ ((اَلْأَنْبِيَاءُ ثُمَّ الْأَمْثَلُ فَالْأَمْثَلُ يُبْتَلَى الرَّجُلُ عَلَى حَسَبِ دِيْنِهِ، فَإِنْ كَانَ فِيْ دِيْنِهِ صُلْبًا اِشْتَدَّ بَلَاؤُهُ، وَإِنْ كَانَ فِيْ دِيْنِهِ رِقَّةٌ اُبْتُلِيَ عَلٰى قَدْرِ دِيْنِهِ، فَمَا يَبْرَحُ الْبَلَاءُ بِالْعَبْدِ حَتّٰى يَتْرُكَهُ يَمْشِيْ عَلَى الْأَرْضِ وَمَا عَلَيْهِ خَطِيْئَةٌ.)) [1]

”اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کون سے لوگ سخت تکلیف میں مبتلا ہوتے ہیں؟ فرمایا: انبیاء، پھر درجہ بدرجہ آدمی اپنے دین کے مطابق آزمائش میں ڈالا جاتا ہے، اگر دین پر سختی سے کاربند ہے تو پھر

[1] صحيح سنن الترمذي، رقم: ١٩٥٦.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آزمائش بھی سخت ہے، اگر دین میں نرمی ہے تو آزمائش بھی دین کے موافق ہے۔ آزمائش بندے کا ساتھ نہیں چھوڑتی، حتیٰ کہ بندہ زمین پر چلتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ باقی نہیں رہتا۔''

آزمائش کا راز یہ ہے کہ آزمائش نعمت کے مدمقابل ہے جس پر اللہ تعالیٰ کی نعمت زیادہ ہوگی اس کی آزمائش بھی بڑی ہوگی اور جس کی آزمائش بڑی ہوگی وہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع اور عاجزی بھی زیادہ کرے گا۔

ابن جوزی رحمہ اللہ کا قول ہے: اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ قوی جس کے اٹھانے کی طاقت رکھتا ہے اسے اٹھاتا ہے اور ضعیف پر نرمی کی جاتی ہے مگر جب بھی مبتلا ہونے والے کو اللہ کی معرفت قوی ہوگی تو آزمائش آسان و نرم ہو جائے گی اور بعض ابتلاء کے اجر پر نظر رکھتے ہیں، جس کی وجہ سے ان پر آزمائش نرم و آسان ہو جاتی ہے۔ ان میں سب سے بڑا درجہ اس بندے کا ہے جو آزمائش کو مالک کا اپنی بادشاہی میں تصرف خیال کر کے تسلیم کر لے اور اعتراض نہ کرے اور اس سے بھی بڑا درجہ اس کا ہے جسے محبت آزمائش کے خاتمہ کی دعا سے لاپروا کر دے اور انتہائی درجہ کا اعلیٰ انسان وہ ہے جو آزمائش سے لذت محسوس کرے کیونکہ یہ اختیار سے پیدا ہوتی ہے۔

دنیا کی جتنی بڑی آزمائش ہو وہ جنت کے ایک غوطے کے بھی برابر نہیں، رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((يُؤْتَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِأَنْعَمِ أَهْلِ الدُّنْيَا مِنَ الْكُفَّارِ، فَيُقَالُ اِغْتَمِسُوْهُ فِي النَّارِ غَمْسَةً، فَيُغْمَسُ فِيْهَا، ثُمَّ يُقَالُ لَهُ: أَيْ فُلَانُ! هَلْ أَصَابَكَ نَعِيْمٌ قَطُّ؟ فَيَقُوْلُ: لَا مَا أَصَابَنِيْ نَعِيْمٌ قَطُّ، وَيُؤْتَى بِأَشَدِّ الْمُؤْمِنِيْنَ ضُرًّا وَبَلَاءً. فَيُقَالُ: اِغْمِسُوْهُ غَمْسَةً فِي الْجَنَّةِ. فَيُغْمَسُ فِيْهَا غَمْسَةً. فَيُقَالُ لَهُ: أَيْ فُلَانُ! هَلْ أَصَابَكَ ضُرٌّ قَطُّ أَوْ بَلَاءٌ؟ فَيَقُوْلُ: مَا أَصَابَنِيْ قَطُّ ضُرٌّ وَلَا بَلَاءٌ.)) [1]

''قیامت کے دن دنیا کے سب سے زیادہ نعمتوں میں رہنے والے کافر کو لایا جائے گا اس کے بارے میں حکم ہوگا کہ اسے جہنم میں ایک غوطہ لگوایا جائے پس اسے اس میں غوطہ دے دیا جائے گا۔ پھر اسے کہا جائے گا اے فلاں! کیا دنیا میں کبھی تجھے کوئی نعمت بھی ملی تھی؟ وہ کہے گا ''نہیں۔ میں نے کوئی نعمت کبھی نہیں چکھی۔ پھر قیامت والے تکلیف اور آزمائش کے لحاظ سے سخت ترین مومن کو لا کر اس کے بارے میں کہا جائے گا: اس کو جنت کا ایک غوطہ لگواؤ۔ چنانچہ اسے جنت میں ایک غوطہ لگوایا جائے گا۔ (پھر) اس سے پوچھا جائے گا: اے فلاں! کیا دنیا میں کبھی تجھے تنگی اور تکلیف پہنچی تھی؟ کہے گا: مجھے کبھی بھی تنگی اور مصیبت نہیں پہنچی تھی۔''

[1] صحيح سنن ابن ماجه، كتاب الزهد/ باب ذكر الشفاعة/ حديث: ٤٣٢١.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر فرمایا:

((يَوَدُّ أَهْلُ الْعَافِيَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حِيْنَ يُعْطٰى أَهْلُ الْبَلَاءِ الثَّوَابَ لَوْ أَنَّ جُلُوْدَهُمْ كَانَتْ قُرِضَتْ فِي الدُّنْيَا بِالْمَقَارِيْضِ .)) ❶

''اسی لیے قیامت کے دن جب مصیبت زدہ ثواب سے نوازے جائیں گے (تو یہ دیکھ کر) صحت اور آرام والے خواہش کریں گے کہ کاش! دنیا میں ان کے چمڑے قینچیوں سے کاٹ دیے جاتے (تاکہ آج وہ بھی بڑے ثواب کے حقدار ہوتے)۔''

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ إِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْأَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ أَيُّهُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ۝ ﴾ [الكهف: ٧]

''جو کچھ زمین پر ہے ہم نے اسے صرف زمین کے لیے زینت بنایا ہے تاکہ ہم انہیں (انسانوں کو) آزمائیں کہ ان میں سے عمل کے اعتبار سے سب سے اچھا کون ہے۔''

(۴۰).....کھانے پینے کے بعد اللہ کی تعریف کرنے والا:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ لَيَرْضٰى عَنِ الْعَبْدِ أَنْ يَّأْكُلَ الْأَكْلَةَ فَيَحْمِدُهُ عَلَيْهَا ، أَوْ يَشْرَبَ الشَّرْبَةَ فَيَحْمِدُهُ عَلَيْهَا .)) ❷

''یقیناً اللہ تعالیٰ (اس) بندے سے نہایت راضی ہوتا ہے (جو) کھانا کھائے تو اللہ کی حمد کرے یا پانی پیے تو اللہ تعالیٰ کی حمد کرے۔''

شرح.....: اَكْلَةٌ (ہمزہ کے فتح کے ساتھ) بمعنی صبح یا شام میں سے ایک وقت کا کھانا۔ کھانے کے بعد اللہ کی حمد بیان کرنا مستحب ہے۔ چنانچہ جب رسول اللہ ﷺ کا دسترخوان اٹھایا جاتا تو آپ حسب ذیل دعا کرتے۔

((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ ، غَيْرَ مُكْفِيٍّ وَلَا مُوَدَّعٍ وَلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا .)) ❸

''ہمارے پروردگار! اللہ کا شکر ہے بہت سا شکر، پاکیزہ شکر، برکت والا، ایسا شکر نہیں، جو ایک بار ہو کر رہ جائے، ختم ہو جائے پھر اس کی حاجت نہ رہے۔'' (بلکہ ہمیشہ والا شکر)

---

❶ صحيح سنن الترمذي، رقم: ١٩٦٠.

❷ أخرجه مسلم في كتاب الذكر، باب: استحباب حمدالله تعالىٰ بعد الأكل والشرب، رقم: ٦٩٣٢.

❸ أخرجه البخاري في كتاب الأطعمة، باب: ما يقول إذا فرغ من طعامه رقم، ٥٤٥٨.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیز یہ بھی فرمایا کہ:

((مَنْ أَكَلَ طَعَامًا فَقَالَ: أَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَطْعَمَنِيْ هٰذَا وَرَزَقَنِيْ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّيْ وَلَا قُوَّةٍ، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ .)) ❶

''جس نے کھانا کھایا اور کہا: سب تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے بغیر میری قوت اور طاقت کے کھانا کھلایا تو اس کے پہلے (تمام صغیرہ) گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔''

اگر صرف الحمدللہ پر ہی اکتفا کیا جائے تو سنت کی اصل حاصل ہو جاتی ہے۔

اس مقام شکر کی اس میں بہت زیادہ قدر دانی ہے کیونکہ بندے کا حمد کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرنا اس کے مقابلہ میں بہت بڑی جزاء (جو کہ جزا کی انواع میں سب سے بڑی ہے) رکھی گئی ہے جیسا کہ فرمایا:

﴿ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ﴾ [التوبة: ٧٢]

''کہ اللہ کی رضامندی سب سے بڑی ہے۔''

ایک مرتبہ کی تعبیر سے یہ بات سمجھائی گئی ہے کہ اگرچہ کھانا کم ہی ہو پھر بھی اس پر حمد کا حق بنتا ہے یا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ہم اللہ کی طرف سے ملی ہوئی کم چیز کو بھی حقیر نہ سمجھیں۔

ثابت ہوا کہ کھانے کے بعد دعا مانگنا مندوب و مستحب ہے اور اگر اس کے ساتھی اور رفقاء کھانے سے فارغ نہیں ہوئے لیکن یہ ہو گیا تو دعا میں آواز کو پست رکھنا مسنون ہے کہ کہیں دوسرے آواز سن کر کھانے سے رک نہ جائیں۔ بعض اکابرین کا قول ہے کہ مذکورہ انعام اس انسان کے لیے ہے جو اللہ کی اطاعت کرتے ہوئے نیک اعمال کو طلب کرتے ہوئے، پاکیزہ نفس والا، خالص اپنے دل سے اس کی حمد کرے کیونکہ جب یہ صورت حال ہوگی اور کھانے کا اختتام سچائی کے کلمہ سے کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی سچائی کی وجہ سے خوش اور راضی ہو جائیں گے مگر جس نے مذکورہ حالات کے خلاف حمد کی تو اس پر خوشنودی نہ ملنے کا ڈر ہے۔

بندے سے اللہ تعالیٰ کا خوش ہونا بہت بڑا اور اعلیٰ مقام ہے۔ غفلت کے غلبہ اور اللہ کے ادب کو ملحوظ نہ رکھتے ہوئے حمد کرنا، پریشان اور نشے والوں کی حمد ہے کہ جن کی طرف کوئی بھی متوجہ نہیں ہوتا اور نہ ہی اعتماد کرتا ہے، لہٰذا ایسے لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ سے دوری ہے، دوری ہے۔ ❷

---

❶ صحيح سنن الترمذي، رقم: ٢٧٥١.

❷ فيض القدير للمناوي، ص: ٢٦٢ / ٢۔ نووی شرح مسلم، ص: ٥١، ١٧.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسرا باب:

اللہ تعالیٰ کے ناپسندیدہ لوگ

(۱).....کفر کرنے والے:

﴿ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ۝ ﴾ [آل عمران: ۳۲]

''پس بے شک اللہ تعالیٰ کافروں کو پسند نہیں کرتا۔''

شرح.....: کفر ایمان کی ضد ہے، اس آیت میں یہی کفر مراد ہے۔ بسا اوقات یہ نعمت اور احسان کے انکار پر بولا جاتا ہے یا بعض اوقات اس سے كُفْرٌ دُوْنَ كُفْرٍ یعنی (بڑے کی نسبت چھوٹا کفر) بھی مراد ہوتا ہے۔

لغوی لحاظ سے اس کا معنی چھپانا ہے، اسی وجہ سے رات کو کافر کہا جاتا ہے کیونکہ یہ ہر چیز کو اپنی سیاہی کی وجہ سے چھپا لیتی ہے، تو کافر اس انسان کو کہا جائے گا جو حق کو پردے میں رکھے۔

(کافرون) یہ مومنین کی ضد ہے، اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو ظالم، حق کو چھپانے والے اور بغیر دلیل کے اللہ تعالیٰ کا انکار کرنے والے، اس کے علاوہ کسی اور کی پوجا کرنے والے، محمد ﷺ کی رسالت کے منکر اور قرآن و سنت کے منکر ہیں۔ آپ کی شخصیت اور آپ کے مخصوص امور پر استہزاء کرنے والے، اللہ کے فرشتوں، کتابوں اور دیگر انبیاء کے انکاری ہیں۔ ان کی خواہش ہے کہ اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان جدائی ڈال دیں اور بعض پر ایمان لانے کے قائل اور بعض کے منکر ہیں۔ قیامت کے اور مرنے کے بعد دوبارہ اٹھنے کے بھی انکاری ہیں چنانچہ ان کا نظریہ یہ ہے کہ بس (دنیا) ہی ہمارا ٹھکانہ اور جنت ہے، جنت اور جہنم کی بھی نفی کرنے والے ہیں۔

ان کی حالت بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ۝ ﴾

[الکھف: ۱۰۴]

''وہ لوگ کہ جن کی دنیوی زندگی کی تمام تر کوششیں بیکار ہو گئیں اور وہ اسی گمان میں ہیں کہ وہ اچھے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کام کر رہے ہیں۔''

یہ وہ لوگ ہیں کہ جنہوں نے خود بھی کفر کیا اور حق کی پیروی نہیں کی اور لوگوں کو بھی اس کی اقتداء سے روکتے رہے، حتیٰ کہ اللہ کے راستہ سے روکنے کے لیے اپنا مال و دولت بھی صرف کرتے ہیں اور خواہش یہ ہے کہ کاش! مسلمان بھی ہماری طرح کافر اور منکر بن جائیں تاکہ برابری ہو جائے۔ یہ مسلمانوں سے اس وقت تک خوش نہیں ہوتے جب تک وہ ان کے دین و ملت کی پیروی نہ کرلیں۔ ان کی مزید تفصیل یوں بیان ہوئی:

﴿ وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝ ﴾

[البقرہ: ۸۹]

''اور ان کے پاس جب اللہ تعالیٰ کی کتاب جو کہ ان کی کتاب کی تصدیق کرنے والی آئی ہے، حالانکہ پہلے یہ خود اس کے ساتھ کافروں پر فتح چاہتے تھے تو باوجود (آپ ﷺ کے) آجانے، انہیں پہچان لینے کے، پھر کفر کرنے لگے، اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو کافروں پر۔''

﴿ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ ﴾ [المائدہ: ۷۳]

''بلاشبہ ان لوگوں نے کفر کیا جنہوں نے کہا: بے شک اللہ تینوں میں سے تیسرا ہے۔''

﴿ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۝ ﴾ [یونس: ۶۸]

''(وہ کافر ہیں) کہ جنھوں نے کہا: اللہ نے ایک بیٹا بنایا ہے۔''

ان کی ایک نشانی یہ بھی ہے:

﴿ اَلَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۭ ﴾ [المائدہ: ۷۲]

''وہ (کافر ہیں) لوگ جنہوں نے کہا کہ مسیح ابن مریم ہی اللہ ہے۔''

حالانکہ عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ۭ كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ ۭ اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝ ﴾ [المائدہ: ۷۵]

''مسیح بن مریم نہیں ہے مگر ایک رسول، تحقیق اس سے پہلے بھی بہت سے پیغمبر گزر چکے ہیں اور اس کی والدہ صدیقہ ہے، دونوں کھانا کھایا کرتے تھے۔ ذرا دیکھئے تو ہم ان کے لیے کیسے نشانیاں واضح بیان کرتے ہیں پھر بھی دیکھئے تو وہ کہاں بھٹکے پھرتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ إِسْرَآءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ إِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰهُ النَّارُ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ أَنْصَارٍ ۝ ﴾ [المائدہ: ۷۲]

''بلاشبہ ان لوگوں نے کفر کیا جنہوں نے کہا: بے شک مریم کا بیٹا عیسیٰ مسیح ہی اللہ ہے۔ جبکہ مسیح نے تو کہا تھا اے بنی اسرائیل! اللہ ہی کی عبادت کرو، جو میرا اور تم سب کا رب ہے۔ یقین مانو کہ جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت حرام کردی ہے اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ ظالموں (مشرکین کا) کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔''

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ کا فرمان یوں ہے:

﴿ وَحَسِبُوْٓا أَلَّا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ فَعَمُوْا وَصَمُّوْا ثُمَّ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ عَمُوْا وَصَمُّوْا كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ ط وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ۝ ﴾ [المائدہ: ۷۱]

''یقیناً وہ لوگ کافر ہوگئے جنہوں نے کہا کہ مسیح ابن مریم ہی اللہ ہے، آپ ان سے کہہ دیں کہ اگر اللہ تعالیٰ، مسیح بن مریم، اس کی ماں اور روئے زمین کے سب لوگوں کو ہلاک کردینا چاہے تو کون ہے جو اللہ تعالیٰ پر کچھ بھی اختیار رکھتا ہو؟ آسمان اور زمین کے درمیان کا کل مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے، وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔''

﴿ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ أَنْزَلَ اللّٰهُ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ۝ ﴾ [المائدہ: ٤٤]

''اور جس نے اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ چیز کے ساتھ فیصلہ نہ کیا تو وہی کافر ہیں۔''

وہ لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسولوں سے مذاق کرتے اور اللہ کی آیات میں جھگڑتے ہیں اللہ یا اس کے پیغمبر محمد ﷺ کو گالیاں دیتے اور برا بھی کہتے ہیں۔

وہ لوگ بھی مراد ہیں جنہوں نے ایمان لانے کے بعد پھر کفر کیا اور مرتد ہوگئے، جادو کے ساتھ بھی مشغول ہیں، دین کو کھیل تماشا سمجھا ہوا ہے چنانچہ انہیں دنیا کی زندگانی نے دھوکے میں مبتلا کیا ہوا ہے۔

ایسے لوگ بھی ان میں شامل ہیں:

﴿ اَلْأَعْرَابُ أَشَدُّ كُفْرًا وَّنِفَاقًا وَّأَجْدَرُ أَلَّا يَعْلَمُوْا حُدُوْدَ مَآ أَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ ۝ ﴾ [التوبۃ: ۹۷]

''دیہاتی لوگ کفر اور نفاق میں بہت ہی سخت ہیں اور وہ اس لائق ہیں کہ ان کو ان احکام کا علم نہ ہو جو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر نازل فرمائے۔''

اور ان میں سے بعض ایسے بھی جو اللہ کے راستہ میں مال کو خرچ کرنے کو چٹی سمجھتے ہیں اور مسلمانوں پر حوادثات زمانہ کے منتظر رہتے ہیں۔

وہ لوگ بھی ان کے تحت ہیں جو بارش کے نزول کے وقت کہتے ہیں: یہ فلاں ستارہ کی وجہ سے برسی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحمت کی وجہ سے برسنے کے قائل نہیں۔ مسلمانوں سے جنگ اور لڑائی کرتے ہیں۔ اپنے باپوں سے بے رغبتی کرتے ہوئے اپنی نسبت جان بوجھ کر غیر کی طرف کرتے ہیں، نماز اور سنت نبوی کے تارک ہیں۔ قرآن کے کلام اللہ ہونے میں شک رکھتے ہیں۔ دوسروں کو کافر کہتے ہیں حالانکہ وہ ایسے نہیں ہوتے۔

اپنے مالکوں سے بھاگنے والے غلام بھی شامل ہیں۔ غیر اللہ کی قسمیں اٹھانے والے ہیں۔ حسب ذیل انسان بھی شامل ہیں۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ أَتَى حَائِضًا، أَوِ امْرَأَةً فِي دُبُرِهَا، أَوْ كَاهِنًا، فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ ﷺ .)) [1]

''جس نے حائضہ سے ہم بستری کی یا عورت کی دبر زنی کی یا کاہن کے پاس گیا تو اس نے جو محمد ﷺ پر نازل ہوا ہے اس کا انکار کیا ہے۔''

ان کے تحت وہ عورتیں بھی آتی ہیں:

((يَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ، وَيَكْفُرْنَ الْإِحْسَانَ، لَوْ أَحْسَنْتَ إِلَىٰ إِحْدَاهُنَّ الدَّهْرَ كُلَّهُ ثُمَّ رَأَتْ مِنْكَ شَيْئًا، قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ .)) [2]

''جو خاوند کی نافرمانی کرتی ہیں اور احسان کی ناشکری کرتی ہیں اگر تو ان میں سے کسی سے ساری زندگی احسان کرتا رہے پھر تیری طرف سے کوئی کمی کوتاہی دیکھ لے (تو) کہے گی: میں نے کبھی بھی تیری طرف سے بھلائی نہیں دیکھی۔''

چنانچہ اللہ تعالیٰ کافروں سے محبت نہیں کرتے اور نہ ہی اپنے بندوں کے لیے کفر کو پسند کرتے ہیں فرمایا:

﴿ إِنْ تَكْفُرُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ وَلَا يَرْضَىٰ لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ وَإِنْ تَشْكُرُوا يَرْضَهُ

---

[1] صحيح سنن الترمذي، رقم: ١١٦.

[2] أخرجه البخاري في كتاب النكاح، باب: كفران العشير وهو الزوج، رقم: ٥١٩٧.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَكُمْ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرَى ثُمَّ إِلَى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝ ﴾ [الزمر: ۷]

''اگر تم کفر کرو تو بے شک اللہ تعالیٰ تم سے بے پروا ہے اور وہ اپنے بندوں کے لیے کفر کو پسند نہیں کرتا۔ اور اگر تم شکر کرو تو وہ تم سے راضی ہو جائے گا۔ کوئی کسی دوسرے کا گناہ نہیں اٹھائے گا۔ پھر تم کو اپنے ربّ کی طرف واپس ہونا ہے۔ پھر وہ تمہیں تمہارے اعمال کے متعلق خبر دے گا۔ بے شک وہ سینوں کی باتوں کو بھی جاننے والا ہے۔''

ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿ فَاخْتَلَفَ الْأَحْزَابُ مِنْ بَيْنِهِمْ فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ كَفَرُوا مِن مَّشْهَدِ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۝ ﴾

[مریم: ۳۷]

''وہ پھر بھی (عیسائیوں کے فرقے) باہم اختلاف کرنے لگے پس کافروں کے لیے ویل اس بڑے دن کے آ جانے سے۔''

(۲).....ظلم کرنے والے:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ ۝ ﴾ [آل عمران: ۵۷]

''اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو پسند نہیں فرماتا۔''

(ظلم) اصل میں کہتے ہیں: کسی چیز کو اس کے غیر محل میں رکھ دینا اور رَجُلٌ ظَلِيمٌ بمعنی بہت بڑا ظالم آدمی اور ظلم بمعنی شرک بھی ہے فرمایا:

﴿ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ۝ ﴾ [لقمان: ۱۳]

''بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔''

(ظالمون) سے مراد وہ لوگ ہیں جو اللہ کے ساتھ شرک کرنے والے، اس کی آیات کا انکار کرنے اور جھٹلانے والے اور اس پر افترا باندھنے والے ہیں چنانچہ فرمایا:

﴿ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ وَهُوَ يُدْعَى إِلَى الْإِسْلَامِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝ ﴾ [الصف: ۷]

''اور کون زیادہ ظالم ہے اس انسان سے جس نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھا حالانکہ اسے اسلام کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرف بلایا جاتا ہے اور اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔''

انہیں اللہ تعالیٰ کی آیات سے نصیحت کی جاتی ہے مگر روگردانی سے کام لیتے ہیں اور سچائی کے آجانے کے باوجود اسے جھٹلا دیتے ہیں، ایمان لانے کے بعد پھر کفر میں واپس چلے جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے حکموں سے اعراض کرتے ہیں، آسمانی کتابوں کے حاملین تو ہیں مگر ان سے جاہل ہیں، اگر علم ہے تو عمل نہیں۔

درج ذیل صفت کے حامل بھی ان میں شامل ہیں:

﴿ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ أَنْزَلَ اللّٰهُ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ ﴾ [المائدہ: ٤٥]

''اور جس نے اللہ کی نازل کردہ (وحی) کے ساتھ فیصلہ نہ کیا تو یہی ظالم ہیں۔''

ایسے لوگ یہود و نصاریٰ کو دوست اور مددگار و محبوب سمجھتے ہیں، مساجد کو نمازوں سے اور شعائر اسلام کے اظہار سے خالی رکھتے ہیں، اپنے کافر آباء و اجداد اور بھائیوں کو دوست رکھتے ہیں، گواہی کو چھپاتے اور اللہ تعالیٰ کے احکامات میں حد سے تجاوز کرتے ہیں۔ سودی لین دین کرتے ہیں، شرکیہ تعویذ لٹکاتے ہیں، قبروں کو چومتے ہیں، تصاویر بناتے اور ان کی تعظیم کرتے ہیں۔ غنی و مالدار ہونے کے باوجود قرضہ کی ادائیگی میں ٹال مٹول کرتے ہیں، لوگوں کی اراضی پر ناجائز قبضہ کرتے ہیں۔

وہ لوگ بھی مراد ہیں جو صغیرہ اور کبیرہ نافرمانیاں اور فواحش الغرض مختلف انواع کے جرائم کا ارتکاب کرتے ہیں، وہ قتل، ڈاکہ زنی، کرتے ہیں، رشوت لیتے اور دیتے ہیں، لوگوں کا اور یتیموں کا مال ناحق طریقہ سے کھاتے ہیں، خودکشی کرتے ہیں، جھوٹے دعویٰ اور جھوٹی قسمیں اٹھاتے ہیں، بغیر علم کے لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں، اپنے پڑوسیوں کو تنگ کرتے ہیں، لوگوں کو کسی دوسرے کی غلطی کی سزا دیتے ہیں، مسجد حرام میں الحاد کرتے ہیں، چنانچہ اسی حرم میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی حرام کردہ اشیاء کا ارتکاب کرتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کی بعض سنتوں کو چھوڑ کر اپنے شیوخ اور بڑوں کے طریقوں پر عمل کرتے ہیں، بغیر علم کے اپنی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں، لوگوں کا تمسخر اڑاتے اور ان کو لعن طعن کرتے ہیں اور ان کی خامیوں پر بجائے پردہ ڈالنے کے انہیں عار دلاتے ہیں۔

﴿ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ۝ ﴾ [الشعراء: ٢٢٧]

''اور جنہوں نے ظلم کیا وہ بھی عنقریب جان لیں گے کہ وہ کس کروٹ الٹتے ہیں۔''

(۳).....حد سے تجاوز کرنے والے:

﴿ وَلَا تَعْتَدُوْا إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝ ﴾ [المائدہ: ٨٧]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور حد سے تجاوز نہ کرو بے شک اللہ تعالیٰ حد سے نکلنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔''

الاعتداء: ہر چیز میں حد سے تجاوز کرنے کو اعتداء کہتے ہیں لیکن بعد میں یہ لفظ ظلم اور نافرمانی کے معانی میں مشہور ہو گیا۔

شرح.....: وہ لوگ مراد ہیں جو محمد ﷺ کی رسالت کے انکاری ہیں۔ لوگوں پر زیادتی کرتے ہوئے انہیں قتل کرتے ہیں، بچوں کو ذبح اور عورتوں کو غصب کرتے ہیں۔ زمینوں اور گھروں پر قبضہ کرتے اور برباد کرتے ہیں۔ سرسبز و شاداب کھیتوں اور باغوں کو جلا کر راکھ کر ڈالتے ہیں۔ چونکہ اللہ تعالیٰ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا اس لیے اس نے عدل کرنے کا حکم اور زیادتی سے منع کیا حتیٰ کہ کفار و مشرکین سے جنگ کرتے وقت بھی حد سے تجاوز کرنے سے منع کیا۔

مسلمانوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝ ﴾

[البقرہ: ۱۹۰]

''اور اللہ کے راستہ میں ان لوگوں سے لڑائی کرو جو تم سے لڑتے ہیں اور حد سے تجاوز نہ کرو، بے شک اللہ تعالیٰ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔''

اعتداء کے تحت لاشوں کا مثلہ، مال غنیمت میں خیانت، بچوں عورتوں اور بے ضرر بوڑھوں اور راہبوں کا قتل، درختوں کو جلانا اور بغیر مصلحت کے جانوروں کا قتل بھی شامل ہے۔ اسی طرح جناب آنحضرت ﷺ نے بھی جنگ میں زیادتی سے منع فرمایا ہے۔ مسلم کی حدیث ہے آپ نے فرمایا:

((اُغْزُوْا بِاسْمِ اللّٰهِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، قَاتِلُوْا مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ، اُغْزُوْا وَلَا تَغُلُّوْا، وَلَا تَغْدِرُوْا وَلَا تَمْثُلُوْا، وَلَا تَقْتُلُوْا وَلِيْدًا.)) [1]

''اللہ کے راستہ میں اللہ کا نام لے کر لڑائی کرو، جس نے اللہ سے کفر کیا اس سے لڑو۔ لڑائی کرو، خیانت نہ کرو، دھوکہ نہ کرو، مثلہ نہ کرو اور بچوں کو قتل نہ کرو۔''

معتدین میں وہ لوگ بھی داخل ہیں جو دین کے داعی اور علماء کو قتل کرتے، قید کرتے یا کسی طریقہ سے تکلیف پہنچاتے یا ان پر جھوٹی تہمت لگاتے ہیں اور اسی طرح ان سے استہزاء کرتے ہیں یا ان کو حقیر سمجھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

---

[1] أخرجه مسلم في كتاب الجهاد، باب: تأمير الإمام الأمراء على البعوث، رقم: ٤٥٢٢.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَيَقْتُلُونَ الَّذِينَ يَأْمُرُونَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۝ ﴾ [آل عمران : ۲۱]

''اور جو لوگ عدل و انصاف کی بات کرتے ہیں انہیں بھی قتل کر دیتے ہیں چنانچہ انہیں دردناک عذاب کی خبر دے دیجیے۔''

اللہ تعالیٰ کی حدود کو پھلانگنے والے اور محارم و معاصی کا ارتکاب کرنے والے بھی معتدین کے تحت آتے ہیں۔ درج ذیل صفات والے بھی انہی میں شامل ہیں: (۱) وہ لوگ جو برائی سے منع نہیں کرتے، (۲).....لوگوں پر ظلم و زیادتی کرتے ہیں، (۳).....غیبت و چغلی سے کام لیتے ہیں، انہیں گالیاں دیتے اور برا بھلا کہتے ہیں۔ (۴).....وہ لوگ بھی معتدین میں شامل ہیں جو دین میں تشدد اختیار کرتے ہوئے اپنے آپ پر اللہ کی حلال کردہ اشیاء حرام کر لیتے ہیں یا حلال کے استعمال میں حد سے تجاوز کر جاتے ہیں، اپنی حاجت و ضرورت سے زائد لیتے ہیں یا اتنی رخصت اختیار کرتے ہیں کہ حرام کو بھی حلال قرار دے دیتے ہیں۔

(۵).....درج ذیل صفات کے حامل بھی معتدین کے تحت آتے ہیں: ان کا کوئی آدمی قتل ہو جائے تو دیت لینے کے باوجود قاتل کو قتل کر دیتے ہیں۔ ظلم کا بدلہ لیتے ہوئے خود ظالم بن بیٹھتے ہیں۔ (۶).....کسی قوم کے بغض کی وجہ سے عدل و انصاف سے رک جاتے ہیں۔ (۷).....دوسروں پر جھوٹی گواہی اور جھوٹی قسم کی وجہ سے زیادتی کرتے ہیں۔ (۸).....اپنی بیگمات پر بھی ظلم کرتے ہیں اور حد سے تجاوز کر جاتے ہیں۔

یعنی ایسے لوگ ہوتے ہیں کہ چھوٹا کام ہو یا بڑا سب میں حد سے بڑھ جاتے ہیں۔ (۹).....دعا مانگتے ہوئے بھی حد پھلانگ جاتے ہیں مثلاً ضرورت سے زائد بلند آواز سے یا چیخ کر دعا مانگتے ہیں، نبوت ملنے کی دعا یا نافرمانی کرنے کی دعا مانگتے ہیں یا ایسے الفاظ کو اپنا شعار بنا کر دعا مانگتے ہیں جو کتاب و سنت سے ثابت نہیں۔ (۱۰).....پانی کا اسراف کرتے اور وسوسے کی حد تک وضو اور غسل کرنے میں مبالغہ آرائی سے کام لیتے ہیں چنانچہ نبی مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّهُ سَيَكُونُ فِي هٰذِهِ الْأُمَّةِ قَوْمٌ يَعْتَدُونَ فِي الطَّهُورِ وَالدُّعَاءِ .)) [1]

''بے شک اس امت میں ایسی قوم ہوگی جو دعا اور صفائی میں حد سے بڑھ جائے گی۔''

(۱۱).....جو لوگ صدقہ و خیرات اور زکوٰۃ میں حد سے تجاوز کرتے ہوئے غیر مستحق کو پکڑا دیتے ہیں وہ بھی معتدین میں شامل ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((اَلْمُعْتَدِي فِي الصَّدَقَةِ كَمَانِعِهَا .)) [2]

---

[1] صحيح سنن أبي داؤد، رقم: ۸۷.
[2] صحيح سنن أبي داؤد، رقم: ۱۴۰۳.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''صدقہ میں حد سے تجاوز کرنے والا اس کو (صدقہ کو) روکنے والے کی طرح ہے۔''

﴿ اَلْقِيَا فِيْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيْدٍ ۝ مَنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ مُّرِيبٍ ۝ ﴾ [ق : ٢٤-٢٥]

''ڈال دو جہنم میں ہر سرکش کافر کو جو نیک کام سے روکنے والا حد سے تجاوز کر جانے والا، (خواہ مخواہ کا) شک کرنے والا ہے۔''

(۴).....فساد اور فسادی آدمی:

قال اللّٰہ تعالی ﴿ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ۝ ﴾ [البقرہ: ٢٠٥]

اللہ عزوجل نے فرمایا: ''اور اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں فرماتا۔''

﴿ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ ﴾ [المائدہ: ٦٤]

مزید فرمایا: ''اور اللہ تعالیٰ فسادیوں کو پسند نہیں فرماتا۔''

فساد: سیدھی چیز سے ٹیڑھی کی طرف چلے جانے کو فساد کہتے ہیں اور یہ درستی کی ضد ہے۔

(فسادی): وہ لوگ ہیں جو حق سے پھر جاتے ہیں یعنی لا الٰہ الا اللّٰہ سے اعراض کر کے باطل کی طرف چلے جاتے ہیں۔ اللہ کے علاوہ کسی اور کو معبود سمجھنے لگ جاتے اور کفر کرتے ہیں۔ اللہ کے راستے سے روکتے ہیں، لوگوں کو محمد ﷺ اور قرآن پر ایمان لانے سے منتشر کر دیتے ہیں۔ مسلمانوں کے متعلق خفیہ تدابیر کرتے ہیں۔ جب کسی بستی میں جاتے ہیں تو قتل و غارت، گھروں کو جلانا اور گرانا شروع کر دیتے ہیں، نیز عزت والوں کو ذلیل و رسوا کرنے ایسے فسادات برپا کرتے چلے جاتے ہیں۔

یہ وہ لوگ ہیں جن کے متعلق قرآن فرماتا ہے:

﴿ الَّذِيْنَ يُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ ۝ ﴾ [الشعراء: ١٥٢]

''وہ لوگ کہ جو زمین میں فساد برپا کرتے ہیں اور درستی نہیں کرتے۔''

اللہ کے اوامر سے سرتابی کرتے اور منہیات کا ارتکاب کرتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کی سنن کو خراب کرتے اور دین میں خرافات ایجاد کرتے ہیں۔

وعدے اور میثاق کا پاس نہیں رکھتے، دوستوں اور پیاروں کے درمیان تفرقہ اور پھوٹ ڈالتے اور چغلی کرتے ہیں۔ ان کی بات ٹیڑھی، افعال قبیح اور اعتقاد فاسد ہوتے ہیں۔ بات بات پر جھوٹ، وعدوں کی خلاف ورزی، امانت میں خیانت اور دھوکہ ان کا شعار ہے۔ رشتہ داریوں کو اللہ تعالیٰ نے جوڑنے کا حکم دیا مگر یہ لوگ اسے کاٹتے ہیں۔ جھگڑے کے وقت بکواس اور فحش گوئی سے کام لیتے ہیں۔ کھیتی اور باغات اجاڑتے ہیں اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جانوروں کی نسل کشی کرتے ہیں۔ زنا کاری کا ارتکاب، شراب کا استعمال، سود اور رشوت عام، تجارت میں ذخیرہ اندوزی، یتیموں اور لوگوں کا مال ناحق ہڑپ کرنا، ناپ تول میں کمی ان کا وطیرہ ہے۔ لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں اور ان کے خلاف چالیں چلتے ہیں، کافروں سے یاری لگاتے ہیں اور ان سے مل کر مسلمانوں کے خلاف سازشوں کا جال بنتے ہیں۔ جادو ٹونے سے کام لیتے ہوئے میاں بیوی کے درمیان جدائی ڈال دیتے ہیں اور زمین پر فساد برپا کرتے ہیں۔

(۴).....خیانت کرنے والے:

اللہ رب العزت فرماتے ہیں:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَآئِنِيْنَ ۝ ﴾ [الانفال: ۵۸]

''بے شک اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔''

﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ ۝ ﴾ [الحج: ۳۸]

''کوئی خیانت کرنے والا ناشکرا، اللہ تعالیٰ کو ہرگز پسند نہیں۔''

(خیانت) امانت کی ضد اور دھوکہ فراڈ اور کسی چیز کو چھپانے کے معنی میں مستعمل ہے۔

(خائنین) وہ لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول سے اور جو ذمہ داریاں ان پر عائد ہیں مثلاً علم اور امانت وغیرہ میں خیانت کرتے ہیں، رازوں کو فاش کرتے ہیں، فراڈ سے کام لیتے ہیں، عہد کو توڑتے ہیں اور طے شدہ معاملات کی مخالفت کرتے ہیں نیز اپنی بادشاہت یا رعیت میں یا اپنے زیر سایہ افراد سے دھوکہ کرتے ہیں۔

ان کی صفات بیان کرتے ہوئے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((خَيْرُكُمْ قَرْنِيْ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ .)) قَالَ عِمْرَانُ: ((لَا أَدْرِيْ أَذَكَرَ النَّبِيُّ ﷺ بَعْدُ قَرْنَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً .)) قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ بَعْدَكُمْ قَوْمًا يَخُوْنُوْنَ وَلَا يُؤْتَمَنُوْنَ، وَيَشْهَدُوْنَ وَلَا يُسْتَشْهَدُوْنَ، وَيَنْذِرُوْنَ وَلَا يَفُوْنَ وَيَظْهَرُ فِيْهِمُ السِّمَنُ .)) [1]

''بے شک تمہارے بعد ایسے لوگ پیدا ہوں گے خیانت کریں گے اور وہ امانت کی پاسداری کرنے والے نہیں ہوں گے۔ اور وہ گواہی دیں گے حالانکہ ان سے گواہی طلب نہیں کی جائے گی۔ اور نذریں مانیں گے مگر پوری نہیں کریں گے۔ اور ان میں موٹاپا عام ہوگا۔''

[1] أخرجه البخاري في كتاب الشهادات، باب: لا يشهد على شهادة جور إذا أشهد، رقم: ٢٦٥١.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیز فرمایا:

((مَنْ أُفْتِيَ بِغَيْرِ عِلْمٍ كَانَ إِثْمُهُ عَلَىٰ مَنْ أَفْتَاهُ وَمَنْ أَشَارَ عَلَىٰ أَخِيهِ بِأَمْرٍ يَعْلَمُ أَنَّ الرُّشْدَ فِي غَيْرِهِ فَقَدْ خَانَهُ .)) [1]

''جس نے بغیر علم کے فتویٰ دیا تو اس کا گناہ اس پر ہے جس نے فتویٰ دیا اور جس نے اپنے بھائی کی کسی معاملے کی طرف رہنمائی کی حالانکہ اسے علم ہے کہ (اس کی) بہتری دوسرے معاملہ میں ہے تو اس نے اپنے بھائی سے خیانت کی۔''

یہ ایسے لوگ ہیں جو اقرباء اور پڑوسیوں کے گھروں اور ان کے بال بچوں کے نگران بنتے ہیں مگر خیانت کرتے ہیں۔ اپنے شرکائے کار سے یا کاروبار کے مالکوں سے بددیانتی کرتے ہیں۔ مقتدیوں کے علاوہ دعا میں صرف اپنے آپ کو ہی خاص کرتے ہیں۔ عورتوں کی طرف نظریں چرا چرا کر دیکھتے ہیں۔ خاوند اپنی بیگمات سے یا بیگمات اپنے خاوندوں سے دھوکہ کریں۔ کچھ لوگوں کی باتوں کو جھٹلاتے ہوں حالانکہ دوسرے لوگ ان باتوں کی تصدیق کرنے والے ہوں۔

رسول اکرم ﷺ نے جہنمی لوگوں کی نشانی بتاتے ہوئے فرمایا کہ:

((وَالْخَائِنُ الَّذِي لَا يَخْفَى لَهُ طَمَعٌ وَإِنْ دَقَّ إِلَّا خَانَهُ، وَرَجُلٌ لَا يُصْبِحُ وَلَا يُمْسِي إِلَّا وَهُوَ يُخَادِعُكَ عَنْ أَهْلِكَ وَمَالِكَ .)) [2]

''خائن وہ ہے کہ جس پر حقیر چیز کی طمع بھی مخفی نہیں۔ چنانچہ وہ اس کی اس میں خیانت کرتا ہے اور وہ آدمی جو صبح اور شام تجھ سے تیرے گھر والوں اور تیرے مال کے متعلق دھوکہ کرتا ہے۔''

ایسے ہی لوگوں کے بارے میں فرمانِ ربّ جلیل ہے:

﴿ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا أَثِيمًا ۝ ﴾ [النساء: ١٠٧]

''بے شک اللہ تعالیٰ کسی بھی خیانت کرنے والے گنہگار کو پسند نہیں فرماتے۔''

(۵).....تکبر کرنے والے:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

---

[1] صحيح سنن أبي داؤد، رقم: ٣١٠٥.

[2] أخرجه مسلم في كتاب الجنة، باب: الصفات التي يعرف بها في الدنيا أهل الجنة وأهل النار، رقم: ٧٢٠٧.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ ۝ ﴾ [النحل: ٢٣]

''بے شک وہ (اللہ) تکبر کرنے والوں کو محبوب نہیں رکھتا۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهِ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ .)) [1]

''جس کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہے وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔''

شرح.....: تکبر، تواضع، فروتنی کی ضد ہے بمعنی اپنے آپ کو لوگوں سے بلند سمجھنا اور ان کو حقیر خیال کرنا اور حق کو جھٹلانا۔ متکبرین سے وہ لوگ مراد ہیں جو اللہ تعالیٰ کی عبادت سے تکبر کرتے ہیں۔

﴿ لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا ۝ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ وَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْتَنْكَفُوْا وَاسْتَكْبَرُوْا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا وَّلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝ ﴾ [النساء: ١٧٢، ١٧٣]

''اس کے باوجود کہ مسیح (علیہ السلام) کو اللہ کا بندہ ہونے میں کوئی ننگ و عار یا تکبر و انکار ہرگز ہو ہی نہیں سکتا اور نہ مقرب فرشتوں کو، اور اس کی بندگی سے جو بھی جی چرائے اور تکبر و انکار کرے اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنی طرف اکٹھا جمع کرے گا پس جن لوگوں نے ایمان کو قبول کیا اور شائستہ عمل کیے ان کو ان کا پورا پورا ثواب عنایت فرمائے گا اور اپنے فضل سے انہیں اور زیادہ دے گا اور جن لوگوں نے سرکشی اور انکار کیا انہیں المناک عذاب دے گا اور وہ اپنے لیے اللہ کے مقابلے میں کوئی حمایتی، دوست اور امداد کرنے والا نہ پائیں گے۔''

انہیں کے متعلق فرمایا:

﴿ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِيَ اِلَيَّ وَلَمْ يُوْحَ اِلَيْهِ شَيْءٌ وَّمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ ۭ وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ۝ ﴾ [الانعام: ٩٣]

''اور اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہوسکتا ہے جو اللہ پر ہی جھوٹ گھڑتا ہو یا وہ کہنے لگے کہ میری

[1] أخرجه مسلم في كتاب الإيمان، باب: تحريم الكبر، رقم: ٢٦٧.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرف وحی کی جاتی ہے حالانکہ اس کی طرف کچھ بھی وحی نہ کی گئی ہو۔ اور (اسی طرح اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا) جو یہ کہنے لگے: عنقریب میں بھی اسی طرح کا قرآن اُتار دوں گا جس طرح کا اللہ نے نازل کیا ہے۔ اگر آپ ان ظالموں کو اس وقت دیکھیں جب یہ موت کی سختی میں ہوتے ہیں اور فرشتے لمبے ہاتھ کر کے کہتے ہیں ان قالبوں کو خالی کرو۔ آج تم کو ذلت کی سزا دی جائے گی۔ اس وجہ سے کہ تم اللہ تعالیٰ کے ذمہ جھوٹی باتیں لگاتے تھے اور تم اللہ تعالیٰ کی آیات سے تکبر کرتے تھے۔''

ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰهُمْ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ۝ ﴾ [غافر: ۳۵]

''جو بغیر سند کے جو ان کے پاس ہو، اللہ کی آیتوں میں جھگڑتے ہیں، اللہ کے نزدیک اور مومنوں کے نزدیک یہ تو بہت بڑی بیزاری کی چیز ہے، اللہ تعالیٰ اسی طرح ہر ایک مغرور سرکش کے دل پر مہر کر دیتے ہیں۔''

پھر یوں بھی فرمایا ہے:

﴿ سَاَصْرِفُ عَنْ اٰيٰتِيَ الَّذِيْنَ يَتَكَبَّرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ط وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الْغَيِّ يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ۝ ﴾ [الاعراف: ۱۴۶]

''وہ لوگ جو دنیا میں تکبر کرتے ہیں جس کا انہیں کوئی حق حاصل نہیں اور اگر تمام نشان دیکھ لیں تب بھی وہ ان پر ایمان نہ لائیں اور اگر ہدایت کا راستہ دیکھیں تو اس کو اپنا طریقہ نہ بنائیں اور اگر گمراہی کا راستہ دیکھ لیں تو اس کو اپنا طریقہ بنالیں۔'' جو لوگ انہیں نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے ہیں ان کی بات کو قبول کرنے سے بھی تکبر کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی آیات اور امر و نواہی سے نصیحت حاصل کرنا ان پر بڑا ثقیل ہے۔ ان کے دل وعظ کو قبول کرنے اور ذکر سے فائدہ اٹھانے سے عاری اور غافل ہیں یہی وجہ ہے کہ وہ قبول حق سے اعراض اور روگردانی کرتے ہیں۔ فرمایا:

﴿ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا كَاَنَّ فِيْٓ اُذُنَيْهِ وَقْرًا فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ ﴾ [لقمان: ۷]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور جب اس پر ہماری آیات تلاوت کی جاتی ہیں (تو) تکبر کرتے ہوئے لوٹ جاتا ہے گویا کہ سنا ہی نہیں گویا کہ اس کے دونوں کانوں میں بوجھ ہیں چنانچہ (اے نبی!) اسے دردناک عذاب کی بشارت سنا دیں۔''

مزید فرمایا:

﴿ إِذَا قِيلَ لَهُمْ لَآ إِلَـٰهَ إِلَّا اللَّهُ يَسْتَكْبِرُونَ ۝ ﴾ [الصّٰفّٰت: ٣٥]

''جب انہیں کہا جاتا ہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں (تو) وہ تکبر کرتے ہیں۔''

ایسے لوگ نماز، سجدہ اور زمین پر اپنی پیشانی رکھنے سے رک جاتے ہیں۔ دوبارہ جی اٹھنے اور حساب و کتاب، جنت اور جہنم پر ایمان نہیں رکھتے۔

تکبر کی بناء پر حق کا انکار کرتے ہیں اور دوسروں کو ذلیل اور حقیر سمجھتے ہیں۔ ناک منہ چڑھا کر چلتے پھرتے ہیں چنانچہ جب فقراء سے ملاقات ہوتی ہے تو انہیں سلام کہنا بھی گوارا نہیں کرتے اور حقیر سمجھتے ہوئے ان کے ساتھ بیٹھنا پسند نہیں کرتے۔

کپڑے پہننے میں تعلّی سے کام لیتے ہیں۔ چنانچہ جب چلتے ہیں تو تکبر کی بناء پر کپڑا ٹخنوں سے نیچا رکھتے ہیں۔ اپنی گاڑی اور بنگلوں کی وجہ سے لوگوں پر فخر کرتے ہیں۔

قیامت کے دن کہا جائے گا۔

﴿ ادْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَـٰلِدِينَ فِيهَا فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِينَ ۝ ﴾ [غافر: ٧٦]

''جہنم کے دروازوں میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے کے لیے داخل ہو جاؤ چنانچہ متکبرین کا برا ٹھکانہ ہے۔''

(٦).....اللہ تعالیٰ کی آیات پر جھگڑا کرنے والے:

اللہ رب العالمین قرآن عظیم میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ بِغَيْرِ سُلْطَانٍ أَتَاهُمْ كَبُرَ مَقْتًا عِندَ اللَّهِ وَعِندَ الَّذِينَ آمَنُوا كَذَٰلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ۝ ﴾ [مومن: ٣٥]

''وہ لوگ جو اللہ کی آیات میں جھگڑتے ہیں، بغیر کسی دلیل کے جو ان کے پاس آئی ہو، بڑی ناراضی کی بات ہے اللہ کے نزدیک اور ان کے نزدیک جو ایمان لائے۔ اسی طرح اللہ ہر متکبر، سرکش کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ کی آیتوں میں جھگڑا کرنے والے: ❶

یہ ایسے لوگ ہوتے ہیں جو حق کو باطل کے ساتھ دور کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے پاس کوئی دلیل موجود ہوئے بغیر وہ حق کے دلائل سے جھگڑا کرتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس بات پر ان سے سخت قسم کی ناراضگی کا اظہار کرتے ہیں۔ اسی لیے اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے: كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ..... یہ بات اللہ تعالیٰ اور اہل ایمان کے نزدیک نہایت بغض وعناد اور ناراضگی والی ہے۔'' (یہ جملہ پیچھے بیان کردہ آیت میں گزر چکا ہے) یعنی جن لوگوں کی یہ صفت بد ہو ان سے اللہ عزوجل کے ساتھ ساتھ ایمان والے بھی بغض رکھا کرتے ہیں۔ جن لوگوں کی یہ صفت بد ہو اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دیا کرتے ہیں۔ چنانچہ یہ لوگ اس کے بعد نیکی کو پہچان نہیں سکتے اور نہ ہی برے کام کی وہ تردید کیا کرتے ہیں۔ اس لیے اللہ عزوجل فرماتے ہیں: ''اسی طرح سے اللہ رب العزت ہر جبر کرنے والے متکبر دل پر مہر لگا دیا کرتے ہیں۔'' یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ ان قرآنی آیات سے جھگڑا نکالنے والوں کے دلوں پر مہر لگا دیا کرتے ہیں اُسی طرح رب تعالیٰ ہر سرکش ومتکبر دل پر مہر لگا دیتے ہیں حتیٰ کہ وہ سیدھی راہ کے لیے عقل کھو بیٹھتا ہے اور حق کو قبول نہیں کرتا۔ امام قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ایسے جابر وسرکش قسم کے لوگوں کی نشانی اہل ایمان کا ناحق قتل ہوا کرتا ہے۔ (جیسے کہ تمام خارجی ورافضی فرقے ہیں) واللہ تعالیٰ اعلم۔

اور دوسرے مقام پر اللہ عزوجل ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ اِنْ فِيْ صُدُوْرِهِمْ اِلَّا كِبْرٌ مَّا هُمْ بِبَالِغِيْهِ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴾ [المومن: ٥٦]

''بے شک وہ لوگ جو اللہ کی آیات میں کسی دلیل کے بغیر جھگڑتے ہیں جو ان کے پاس آئی ہو، ان کے سینوں میں ایک بڑائی کے سوا کچھ نہیں، جس تک وہ ہرگز پہنچنے والے نہیں ہیں۔ سو اللہ کی پناہ مانگ۔ بے شک وہی سب کچھ سننے والا، سب کچھ دیکھنے والا ہے۔''

یعنی یہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی آیات میں جھگڑا نکالتے ہیں اور صحیح قرآنی دلائل کو فاسد شبہ کے ذریعے رد کرتے ہیں تو ان کے پاس اللہ عزوجل کی طرف سے کوئی دلیل وبرہان نہیں ہوتی۔ اِنْ فِيْ صُدُوْرِهِمْ اِلَّا كِبْرٌ مَّا هُمْ بِبَالِغِيْهِ ..... ان کے دلوں میں اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ بڑائی وفخر کی ہوس سما گئی ہے۔ حالانکہ وہ اس تک پہنچ نہیں سکتے۔'' گویا ان کے دلوں میں حق پر چلنے کے ضمن میں تکبر ہی تکبر ہے اور ان لوگوں کے بارے میں حقارت کے

❶ دیکھئے: تفسیر ابن کثیر جلد ١، ص ١٩٤، جلد ٤، ص ١١٩، جامع البیان للطبری۔ سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ١٣٩ کی تفسیر۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جذبات کہ جو حق کو پیش کریں۔ حالانکہ حق کو نیچا دکھانے اور باطل کو بلند کرنے کے لیے جو وہ جدوجہد کرتے ہیں تو اس سے ان کو کچھ بھی حاصل ہونے والا نہیں۔ وہ اپنے قصد میں کبھی بھی نہیں پا سکیں گے۔ بلکہ حق ہی غالب آنے والا ہے۔ ان کی بک بک اور برے عزائم رسوا ہو کر رہیں گے۔

یہ لوگ کہ جو اہل ایمان سے ان کے دین کے بارے میں جھگڑا اور مخاصمہ کرتے ہیں۔ اللہ عزوجل کے بارے میں غلط سلط اور واہیات قسم کی باتیں کرتے ہیں ان پر اللہ کا غضب نازل ہوتا رہتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَالَّذِيْنَ يُحَاجُّوْنَ فِي اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مَا اسْتُجِيْبَ لَهٗ حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ﴾ [الشوریٰ: ١٦]

''اور جو لوگ اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہیں، اس کے بعد کہ اس کی دعوت قبول کر لی گئی، ان کی دلیل ان کے رب کے نزدیک باطل ہے اور ان پر بڑا غضب ہے اور ان کے لیے بہت سخت سزا ہے۔''

اور اللہ عزوجل کی ذاتِ اقدس کے بارے میں جھگڑا کرنے والے یہ لوگ یہودی اور نصرانی ملتوں کے ہیں جو اہل ایمان سے اس ضمن میں مخاصمہ کرتے ہیں اور انہیں ہدایت مستقیم سے روکتے ہوئے ان سے کہتے ہیں: ہم اللہ تبارک وتعالیٰ کے بارے میں تم سے زیادہ جانتے ہیں، اس لیے کہ ہم اس کے بیٹے اور اس کے محبوب لوگ ہیں۔ اور اس لیے بھی کہ ہمارے آباؤ اجداد اور ہماری کتابیں تم لوگوں سے پہلے کی ہیں اور پھر یہ یہود و نصاریٰ مسلمانوں سے یہ بھی کہتے ہیں: ہمارا دین (یہودیت و نصرانیت) تمہارے دین (اسلام) سے بہتر ہے۔ ہمارے نبی تمہارے نبی سے پہلے آئے تھے اور ہماری کتاب تمہاری کتاب سے پہلے نازل ہو چکی ہے۔ ہم تم سے بہتر اور اللہ عزوجل کے بارے میں تم سے زیادہ اولیٰ ہیں۔ یہود و نصاریٰ اس لیے اپنے آپ کو اہل ایمان سے زیادہ افضل جانتے ہیں کہ وہ اہل کتاب ہیں اور بلاشبہ وہ نبیوں کی اولادیں ہیں۔

یہی وہ لوگ ہیں اور ان کے پیروکار جو اُس دین حنیف، اللہ کے دین، اسلام کے بارے میں جھگڑا کرتے ہیں کہ جسے دے کر دنیا میں محمد رسول اللہ ﷺ کو بھیجا گیا تھا۔ اس طرح کے خبیث النفس لوگ اہل ایمان سے کہتے ہیں: ہمارا دین دینِ اسلام سے افضل ہے۔ ہمارے تمدن و تہذیب مسلمانوں کی تہذیب و ثقافت سے بہتر ہے۔ ہماری شریعت اسلام کی شریعت سے زیادہ ماڈرن اور فوقیت والی ہے۔ ہمارا دین ہر زمانے سے مطابقت و مناسبت رکھنے والا ترقی یافتہ دین ہے۔ (جیسے آج کل یورپ کی حیا باختہ تہذیب و ثقافت سے ان کے دعویٰ کی دلیل موجود ہے) جبکہ اسلام (کے متعلق یہ اعداء اللہ کہتے ہیں کہ) کا زمانہ گزر گیا ہے۔ اب یہ دین جدید دور سے میل نہیں کھاتا اور نہ ہی شاید بعد والے ادوار کے لیے اب یہ کارآمد رہ گیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہی وہ بد باطن مشرکین گمراہ لوگ ہیں جو اہل ایمان سے اس طرح کا جھگڑا کرتے ہیں تاکہ وہ مسلمانوں کو صراطِ مستقیم سے روک سکیں اور وہ اس بات کا طمع رکھتے ہیں کہ جاہلیت کا دور دوبارہ واپس پلٹ آئے۔

اللہ عزوجل نے ایسے تمام خبیث النفس قسم کے لوگوں کو دھمکی دی ہے کہ جو اہل اسلام کو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں۔ وہ ان ایمان والوں سے جھگڑا کرتے ہیں کہ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کو دل و جان سے مانتے ہیں تاکہ وہ ان کو ہدایت والی راہ سے روک سکیں۔ چنانچہ پیچھے بیان کردہ آیات کریمہ میں اللہ عزوجل نے وضاحت سے بیان فرما دیا ہے کہ وہ ان سے بغض و عناد رکھتا ہے۔ اور یہ کہ اللہ عزوجل کے ہاں ان کی اس ضمن میں ہر دلیل باطل ہے۔ ان پر اللہ عزوجل کی طرف سے سخت قسم کا غضب ہے اور قیامت والے دن ان کے لیے انتہائی سخت عذاب ہوگا۔

اللہ تبارک نے درج ذیل فرمان میں اپنے حبیب و خلیل نبی محمد رسول اللہ ﷺ کو حکم فرمایا ہے کہ وہ ایسے تمام لوگوں کی وضاحت سے تردید فرمائیں۔ چنانچہ فرمایا:

﴿ قُلْ اَتُحَآجُّوْنَنَا فِي اللّٰهِ وَ هُوَ رَبُّنَا وَ رَبُّكُمْ وَ لَنَآ اَعْمَالُنَا وَ لَكُمْ اَعْمَالُكُمْ وَ نَحْنُ لَهٗ مُخْلِصُوْنَ۝ ﴾ [البقرہ: ۱۳۹]

''کہہ دے کیا تم ہم سے اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہو، حالانکہ وہی ہمارا رب اور تمھارا رب ہے اور ہمارے لیے ہمارے اعمال ہیں اور تمھارے لیے تمھارے اعمال۔ اور ہم اسی کے لیے اعمال خالص کرنے والے ہیں۔''

یعنی اے محمد (ﷺ) ان یہود و نصاریٰ سے کہہ دیجیے جو یہ گمان باطل رکھتے ہیں کہ وہ اللہ کے بیٹے اور اس کے محبوب ہیں اور وہ اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں کہ اپنے آباء و اجداد اور اپنی کتب کے تم سے پہلے ہونے کی وجہ سے وہ تم سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے قریب ہیں: کیا تم لوگ اے یہود و نصاریٰ! (اور اُن کے چیلے چانٹو!) ہم سے اللہ تبارک و تعالیٰ کے بارے میں جھگڑا کرتے ہو اور یہ گمان رکھتے ہو کہ تمہارا دین ہمارے دین سے افضل ہے؟ اور یہ گمان باطل رکھتے ہو کہ تم سیدھی راہ پر ہو اور ہم گمراہی پر ہیں۔ کیا تمہارے پاس اس کے لیے اللہ عزوجل کی طرف سے کوئی دلیل اور برہان ہے کہ جس کی بنا پر تم ہمیں اپنے دین کی دعوت دیتے ہو؟ اس پر اگر کوئی ایسی دلیل تمہارے پاس موجود ہے تو پیش کرو، ہم اُسے قبول کرتے ہوئے تمہاری اطاعت کرنے لگیں گے۔ (مگر ان کے پاس کہاں سے آئی۔ سوائے ہٹ دھرمی اور جاہلی عصبیت کے ان کے پاس ہے ہی کیا؟)

پھر اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے حبیب و خلیل نبی محمد رسول اللہ ﷺ سے فرمایا: اے محمد! آپ ان سے کہہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیں، اگر وہ اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں کہ (سادا تنا) ابراہیم و اسماعیل، اسحاق و یعقوب اور اسباط یعقوب علیہم السلام یہودی یا نصرانی تھے؟ تو کیا اس بارے میں اور جس دین پر وہ تھے، اُس کے متعلق تم زیادہ علم رکھتے ہو یا اللہ تبارک و تعالیٰ زیادہ علم رکھتے ہیں؟ اپنے اس دعویٰ پر کہ جو تم نے کر رکھا ہے کوئی دلیل پیش کرو۔ ہم تمہاری تصدیق کر دیں گے۔ اللہ عزوجل نے تو اپنے ان جلیل القدر بندوں کو دنیا کے امام بنایا تھا کہ جن کی اقتدا کی جاتی ہے۔ چنانچہ اللہ رب العزت نے ان کے دعویٰ کی تردید کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کے خلیل ابراہیم اور ان کے بعد والے اللہ کی کتاب میں مذکور انبیاء کرام علیہم السلام اور اسباط یعقوب تو اپنی ملت پر تھے۔ اُن کا یہودیت و نصرانیت سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ یہ تو سب بعد کی پیداوار تھیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴾ [آل عمران: ٦٧]

''ابراہیم نہ یہودی تھا اور نہ نصرانی، بلکہ ایک طرف والا فرماں بردار تھا اور مشرکوں سے نہ تھا۔''

ایک اور مقام پر اللہ ذوالجلال نے انہیں شدید قسم کی دھمکی دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ: بلاشبہ اس کا لامحدود علم ان کے محدود علم کو گھیرے ہوئے ہے اور وہ ان کو اس پر نہایت برا بدلا ضرور دے گا۔ چنانچہ فرمایا:

﴿ اَمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ وَ الْاَسْبَاطَ كَانُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى قُلْ ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ وَ مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴾ [البقرہ: ١٤٠]

''یا تم کہتے ہو کہ ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور ان کی اولاد یہودی تھے یا عیسائی؟ کہہ دے کیا تم زیادہ جاننے والے ہو یا اللہ؟ اور اس سے زیادہ ظالم کون ہے جس نے وہ شہادت چھپالی جو اس کے پاس اللہ کی طرف سے تھی اور اللہ ہرگز اس سے غافل نہیں جو تم کرتے ہو۔''

امام حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہود و نصاریٰ اپنی کتابوں (تورات، انجیل وغیرہا) میں پڑھا کرتے تھے کہ: دین دراصل اسلام ہی ہے اور بلاشبہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ ابراہیم و اسماعیل، اسحاق و یعقوب اور اسباط علیہم السلام یہودیت و نصرانیت سے بری تھے۔ انہوں نے اس بات پر اللہ کے لیے گواہی دی تھی اور انہوں نے اپنے آپ پر اللہ عزوجل کا اقرار کیا تھا۔ مگر انہوں نے اس گواہی سے اللہ کی گواہی کو اپنے آپ سے چھپالیا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے محبوب نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہنمائی کرتے ہوئے مشرکین کے جھگڑے کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ازالہ کرنے کے لیے فرماتے ہیں: قُلْ اَتُحَآجُّوْنَنَا فِي اللّٰهِ....؟ آپ ان یہود و نصاریٰ سے کہیے: کیا تم لوگ ہم سے اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس کے بارے میں جھگڑا کرتے ہو؟'' یعنی تم ہمارے ساتھ اللہ کریم کی توحید اس کے لیے اخلاص، تسلیم و رضا، اس کے احکام کی اتباع اور اس کی نافرمانیوں کو ترک کرنے پر مناظرہ کرتے ہو؟

وَ هُوَ رَبُّنَا وَ رَبُّكُمْ ..... حالانکہ وہ ہمارا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے۔ اسی کے ہاتھ میں تمام بھلائیاں ہیں۔ اسی کی طرف اجر و انعام اور سزا نے لوٹنا ہے۔ اسی کی طرف سے اعمال پر بدلہ ملنا ہے۔ وہی رب کریم ہمارے اور تمہارے درمیان معاملات کو پھیرنے والا ہے اور الوہیت کو ایک اسی کی ذات اقدس کے لیے خالص کرنے کا صرف وہی ایک اللہ مستحق ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور نہ ہی کوئی اس کی ذات و صفات اور عبادت و ملکیت میں کوئی حصے دار ہے۔

وَ لَنَآ اَعْمَالُنَا وَ لَكُمْ اَعْمَالُكُمْ .... ہمارے لیے ہمارے اعمال ہیں اور تمہارے لیے تمہاری اعمال (جیسا کرو گے ویسا بھرو گے) ہم تم سے بری ہیں اور ان سے بھی کہ جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو (یعنی اس نظریہ شرک و خرافات سے) بعینہٖ تم ہم سے بری ہو۔

اور جہاں تک آیت کے آخری جملے: وَ نَحْنُ لَهٗ مُخْلِصُوْنَ٥ کا تعلق ہے، تو اس کا معنی یہ ہے کہ: ہم ہر طرح کی عبادت و اطاعت ایک اللہ کے لیے خالص کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہم کسی چیز کو شریک نہیں ٹھہراتے اور نہ ہی ہم اس کے سوا کسی کی عبادت و پوجا کرتے ہیں۔ جیسا کہ بتوں کی پوجا کرنے والے مشرکین اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ ساتھ بتوں اور مورتیوں، تصویروں کی بھی پوجا کرتے ہیں۔ بچھڑے کی پوجا کرنے والے (ہندو، یہودی وغیرہم) بچھڑے کے ساتھ ساتھ اللہ کی بھی کبھی پوجا کرنے لگتے ہیں۔ یہ اللہ عزوجل کی طرف سے مشرکین اور یہود و نصاریٰ کے لیے پوری پوری ڈانٹ ہے اور اہل ایمان کے لیے پوری پوری دلیل پکڑنا ہے۔ نبی مکرم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے لیے اللہ تبارک و تعالیٰ کے اس فرمان کے ساتھ حوصلہ افزائی ہے کہ: ایمان والو تم ان یہود و نصاریٰ سے کہو کہ جنہوں نے تم سے کہا ہے: ''كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا۔ یہودی یا نصرانی ہو جاؤ سیدھی راہ پا جاؤ گے۔'' کیا تم اس دین اسلام، اللہ کی شریعت کے بارے میں ہم سے جھگڑا نکالتے ہو کہ جس کے متعلق ہمیں اللہ رب العالمین نے حکم دیا ہے کہ ہم اُسے بطور دین و شریعت اختیار کریں۔ صورتِ حال یہ ہے کہ ہمارا اور تمہارا رب ایک ہی ہے کہ جو انصاف کرتا ہے، ظلم نہیں کرتا۔ اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ ہم میں سے ہر فریق کے لیے وہی کچھ ملنے والا جو اُس نے نیک اور برے اعمال میں سے کمایا ہوگا۔ اللہ عزوجل عدل و انصاف سے کام لیتے ہوئے یا تو اجر و انعام سے نوازے گا (کہ جس کا عقیدہ درست اور عمل صالح

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوں گے) یا پھر وہ ہر اس شخص کو سزا دے گا کہ جس کا عقیدہ خراب اور اعمال برے ہوں گے۔ ان دونوں باتوں کا انحصار نہ ہو تو حسب ونسب پر ہوگا اور نہ ہی کسی دین اور کتاب الٰہی کے پرانا اور مقدم ہونے پر۔

(۷).....اللہ ذوالجلال کی بے عمل سے ناراضگی:

اللہ عزوجل کا ارشاد گرامی ہے:

﴿ يَـٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ ۝ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ ۝ ﴾ [الصف: ۲،۳]

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! ایسا کیوں کہتے ہو جو تم نہیں کرتے۔ اللہ کے نزدیک ناراض ہونے کے اعتبار سے بڑی بات ہے کہ تم وہ کہو جو تم نہیں کرتے۔''

بے عمل قول:

اس کا مطلب ہے کہ انسان کوئی وعدہ کرے (مگر اس پر پورا نہ اترے) یا کوئی بات کہے مگر اس کا ایفاء نہ کرے۔ یا اپنے بارے میں کوئی خیر، بھلائی کی بات کرے مگر اُسے سرانجام نہ دیتا ہو۔ یا تو ایسی بات کا تعلق ماضی سے ہوگا جس کے نتیجہ میں وہ جھوٹ بول رہا ہوگا یا پھر اس بات کا تعلق زمانۂ مستقبل سے ہوگا تب وہ اپنی بات کی خود ہی خلاف ورزی کرنے والا ہوگا۔ اور ان دونوں حالتوں میں یہ بات قابل مذمت ہے۔

ایسا کہنے والے جو کرتے نہیں:

یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو علم کو سیکھ کر لوگوں کو سکھاتے ہیں مگر جو وہ کہہ رہے ہوتے ہیں اس پر عمل نہیں کرتے۔ حالانکہ بندوں سے مطلوب علم کے ساتھ عمل بھی ہے۔ جو قیامت کے دن نفع بخش بھی ہوگا۔

جب عمل علم سے پیچھے رہ جائے تو وہ صاحب علم پر حجت بن جایا کرتا ہے اور قیامت والے دن یہی عمل اس کے لیے ندامت اور رسوائی کا سبب بن جائے گا۔ [1]

امام مالک بن دینار رحمہ اللہ کہتے ہیں: جب عالم اپنے علم پر عمل نہ کرے تو جس طرح ایک چکنے پتھر سے بارش کے قطرے پھسل جایا کرتے ہیں، اسی طرح امت کی نصیحت وموعظت دلوں سے زائل ہوجایا کرتی ہے۔ شاعر کہتا ہے ؎

يَـا وَاعِـظَ النَّـاسِ قَـدْ اَصْبَحْـتَ مُتَّهَمًـا
اِذْ عِبْـتَ مِـنْهُـمْ اُمُـوْرًا اَنْـتَ تَـأْتِيْهَـا

---

[1] دیکھئے: فيض القدير للمناوي / جلد ۳، ص ۲۵۳.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''لوگوں کو وعظ و نصیحت کرنے والے واعظ خوش الحان! جب تم لوگوں کے ایسے اُمور میں ان کے عیب نکالو گے کہ جنہیں تم خود کرتے ہو تو جانو کہ تم خود تہمت لگا دیے گئے۔''

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أُتِيْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِيْ عَلٰى قَوْمٍ تُقْرَضُ شِفَاهُهُمْ بِمَقَارِيْضَ مِنْ نَّارٍ، كُلَّمَا قَرَضَتْ وَفَتْ، فَقُلْتُ: يَا جِبْرِيْلُ مَنْ هٰؤُلَاءِ؟ قَالَ: هٰؤُلَاءِ خُطَبَاءُ أُمَّتِكَ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ مَالَا يَفْعَلُوْنَ، وَيَقْرَؤُوْنَ كِتَابَ اللّٰهِ وَلَا يَعْمَلُوْنَ بِهٖ.)) [1]

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ''جس رات مجھے معراج کروائی گئی اُس رات (اوپر آسمانوں پر) مجھے ایک ایسی قوم کے پاس لایا گیا جن کے ہونٹوں کو آگ کی قینچیوں سے کاٹا جا رہا تھا۔ جب ان کے ہونٹوں کو کاٹ دیا جاتا تو وہ پھر سے ٹھیک ہو جاتے۔ میں نے پوچھا: اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا: یہ تمہارے امت کے وہ خطیب حضرات و واعظین ہیں کہ جو زبانوں سے وہ کہتے تھے جسے وہ کرتے نہیں تھے۔ حالانکہ وہ اللہ کی کتاب کو پڑھتے تھے مگر اس پر وہ عمل نہیں کرتے تھے۔''

بعض سلف صالحین کے بارے میں مروی ہے کہ اُن سے کہا گیا: جناب ہمیں کوئی حدیث بیان کیجیے۔ مگر وہ خاموش رہے۔ ان سے پھر گزارش کی گئی کہ جناب ہمیں کوئی حدیث ہی سنا دیجیے۔ تو وہ کہنے لگے: کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ میں وہ کچھ کہوں جسے میں کرتا نہیں ہوں اور میں اللہ کی ناراضگی کو جلد مول لے لوں؟

تو یہ بے عمل واعظین وہ لوگ ہوتے ہیں جو غیروں کو نیکی اور خیر کے کاموں کی نصیحت تو کرتے ہیں مگر اپنے آپ کو بھول جاتے ہیں۔ چنانچہ وہ کچھ کرتے نہیں جو وہ کہتے ہیں۔ اللہ عزوجل ایک اور مقام پر ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَ تَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَ اَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴾

[البقرہ: ٤٤]

''کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو، حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو، تو کیا تم نہیں سمجھتے؟''

اس آیت کریمہ میں ڈانٹ نیکی کے عمل کو ترک کرنے پر پلائی گئی ہے نہ کہ نیکی کا حکم کرنے پر۔ اسی لیے اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی کتاب حکیم میں ایک ایسی قوم کی مذمت بیان فرمائی ہے کہ جو نیکی کے کاموں کا حکم تو دیا کرتے تھے مگر خود ان پر عمل نہیں کرتے تھے۔ انہیں اللہ نے ایسی ڈانٹ پلائی ہے کہ جس کی تلاوت قیامت تک کی

[1] صحیح الجامع الصغیر، رقم: ١٢٩.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتی رہے گی۔ ابوالعتاھیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

وَصَفْتَ التُّقَى حَتَّى كَأَنَّكَ ذُوتُقًى
وَرِيحُ الْخَطَايَا مِنْ ثِيَابِكَ تَسْطَعُ

''اے واعظ خوش الحان! تو نے تقویٰ کی ایسی تعریف کی ہے گویا کہ تو خود بڑا ہی کوئی متقی آدمی ہے جبکہ گناہوں اور غلطیوں کی بدبو تیرے کپڑوں سے پھوٹ پھوٹ کر نکل رہی ہے۔''

یہی بات کسی اردو شاعر نے یوں کہی ہے ؎

لبھاتا ہے دل کو کلامِ خطیب
مگر لذتِ شوق سے بے نصیب
بیاں اس کا منطق سے سلجھا ہوا
لغت کے بکھیڑوں میں اُلجھا ہوا
میراث میں آئی ہے انہیں مسند ارشاد
زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن

ایک اور عربی کا شاعر ابوالاسود الدولی کہتا ہے: ؎

لَاتَنْهَ عَنْ خُلُقٍ وَتَأْتِيَ مِثْلَهُ
عَارٌ عَلَيْكَ إِذَا فَعَلْتَ عَظِيمُ
وَابْدَأْ بِنَفْسِكَ فَانْهَهَا عَنْ غَيِّهَا
فَإِنْ انْتَهَيْتَ عَنْهُ فَأَنْتَ حَكِيمُ
فَهُنَاكَ يُقْبَلُ إِنْ وَعَظْتَ وَيُقْتَدَى
بِالْقَوْلِ مِنْكَ وَيَنْفَعُ التَّعْلِيمُ

''ایسے بُرے اخلاق سے کسی کو مت منع کر کہ جس جیسی بری عادات کا تو خود ارتکاب کرتا ہو۔ اگر تو ایسا کرے گا تو یہ تمہارے لیے بہت بڑے عار اور عیب کی بات ہے۔ پہلے اپنے نفس سے شروع کر اور اسے اس کی سرکشی سے روک۔ اگر تو اپنے نفس کی سرکشی سے باز رہا تو جان لے کہ پھر تو بہت دانا آدمی ہے۔ اگر اس کے بعد تو کسی کو نصیحت کرے گا تو تیری بات کو پھر قبول بھی کیا جائے گا۔ اس بات کی اقتدا ہوگی اور اس وقت تعلیم بھی فائدہ دے گی۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گویا اس بات کو ہم یوں کہہ سکتے ہیں ؎

مرید سادہ تو رو رو کے ہوگیا تائب
اللہ کرے کہ ملے شیخ کو بھی یہ توفیق
خرد نے کہہ بھی دیا لا الہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں
فطرت کے تقاضوں پہ نہ کر راہِ عمل بند
مقصود ہے کچھ اور ہی تسلیم و رضا کا

غرضیکہ: اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی اس بدکرداری پر مذمت کی ہے اور انہیں ان کے اپنے ہی حق میں خطا کرنے پر خبردار فرمایا ہے۔ اس حیثیت سے کہ وہ خیر اور نیکی کا حکم تو دیتے ہیں مگر اسے خود کرتے نہیں۔ ان کے نیکی کے لیے حکم دینے مگر اسے چھوڑ دینے پر ان کی مذمت مقصود نہیں ہے، بلکہ نیکی کو ترک کرنے پر ان کی مذمت کی گئی ہے۔ اس لیے کہ بلاشبہ نیکی کا حکم دینا بذات خود نیکی ہے۔ یہ ہر عالم آدمی پر واجب ہے اور عالم آدمی پر بالاولیٰ واجب یہ ہے کہ وہ لوگوں کو عمل صالح کا حکم دینے کے ساتھ ساتھ اسے خود بھی کرے اور اس ضمن میں وہ ان سے پیچھے نہ رہے۔ [1]

بدعملی کا شکار یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو پوچھتے ہیں کہ: اللہ عزوجل کے ہاں کون سے اعمال زیادہ پسندیدہ ہیں تاکہ وہ انہیں کرسکیں، مگر جب انہیں ان کا علم ہوجاتا ہے تو وہ ان پر عمل نہیں کرتے۔ اللہ عزوجل کا درج ذیل فرمان ہر اس شخص کے لیے اس بات کو واجب کردیتا ہے کہ وہ اس سے ایفاء کرے جس نے اپنے آپ کو اس میں اطاعت کے طور پر عمل کے لیے واجب کرلیا ہو۔ فرمایا:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ ﴾ [الصف: ٢]

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! کیوں کہتے ہو جو تم نہیں کرتے۔''

یہی بے عمل وہ لوگ ہوتے ہیں جو اپنے آپ کو جہاد فی سبیل اللہ کے لیے تیار کرتے ہیں مگر جب انہیں جہاد کے لیے بلایا جاتا ہے تو پیٹھ پھیر کر چلتے بنتے ہیں۔ اور جس بات کا انہوں نے وعدہ کیا ہوتا ہے اس سے وہ ایفاء نہیں کرتے۔ جبکہ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ ۝ ﴾ [الصف: ٤]

[1] تفصیل کے لیے دیکھیے: تفسیر ابن کثیر رحمہ اللہ جلد ١، ص ٨٩.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''بلاشبہ اللہ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اس کی راہ میں صف باندھ کر لڑتے ہیں، جیسے وہ ایک سیسہ پلائی ہوئی عمارت ہوں۔''

یہی وہ لوگ ہوتے ہیں جو مسلمانوں کی مدد کا وعدہ کرتے ہیں مگر اس وعدے کا ایفاء نہیں کرتے۔ یہی وہ لوگ ہوتے ہیں جو کہتے ہیں: ہم مسلمانوں کے شانہ بشانہ لڑیں گے مگر لڑتے نہیں۔ کہتے ہیں: ہم میدان قتال و جہاد میں صبر و استقامت سے کام لیں گے، مگر صبر کرتے نہیں۔ یہی بے عمل وہ لوگ ہوتے ہیں جو علم کے زیور سے آراستہ تو ہوتے ہیں لیکن اس کے اہل ثابت نہیں ہوتے یا دین کا اظہار تو کرتے ہیں مگر عملاً بے دین ہوتے ہیں۔ وہ اس بات کو بہت پسند کرتے ہیں کہ اُن کے ایسے کاموں کی تعریف کی جائے جو انہوں نے کیے ہی نہیں ہوتے۔ چنانچہ اللہ عزوجل کا ارشاد گرامی قدر ہے:

﴿ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّ يُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴾ [آل عمران: ۱۸۸]

''ان لوگوں کو ہرگز خیال نہ کر جو ان (کاموں) پر خوش ہوتے ہیں جو انھوں نے کیے اور پسند کرتے ہیں کہ ان کی تعریف ان (کاموں) پر کی جائے جو انھوں نے نہیں کیے۔ پس تو انھیں عذاب سے بچ نکلنے میں کامیاب ہرگز خیال نہ کر اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔''

جناب ثابت بن الضحاک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَيْسَ عَلٰى رَجُلٍ نَذْرٌ فِيْمَا لَا يَمْلِكُ، وَلَعْنُ الْمُؤْمِنِ كَقَتْلِهِ، وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ فِي الدُّنْيَا عُذِّبَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، مَنِ ادَّعٰى دَعْوٰى كَاذِبَةً لِيَتَكَثَّرَ بِهَا، لَمْ يَزِدْهُ اللّٰهُ إِلَّا قِلَّةً وَمَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنِ صَبْرٍ فَاجِرَةٍ.'' وَقَالَ ﷺ أَيْضًا: ''اَلْمُتَشَبِّعُ بِمَا لَمْ يُعْطَ كَلَابِسِ ثَوْبَيْ زُوْرٍ.)) [1]

''کسی آدمی پر وہ نذر پوری کرنا واجب نہیں جو اس کی ملکیت میں نہ ہو اور کسی مسلمان پر لعنت کرنا ایسے ہے جیسے اس کو قتل کرنا۔ اور جو شخص دنیا میں خودکشی کر لے اسے قیامت والے دن اسی کے ذریعے عذاب دیا جائے گا۔ اور جو شخص جھوٹا دعویٰ کرے اپنا مال بڑھانے کے لیے تو اللہ تعالیٰ اس کا مال مزید کم کر دے گا۔ اسی طرح جو شخص کسی حاکم کے حکم سے جھوٹی قسم کھائے گا کسی مسلمان کا مال

[1] أخرجه مسلم في كتاب الإيمان، باب: غلظ تحريم قتل الإنسان نفسه.، حديث: ۳۰۳، كتاب اللباس والزينة، باب: النهي عن التزوير في اللباس وغيره. رقم: ۵۵۸۳.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دبا لینے کے لیے تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ وہ اس پر غصے ہوگا۔''

(اسی طرح سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ: ایک عورت نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! میں اپنی سوتن سے کہوں کہ: ہمارے خاوند نے مجھے وہ کچھ دیا ہے جو اسے نہیں دیا تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو آدمی کہے کہ: فلاں چیز میرے پاس ہے (یعنی لوگوں میں اپنی بڑائی ظاہر کرنے کے لیے) حالانکہ وہ چیز اُس کے پاس نہ ہو تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی فریب کے دو کپڑے پہن لے۔''

بے عملی کا شکار وہ لوگ ہوتے ہیں جو لوگوں سے کوئی مضبوط عہد معاہدہ کرتے ہیں، مگر یہی عہد وہ دوسروں کے ساتھ بھی کر رہے ہوتے ہیں۔ پھر یہ کہ وہ وفائے عہد کرتے بھی نہیں۔ نہ وہ اپنے ایگریمنٹ مکمل کرتے ہیں اور نہ ہی لوگوں سے اتفاقات۔ تمام عہد معاہدے اور اتفاق توڑ دیتے ہیں۔ اُدھر اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد گرامی قدر ہے:

﴿ وَ اَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ ﴾ [النحل: ۹۱]

''اور جب تم عہد معاہدہ کرو تو اللہ کے عہد کی ایفاء کرو۔''

یہ لفظ ان تمام عقود کے لیے عام ہے جنہیں انسان زبان سے کرتا ہے۔ دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا ۝ ﴾ [الاسراء: ۳٤]

''اور وعدے کو پورا کرو بلاشبہ عہد معاہدہ کے بارے میں (قیامت والے دن) پوچھا جائے گا۔''

ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ﴾ [المائدہ: ۱]

''اے ایمان والو! عقود معاہدے پورے کیا کرو۔''

یہ بے عمل وہ لوگ ہوتے ہیں جو دوسروں سے خیر بھلائی کے وعدے کرتے ہیں مگر انہیں ایفاء نہیں کرتے۔ جبکہ وعدے کا سچا کر دکھانا صفات حمیدہ میں شمار ہوتا ہے۔ اسی طرح وعدہ کی خلاف ورزی کا شمار مذموم صفات میں ہوتا ہے۔ اللہ عزوجل یہی بات تو ارشاد فرما رہے ہیں:

﴿ لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ ﴾

''تم لوگ وہ بات کیوں کرتے ہو جسے تم خود سرانجام نہیں دیتے۔''

اور پھر نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارک ہے:

((آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خَانَ)) ❶

''(عملی) منافق کی تین علامتیں ہوتی ہیں۔ (۱)..... وہ جب بھی بات کرتا ہے جھوٹ بولتا ہے۔ (۲)..... وہ جب بھی وعدہ کرتا ہے اُس کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ (۳)..... اور اس کے پاس جب امانت رکھی جاتی ہے تو وہ اس میں خیانت کرتا ہے۔''

دیکھیے! جب یہ صفاتِ مذمومہ منافقین کی علامتیں ہیں تو پھر ان کے برعکس صفات (سچائی، ایفائے عہد اور دیانتداری) کو اختیار کرنا اہل ایمان کی صفات ہوئیں۔ یہ بھی یاد رکھیے کہ بچوں کو لالچ دینے اور ان کے ساتھ ہنسی ٹھٹھہ کرنے کے لیے جھوٹا وعدہ کرنا یا جھوٹ بات کہنا بھی جھوٹ ہے۔ چنانچہ:

((عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرٍ، أَنَّهُ قَالَ: دَعَتْنِي أُمِّي يَوْمًا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، قَاعِدٌ فِي بَيْتِنَا، فَقَالَتْ: هَا تَعَالِ أُعْطِيكَ، فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: وَمَا أَرَدْتِ أَنْ تُعْطِيَهُ؟ قَالَتْ: أُعْطِيَهُ تَمْرًا، فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: أَمَا إِنَّكِ لَوْ لَمْ تُعْطِيهِ شَيْئًا كُتِبَتْ عَلَيْكِ كَذِبَةٌ)) ❷

''سیّدنا عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: ایک دن (جب میں بچہ تھا) میری اماں جان نے مجھے بلایا۔ اُس وقت رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر میں تشریف فرما تھے۔ امی جان کہنے لگیں: عبداللہ! ادھر آؤ میں تمہیں (کھانے پینے کی) کوئی چیز دوں۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے میری والدہ سے دریافت فرمایا: تم نے عبداللہ کو کیا چیز دینے کا ارادہ کیا ہے؟ وہ کہنے لگیں: میں اسے کھجور دوں گی۔ نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: یاد رکھو! اگر تم نے اسے کوئی چیز نہ دی تو تیری یہ بات تیرے اُوپر جھوٹ لکھ دی جائے گی۔''

(۸).....اسراف کرنے والے:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ ۝ ﴾ [الاعراف: ۳۱]

''اور تم اسراف نہ کرو بے شک وہ اسراف کرنے والوں کو محبوب نہیں رکھتا۔''

شرح.....: اسراف کا معنی کسی چیز میں حد سے تجاوز کر جانا ہے اور سرف کا معنی ہے: انفاق میں خطا کرنا اور فضول خرچی کرنا نیز اس کا معنی ہے غفلت و جہالت، یہ اقتصاد (میانہ روی) کی ضد ہے۔

---

❶ أخرجه البخاري في كتاب الإيمان، باب: علامة المنافق. رقم: ۳۳. ❷ صحيح سنن أبي داود رقم: ٤١٧٦.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مُسْرِفُوْنَ: وہ لوگ مراد ہیں جو کفر و شرک کے مرتکب ہوتے ہیں اور اس کے رسول کی بیان کردہ حدوں کو پھلانگتے ہیں اور اللہ کے معاملہ کو چھوڑ دیتے ہیں۔ کبائر کے ارتکاب کی وجہ سے اپنے معاملات میں اسراف کرتے ہیں۔ نیز بعض گناہوں اور فواحش کو ایک دوسرے کے ساتھ جمع کرنے کا اسراف کرتے ہیں۔ دین اور کتاب اللہ کی تلاوت سے اور اس کے احکامات سے اعراض کرتے ہیں۔ یتیموں کا مال ہڑپ کرتے ہیں اور اپنے اموال اللہ کی نافرمانی اور بغاوت میں خرچ کرتے ہیں، نیز غیروں کا مال بھی خرچ کرتے ہیں۔

وہ لوگ بھی مراد ہیں جن کا کوئی قتل ہو جائے مگر بدلہ لینے میں اسراف کر جائیں اور غیر قاتل کو قتل کر ڈالیں یا ایک کی بجائے دو کو قتل کر ڈالیں یا قاتل کا مثلہ کر دیں۔

زمین پر فساد برپا کرنے والے اور متکبرین بھی مسرفین کے تحت آتے ہیں۔ ان کی مزید صفات حسب ذیل ہیں۔ اپنے سارے مال کا صدقہ کر دیں اور اپنے گھر والوں کے لیے پھوٹی کوڑی بھی نہ چھوڑیں، جس کی وجہ سے یہ فقیر بن کر رہ جائیں۔ کھانے پینے، لباس اور مسکن میں اسراف سے کام لیں۔ پانی، بجلی، ٹیلی فون وغیرہ کے استعمال میں حد سے تجاوز کر جائیں۔ فرمایا:

﴿ وَأَنَّ الْمُسْرِفِينَ هُمْ أَصْحٰبُ النَّارِ ۝ ﴾ [غافر: ٤٣]

''اور حد سے تجاوز کرنے والے یقیناً اہل دوزخ ہیں۔''

(۹).....خوش ہونے اور (اترانے) والے:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ ۝ ﴾ [القصص: ٧٦]

''بے شک اللہ تعالیٰ اترانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔''

فرح: محبوب کی ملاقات اور حصول کے وقت جو لذت دل میں پیدا ہوتی ہے، اسے فرح اور سرور سے تعبیر کیا جاتا ہے اور اس کے مقابل محبوب کی جدائی کے وقت دل کی کیفیت کو غم اور حزن سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنی رحمت اور فضل پر خوش ہونے کا حکم دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۝ ﴾ [یونس: ٥٨]

''آپ کہہ دیجیے کہ بس لوگوں کو اللہ کے انعام اور رحمت پر خوش ہونا چاہیے، وہ اس سے بدرجہا بہتر ہے جس کو وہ جمع کر رہے ہیں۔''

چنانچہ جب اللہ تعالیٰ کے لیے اور اس کے احسان کی وجہ سے خوشی ہو اور اس میں اللہ تعالیٰ کا خوف اور ڈر بھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شامل حال ہو تو ایسی خوشی نقصان دہ نہیں لیکن جب خوشی ان اشیاء سے خالی ہو جائے گی تو پھر نقصان بن جائے گی۔

خوش ہونے (اترانے) والے: مغرور اور سخت دل کے مالک لوگ مراد ہیں، فرمایا:

﴿ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ أَتَوْا وَّيُحِبُّوْنَ أَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا ۝ ﴾ [آل عمران: ۱۸۸]

''وہ لوگ کہ جو اپنی کرتوتوں پر خوش ہیں اور چاہتے ہیں جو انہوں نے نہیں کیا اس پر بھی ان کی تعریفیں کی جائیں۔''

یعنی وہ لوگ ہیں جو مغرور اور اپنے برے اعمال کو اچھا اور نہ ختم ہونے والا اور اللہ کی رضا کا سبب سمجھتے ہیں۔

مسلمانوں کو جب غنیمت اور مدد حاصل ہوتی ہے تو غمگین ہو جاتے ہیں اور جب مصیبت اور شکست سے دو چار ہونا پڑتا ہے تو خوشی کا اظہار اور چراغاں کرتے ہوئے کہتے ہیں:

﴿ إِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ وَإِنْ تُصِبْكَ مُصِيْبَةٌ يَّقُوْلُوْا قَدْ أَخَذْنَآ أَمْرَنَا مِنْ قَبْلُ وَيَتَوَلَّوْا وَّهُمْ فَرِحُوْنَ ۝ ﴾ [التوبة: ۵۰]

''اے ہمارے حبیب نبی! اگر آپ کو کوئی بھلائی پہنچے (جیسے کہ فتح، مالِ غنیمت وغیرہ) تو ان منافقوں کو بُرا لگتا ہے اور اگر تمہیں کوئی مصیبت پیش آئے تو کہتے ہیں ہم نے تو اپنا معاملہ پہلے سے ہی درست کر لیا تھا پھر تو بڑے ہی اتراتے ہوئے لوٹتے ہیں۔''

ایسے لوگ قرآن اور اسلام سے خوش نہیں ہوتے بلکہ دنیا اور کفر و شرک گناہ اور معاصی، کھیل اور تماشے پر خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔ وہ لوگ کہ جب اللہ تعالیٰ ان پر انعام کر کے چھین لے تو اس کی رحمت سے ناامید ہو کر نعمتوں کا انکار کر دیتے ہیں اور جب تنگی و تکلیف کے بعد اللہ تعالیٰ ان پر فراوانی اور صحت و تندرستی فرماتا ہے تو خوشی اور غرور کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرنا بھول جاتے ہیں۔ فرمایا:

﴿ وَفَرِحُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ إِلَّا مَتَاعٌ ۝ ﴾ [الرعد: ۲۶]

''یہ تو دنیا کی زندگی میں مست ہو گئے حالانکہ دنیا آخرت کے مقابلہ میں نہایت حقیر پونجی ہے۔''

اس آیت میں وہ امیر لوگ مراد ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے حسابی دنیا عطا کی مگر وہ اس کے ساتھ آخرت میں جنت کے نہیں بلکہ دنیا کے ہی طالب ہیں اور اپنی تمام عمر اسی کام میں صرف کر دیتے ہیں۔ یہ لوگ اللہ کی رحمت اور فضل پر خوشی کا اظہار کرنے والے نہیں بلکہ تکبر اور کھیل و تماشے میں مگن ہونے اور اپنی کرتوتوں پر خوشی کے اظہار کو اپنا شعار سمجھا ہوا ہے۔

ان کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ جماعت سے الگ ہوئے اور دین کو بھی ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا اور اپنی اپنی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رائے اور ضلالت کو ہی صحیح مانا اور ان آراء اور گمراہیوں پر کتب لکھ کر انہی پر ایمان لائے اور باقی سب کا انکار کر دیا۔

﴿ كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ۝ ﴾ [المومنون: ٥٣]

''ہر گروہ جو کچھ اس کے پاس ہے اسی پر اترا رہا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے متعلق فرمایا:

﴿ حَتّٰى إِذَا فَرِحُوْا بِمَآ أُوْتُوْٓا أَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَإِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ ۝ ﴾ [الانعام: ٤٤]

''یہاں تک کہ جب ان چیزوں پر جو کہ انہیں ملی تھیں وہ خوب اترا گئے ہم نے ان کو دفعتہً (اچانک) پکڑ لیا پھر تو وہ بالکل ناامید ہو کر رہ گئے۔''

(١٠).....متکبر اور شیخی بھگارنے والا:

﴿ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا ۝ ﴾ [النساء: ٣٦]

''بے شک اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والوں اور شیخی خوروں کو پسند نہیں فرماتا۔''

شرح.....: وہ متکبر مراد ہے جو اپنے آپ کو فخر کی نگاہ اور لوگوں کو حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے اور غرور کی بناء پر منہ پھلا کر رکھتا ہے۔ اپنے مال و دولت، حسب و نسب اور اجتماعی مرکز کی بناء پر غرور کرتا اور زمین پر اکڑ کر چلتا اور آواز بلند کرتا ہے۔

حسب ذیل صفات کے حامل لوگ بھی اسی کے تحت آتے ہیں۔ والدین کے نافرمان، رشتہ داروں، یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کرتے پڑوسی، مسافر اور خادموں کو اچھا نہیں جانتے۔

لوگوں کو دکھانے اور اپنے آپ کو بڑا ظاہر کرنے کے لیے مہنگی سے مہنگی گاڑی خریدتے ہیں تاکہ لوگوں کی گردنوں پر سوار ہو سکیں، ان کے دلوں کو غلام بنا لیں اور خدمت و تعظیم کی خاطر ان کے دلوں کو اپنی طرف مائل کر سکیں۔

وہ لوگ بھی مراد ہیں جو محض دوسروں پر فخر کی خاطر اپنے لیے ان اشیاء کا دعویٰ کرتے ہیں جن کے وہ مالک نہیں، دنیا کی کوئی چیز چھن جائے تو غم زدہ نظر آتے ہیں اور جب دنیوی چیز مل جائے تو خوشی و سرور کا اظہار کرتے ہوئے لوگوں پر غرور و تکبر اور فخر کرتے ہیں۔

نیز غمی، افسردگی میں ناجائز حد تک تجاوز کر جاتے ہیں۔

ایسے لوگوں کے متعلق فرمایا ارشاد ہے:

﴿ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ۝ ﴾ [لقمان: ١٨]

''یقیناً اللہ تعالیٰ ہر متکبر اور شیخی خور کو پسند نہیں فرماتا۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۱)..... کپڑا ٹخنوں سے نیچے رکھنے والے:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((يَا سُفْيَانَ بْنَ سَهْلٍ! لَا تُسْبِلْ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُسْبِلِيْنَ .)) ❶

''اے سفیان بن سہل! کپڑا ٹخنوں سے نیچا نہ کر کیونکہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو پسند نہیں فرماتے۔''

(مُسبِل) سے مراد وہ انسان ہے جو اپنا ازار ٹخنوں سے نیچا رکھتا ہے رسول کریم ﷺ کی بتائی ہوئی حد سے تجاوز کرتا ہے۔ چنانچہ فرمایا:

((إِزْرَةُ الْمُسْلِمِ إِلٰى نِصْفِ السَّاقِ، وَلَا حَرَجَ ..... أَوْ لَا جُنَاحَ ..... فِيْمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْكَعْبَيْنِ، مَا كَانَ أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ فَهُوَ فِي النَّارِ، مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ بَطَرًا لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ إِلَيْهِ .)) ❷

''مسلمان کا ازار نصف پنڈلی تک ہے اور یہاں سے لے کر ٹخنوں کے درمیان تک کوئی حرج یا کوئی گناہ نہیں (اور) جو ٹخنوں سے نیچا ہوگا وہ آگ میں ہے، جس نے تکبر کی بناء پر ازار لٹکایا (تو) اللہ تعالیٰ اس کی طرف (نظر رحمت سے) نہیں دیکھیں گے۔''

معلوم ہوا کہ مستحب نصف پنڈلی تک ہے لیکن اگر ٹخنے تک بھی کپڑا چلا جائے تو کوئی کراہت نہیں ہاں! اگر ٹخنوں سے نیچا چلا گیا تو یہ ممنوع اور حرام ہے۔

نبی مکرم ﷺ نے یہ خبر بھی دی ہے کہ اسبال ہی تکبر ہے اور تکبر کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتے، فرمایا:

((وَارْفَعْ إِزَارَكَ إِلٰى نِصْفِ السَّاقِ، فَإِنْ أَبَيْتَ فَإِلَى الْكَعْبَيْنِ، وَإِيَّاكَ وَإِسْبَالَ الْإِزَارِ فَإِنَّهَا مِنَ الْمَخِيْلَةِ، وَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمَخِيْلَةَ .)) ❸

''اپنا ازار نصف پنڈلی تک اٹھا کر رکھ اگر تو انکار کرتا ہے تو ٹخنوں تک کر لے، اپنے آپ کو ازار کے لٹکانے سے بچا کیونکہ یہ تکبر سے ہے اور اللہ تکبر کو پسند نہیں کرتا۔''

ایسا انسان قیامت کے دن بہت بڑے خطرے اور عذاب عظیم میں مبتلا ہوگا کیونکہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

((ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ، وَلَا يُزَكِّيْهِمْ، وَلَهُمْ

---

❶ صحيح سنن ابن ماجه، رقم: ٢٨٧٦.

❷ صحيح سنن أبي داود، رقم: ٣٤٤٩.

❸ صحيح سنن أبي داود، رقم: ٣٤٤٢.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَذَابٌ أَلِيمٌ .)) قَالَ فَقَرَأَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ثَلَاثَ مَرَّاتٍ .)) قَالَ أَبُوْذَرٍّ: خَابُوْا وَخَسِرُوْا، مَنْ هُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: قَالَ: أَلْمُسْبِلُ إِزَارَهُ، وَالْمَنَّانُ، وَالْمُنْفِقُ سِلْعَتَهُ بِالْحِلْفِ الْكَاذِبِ .)) ❶

''تین آدمیوں سے اللہ تعالیٰ کلام نہیں کریں گے اور نہ ہی ان کی طرف دیکھیں گے اور نہ ہی انہیں پاک کریں گے اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ راوی کہتے ہیں ''آپ ﷺ نے اسے تین بار دوہرایا ابوذر کہنے لگے ''یارسول اللہ وہ تو رسوا ہوگئے اور خسارہ پانے والے ہوئے، وہ کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا: (ایک) ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے والا، (دوسرا) احسان جتلانے والا (تیسرا) جھوٹی قسم اٹھا کر اپنا سامان فروخت کرنے والا۔''

اسبال صرف ازار میں ہی نہیں بلکہ قمیص اور پگڑی میں بھی ہوسکتا ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

((اَلْإِسْبَالُ؛ فِي الْإِزَارِ، وَالْقَمِيْصِ، وَالْعِمَامَةِ، مَنْ جَرَّ مِنْهَا شَيْئًا خُيَلَاءَ، لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ .)) ❷

''اسبال ازار، قمیص اور پگڑی میں ہے جس نے ان سے کچھ بھی تکبر کی بناء پر لٹکایا تو اس کی طرف اللہ تعالیٰ قیامت کو نہیں دیکھیں گے۔''

قمیص سے جسم ڈھانپنے والا وہ کپڑا مراد ہے جو نصف پنڈلی یا ٹخنوں کے قریب تک ہوتا ہے نیز اس کے تحت چوغہ، جیکٹ، کوٹ وغیرہ بھی آجاتے ہیں۔ پگڑی میں اسبال سے مراد ہے کہ اس کا کنارا عام عادت سے زیادہ لمبا ہو۔ قمیص کے آستین ضرورت سے زائد ہوں یعنی ہر وہ لباس جو عام عادت سے زیادہ لمبا یا وسیع ہو تو وہ اسبال کہلائے گا۔

(۱۲).....فاسقین:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ۝ ﴾ [التوبة: ۹۶]

''بے شک اللہ تعالیٰ فاسق قوم سے راضی نہیں ہوتے۔''

شرح.....: فسق کا لغوی معنی ہے کسی چیز سے نکلنا ہے، چنانچہ جب کھجور اپنے چھلکے اور چوہیا اپنی بل سے نکلتی ہے تو لفظ فسقت بولتے ہیں اور ((فَسَقَ الرَّجُلُ فِسْقًا وَفُسُوْقًا .)) کا معنی ہے گناہ کرنا اور فسیق کا معنی دائم الفسق آدمی ہے۔

---

❶ أخرجه مسلم في كتاب الإيمان، باب: تحريم إسبال الإزار والمن بالعطية وتنفيق السلعة بالحلف، رقم: ۲۹۳.

❷ صحيح سنن أبي داود، رقم: ۳٤٥٠.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شرعی اصطلاح میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری سے نکلنے کو فسق کہتے ہیں چنانچہ یہ خروج بسا اوقات کفر اور بعض اوقات نافرمانی کی وجہ سے ہوتا ہے۔

ان کی صفات درج ذیل ہیں:

﴿ الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ ۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ أَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ أَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْأَرْضِ أُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ ﴾ [البقرہ: ۲۷]

''وہ لوگ کہ اللہ کے عہد کو پختہ ہونے کے بعد توڑتے ہیں اور جسے اللہ تعالیٰ نے ملانے کا حکم دیا ہے اسے کاٹتے ہیں اور زمین میں فساد برپا کرتے ہیں۔''

ان کی کتابوں میں محمد رسول اللہ ﷺ کے مبعوث ہونے کی باتیں اور نشانیاں موجود ہیں نیز ان کی تابعداری اور ان پر ایمان لانے کی باتیں بھی موجود ہیں مگر وہ عمل نہیں کرتے۔ آخری نبی کی حقیقت معلوم ہونے کے باوجود انکار کرتے ہیں اور اپنی قوم سے چھپاتے پھرتے ہیں۔ اس نبی پر ایمان لانے اور اس کے بتائے ہوئے احکام کو ماننا اور اس کے منع کردہ کاموں سے رک جانے کی جو وصیت اللہ تعالیٰ نے اپنی کتابوں اور اپنے پیغمبروں کی زبانوں پر کی تھی اسے پس پشت ڈال دیتے ہیں۔ رشتہ داریوں کو ملانے کی بجائے کاٹتے ہیں۔ قول اور عمل کو کاٹتے ہیں یعنی کہتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ ہیں۔ سب انبیاء کی تصدیق کو بھی منقطع کرتے ہیں یعنی بعض کو مان لیا اور بعض کا انکار کر دیا۔ زمین میں اللہ کی عبادت، دین اور شریعت کے نفاذ اور اس کی حدود کی حفاظت کو بھی منقطع کرتے ہیں اور اس کے علاوہ جن چیزوں کو ملانے کا حکم ملا اسے کاٹتے ہیں۔ غیر اللہ کی عبادت کر کے زمین پر فساد برپا کرتے ہیں اور افعال میں غیر منصفانہ طریقہ اپناتے ہیں کیونکہ وہ ان کی خواہشات کے مطابق ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی صفات، کلام اور سنت نبوی میں تحریف وتبدل کرتے ہیں اور دین میں بدعات جاری کرتے ہیں۔ محمد ﷺ پر نازل شدہ آیات کا انکار کرتے ہیں اور کتاب اللہ کو پس پشت ڈال دیتے ہیں۔ جادو ٹونہ وغیرہ بھی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ ۝ ﴾ [النور: ۵۵]

''اور اس کے بعد بھی جو لوگ کفر و ناشکری کریں وہ یقیناً فاسق ہیں۔''

ان کی نشانیاں بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ أَنْزَلَ اللّٰهُ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ ﴾ [المائدہ: ۴۷]

''اور جس نے اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ چیز کے ساتھ فیصلہ نہ کیا تو یقیناً وہ فاسق ہیں۔''

اللہ تعالیٰ کی بغاوتیں، نافرمانیاں، خبیث حرکتیں، ظاہری اور پوشیدہ بے حیائی کرتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ فاسق لوگ مسلمانوں کو گالیاں اور عار دلاتے ہوئے، برے ناموں اور بری صفات سے پکارتے ہیں اور کفار سے دوستی رکھتے ہیں۔ نیز یہ خیانت کرتے ہیں، جھوٹی گواہی دیتے ہیں، لوگوں کی چوری کرتے ہیں اور رشوت خوری کرتے ہیں۔ انہیں آباء واجداد، بیٹے بھائی، بیویاں، کنبہ قبیلہ، تجارتیں اور گھر اللہ اور اس کے رسول اور جہاد فی سبیل اللہ سے زیادہ پسندیدہ ہیں دنیا پر حریص اور آخرت کو بھول جاتے ہیں۔ چنانچہ فرمایا:

﴿ نَسُوا اللّٰهَ فَأَنْسَاهُمْ أَنْفُسَهُمْ أُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ ۝ ﴾ [الحشر: ١٩]

''وہ اللہ کو بھول گئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنا آپ بھلا دیا ایسے لوگ ہی فاسق ہیں۔''

دین کے متعلق ان کے دلوں میں شکوک وشبہات ہیں اور جہاد سے پیچھے رہتے ہیں۔ مسلمانوں میں فساد، چغلی، فتنہ، جھوٹ اور اختلاف کو پھیلاتے ہیں، مسلمانوں کو مصیبت پہنچتی ہے تو خوشی کا اظہار کرتے ہیں اور جب کامیابی اور بھلائی پہنچے تو غمی کرتے ہیں۔

﴿ وَلَا يَأْتُوْنَ الصَّلٰوةَ إِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى ۝ ﴾ [التوبة: ٥٤]

''اور بڑی کاہلی اور سستی سے ہی نماز کو آتے ہیں۔''

اللہ کی قسمیں اٹھا اٹھا کر اپنے مومن ہونے کا اعلان کرتے ہیں حالانکہ وہ مومن نہیں ہوتے بلکہ ایسے لوگ ہیں کہ اپنا فسق اور نفاق ظاہر کرتے ہوئے ڈرتے ہیں۔ قسمیں اٹھا کر مسلمانوں کو راضی اور خوش کرنے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ اگر وہ ایمان دار ہیں تو اللہ اور اس کا رسول اس بات کے زیادہ حق دار ہیں کہ انہیں راضی کیا جائے۔

مسلمانوں کو اوپر اوپر سے راضی کرتے اور ان کے دل اس بات کا انکار کرتے ہیں اور اکثریت ان کی فاسق ہے۔

فاسقین کی یہ خصوصیات منافقین میں بھی ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْ ۢ بَعْضٍ يَأْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ وَيَقْبِضُوْنَ أَيْدِيَهُمْ نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ إِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ ﴾ [التوبه: ٦٧]

''منافق مرد اور منافق عورتیں سب ایک دوسرے کے چٹے بٹے ہیں۔ برائی کا حکم دیتے اور نیکی سے روکتے ہیں۔ اور اپنی مٹھی بند رکھتے ہیں۔ یہ اللہ کو بھول گئے اللہ نے بھی انہیں بھلا دیا۔ بے شک منافق ہی فاسق ہیں۔''

جو مومن اپنی ہیئت اور لباس میں اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرتے ہیں، یہ ان سے مذاق کرتے اور ان میں کیڑے نکالتے ہیں اور جو مومن عورتیں پردہ کرتی ہیں، ان سے بھی یہی سلوک کرتے ہیں۔

﴿ يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْفٰسِقِيْنَ ۝ ﴾ [التوبة: ٩٦]

''یہ اس لیے قسمیں کھائیں گے کہ تم ان سے راضی ہو جاؤ۔ سو اگر تم ان سے راضی ہو بھی جاؤ تو اللہ تعالیٰ ایسے فاسق لوگوں سے راضی نہیں ہوتے۔''

مزید فرمایا:

﴿ وَأَمَّا الَّذِيْنَ فَسَقُوْا فَمَاْوٰهُمُ النَّارُ كُلَّمَآ أَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَآ أُعِيْدُوْا فِيْهَا وَقِيْلَ لَهُمْ ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ۝ ﴾ [السجدة: ٢٠]

''اور لیکن جن لوگوں نے فسق کیا تو ان کا ٹھکانہ آگ ہے جب بھی اس سے نکلنے کا ارادہ کریں گے اس میں لوٹا دیے جائیں گے اور انہیں کہا جائے گا اس آگ کا عذاب چکھو جسے تم جھٹلاتے تھے۔''

(۱۳).....اللہ تعالیٰ کی شرابی سے ناراضگی:

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ لَمْ يَرْضَ اللّٰهُ عَنْهُ أَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ، فَإِنْ مَاتَ مَاتَ كَافِرًا ، وَإِنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ ، وَإِنْ عَادَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ أَنْ يَسْقِيَهُ مِنْ طِيْنَةِ الْخَبَالِ .))

قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا طِيْنَةُ الْخَبَالِ؟ قَالَ: ((صَدِيْدُ أَهْلِ النَّارِ .)) [1]

''جس نے شراب پی، اللہ تعالیٰ اس سے چالیس راتیں راضی نہیں ہوتا۔ اگر وہ (اسی حالت میں) مر گیا تو کفر کی موت مرا اور اگر توبہ کر لی تو اللہ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے اور اگر دوبارہ یہ حرکت کی (شراب پی) تو اللہ تعالیٰ کا یہ حق ہے کہ اسے طینة الخبال سے پلائے۔ سیّدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ! طینة الخبال کیا چیز ہے؟ فرمایا: جہنمیوں کی پیپ ہے۔''

شرح.....: الخمر خَمَرَ سے ماخوذ ہے بمعنی چھپانا، اسی سے خِمَارُ الْمَرْأَةِ ہے۔ عورت کا دوپٹہ (یعنی سر چھپانے والا کپڑا) چنانچہ کوئی چیز جب کسی کو ڈھانپ لے تو کہتے ہیں خَمَرَهٗ۔

(۱).....نشہ کو خمر اسی لیے کہتے ہیں کہ یہ عقل کو ڈھانپ لیتا ہے۔

(۲).....بعض کہتے ہیں کہ یہ اِخْتَمَرَ الْعَجِيْنُ سے ماخوذ ہے۔ یعنی جب آٹا خمیرہ حالت میں ہو جائے تو یہ جملہ بولتے ہیں۔ نشے کو خمر اسی لیے کہا گیا ہے کہ پکنے تک اسے چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اسی طرح جب کسی رائے کو ترجیح مل جائے اور اس کا فیصلہ ہو جائے (یعنی پک جائے) تو خمر الرأی کہا جاتا ہے۔

[1] مسند أحمد، : ٦/ ٤٦٠ ، رقم: ٢٧٤٧٥، وقال حمزة أحمد الزين: إسناده حسن.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳)..... بعض کے نزدیک اس لیے خمر کہتے ہیں کہ یہ عقل سے خلط ملط ہو جاتا ہے۔ یعنی مخامرہ بمعنی مخالطہ سے ماخوذ مانتے ہیں۔ چنانچہ مقولہ ہے: دَخَلْتُ فِيْ خِمَارِ النَّاسِ میں لوگوں سے مل گیا۔

تینوں معانی قریب قریب ہیں۔ یعنی نشے کو پکنے تک چھوڑ دیا گیا پھر وہ عقل سے خلط ملط ہو کر اسے ڈھانپ لیتا ہے۔ انگور کے پکائے گئے پانی کو خمر کہتے ہیں اور جو بھی چیز عقل کو ماؤف کر دے وہ بھی اس کے حکم میں ہے۔

جمہور امت اس بات پر متفق ہے کہ انگور کی شراب کے علاوہ ہر وہ چیز جس کی کثیر مقدار نشہ کرے اس کی قلیل مقدار بھی حرام ہے اور پینے والے پر حد واجب ہے۔ [1]

نیکی اور اچھے کام جتنے بھی ہیں سب کے سب اللہ تعالیٰ نے اس امت کو عطا کر دیے ہیں۔ اس کے احسانات میں سے ایک احسان یہ بھی ہے کہ ہم پر یک دم ہی شریعت نافذ نہیں کی بلکہ آہستہ آہستہ لاگو کیا چنانچہ شراب کی حرمت بھی اسی قبیل سے ہے۔ شراب کے بارے میں پہلا حکم حسب ذیل الفاظ میں نازل ہوا۔

﴿ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيْهِمَآ إِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَإِثْمُهُمَآ أَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا وَيَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ قُلِ الْعَفْوَ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ۝ ﴾ [البقرة: ۲۱۹]

''(اے نبی!) آپ سے یہ لوگ شراب اور جوئے کے متعلق سوال کرتے ہیں تو جواب دے کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لیے (دنیوی) فائدہ بھی ہے لیکن ان کا گناہ ان کے نفع سے بہت زیادہ ہے اور وہ آپ سے سوال کرتے ہیں کہ خرچ کیسے کریں تو کہہ دیجیے ضرورت سے زائد خرچ کر ڈالو۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ واضح کرتے ہیں تمہارے لیے نشانیاں شاید کہ تم غور و فکر کرو۔''

پھر یہ آیت اتری ہے:

﴿ يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَأَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ وَلَا جُنُبًا إِلَّا عَابِرِيْ سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا ط ﴾ [النساء: ۴۳]

''اے ایمان والو! نشے کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ حتیٰ کہ تمہیں تمہاری کہی ہوئی بات کا علم ہو جائے۔''

تیسری مرتبہ درج ذیل بات نازل ہوئی:

﴿ إِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ أَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ

[1] تفصیل کے لیے تفسیر قرطبی، ج:۳، ص ۳۵ ملاحظہ فرمائیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ أَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ۝ ﴾ [المائدہ: ۹۱]

''شیطان تو یوں چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے سے تم میں عداوت اور بغض واقع کر دے اور اللہ تعالیٰ کی یاد اور نماز سے تم کو باز رکھے، سو کیا اب تم باز آ جاتے ہو؟''

آخر میں یہ حکم اترا:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ ﴾ [المائدہ: ۹۰]

''اے ایمان والو! بات یہی ہے کہ شراب اور جوا اور آستانے (جہاں غیر اللہ کی عبادت ہوتی؟) اور جوے والے تیر، یہ سب گندی باتیں اور شیطانی کام ہیں ان سے بالکل الگ رہو تا کہ تم فلاح یاب ہو جاؤ۔''

اللہ تعالیٰ نے شراب کو حرام اور اس کے پینے کو کبیرہ گناہ قرار دیا ہے۔ یہ ام الخبائث (خباثتوں کی جڑ) ہے کیونکہ شرابی آدمی انسانیت سے نکل کر حیوانیت میں، شعور سے احمقیت اور عقل سے جنون کی طرف چلا جاتا ہے۔ باتیں اکھڑ جاتی ہیں اور راز کھل جاتے ہیں اور شرابی آسمان و زمین کی پہچان بھول جاتا ہے، لمبائی اور چوڑائی سے بے علم اور حسن و قبح کی معرفت سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے، گالی گلوچ، جھگڑے، قتل، زنا اور دیگر بے حیائی کے کاموں سے پرہیز نہیں کرتا اور جن کاموں کو صحیح الذھن انسان کرنا پسند نہیں کرتا نشے والا بغیر کسی تردد کے کر گزرتا ہے۔

بسا اوقات ایسی حرکتیں کر جاتا ہے کہ بچے بڑے حتیٰ کہ بیوقوف لوگ بھی اسے دیکھ کر ہنستے ہیں اور وہ بعض اوقات اپنے ہی بول و براز سے کھیلتا ہے اور چہرے پر مل لیتا ہے۔ سمجھنے کے لیے یہی بات کافی ہے کہ گو انسان بڑے مرتبہ والا ہو مگر نشے کی لت پڑنے کی وجہ سے لوگوں کی نظروں اور اعتبار سے گر جاتا ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

((إِجْتَنِبُوا الْخَمْرَ، فَإِنَّهَا أُمُّ الْخَبَائِثِ، إِنَّهُ كَانَ رَجُلٌ مِمَّنْ خَلَا قَبْلَكُمْ يَعْبُدُ، فَعَلِقَتْهُ اِمْرَأَةٌ غَوِيَّةٌ، فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ جَارِيَتَهَا فَقَالَتْ لَهُ: إِنَّا نَدْعُوكَ لِلشَّهَادَةِ، فَانْطَلَقَ مَعَ جَارِيَتِهَا فَطَفِقَتْ، كُلَّمَا دَخَلَ بَابًا أَغْلَقَتْهُ دُوْنَهُ، حَتّٰى أَفْضٰى إِلَى امْرَأَةٍ وَضِيئَةٍ عِنْدَهَا غُلَامٌ، وَبَاطِيَةُ خَمْرٍ، فَقَالَتْ: إِنِّي وَاللّٰهِ مَا دَعَوْتُكَ لِلشَّهَادَةِ، وَلٰكِنْ دَعَوْتُكَ لِتَقَعَ عَلَيَّ، أَوْ تَشْرَبَ مِنْ هٰذِهِ الْخَمْرَةِ كَأْسًا، أَوْ تَقْتُلَ هٰذَا الْغُلَامَ، قَالَ: فَاسْقِينِي مِنْ هٰذَا الْخَمْرِ كَأْسًا، فَسَقَتْهُ كَأْسًا، قَالَ: زِيدُونِي! فَلَمْ يَرِمْ حَتّٰى وَقَعَ عَلَيْهَا، وَقَتَلَ النَّفْسَ، فَاجْتَنِبُوا الْخَمْرَ، فَإِنَّهَا وَاللّٰهِ لَا يَجْتَمِعُ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْإِيْمَانُ وَإِدْمَانُ الْخَمْرِ، إِلَّا لَيُوْشِكَ أَنْ يَّخْرُجَ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ.)) ❶

''شراب سے بچو کیونکہ یہ خباثتوں کی جڑ ہے، پہلے زمانہ میں ایک عابد انسان تھا۔ اسے ایک عورت نے اپنے دام فریب میں گرفتار کرنا چاہا اور ایک لونڈی کو اس شخص کے پاس اس بہانے سے بھیجا کہ میں تجھے گواہی کے لیے بلا رہی ہوں، تو وہ شخص اس لونڈی کے ساتھ چلا آیا۔ جب وہ شخص اندر جاتا تو وہ لونڈی مکان کے ہر دروازے کو بند کر دیتی حتیٰ کہ وہ ایک عورت کے پاس پہنچا جو نہایت حسین وجمیل تھی اور اس عورت کے پاس ایک لڑکا اور شراب کا ایک برتن تھا۔ اس عورت نے کہا: خدا کی قسم! میں نے آپ کو گواہی کے لیے نہیں بلایا بلکہ اس لیے بلایا ہے تاکہ تو مجھ سے صحبت کر لے یا اس شراب میں سے ایک گلاس پیے یا اس لڑکے کو قتل کر ڈالے۔ وہ شخص بولا: مجھے اس شراب کا ایک گلاس پلا دو۔ اس عورت نے ایک گلاس اسے پلا دیا۔ جب اسے لطف آیا تو وہ بولا: اور دو، اور پھر وہاں سے نہ ہٹا جب تک کہ اس عورت سے صحبت نہ کر لی اور اس لڑکے کا ناحق خون نہ کر لیا۔ تو تم شراب سے بچو کیونکہ اللہ کی قسم شراب اور ایمان ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے حتیٰ کہ ایک دوسرے کو نکال دیتا ہے۔''

یہ ہے شراب کی حالت کہ جب یہ عقل ڈھانپ لیتی ہے تو انسان کوئی بھی برا فعل کر سکتا ہے۔ جو ایک پیالہ پیتا ہے وہ مزید طلب کرتا ہے حتیٰ کہ اس کی عقل ماؤف ہو جاتی ہے اسی لیے شریعت نے نشہ آور چیز کی قلیل مقدار بھی حرام قرار دی ہے چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((مَا أَسْكَرَ كَثِيْرُهُ، فَقَلِيْلُهُ حَرَامٌ.)) ❷

''کہ جس کی زیادہ مقدار نشہ آور ہو تو اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے۔''

معلوم ہوا کہ شریعت اسلامیہ نے انتہائی حد تک نشے کا دروازہ بند کر دیا ہے حتیٰ کہ ایک چھوٹی سی چسکی بھی حرام ہے۔

نبی کریم ﷺ نے یہ پیشین گوئی کی تھی کہ شراب کا نام بدل کر کچھ اور رکھ دیا جائے گا، چنانچہ فرمایا:

((لَيَشْرَبَنَّ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِيْ الْخَمْرَ يُسَمُّوْنَهَا بِغَيْرِ اسْمِهَا.)) ❸

''میری امت کے کچھ لوگ ضرور شراب پئیں گے۔ وہ اس کا نام کوئی اور رکھ لیں گے۔''

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شراب کا جونسا بھی نام رکھ لیا جائے وہ حرام ہی ہے مثلاً نبیذ یا عرق، بیئر، وسکی،

---

❶ صحيح سنن النسائي، رقم: ٥٢٣٦.

❷ صحيح سنن أبي داود، رقم: ٣١٢٨.

❸ صحيح سنن أبي داود، رقم: ٣١٣٥.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیمپین، وڈکا اور آب جو وغیرہ لہٰذا اس مقام پر انسان اپنے آپ کو دھوکہ میں نہیں رکھ سکتا کہ جو میں پی رہا ہوں اس پر خمر اور شراب کا لفظ صادق نہیں آتا حتیٰ کہ کوئی بھی کسی بھی نشہ کو خمر کے دائرہ اور نام سے نہیں نکال سکتا کیونکہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

((كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ .)) ❶

''ہر نشہ آور چیز خمر ہے۔''

جب ہر نشہ آور کو خمر کہتے ہیں تو اس کی حرمت بھی ثابت ہوگئی کیونکہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ((كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ .)) ❷ کہ ہر نشہ لانے والی چیز حرام ہے۔

احادیث میں ان لوگوں کا رد بھی موجود ہے جو کہتے ہیں: شراب سے ہمیں نشہ نہیں ہوتا۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ شریعت اسلامیہ نے ہر نشہ لانے والی چیز کو حرام کہا ہے خواہ کسی کو نہ آئے، کیونکہ دوسرے لوگوں کو وہ نشہ کر دیتی ہے اس لیے جو ان پر حرام، وہ ان پر بھی اسی طرح حرام ہے۔ اس کی مثال حدیث میں گزر چکی ہے کہ جس چیز کی کثیر مقدار نشہ کرے اس کی قلیل مقدار بھی حرام ہے حالانکہ تھوڑی مقدار نشہ نہیں کرتی لیکن پھر بھی اسے حرام قرار دیا گیا کیونکہ ہے وہ نشہ لانے والی چیز تو اسی طرح ہے اگرچہ بعض لوگوں کو نشہ نہیں ہوتا مگر چونکہ حقیقت میں وہ نشہ آور چیز ہے اس لیے ان پر بھی حرام ہے۔

اللہ نے یہ خبر دی ہے کہ شراب کے ذریعہ شیطان تم میں بغض و عداوت ڈالنا چاہتا ہے۔ چنانچہ دیکھنے میں آیا ہے کہ کتنے ہی دوست جب شراب کی مجلس میں بیٹھتے ہیں ان میں کوئی دشمنی اور بغض نہیں ہوتا مگر جب شراب پی لیتے ہیں تو آپس میں جھگڑا، فساد اور بغض شروع کر دیتے ہیں حتیٰ کہ ان کی صلح بھی ہو جائے تو پھر بھی دل صاف نہیں ہوتے، بلکہ کئی مرتبہ سننے میں یہ بات بھی آئی ہے کہ شراب پی کر کسی دوست نے دوسرے دوست کو قتل کر ڈالا تو قصاص میں اسے بھی قتل کر دیا جاتا ہے۔

یہ بغاوت اور دشمنی اور بغض کس وجہ سے ہوئی؟ محض شراب کے گھونٹ سے۔ چنانچہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا تھا:

((لَا تَشْرَبِ الْخَمْرَ، فَإِنَّهَا مِفْتَاحُ كُلِّ شَرٍّ .)) ❸

---

❶ صحیح سنن النسائی رقم ٥١٥٧

❷ بخاری کتاب الاحکام باب امر الوالی اذا وجه امیرین الی موضع ان یتطاوعا ولا یتعاصیا رقم ٧١٧٢.

❸ صحیح سنن ابن ماجه، رقم: ٢٧١٧.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''شراب نہ پی کیونکہ یہ ہر برائی کی چابی ہے۔''

اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ہمیں شراب سے بچنے کی اور ہر اس کام سے رکنے کی تلقین کی جس میں نشے کا کچھ بھی تعلق ہے۔ شراب پر دس مختلف طریقوں کی بناء پر لعنت کی گئی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

((لَعَنَ اللّٰهُ الْخَمْرَ، وَشَارِبَهَا، وَسَاقِيَهَا، وَبَائِعَهَا، وَمُبْتَاعَهَا، وَعَاصِرَهَا، وَمُعْتَصِرَهَا، وَحَامِلَهَا، وَالْمَحْمُوْلَةُ إِلَيْهِ.)) ❶

''شراب پر اور اس کے پینے پلانے والے، بیچنے اور خریدنے والے، نچوڑنے اور نچڑوانے والے، اٹھانے والے اور جس کی طرف شراب اٹھائی گئی ہیں سب پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے۔''

دوسری روایت میں الفاظ ہیں:

((وَآكِلُ ثَمَنِهَا.)) ❷

''اور اس کی قیمت کھانے والے پر بھی اللہ کی لعنت ہے۔''

ان دس کے علاوہ ایک اور حالت بھی ہے جس سے اسلام نے منع کیا ہے اور اس سے مراد اس مجلس میں بیٹھنا ہے جس میں شراب کا دور چلتا ہے چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، فَلَا يُدْخِلُ حَلِيْلَتَهُ الْحَمَّامَ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، فَلَا يَدْخُلِ الْحَمَّامَ بِغَيْرِ إِزَارٍ، مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَجْلِسْ عَلٰى مَائِدَةٍ يُدَارُ عَلَيْهِمُ الْخَمْرُ.)) ❸

''جو بھی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنی بیوی کو حمام میں نہ داخل ہونے دے اور جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ حمام میں ننگا داخل نہ ہو، جو کوئی تم میں سے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ ایسے دسترخوان پر نہ بیٹھے جس پر شراب کا دور چلتا ہے۔''

اندازہ لگائیں کہ یہ اس انسان کی حالت ہے جو نہ شراب پیتا ہے اور نہ ہی مذکورہ اعمال میں سے کوئی کام کرتا ہے۔ تو جو انسان پیتا ہے اس کی حالت کیسی ہوگی؟

اس کی وضاحت کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

❶ صحيح سنن أبي داؤد، رقم: ٣١٢١۔

❷ صحيح سنن ابن ماجه، رقم: ٢٧٢٥.

❸ صحيح سنن الترمذي، رقم: ٢٢٤٦.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((لَا يَزْنِي الزَّانِي حِيْنَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ لَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِيْنَ يَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَسْرِقُ السَّارِقُ حِيْنَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ .))❶

''.....شراب پینے والا جب شراب پیتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا۔''

معلوم ہوا کہ رسول کریم ﷺ نے شرابی سے ایمان کی نفی کی ہے لہٰذا جو انسان ایسی حالت میں دنیا سے جائے گا تو اس کا حساب تنگ اور عاقبت خراب ہو جائے گی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مُدْمِنُ خَمْرٍ .))❷

''شراب پینے کا عادی جنت میں داخل نہیں ہوگا۔''

کم از کم یہ بات تو ضرور ہوگی کہ جو مسلمان دنیا میں شراب پیئے گا اسے آخرت کی شراب سے محروم کر دیا جائے گا۔ لہٰذا نبی مکرم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ لَمْ يَتُبْ مِنْهَا حُرِمَهَا فِي الْآخِرَةِ .))❸

''جس نے دنیا میں شراب پی اور پھر توبہ نہیں کی تو آخرت میں اس سے محروم کر دیا جائے گا۔''

اس وعید کے تحت وہ انسان بھی آ جاتا ہے جسے شراب پینے کے باوجود نشہ نہیں ہوتا کیونکہ اس وعید کا سبب محض پینا قرار دیا گیا ہے۔

امام خطابی رحمہ اللہ اور امام بغوی رحمہ اللہ شرح السنۃ میں لکھتے ہیں کہ جنت میں داخل نہ ہونے والی حدیث کا مطلب یہ ہے کہ چونکہ شراب جنتیوں کے لیے ہے اور جب اس سے محروم ہو گیا تو جنت میں کیسے داخل ہو سکتا ہے؟

حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے کہا: یہ سخت ترین وعید ہے جو جنت کے دخول کو مانع ہے۔

مزید فرمایا: اہل سنت کے ہاں حدیث کا مطلب یہ ہے کہ شرابی آدمی نہ تو جنت میں جائے گا اور نہ ہی وہاں پر شراب پیئے گا۔ ہاں! اگر اللہ تعالیٰ اسے معاف فرما دیں تو پھر جنت میں بھی چلا جائے گا اور شراب بھی پی لے گا یعنی یہ گناہ دیگر کبیرہ گناہوں کی طرح اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تحت ہے۔❹

---

❶ أخرجه البخاري في كتاب الأشربة، باب: قول اللّٰهِ تعالىٰ: ﴿ إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴾، رقم: ٥٥٧٨.

❷ صحيح سنن ابن ماجه، رقم: ٢٧٢١.

❸ أخرجه البخاري في كتاب الأشربة، باب: قول اللّٰهِ تعالىٰ: ﴿ إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴾، رقم: ٥٥٧٥.

❹ تفصیل فتح الباری، ص: ۳۲۔۳۳، ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں۔ واللہ اعلم بالصواب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دنیا میں سزا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ چالیس راتیں اس سے ناراض رہتے ہیں اور اگر اسی حالت میں اسے موت آ گئی تو کفر کی حالت میں مرے گا۔ ❶

شراب اللہ کے ذکر اور نماز سے روکتی ہے بلکہ اگر انسان پی لے تو چالیس دنوں کی نمازیں ضائع ہو جاتی ہیں چنانچہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ لَمْ يُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ أَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا ، فَإِنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ ، فَإِنْ عَادَ لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ لَهُ صَلَاةَ أَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا ، فَإِنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ ، فَإِنْ عَادَ لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ لَهُ صَلَاةَ أَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا ، فَإِنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ ، فَإِنْ عَادَ الرَّابِعَةَ لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ لَهُ صَلَاةَ أَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا ، فَإِنْ تَابَ لَمْ يَتُبِ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَقَاهُ مِنْ نَهْرِ الْخَبَالِ .)) قِيْلَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَمَا نَهْرُ الْخَبَالِ؟ قَالَ: ((نَهْرٌ مِنْ صَدِيْدِ أَهْلِ النَّارِ .)) ❷

''جس نے شراب پی تو اللہ تعالیٰ اس کی چالیس دنوں کی نمازیں قبول نہیں کرتا اور اگر توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرما لیتا ہے اگر دوبارہ لوٹا (شراب پی) تو اللہ تعالیٰ اس کی چالیس دنوں کی نمازیں قبول نہیں فرماتا اور اگر توبہ کر لی تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرما لیتا ہے اور اگر (تیسری مرتبہ) پھر لوٹا تو اللہ تعالیٰ پھر اس کی چالیس دنوں کی نمازیں قبول نہیں فرماتا اور اگر توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ توبہ قبول کر لیتا ہے اور اگر چوتھی مرتبہ لوٹا تو اللہ تعالیٰ اس کی چالیس دنوں کی نمازیں قبول نہیں فرماتا اور اگر توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول نہیں فرماتا اور اسے نہر الخبال سے پلائے گا۔ کہا گیا: اے ابو عبدالرحمٰن! (حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی کنیت ہے) نہر خبال کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: جہنمیوں کی پیپ کی نہر ہے۔''

یہ حالت اس انسان کی ہے جو شراب پیتا ہے مگر جو شراب پینے پر ہمیشگی کرتا ہے اس کی صفت آنحضرت ﷺ نے درج ذیل الفاظ میں بیان فرمائی:

((مُدْمِنُ الْخَمْرِ كَعَابِدِ وَثَنٍ .)) ❸

---

❶ ہم نے شیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ سے اس کے متعلق سوال کیا تو فرمایا: یہ وعید ہے اور اس سے کفر اصغر مراد ہے۔ ہاں! اگر شراب کے پینے کو جائز سمجھتا ہے تو پھر کفر اکبر ہوگا۔

❷ صحيح سنن الترمذي، رقم: ١٥١٧.

❸ صحيح سنن ابن ماجه، رقم: ٢٧٢٠.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''شراب پر ہمیشگی کرنے والا بتوں کی عبادت کرنے والے کی طرح ہے۔''

شرابی کی حد بھی رسول اللہ ﷺ نے بیان کر دی ہے۔ فرمایا:

((مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فَاجْلِدُوْهُ، ثُمَّ إِنْ شَرِبَ فَاجْلِدُوْهُ، ثُمَّ إِنْ شَرِبَ فَاجْلِدُوْهُ، ثُمَّ إِنْ شَرِبَ فَاقْتُلُوْهُ.)) ❶

''جس نے شراب پی تو اسے کوڑے لگاؤ، اگر پھر پیئے تو کوڑے لگاؤ، اگر پھر پیئے تو کوڑے لگاؤ، اگر پھر پیئے تو اسے قتل کر ڈالو۔''

یہ ہے شرابی کی سزا مگر منسوخ ہوگئی اور کوڑوں کی سزا باقی رہی ان کی تعداد چالیس ہے۔

(۱۵).....منافق مردوں اور عورتوں پر اللہ کا غضب: ❷

اللہ عزوجل کا ارشاد گرامی قدر ہے:

﴿ وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ الظَّآنِّيْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ ؕ عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۝ ﴾ [الفتح: ٦]

''اور (تاکہ) ان منافق مردوں اور منافق عورتوں اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو اللہ تعالیٰ سزا دے جو اللہ کے بارے میں گمان کرنے والے ہیں، برا گمان انھی پر بری گردش ہے اور اللہ ان پر غصے ہوا اور اس نے ان پر لعنت کی اور ان کے لیے جہنم تیار کی اور وہ لوٹنے کی بری جگہ ہے۔''

نفاق:

نفاق کا مطلب ہوتا ہے باطن کی ظاہر سے مخالفت۔ خیر بھلائی کا اظہار اور شر کا چھپانا۔ نفاق کی دو اقسام ہیں: (۱).....**اعتقادی نفاق**؛ اس نفاق سے متصف آدمی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں رہے گا۔ (۲).....**عملی نفاق**؛ اس کا شمار کبیرہ گناہوں میں ہوتا ہے۔ اس لیے کہ منافق کا قول اپنے فعل کی اور اس کا بھید اس کے علانیہ مخالفت کر رہا ہوتا ہے۔ مگر اس کے ارتکاب سے آدمی ملت اسلامیہ سے خارج نہیں ہوتا۔ ہاں یہ البتہ ممکن ہے کہ عملی نفاق کا ارتکاب کرتے ہوئے یہ مذموم عادت آدمی کے لیے اعتقادی نفاق میں شامل کرنے کا ذریعہ بن جائے۔

---

❶ صحيح سنن النسائي، رقم: ٥٢٣٢.

❷ اس موضوع سے متعلقہ آیات کی تفسیر: ابن کثیر، قرطبی اور طبری رحمہم اللہ کی تفسیر والی کتابوں میں دیکھ لیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منافقین:

اعتقادی منافقین وہ لوگ ہوتے ہیں جو اسلام میں ایک طرف سے داخل ہوتے ہیں اور دوسری طرف سے نکل جاتے ہیں۔ یہ لوگ ایمان و اسلام کا اظہار کرتے ہیں اور کفر کو اپنے اندر چھپائے ہوئے ہوتے ہیں۔ اللہ عزوجل نے سورۃ البقرہ کے آغاز میں پانچ آیات اہل ایمان کی صفات میں، اگلی دو آیتیں کافروں کی پہچان میں اور پھر ان سے اگلی تیرہ آیات منافقوں کی علامتوں اور ان کی پہچان میں بیان فرمائی ہیں۔ اور اس بنا پر کہ ان کا معاملہ اکثر لوگوں کے ہاں مشتبہ رہتا ہے اس لیے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کی متعدد علامتوں کے بیان کو مفصل بیان کیا ہے۔ ان علامتوں میں سے ہر علامت نفاق ہے۔ اسی طرح سے ان کی پہچان میں سورۃ البراءۃ کا ایک بڑا حصہ، سورۃ النور کا ایک بڑا حصہ، سورۃ المنافقون مکمل اور ان کے علاوہ دیگر سورتوں میں بھی (کہ جن کا تعلق مدنی سورتوں سے ہے) ان کا مفصل ذکر ہوا ہے۔ ایسا اللہ تعالیٰ نے ان کے احوال کی پہچان کروانے کے لیے کیا ہے تاکہ اہل ایمان ان سے باخبر رہتے ہوئے ان سے ہمیشہ الگ تھلگ رہیں۔

یہ منافقین اہل ایمان و اسلام کے لیے یہود و نصاریٰ اور مشرکین و ہنود سے بھی زیادہ خطرناک ہوتے ہیں۔ ان کا اہل ایمان و اسلام کے لیے زیادہ خطرناک ہونا اس بنا پر ہوتا ہے کہ یہ مسلمانوں کے درمیان رہتے ہیں۔ انہی جیسی زبان بولتے ہیں (الحمد للہ، ماشاء اللہ، السلام علیکم جیسے الفاظ بولنا) اور مسلمانوں جیسے نام رکھنا۔ اس سے ان کو مسلمانوں میں شمار کیا جاتا ہے اور یہ خود بھی اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔

انہی منافقین کے بارے میں اللہ عزوجل کا ارشاد گرامی ہے:

﴿ وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ مَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ مَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَ مَا يَشْعُرُوْنَ ۝ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ۝ ﴾ [البقرۃ: ۸ تا ۱۰]

''اور لوگوں میں سے کچھ وہ ہیں جو کہتے ہیں ہم اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لائے، حالانکہ وہ ہرگز مومن نہیں۔ اللہ سے دھوکا بازی کرتے ہیں اور ان لوگوں سے جو ایمان لائے، حالانکہ وہ اپنی جانوں کے سوا کسی کو دھوکا نہیں دے رہے اور وہ شعور نہیں رکھتے۔ ان کے دلوں ہی میں ایک بیماری ہے تو اللہ نے انھیں بیماری میں اور بڑھا دیا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے، اس وجہ سے کہ وہ جھوٹ کہتے تھے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہی وہ لوگ ہیں کہ جن کے متعلق اگلی آیات میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَ لٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ ﴾ [البقرہ: ۱۳]

''اور جب ان سے کہا جاتا ہے ایمان لاؤ جس طرح لوگ ایمان لائے ہیں، تو کہتے ہیں کیا ہم ایمان لائیں جیسے بے وقوف ایمان لائے ہیں؟ سن لو! بے شک وہ خود ہی بے وقوف ہیں اور لیکن وہ نہیں جانتے۔''

یہی وہ منافق لوگ ہیں کہ جن کی ایک قبیح علامت یوں بھی ہے:

﴿ وَ اِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَ اِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَ يَمُدُّهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴾

[البقرۃ: ۱۴، ۱۵]

''اور جب وہ ان لوگوں سے ملتے ہیں جو ایمان لائے تو کہتے ہیں ہم ایمان لے آئے اور جب اپنے شیطانوں کی طرف اکیلے ہوتے ہیں تو کہتے ہیں بے شک ہم تمھارے ساتھ ہیں، ہم تو صرف مذاق اڑانے والے ہیں۔ اللہ ان کا مذاق اڑاتا ہے اور انھیں ڈھیل دے رہا ہے، اپنی سرکشی ہی میں حیران پھرتے ہیں۔''

منافقین اہل ایمان سے جو کہتے ہیں کہ: ہم بھی ایمان والے ہیں۔ یہ نفاق، دکھاوے اور جھوٹ (تقیہ) کی بنا پر کہتے ہیں۔ جبکہ صورت حال یہ ہے کہ جب یہ لوگ اپنے شیطانوں (چاہے جنوں سے ہوں یا انسانوں سے) کے پاس پھر کر جاتے ہیں کہ جو ان کے سردار اور قائد ہوتے ہیں اور ان کے یہ بڑے یہود و نصاریٰ میں سے ہوتے ہیں جو ان کو مسلمانوں کے ساتھ جھوٹ بولنے اور جو دین رسول اللہ ﷺ لے کر آئے ہیں اسے جھٹلانے کا حکم دیتے ہیں۔ چنانچہ ان یہود و نصاریٰ کے پاس پہنچ کر منافقین ان سے کہتے ہیں: ہم تو تمہارے دین و ملت پر ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم مسلمانوں سے استہزاء کرتے ہیں۔ مگر ان بدبختوں کو معلوم نہیں کہ اللہ عزوجل ان سے انتقام لینے کے لیے ان کے ساتھ ٹھٹھہ کا سامان کرتا ہے۔ یہ لوگ اپنی گمراہی اور اپنے کفر میں حیران و پریشان ہو کر باؤلے ہوئے پھرتے ہیں اور اس ضلالت و کفر اور نفاق سے نکلنے کا کوئی راستہ بھی نہیں پاتے۔ اس لیے کہ اللہ عزوجل نے ان کے خبث باطن کی وجہ سے اُن کے دلوں پر مہر لگا دی ہے، ان کی نظروں کو اندھا کر دیا ہے کہ جس سے وہ حق بات کو دیکھ نہیں سکتے اور نہ ہی وہ صراطِ مستقیم پر چل سکتے ہیں۔ چنانچہ اللہ عزوجل فرماتے ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ وَ مَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ﴾ [البقرة: ١٦]

''یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی خرید لی، تو نہ ان کی تجارت نے نفع دیا اور نہ وہ ہدایت پانے والے بنے۔''

یہ منافقین وہی لوگ ہیں کہ جنہیں ہمراز اور مصاحب و ہم نشین بنانے سے اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو منع فرمایا ہے اور یہ کہ:

﴿ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ ﴾ [آل عمران: ١١٨]

''ان کے دلوں کا بغض وحسد ان کے مونہوں سے ظاہر ہوا پڑ رہا ہے اور ان کے دلوں میں جو کچھ چھپا ہے وہ کہیں اس سے بڑا ہے۔''

منافقین اپنی مکمل جدوجہد اور طاقت کے مطابق اہل ایمان کی مخالفت میں پوری کوشش کرتے ہیں اور ہر ممکن حد تک انہیں تکلیف پہنچانے کی سعی کرتے ہیں۔ حسب استطاعت جس قدر ممکن ہو وہ اہل ایمان کو فریب، دھوکہ دینے کی بھی کوشش کرتے ہیں۔ یہ منافقین ہر وہ کام چاہتے ہیں جس سے اہل ایمان مشقت و مصیبت میں پڑے رہیں۔ اسلام اور اہل اسلام کے متعلق جو کچھ منافقین کے دلوں میں بغض و عداوت ہوتی ہے وہ ان کے چہروں سے عیاں ہوتا ہے اور دشمنی ان کی زبانوں سے بغیر سوچے سمجھے بیان ہو جاتی ہے اور یہ کسی بھی عقل مند آدمی پر مخفی نہیں ہوتا۔

یہی وہ منافقین ہیں کہ جن کے بارے میں اللہ عزوجل نے ایمان والوں کو خبر دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ:

﴿ اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ وَ اِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِهَا وَ اِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴾ [آل عمران: ١٢٠]

''اگر تمھیں کوئی بھلائی پہنچے تو انھیں بری لگتی ہے اور اگر تمھیں کوئی تکلیف پہنچے تو اس پر خوش ہوتے ہیں اور اگر تم صبر کرو اور ڈرتے رہو تو ان کی خفیہ تدبیر تمھیں کچھ نقصان نہیں پہنچائے گی۔ بے شک اللہ، وہ جو کچھ کرتے ہیں، اس کا احاطہ کرنے والا ہے۔''

منافقین کی یہ حالت ایمان والوں سے شدت عداوت پر دلالت کرتی ہے۔ ہوتا یوں ہے کہ اہل ایمان و اسلام کو جب کوئی خوش حالی، اللہ کی طرف سے تائید اور فتح حاصل ہوتی ہے تو منافقوں کو یہ بہت برا لگتا ہے اور اگر اہل ایمان کو قحط سالی و تنگ دستی پہنچتی ہے یا ان کے دشمن ان پر اللہ کی آزمائش کے تحت چڑھ دوڑتے ہیں تو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منافقین اس سے خوش ہو جاتے ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿ اِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ وَ اِنْ تُصِبْكَ مُصِيْبَةٌ يَّقُوْلُوْا قَدْ اَخَذْنَآ اَمْرَنَا مِنْ قَبْلُ وَ يَتَوَلَّوْا وَّ هُمْ فَرِحُوْنَ ﴾ [التوبة: ٥٠]

''اگر تجھے کوئی بھلائی پہنچے تو انھیں بری لگتی ہے اور اگر تجھے کوئی مصیبت پہنچے تو کہتے ہیں ہم نے تو پہلے ہی اپنا بچاؤ کر لیا تھا اور اس حال میں پھرتے ہیں کہ وہ بہت خوش ہوتے ہیں۔''

اس آیت کریمہ میں اللہ عزوجل نے اپنے محترم پیغمبر محمد رسول اللہ ﷺ کو ان سے منافقین کی عداوت کے متعلق خبردار فرمایا ہے۔ اس لیے کہ جب بھی نبی مکرم ﷺ کو وہ کچھ حاصل ہوتا ہے کہ جس سے آپ ﷺ کو آسانی پہنچے اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم اجمعین کو بھی تو یہ بات ان منافقوں کو بہت بری لگتی ہے۔ اور اگر آپ ﷺ کو کوئی مصیبت پہنچے تو کہتے ہیں: اسی لیے تو ہم آپ ﷺ کی پیروی کرنے سے احتراز کر رہے تھے۔ یہ کہہ کر وہ خوشی خوشی وہاں سے منہ موڑ کر چل دیتے ہیں۔ اسی لیے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کی مکمل دشمنی کے مقابلے میں اہل ایمان کو ان منافقین کے لیے جواب کی خاطر یوں راہنمائی فرمائی ہے:

﴿ قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا هُوَ مَوْلٰنَا وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴾

[التوبة: ٥١]

''کہہ دے ہمیں ہرگز کوئی نقصان نہ پہنچے گا مگر جو اللہ نے ہمارے لیے لکھ دیا، وہی ہمارا مالک ہے اور اللہ ہی پر پس لازم ہے کہ ایمان والے بھروسا کریں۔''

یعنی منافقو! اپنے متعلق اب تم ہم سے دو میں سے ایک بھلائی کا انتظار کرو، شہادت یا پھر تم پر کامیابی۔ جب کہ ہم تمہارے بارے میں اس بات کا انتظار کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی طرف سے کوئی خاص عذاب دے یا ہمارے ہاتھوں وہ تمہیں قیدی بنوا دے یا تمہیں قتل کروا دے۔

﴿ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ نَافَقُوْا وَقِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوِ ادْفَعُوْا قَالُوْا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّا اتَّبَعْنٰكُمْ هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ اَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْاِيْمَانِ يَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُوْنَ ﴾ [آل عمران: ٦٧]

''اور تاکہ وہ ان لوگوں کو جان لے جنھوں نے منافقت کی اور جن سے کہا گیا آؤ اللہ کے راستے میں لڑو، یا مدافعت کرو تو انھوں نے کہا اگر ہم کوئی لڑائی معلوم کرتے تو ضرور تمھارے ساتھ چلتے۔ وہ اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دن اپنے ایمان (کے قریب ہونے) کی بہ نسبت کفر کے زیادہ قریب تھے، اپنے مونہوں سے وہ باتیں کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں اور اللہ زیادہ جاننے والا ہے جو وہ چھپاتے ہیں۔''

اور ان منافقین کی ایک چال کے بارے میں خبردار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں:

﴿ يَـٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا خُذُوا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوا جَمِيعًا ۝ وَ اِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيبَةٌ قَالَ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ اِذْ لَمْ اَكُنْ مَّعَهُمْ شَهِيدًا ۝ وَ لَئِنْ اَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ لَيَقُولَنَّ كَاَنْ لَّمْ تَكُنْ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ يّٰلَيْتَنِي كُنْتُ مَعَهُمْ فَاَفُوزَ فَوْزًا عَظِيمًا ۝ ﴾ [النساء: ۷۱تا۷۳]

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے بچاؤ کا سامان پکڑو، پھر دستوں کی صورت میں نکلو، یا اکٹھے ہو کر نکلو۔ اور بے شک تم میں سے یقیناً کوئی ایسا بھی ہے جو ہر صورت دیر لگا دے گا، پھر اگر تمھیں کوئی مصیبت آ پہنچی تو کہے گا بے شک اللہ نے مجھ پر انعام فرمایا، جب کہ میں ان کے ساتھ موجود نہ تھا۔ اور اگر بے شک تمھیں اللہ کی طرف سے کوئی فضل حاصل ہو گیا تو یقیناً وہ ضرور کہے گا، جیسے تمھارے درمیان اور اس کے درمیان کوئی دوستی نہ تھی، اے کاش کہ میں ان کے ساتھ ہوتا تو بہت بڑی کامیابی حاصل کرتا۔''

یعنی اگر ایمان والوں کو قتل اور شہید کر دیا جائے تو منافق آدمی کہتا ہے: اللہ کا میرے اوپر کس قدر احسان ہے کہ میں لڑائی کے وقت اہل ایمان کے ساتھ نہیں تھا۔ گویا جہاد و قتال فی سبیل اللہ سے دور اور غائب رہنے کو وہ اپنے اُوپر اللہ کا انعام سمجھتا ہے۔ وہ یہ نہیں جانتا کہ اگر اسے اللہ کی راہ میں قتل کر دیا جاتا تو اسے فی سبیل اللہ صبر و استقامت یا اللہ کی راہ میں شہید ہو جانے پر کس قدر اجر و انعام ملتا۔

اور اگر اہل ایمان کو اللہ کی مدد، کامیابی اور مال غنیمت حاصل ہو تو پھر منافق آدمی یوں کہتا ہے گویا وہ اہل ایمان کے دین و ملت پر ہے ہی نہیں: اے کاش کہ میں بھی ان مسلمان مجاہدین کے ساتھ ہوتا اور بہت بڑی کامیابی حاصل کرتا۔ وہ اس طرح کہ جو کچھ مسلمانوں نے حاصل کیا ہے، اس میں سے مجھ بھی حصہ ملتا۔ یہی منافق آدمی کا بہت بڑا مقصود العین اور اس کی غرض و غایت ہوتی ہے۔

یہی وہ منافقین ہیں کہ جن کے متعلق اللہ عزوجل کا ارشاد گرامی یہ بھی ہے:

﴿ الَّذِينَ يَتَرَبَّصُونَ بِكُمْ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ قَالُوٓا اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ وَ اِنْ كَانَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لِلْكٰفِرِيْنَ نَصِيْبٌ قَالُوْٓا اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَ نَمْنَعْكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَ لَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا ۝ ﴾

[النساء: ٤١]

''وہ جو تمھارے بارے میں انتظار کرتے ہیں، پھر اگر تمھارے لیے اللہ کی طرف سے کوئی فتح ہو جائے تو کہتے ہیں کیا ہم تمھارے ساتھ نہ تھے اور اگر کافروں کو کوئی حصہ مل جائے تو کہتے ہیں کیا ہم تم پر غالب نہیں ہو گئے تھے اور ہم نے تمھیں ایمان والوں سے نہیں بچایا تھا۔ پس اللہ تمھارے درمیان قیامت کے دن فیصلہ کرے گا اور اللہ کافروں کے لیے مومنوں پر ہرگز کوئی راستہ نہیں بنائے گا۔''

یہاں اللہ عزوجل منافقوں کے بارے میں اس بات کی خبر دے رہے ہیں کہ وہ ہمیشہ مسلمانوں کی حکومت کے گرنے، ان کی ملت کے پارہ پارہ ہونے اور ان پر کفر کے غلبہ کے انتظار میں رہتے ہیں۔ اگر مسلمانوں کو اللہ عزوجل کی طرف سے فتح حاصل ہو، یعنی انہیں اللہ کی مدد کے بعد کامیابی اور غنیمت کا مال حاصل ہو تو وہ اہل ایمان سے دوستی اور مودت کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں: کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے؟ اور اگر کافروں کو کبھی مسلمانوں پر کامیابی حاصل ہو تو وہ ان سے کہتے ہیں: ہم نے دراصل اندرون خانہ تمہاری مدد کی تھی اور ایمان والوں کو ہم بے وقوف بناتے رہے اور انہیں رسوا کرنے کے لیے ہم تمہاری مدد میں رہے حتیٰ کہ تم مسلمانوں پر کامیابی و فتح حاصل کر گئے۔ اس لیے اب ہمیں اپنی کامیابی اور حکومت میں شریک کرو۔

یہی وہ منافقین ہیں کہ جن کے متعلق اللہ عزوجل کا ارشاد گرامی یوں بھی ہے: فرمایا:

﴿ فَتَرَى الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يُّسَارِعُوْنَ فِيْهِمْ يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰٓى اَنْ تُصِيْبَنَا دَآئِرَةٌ فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ فَيُصْبِحُوْا عَلٰى مَآ اَسَرُّوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِيْنَ ۝ ﴾ [المائدہ: ٥٢]

''پس تو ان لوگوں کو دیکھے گا جن کے دلوں میں ایک بیماری ہے کہ وہ دوڑ کر ان میں جاتے ہیں، کہتے ہیں ہم ڈرتے ہیں کہ ہمیں کوئی چکر آ پہنچے، تو قریب ہے کہ اللہ فتح لے آئے، یا اپنے پاس سے کوئی اور معاملہ تو وہ اس پر جو انھوں نے اپنے دلوں میں چھپایا تھا، پشیمان ہو جائیں۔''

اس سے پچھلی آیت میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کو یہود و نصاریٰ کے ساتھ راہ و رسم بڑھا کر دوستیاں لگانے سے منع فرمایا ہے۔ وہ یہود و نصاریٰ کہ جو دین اسلام کے بھی دشمن ہیں اور مسلمانوں کے بھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس بات کو کھول کر بیان فرمایا ہے کہ اہل اسلام میں سے جو بھی ان یہود و نصاریٰ سے دوستی لگائے گا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ بھی اُنہیں میں سے شمار ہوگا۔ اس کے بعد یہاں اس آیت کریمہ میں اللہ کریم نے منافقین کے بارے میں خبر دے دی ہے کہ ان کے دلوں میں اللہ رب العالمین، اللہ کے نبیوں اور اللہ کے دین کے متعلق پورا پورا شک اور نفاق ہوتا ہے۔ یہ لوگ ظاہری اور باطنی دونوں طرح سے یہود و نصاریٰ کے ساتھ دوستی لگانے اور ان سے محنت کرنے میں بھاگ بھاگ کر آگے بڑھا کرتے ہیں۔ (جیسے آج کل پاکستان کے تمام بوہری، بہائی، ذاکری، قادیانی، آغا خانی، اسماعیلی اور رافضی فرقے اپنی بدکرداری کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ یہود و نصاریٰ سے عشق کی پینگیں بڑھا کر اہل ایمان مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرنے میں ان کا آج کوئی ثانی نہیں۔ یہود و نصاریٰ کے تہذیب و تمدن، علوم و فنون، نظام تعلیم و حکومت اور ان کے پاکستان میں غلبہ کے لیے یہ لوگ کون سا جتن ہے جو نہ کر رہے ہوں!) یہ لوگ یہود و نصاریٰ سے اپنی محبت اور دوستی کی تاویل یہ کرتے ہیں کہ: اُنہیں اس بات کا ڈر ہے: مسلمانوں پر کافروں کی کامیابی والا معاملہ اگر واقع ہو جائے تو پھر یہ منافقین اہل اسلام کے لیے یہود و نصاریٰ کے ہاں مددگار ثابت ہو سکیں اور ان کی یہ دوستی مسلمانوں کو کوئی نفع پہنچا سکے۔ مگر اللہ عزوجل ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَ فِي الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ۝ وَ لَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ النَّبِيِّ وَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِيَآءَ وَ لٰكِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ ﴾ [المائدہ: ۸۰، ۸۱]

''تو ان میں سے بہت سوں کو دیکھے گا وہ ان لوگوں سے دوستی رکھتے ہیں جنھوں نے کفر کیا۔ یقیناً برا ہے جو ان کے نفسوں نے ان کے لیے آگے بھیجا کہ اللہ ان پر غصے ہو گیا اور عذاب ہی میں وہ ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ اور اگر وہ اللہ اور نبی پر اور اس پر ایمان رکھتے ہوتے جو اس کی طرف نازل کیا گیا ہے تو انھیں دوست نہ بناتے اور لیکن ان میں سے بہت سے نافرمان ہیں۔''

یہاں وہ منافقین ہیں کہ جن کے بارے میں اللہ ربّ العزت نے یوں بھی ارشاد فرمایا ہے:

﴿ وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ سَوَآءً فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَآءَ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوْهُمْ وَ اقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَ لَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَّ لَا نَصِيْرًا ۝ ﴾ [النساء: ۸۹]

''وہ چاہتے ہیں کاش کہ تم کفر کرو جیسے انھوں نے کفر کیا، پھر تم برابر ہو جاؤ، تو ان میں سے کسی طرح کے دوست نہ بناؤ، یہاں تک کہ وہ اللہ کے راستے میں ہجرت کریں، پھر اگر وہ منہ پھیریں تو انھیں پکڑو اور انھیں قتل کرو جہاں انھیں پاؤ اور نہ ان سے کوئی دوست بناؤ اور نہ کوئی مددگار۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس آیت کریمہ میں اللہ عزوجل نے وضاحت سے بیان فرمایا ہے کہ: یہ منافقین اہل اسلام کو گمراہ کرنے کی آرزو رکھتے ہیں کہ دونوں گروہ گمراہی میں برابر ہو جائیں۔ اُن کی یہ خواہش صرف اور صرف اہل ایمان سے شدت عداوت اور ان کے ساتھ بغض وحسد کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اسی لیے اللہ تبارک وتعالیٰ نے مسلمانوں کو اس بات سے منع فرمایا ہے کہ وہ منافقین کو دوست بنائیں، جب تک کہ وہ اللہ کی راہ میں ہجرت کر کے مسلمانوں کے ملک اور وطن میں نہ جا بسیں۔ اگر وہ ہجرت کرنے سے انکار کر دیں اور اپنے کفر کا اظہار کرنے لگیں تو پھر اے ایمان والو! انہیں جہاں کہیں بھی پاؤ، گرفتار کر کے قتل کر دو۔ نہ ان سے دوستی اس وقت آڑے آئے اور نہ ہی کبھی اللہ کے دشمنوں..... یہود ونصاریٰ اور ہنود ومشرکین پر غلبہ پانے کے لیے ان سے مدد طلب کرو۔

یہی وہ منافقین ہیں:

﴿ اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقٰتِ وَ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴾ [التوبة: ٧٩]

''وہ لوگ جو صدقات میں خوش دلی سے حصہ لینے والے مومنوں پر طعن کرتے ہیں اور ان پر بھی جو اپنی محنت کے سوا کچھ نہیں پاتے، سو وہ ان سے مذاق کرتے ہیں۔ اللہ نے ان سے مذاق کیا ہے اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔''

یہ منافقوں کی ایک اور پہچان ہے کہ مسلمانوں کے صدقات وخیرات جیسے تمام اموال پر عیب لگاتے ہوئے ان کی زبانوں کے تیروں سے کوئی بھی ایمان والا محفوظ نہیں رہ سکتا۔ چنانچہ اگر کوئی مسلمان کھلے مال کے ذریعے اللہ کے دین اور اس کے بندوں کی مدد کرتے ہوئے صدقہ کرتا ہے تو اس کے متعلق یہ بدبخت کہتے ہیں کہ: دیکھو! یہ آدمی ریاکاری کر رہا ہے۔ اور اگر کوئی ایمان والا حسب توفیق تھوڑے مال کے ذریعے صدقہ کرتا ہے تو کہتے ہیں: اس جیسے مسلمان کی خیرات سے اللہ تعالیٰ مستغنی ہے۔ (اُسے اتنے سے مال کی کیا ضرورت ہے؟)

یہی وہ منافقین ہیں کہ:

﴿ وَ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ وَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ لَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ مَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا فَسَآءَ قَرِيْنًا ﴾ [النساء: ٣٨]

''اور وہ لوگ جو اپنے اموال لوگوں کے دکھاوے کے لیے خرچ کرتے ہیں اور نہ اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور نہ یوم آخرت پر، اور وہ شخص کہ شیطان اس کا ساتھی ہو تو وہ برا ساتھی ہے۔''

منافقین کی انتہائی بدعادت یہ ہے کہ وہ اپنے اموال ریاکاری کے لیے خرچ کرتے ہیں (اور اس کا الزام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایمان والوں پر لگا رہے ہوتے ہیں کہ وہ زیادہ مال ریاکاری کے لیے اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں حالانکہ اہل ایمان تو اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لیے ایسا کرتے ہیں۔) ریاکاری تو منافقوں کی صفت اور پہچان ہے۔ اللہ عزوجل اس بات کی خبر دے رہے ہیں کہ: یہ منافق لوگ اطاعت و فرمانبرداری کرتے ہوئے کسی قسم کا اور جہاں کہیں بھی خرچ کریں یا مجبوری کی حالت میں، ان سے یہ خرچ کیا ہوا مال قطعاً قبول نہیں کیا جائے گا۔ اس لیے کہ انہوں نے اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ کفر کا ارتکاب کیا ہے۔ قاعدہ یہ ہے کہ: اعمال صالحہ کی درستگی ایمان باللہ، ایمان بالرسول اور ایمان سے متعلقہ تمام امور پر ایمان لانے اور ایمان رکھنے کے ساتھ مشروط ہے۔

یہی وہ منافق لوگ ہیں:

﴿ يَّسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَ لَا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ وَ هُوَ مَعَهُمْ اِذْ يُبَيِّتُوْنَ مَا لَا يَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ وَ كَانَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطًا ﴾ [النساء: ۱۰۸]

''وہ لوگوں سے چھپاؤ کرتے ہیں اور اللہ سے چھپاؤ نہیں کرتے، حالانکہ وہ ان کے ساتھ ہوتا ہے جب وہ رات کو اس بات کا مشورہ کرتے ہیں جسے وہ پسند نہیں کرتا اور اللہ ہمیشہ اس کا جو وہ کرتے ہیں، احاطہ کرنے والا ہے۔''

یعنی یہ لوگ اپنی قبیح عادات اور جرائم کو لوگوں سے تو چھپاتے ہیں تاکہ وہ ان کو برا بھلا نہ کہیں جبکہ اللہ عزوجل سے شرم نہیں کرتے اور اس کے سامنے اپنے جرائم کا ارتکاب کیے چلے جاتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تبارک وتعالیٰ تو ان کے بھیدوں سے باخبر ہے اور جو کچھ اُن کے دلوں اور ضمیروں میں ہوتا ہے وہ تو اس سے بھی مطلع ہوتا ہے۔

یہی وہ منافق لوگ ہیں کہ جن کے بارے میں اللہ رب العزت نے یوں بھی فرمایا ہے:

﴿ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَ هُوَ خَادِعُهُمْ وَ اِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَ لَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَ مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ۝ ﴾ [النساء: ۱۴۲، ۱۴۳]

''بے شک منافق لوگ اللہ سے دھوکا بازی کر رہے ہیں، حالانکہ وہ انھیں دھوکا دینے والا ہے اور جب وہ نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو سست ہو کر کھڑے ہوتے ہیں، لوگوں کو دکھاوا کرتے ہیں اور اللہ کو یاد نہیں کرتے مگر بہت کم۔ اس کے درمیان متردد ہیں، نہ ان کی طرف ہیں اور نہ ان کی طرف اور جسے اللہ گمراہ کر دے پھر تو اس کے لیے ہرگز کوئی راستہ نہ پائے گا۔''

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تمام اعمال صالحہ سے افضل اور سب سے بہتر عمل کے بارے میں یہاں منافقوں کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہچان کے بارے میں واضح فرمایا اور یہ افضل عمل، نماز کا ہے کہ: جب منافق لوگ نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو اس کے بارے میں نہایت سستی کا مظاہرہ کرتے ہوئے۔ اس لیے کہ: نماز کے متعلق اُن کی نیت پڑھنے کی ہوتی ہی نہیں، نہ ان کا نماز پر ایمان ہوتا ہے کہ یہ بھی اللہ کے ہاں کوئی نفع بخش عمل ہوگا۔ اور نہ ہی نماز میں انہیں خشوع حاصل ہوتا ہے۔ نہ یہ لوگ نماز کے معانی و مفہوم کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ اُن کی ظاہری حالت کی پہچان ہے۔ جہاں تک اُن کے خبث باطن کی پہچان کا تعلق ہے تو نماز پڑھنے سے اُن کا مقصود لوگوں کو دکھلانا ہوتا ہے، اخلاص اُن سے قطعاً مفقود ہوتا ہے۔ نہ ہی ان کا معاملہ نماز میں اللہ سے جڑا ہوا ہوتا ہے بلکہ وہ تو اپنے تقیہ اور ریاکاری کے لیے لوگوں کو گواہ بنا لیتے ہیں۔ اسی لیے وہ ہمیشہ ایسی ہر نماز سے پیچھے رہتے ہیں کہ جس میں اکثر ان کو دیکھا نہ جاتا ہو۔ جیسے کہ فجر اور عشاء کی نمازیں۔

یہ منافق لوگ کفر اور ایمان کے درمیان متذبذب رہا کرتے ہیں۔ ظاہری اور باطنی طور پر نہ ہی تو وہ اہل ایمان کے ساتھ ہوتے ہیں اور نہ ہی کافروں کے ساتھ۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ان کے ظواہر ایمان والوں کے ساتھ ہوتے ہیں اور ان کے باطن کافروں کے ساتھ۔ ان منافقوں میں سے بعض ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جنہیں ہمیشہ شک لاحق رہتا ہے چنانچہ وہ کبھی تو ایمان والوں کی طرف مائل ہو جاتے ہیں اور کبھی کافروں کی طرف۔

یہی وہ منافق لوگ ہیں کہ جن کے جزع، فزع اور واویلا کے متعلق خبر دیتے ہوئے اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں۔

﴿ وَ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ وَمَا هُمْ مِّنْكُمْ وَ لٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَّفْرَقُوْنَ ۝ ﴾ [التوبہ: ٥٦]

''اور وہ اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ بے شک وہ ضرور تم میں سے ہیں، حالانکہ وہ تم میں سے نہیں اور لیکن وہ ایسے لوگ ہیں جو ڈرتے ہیں۔''

چنانچہ انہیں اگر کوئی قلعہ مل جائے تو یہ اس میں قلعہ بند ہو کر بیٹھ جائیں یا کوئی غار، سرنگ وغیرہ مل جائے تو اس میں جا گھسیں۔ ان جگہوں کی طرف پلٹتے ہوئے یہ لوگ دوڑیں لگا دیں۔ اس لیے کہ یہ لوگ تمہارے درمیان تو مجبوری کی حالت میں بیٹھتے ہیں نہ کہ محبت کے ساتھ۔ یہ تو چاہتے ہیں کہ تمہارے ساتھ ملیں جلیں ہی نہیں۔ مگر ان کی مجبوری یہ ہے کہ بعض فیصلے ضرورت کے لیے بھی ہوتے ہیں۔

یہ لوگ ہمیشہ حزن و ملال اور غم میں رہتے ہیں۔ اس لیے کہ اسلام اور مسلمان تو ہمیشہ عزت و وقار، اللہ کی مدد اور رفعت و عظمت میں رہتے ہیں۔ چنانچہ جب کبھی مسلمانوں کو کشادگی اور خوشی ملتی ہے انہیں یہ بہت برا لگتا ہے۔ چنانچہ وہ چاہتے ہیں کہ اہل ایمان سے بالکل میل جول نہ رکھیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہی وہ منافق لوگ ہیں کہ جن کے بارے میں اللہ عزوجل کا ارشاد گرامی یوں بھی ہے:

﴿ يَحْذَرُ الْمُنٰفِقُوْنَ اَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُوْرَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ قُلِ اسْتَهْزِءُوْا اِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُوْنَ ﴾ [التوبہ: ٦٤]

''منافق ڈرتے ہیں کہ ان پر کوئی ایسی سورت اتاری جائے جو انھیں وہ باتیں بتا دے جو ان کے دلوں میں ہیں۔ کہہ دے تم مذاق اڑاؤ، بے شک اللہ ان باتوں کو نکالنے والا ہے جن سے تم ڈرتے ہو۔''

منافقین آپس میں کوئی بات کیا کرتے تھے اور پھر کہتے: ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارا یہ بھید ہم پر افشاء نہ کرے۔ چنانچہ اللہ عزوجل نے فرمایا:

﴿ قُلِ اسْتَهْزِءُوْا اِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُوْنَ ﴾

''اے ہمارے حبیب و خلیل نبی! آپ ان سے کہہ دیجیے! اڑا لو ٹھٹھہ، مذاق اللہ تعالیٰ اس بھید کو کھولنے والا ہے جس سے تم ڈرا کرتے ہو۔''

یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے رسول پر ایسی وحی عنقریب اتارے گا جس سے تمہاری فضیحت ہوگی (معاشرے میں رسوا ہو جاؤ گے) اور وہ تمہارے معاملے کو کھول کر بیان کر دے گا۔

یہی منافقین ہیں کہ جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یوں بھی فرمایا ہے:

﴿ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَ نَلْعَبُ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَ اٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ﴾ [التوبہ: ٦٥]

''اور بلاشبہ اگر تو ان سے پوچھے تو ضرور ہی کہیں گے ہم تو صرف شغل کی بات کر رہے تھے اور دل لگی کر رہے تھے۔ کہہ دے کیا تم اللہ اور اس کی آیات اور اس کے رسول کے ساتھ مذاق کر رہے تھے؟''

چنانچہ یہی وہ منافق لوگ ہیں کہ جنہوں نے دین اسلام اور مسلمانوں کو ٹھٹھہ مذاق اور استہزاء کا مادہ بنا رکھا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ اِنْ نَّعْفُ عَنْ طَآئِفَةٍ مِّنْكُمْ نُعَذِّبْ طَآئِفَةً بِاَنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴾ [التوبہ: ٦٦]

''بہانے مت بناؤ، بے شک تم نے اپنے ایمان کے بعد کفر کیا۔ اگر ہم تم میں سے ایک گروہ کو معاف کر دیں تو ایک گروہ کو عذاب دیں گے، اس وجہ سے کہ یقیناً وہ مجرم تھے۔''

یہی وہ منافقین ہیں کہ جن کے متعلق اللہ رب العزت یوں بھی فرماتے ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَ مِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ فَلَمَّآ اٰتٰهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَ تَوَلَّوْا وَّ هُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَآ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ۝ ﴾ [التوبہ: ۷۵تا۷۷]

''اور ان میں سے بعض وہ ہیں جنھوں نے اللہ سے عہد کیا کہ یقیناً اگر اس نے ہمیں اپنے فضل سے کچھ عطا فرمایا تو ہم ضرور ہی صدقہ کریں گے اور ضرور ہی نیک لوگوں سے ہو جائیں گے۔ پھر جب اس نے انھیں اپنے فضل میں سے کچھ عطا فرمایا تو انھوں نے اس میں بخل کیا اور منہ موڑ گئے، اس حال میں کہ وہ بے رخی کرنے والے تھے۔ تو اس کے نتیجے میں اس نے ان کے دلوں میں اس دن تک نفاق رکھ دیا جس میں وہ اس سے ملیں گے۔ اس لیے کہ انھوں نے اللہ سے اس کی خلاف ورزی کی جو اس سے وعدہ کیا تھا اور اس لیے کہ وہ جھوٹ کہتے تھے۔''

اور یہی وہ منافق ہیں کہ جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر کو مخاطب کر کے یوں فرماتے ہیں:

﴿ اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ ﴾ [التوبہ: ۸۰]

''ان کے لیے بخشش مانگ، یا ان کے لیے بخشش نہ مانگ، اگر تو ان کے لیے ستر بار بخشش کی دعا کرے گا تو بھی اللہ انھیں ہرگز نہ بخشے گا۔ یہ اس لیے کہ بے شک انھوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا اور اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔''

﴿ وَ لَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّ لَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ مَاتُوْا وَ هُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ ﴾ [التوبہ: ۸۴]

''اور ان میں سے جو کوئی مر جائے اس کا کبھی جنازہ نہ پڑھنا اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہونا، بے شک انھوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا اور اس حال میں مرے کہ وہ نافرمان تھے۔''

یہی وہ منافق لوگ ہیں کہ جن کے بارے میں اللہ رب العالمین کا ایک ارشاد گرامی یوں بھی ہے:

﴿ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّ كُفْرًا وَّ تَفْرِيْقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ اِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ وَ لَيَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّا الْحُسْنٰى وَ اللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝ ﴾ [التوبہ: ۱۰۷]

''اور وہ لوگ جنھوں نے ایک مسجد بنائی نقصان پہنچانے اور کفر کرنے (کے لیے) اور ایمان والوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے درمیان پھوٹ ڈالنے (کے لیے) اور ایسے لوگوں کے لیے گھات کی جگہ بنانے کے لیے جنھوں نے اس سے پہلے اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کی اور یقیناً وہ ضرور قسمیں کھائیں گے کہ ہم نے بھلائی کے سوا ارادہ نہیں کیا اور اللہ شہادت دیتا ہے کہ بے شک وہ یقیناً جھوٹے ہیں۔''

نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ میں منافقوں کا معاملہ اس حد تک پہنچ گیا کہ انہوں نے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازش کرنے کے لیے ایک مسجد (مدینہ منورہ میں) بنا ڈالی۔ وہ اس ضمن میں قسمیں اٹھاتے تھے کہ ان کا اس مسجد کی تعمیر سے خیر اور بھلائی کے سوا کوئی اور ارادہ نہیں ہے۔ جبکہ اللہ عزوجل اس بات پر گواہ تھا کہ وہ اپنے مقصد و ارادہ کے بارے میں جھوٹ بول رہے ہیں۔ اور پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے پیغمبر محمد رسول اللہ ﷺ اور آپ کی اطاعت گزار امت کو اس بارے میں منع فرما دیا کہ وہ کبھی ان کے ہاں جا کر اس مسجد میں نماز بھی پڑھیں تو۔ اس لیے کہ بلاشک وشبہ منافقوں نے مسجد ضرار تو اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ کفر کرنے، مسلمانوں کے درمیان تفرقہ ڈالنے اور ان لوگوں کے لیے نگرانی اور جاسوسی کی جگہ بنانے کی خاطر تعمیر کی تھی جو اللہ تبارک وتعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ سے جنگ کریں۔ ان منافقوں کے منصوبوں میں سے بالاولیٰ یہ بات تھی کہ وہ اس طرح کی مجلس گاہیں، کلب، پارٹیاں اور محافل کی تعمیر و تشکیل کریں تاکہ وہ اہل اسلام کے خلاف کافروں اور مشرکوں کے لیے جاسوسی کر سکیں۔ تاکہ اُن کے خلاف یہ منافق لوگ منصوبہ بندی کر کے انہیں گمراہ کرنے، ان میں خرابیاں پیدا کرنے، دہشت گردی پھیلانے، انہیں ان کے دین سے دور کرنے اور ان کے درمیان تفرقہ ڈالنے کے لیے اپنے ان مراکز کو استعمال میں لا سکیں۔

یہی وہ منافق ہیں کہ جن کے بارے میں اللہ عزوجل کا ارشاد گرامی یوں بھی ہے، فرمایا:

﴿ وَيَقُولُونَ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالرَّسُولِ وَأَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلَّىٰ فَرِيقٌ مِّنْهُم مِّن بَعْدِ ذَٰلِكَ وَمَا أُولَٰئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ ۝ وَإِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُم مُّعْرِضُونَ ۝ وَإِن يَكُن لَّهُمُ الْحَقُّ يَأْتُوا إِلَيْهِ مُذْعِنِينَ ۝ ﴾ [النور: ٤٧ تا ٤٩]

''اور وہ کہتے ہیں ہم اللہ پر اور رسول پر ایمان لائے اور ہم نے حکم مان لیا، پھر ان میں سے ایک گروہ اس کے بعد پھر جاتا ہے اور یہ لوگ ہرگز مومن نہیں ہیں۔ اور جب وہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلائے جاتے ہیں، تاکہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کرے تو اچانک ان میں سے کچھ لوگ منہ موڑنے والے ہوتے ہیں۔ اور اگر ان کے لیے حق ہو تو مطیع ہو کر اس کی طرف چلے آتے ہیں۔''

یہاں ان آیات کریمہ میں اللہ عزوجل ان منافقوں کے متعلق خبر دے رہے ہیں جو اپنی زبانوں سے کہتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں کہ: ہم اللہ تعالیٰ پر بھی ایمان لائے ہیں اور اُس کے رسول (ﷺ) پر بھی اور ہم دونوں کی فرمانبرداری کرتے ہیں۔ مگر اس کے بعد اپنے افعال و اعمال سے اپنے اقوال و اقرار کی مخالفت کر رہے ہوتے ہیں۔ اور جب ان سے قرآن وسنت والی سیدھی راہ (صراط مستقیم) کی پوری پوری اتباع کا مطالبہ کیا جاتا ہے تو وہ اس سے اعراض کرتے ہوئے قرآن وسنت والے صراطِ مستقیم کے متعلق اپنے دلوں میں تکبر کرتے ہیں۔ اور اگر حکومت و فیصلہ ان کے خلاف ہونے کی بجائے اُن کے حق میں ہو جائے تو وہ کان دھر کر سنتے اور اطاعت کرنے والے بن جاتے ہیں۔ اور اگر کوئی فیصلہ اُن کے خلاف ہو جائے تو وہ اعراض کر کے حق کے خلاف دعویٰ دائر کر دیتے ہیں اور اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ وہ اپنا فیصلہ نبی کریم ﷺ کے علاوہ (قرآن وسنت والی شریعت مطہرہ سے ہٹ کر) کسی اور عدالت میں لے جائیں تاکہ وہ اپنے باطل نظریات کی ترویج کر سکیں۔ تو منافقوں کا پہلی صورت میں اسلام کی ماتحتی اختیار کرنا دین حنیف کے ساتھ عقیدہ و عمل کے پختہ ہونے کی وجہ سے نہیں ہوتا کہ وہ سمجھ رہے ہوں کہ اسلام حق والا دین ہے بلکہ اس لیے فرمانبرداری کا اظہار کرتے ہیں کہ وہ فیصلہ ان کی آرزوؤں اور خواہشات کے مطابق تھا۔ اس لیے جب حق ان کے ارادوں کے خلاف ہوتا ہے تو وہ اس سے پھر کر کفر و طاغوت کی طرف پلٹ جاتے ہیں۔

یہی وہ منافق لوگ ہیں کہ جن کے متعلق اللہ تبارک وتعالیٰ یوں بھی ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اِلَّا غُرُوْرًا ۝ ﴾ [الاحزاب: ۱۲]

''اور جب منافق لوگ اور وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے، کہتے تھے کہ اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے محض دھوکا دینے کے لیے وعدہ کیا تھا۔''

جب کبھی مسلمانوں پر کوئی مصیبت نازل ہوتی ہے تو پھر اس وقت ان منافقین کا نفاق ظاہر ہوتا ہے اور جن کے دلوں میں نفاق کی بیماری ہوتی ہے وہ بڑے خوش ہو کر اس مصیبت پر تبصرے کرنے لگتے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ان منافقوں کے متعلق کہ جو جنگ سے فرار کے بہانے بناتے ہوئے نبی کریم ﷺ سے پیچھے رہنے کی اجازت مانگتے ہیں، فرماتے ہیں:

﴿ وَ اِذْ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ يٰٓاَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا وَيَسْتَاْذِنُ فَرِيْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ اِنْ يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا ۝ ﴾ [الاحزاب: ۱۳]

''اور جب ان میں سے ایک گروہ نے کہا اے یثرب والو! تمھارے لیے ٹھہرنے کی کوئی صورت نہیں، پس لوٹ چلو، اور ان میں سے ایک گروہ نبی سے اجازت مانگتا تھا، کہتے تھے ہمارے گھر تو غیر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محفوظ ہیں، حالانکہ وہ کسی طرح غیر محفوظ نہیں، وہ بھاگنے کے سوا کچھ چاہتے ہی نہیں۔''

ان منافقین پر اگر دشمن ہر جانب سے حملہ کر دیں اور پھر ان سے شرک و کفر میں داخل ہونے کے متعلق دریافت کیا جائے تو وہ نہایت تیزی سے کفر کا راستہ اختیار کر لیں۔ وہ بہت ہی تھوڑے سے خوف اور ڈر پر نہ ہی اپنے ایمان کی محافظت کر سکیں اور نہ ہی اس پر متمسک ہو سکیں۔ یہ منافقوں کی انتہائی درجہ کی مذمت ہے۔ اس کے بعد اللہ رب العالمین نے انہیں بتلایا ہے کہ اُن کا ایمان و اسلام سے یہ فرار نہ ہی تو ان کی اموات کو مؤخر کر سکتا ہے اور نہ ہی اُن کی عمروں میں اضافہ کر سکتا ہے۔ بلکہ عین ممکن ہے ان کا یہ فرار ان کی اچانک پکڑ کر ذریعہ بن جائے (اور اللہ کا عذاب انہیں آلے) اُس وقت انہیں دنیا کی آسائشوں سے فائدہ اٹھانے کا بہت ہی تھوڑا موقع مل سکے۔ اگر اللہ ذوالجلال ان کے مواخذے کا ارادہ فرمالے تو کون ہے جو انہیں اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے روک سکے۔ نہ ہی ان منافقوں کے لیے اللہ عزوجل کے سوا کوئی مدد کرنے والا اور اس سے نجات دلانے والا ہے اور نہ ہی دیگر لوگوں کے لیے۔ یہی وہ اہل نفاق ہیں کہ جن کے متعلق اللہ رب العالمین کا ارشاد گرامی ان کی ایک حالت بد کے بارے میں یوں ہے۔ فرمایا:

﴿ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِيْنَ مِنْكُمْ وَالْقَآئِلِيْنَ لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ اِلَيْنَا وَلَا يَاْتُوْنَ الْبَاْسَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ اَشِحَّةً عَلَيْكُمْ فَاِذَا جَآءَ الْخَوْفُ رَاَيْتَهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ تَدُوْرُ اَعْيُنُهُمْ كَالَّذِيْ يُغْشٰى عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ فَاِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ اَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ اُولٰٓئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوْا فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ۝ ﴾ [الاحزاب: ۱۸،۱۹]

''یقیناً اللہ تم میں سے رکاوٹیں ڈالنے والوں کو جانتا ہے اور اپنے بھائیوں سے یہ کہنے والوں کو بھی کہ ہماری طرف آجاؤ اور وہ لڑائی میں نہیں آتے مگر بہت کم۔ تمھارے بارے میں سخت بخیل ہیں، پس جب خوف آپہنچے تو تو انھیں دیکھے گا کہ تیری طرف ایسے دیکھتے ہیں کہ ان کی آنکھیں اس شخص کی طرح گھومتی ہیں جس پر موت کی غشی طاری کی جا رہی ہو، پھر جب خوف جاتا رہے تو تمھیں تیز زبانوں کے ساتھ تکلیف دیں گے، اس حال میں کہ مال کے سخت حریص ہیں۔ یہ لوگ ایمان نہیں لائے تو اللہ نے ان کے اعمال ضائع کر دیے اور یہ ہمیشہ سے اللہ پر بہت آسان ہے۔''

یہاں ان دونوں آیات میں اللہ تبارک و تعالیٰ جہاد و قتال فی سبیل اللہ سے منع کرنے والے منافقوں کے بارے میں اپنے علم کے احاطہ کا ذکر فرما رہے ہیں کہ وہ کس شد و مد کے ساتھ اہل ایمان و اسلام کو غزوات میں شریک ہونے سے روکتے ہیں اور وہ خود بھی جنگوں میں بہت ہی تھوڑا شریک ہوتے ہیں۔ اگر کبھی قتال و جہاد فی سبیل اللہ میں حصہ لے بھی لیں تو وہ ایمان والوں پر اموال غنیمت اور شفقت و محبت کے معاملے میں نہایت بخل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے کام لیتے ہیں۔ اور اگر خوف کا وقت آ جائے تو آپ دیکھیں گے کہ ان کی آنکھیں موت کے ڈر کی وجہ سے ادھر ادھر تیزی سے گھوم رہی ہوتی ہیں، بالکل اُس شخص کی طرح کہ جس پر شدت خوف اور جزع کی وجہ سے اس پر موت کی غشی طاری ہوتی ہے۔ اسی طرح قتال و جہاد فی سبیل اللہ میں ان بزدلوں کے خوف کی حالت ہوا کرتی ہے۔ جب امن ہو جائے تو ایسے لوگ بڑی فصیح و بلیغ قسم کی ڈینگیں مارنے والی گفتگو کیا کرتے ہیں۔ تب وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ تو بڑے بہادر اور تیس مار خاں کی نسل سے تعلق رکھتے ہیں جبکہ وہ صراحتاً جھوٹ بول رہے ہوتے ہیں۔

یہی منافقین ہیں کہ جن کی عادات سے ''فتنہ و فساد کے تذکروں میں رات دن مصروف رہنا ہے۔'' اہل ایمان پر دہشت پھیلانے کے لیے ہر وقت اس طرح کی افواہیں پھیلاتے رہنا؛ دشمن چڑھ دوڑے، جنگیں شروع ہو گئیں وغیرہ وغیرہ۔ حالانکہ ان کی یہ افواہیں سراسر جھوٹ اور افتراء ہوتا ہے۔

انہیں منافقوں کی عادات و اطوار میں سے: کند ذہنی اور دین حنیف کے بارے میں قلت فہم بھی ہے۔ اگر وہ کوئی قرآن و سنت پر مبنی علم کی کوئی بات سن لیتے ہیں تو اس میں سے کچھ بھی سمجھ نہیں پاتے۔ یہ ان کی طرف سے قرآن و سنت کی اہانت کے طور پر ہوتا ہے، سنتے تو ہیں مگر اسے سمجھنا نہیں چاہتے۔

یہی وہ اہل نفاق ہیں کہ ان کی ایک بڑی پہچان مرتد ہونا اور ایمان کو چھوڑ کر کفر کی طرف پلٹ جانا ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں کہ جو شرک و کفر والوں کی پوری پوری فرمانبرداری کرتے ہیں۔ باطل پر ان کی نصیحتوں کو قبول کرتے ہیں۔ حالانکہ (ان کی شاطری ایک طرف) اللہ تبارک وتعالیٰ ان کے متعلق خوب جانتا ہے جو وہ دین حنیف کی مخالفت کے لیے اپنے دلوں میں چھپائے پھرتے ہیں۔ وہ رب کریم ان کی دشمنی کے کھل کر سامنے آنے، جہاد فی سبیل اللہ سے پیچھے رہ جانے اور خفیہ طور پر دین اسلام کی توہین و اہانت کے متعلق بھی خوب جانتا ہے۔ اس اللہ العلام الغیوب پر نہ ہی تو منافقوں کے یہ اُمور مخفی ہیں اور نہ ہی ان کے علاوہ دوسرے لوگوں کے۔ اللہ عزوجل اس ضمن میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَنْ لَّنْ يُّخْرِجَ اللّٰهُ اَضْغَانَهُمْ ۝ ﴾ [محمد: ۲۹]

''یا ان لوگوں نے جن کے دلوں میں کوئی بیماری ہے، یہ خیال کر لیا ہے کہ اللہ ان کے کینے کبھی ظاہر نہیں کرے گا۔''

یعنی کیا یہ منافقین سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں کے سامنے ان کا بھانڈا کبھی نہیں پھوڑے گا۔ نہیں بلکہ اللہ رب العالمین ان کے معاملے کو واضح کرے گا حتیٰ کہ بصیرت والے لوگ ان کے معاملے کو خوب سمجھ جائیں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس ضمن میں سورۃ التوبہ نازل فرما دی کہ جس میں اللہ ذوالجلال نے ان کی فصیحتوں کو بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ اسی بنا پر اس سورت کا نام ''الفاضحہ'' بھی ہے۔ کینوں سے مراد وہ حسد اور بغض ہے جو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ منافقین دین حنیف اسلام، اہل اسلام اور اللہ کے رسول ﷺ کے خلاف اپنے سینوں میں رکھتے ہیں۔ اور ان کے مقاصد و اہداف کے بارے میں جو ان کی زبانوں سے ظاہر ہوتا ہے اسے مسلمان خوب جان رہے ہوتے ہیں۔ چنانچہ اس ضمن میں کہا جاتا ہے: کسی شخص نے کبھی کوئی ایسی بھید کی بات مخفی نہیں رکھی مگر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اُس آدمی کے چہرے کے خدوخال سے ظاہر کر دیتا ہے اور زبان پھر راز کو اگل بھی دیتی ہے۔ یہی وہ منافق لوگ ہیں کہ جن کے بارے میں اللہ ذوالجلال اپنے حبیب و خلیل نبی محمد رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں:

﴿ اِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۝ ﴾ [المنافقون: ١]

''جب منافق تیرے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں ہم شہادت دیتے ہیں کہ بلاشبہ تو یقیناً اللہ کا رسول ہے اور اللہ جانتا ہے کہ بلاشبہ تو یقیناً اس کا رسول ہے اور اللہ شہادت دیتا ہے کہ بلاشبہ یہ منافق یقیناً جھوٹے ہیں۔''

اللہ تبارک و تعالیٰ منافقوں کے بارے میں خبر دیتے ہوئے فرما رہے ہیں کہ ظاہر میں وہ اپنے مونہوں سے اسلام کا اظہار کرتے ہیں۔ جہاں تک اُن کے باطن کا تعلق ہے تو وہ قطعاً اس طرح کے نہیں بلکہ اس کے برعکس ہیں۔ اللہ عزوجل اس بات پر گواہ ہے کہ بلاشبہ یہ منافق لوگ جو کہہ رہے ہیں اس کے بارے میں قطعی طور پر جھوٹے ہیں۔ اس لیے کہ یہ لوگ جو کہہ رہے ہوتے ہیں اس کی سچائی و صحت کے متعلق بالکل اعتقاد نہیں رکھتے۔ اے اللہ کے حبیب نبی! جب تم ان منافقوں کو دیکھو گے تو ان کے جسم و جثے تمہیں بظاہر اچھے لگیں گے۔ جب کوئی بات کرتے ہیں تو تم اُن کی بات کو سنتے ہو۔ اس لیے کہ وہ اچھی شکلوں اور خوش البیانی اور فصاحت و بلاغت والے ہوتے ہیں۔ جب کوئی سننے والا ان کی بات کو سنتا ہے تو ان کی فصاحت لسانی کی وجہ سے ان کی گفتگو کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔ جبکہ وہ درحقیقت ایمان کے اضعف ترین درجہ، ذہنی پستی، انتہائی درجہ کے حرص و لالچ اور گھبراہٹ و بے صبری کا شکار ہوتے ہیں۔ جب کبھی جنگ یا خوف کا معاملہ پیش آ جائے وہ اپنی بزدلی کی وجہ سے اعتقاد رکھتے ہیں کہ یہ مصیبت اُن پر نازل ہونے والی ہے۔ اس وقت وہ بے معنی سے وجود اور جسم ہوتے ہیں۔ اللہ فرماتے ہیں: یہ لوگ تمہارے دشمن ہیں ان سے محتاط رہو۔ اللہ ان کو تباہ و برباد کرے یہ لوگ صراطِ مستقیم سے پھر کر گمراہی کی طرف کیسے پلٹے جا رہے ہیں؟

یہی وہ منافقین ہیں کہ جن کے بارے میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا ایک فرمانِ گرامی یوں بھی ہے۔ فرمایا:

﴿ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ۝ وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ۝ ﴾ [الماعون: ٤ تا ٧]

''پس ان نمازیوں کے لیے بڑی ہلاکت ہے۔ وہ جو اپنی نماز سے غافل ہیں۔ وہ جو دکھاوا کرتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ اور عام برتنے کی چیزیں روکتے ہیں۔''

اللہ تبارک وتعالیٰ ان منافقوں کے بارے میں خبر دے رہے ہیں کہ جو اعلانیہ طور پر نماز تو پڑھتے ہیں مگر خفیہ طور پر نہیں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ: یہ لوگ ہیں تو اہل نماز میں سے مگر وہ اپنی نماز کی پرواہ نہیں کرتے۔ کبھی نماز پڑھتے ہیں اور کبھی نہیں پڑھتے۔ پڑھتے بھی ہیں تو نہایت بددلی سے جلدی جلدی۔ اس کے بعد فرمایا کہ: یہ لوگ نماز اللہ کے لیے نہیں پڑھتے بلکہ اس لیے پڑھتے ہیں کہ لوگ انہیں نمازی، پرہیزگار جانیں اور عزت واحترام کا مقام دیں۔ پھر ان کی ایک اور عادت بد یہ ہے کہ: یہ لوگ نہایت ہی بخیل اور بے مروّت ہوتے ہیں نہ اللہ کی عبادت ٹھیک طرح سے کرتے ہیں اور نہ ہی اللہ کی مخلوق سے وہ برتاؤ کرتے ہیں جو میل جول کا کم سے کم تقاضا ہے۔

ان منافقوں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کہا کرتے تھے کہ: یہ لوگ مسجد میں باجماعت نماز ادا کرنے سے ہمیشہ پیچھے رہتے ہیں۔ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((وَلَقَدْ رَأَيْتُنَا وَمَا يَتَخَلَّفُ عَنْهَا إِلَّا مُنَافِقٌ مَعْلُوْمُ النِّفَاقِ، وَلَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ يُؤْتٰى بِهٖ يُهَادٰى بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ حَتّٰى يُقَامَ فِي الصَّفِّ)) [1]

''اور ہم خود اپنے آپ کو ایسا دیکھتے تھے کہ جماعت سے صرف منافق آدمی ہی غیر حاضر ہوتا تھا۔ یعنی ایسا منافق کہ جس کا نفاق معلوم ہوتا تھا۔ جب کہ مسلمان آدمی دو شخصوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر مسجد کی طرف لے جایا جاتا تھا حتیٰ کہ اُسے صف میں کھڑا کر دیا جاتا۔''

یہی وہ منافق لوگ ہیں کہ جن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

((لَيْسَ صَلَاةٌ أَثْقَلَ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ مِنَ الْفَجْرِ وَالْعِشَاءِ وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِيْهِمَا لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا، وَلَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ الْمُؤَذِّنَ فَيُقِيْمَ، ثُمَّ آمُرَ رَجُلًا يَؤُمُّ النَّاسَ، ثُمَّ أَخُذَ شُعْلًا مِنْ نَارٍ فَأُحَرِّقَ عَلٰى مَنْ لَا يَخْرُجُ إِلَى الصَّلَاةِ بَعْدُ)) [2]

''منافقوں پر فجر اور عشاء کی نماز سے زیادہ اور کوئی نماز بھاری نہیں ہوتی۔ اور اگر انہیں معلوم ہوتا کہ ان کا ثواب کتنا زیادہ (اور وہ چل نہ سکتے ہوں) تو وہ گھٹنوں کے بل گھسٹ کر آتے۔ میرا تو ارادہ ہوگیا تھا کہ مؤذن سے کہوں، وہ تکبیر کہے، پھر میں کسی کو نماز پڑھانے کے لیے کہوں اور میں خود آگ کے شعلے لے کر نکلوں اور ان سب کے گھروں کو جلا دوں جو ابھی تک نماز کے لیے نہیں نکلے۔''

---

[1] أخرجه مسلم في كتاب المساجد، باب: فضل صلاة الجماعة من سنن الهدى ١٤٨٨.

[2] أخرجه البخاري في كتاب الأذان، باب: فضل العشاء في الجماعة. ٦٥٧.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مصنف/ناشر سے مزید معلومات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

انہیں جیسے اخلاق کو اپنانے والا اور نبی کریم ﷺ کا یہ جو فرمان ہے: كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا . مذکورہ بالا چار خصائل و عادات والا آدمی خالص منافق ہوتا ہے؛ تو اس کا معنی ہے کہ: ان عادات و خصائل کی وجہ سے ایسا شخص منافقوں کے ساتھ شدید ترین مشابہت والا ہوتا ہے۔ ان منافقوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فیصلہ یوں ہے:

﴿ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَ لَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ۝ ﴾ [النساء: ١٤٥]

''بے شک منافق لوگ آگ کے سب سے نچلے درجے میں ہوں گے اور تو ہرگز ان کا کوئی مددگار نہ پائے گا۔''

اور ایسے لوگوں کو یہ سزا در پردہ ان کے کفر پر سختی کے ساتھ کاربند رہنے کی وجہ سے ہوگی۔ قیامت والے دن انہیں ایسا کوئی مددگار بھی نہ مل سکے گا جو انہیں جہنم کے دردناک عذاب سے نجات دلا سکے۔

(١٦)..... یہودیوں پر اللہ تعالیٰ کا غضب: [1]

اللہ عزوجل اپنے ان دشمنوں کے بارے میں قرآن عظیم کی سب سے پہلی سورت میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ ﴾ [الفاتحه: ٧]

''(اللہ کریم اپنے مومن بندوں کو دعا سکھاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ وہ اپنی نمازوں میں اپنے رب سے یوں مانگا کریں:) اے اللہ! اُن کا راستہ و منہج (تہذیب و تمدن اور دین و مذہب) نہیں چاہیے جن پر (تیرا) غضب و غصہ نازل ہوا ہے۔''

آگے دوسری سورت (البقرہ) میں فرمایا:

﴿ وَبَآءُوْا بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ﴾ [البقره: ٦١]

''یہ یہودی اللہ کا غضب لے کر واپس پلٹے۔''

آگے ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَ جَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَ نَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ﴾ [المائده: ١٣]

''تو ان کے اپنے عہد کو توڑنے کی وجہ ہی سے ہم نے ان پر لعنت کی اور ان کے دلوں کو سخت کر دیا کہ وہ کلام کو اس کی جگہوں سے پھیر دیتے ہیں اور وہ اس میں سے ایک حصہ بھول گئے جس کی انھیں نصیحت کی گئی تھی۔''

یہودی وہ لوگ ہیں کہ جنہوں نے اپنے خالق و مالک اللہ پر بھی زبان درازی سے گریز نہیں کیا۔ کہنے لگے: اللہ تعالیٰ تو فقیر ہے۔ (العیاذ باللہ) اللہ تعالیٰ ان کی ایسی بک بک سے بہت بلند ہے۔ چنانچہ رب کریم فرماتے ہیں:

[1] اس موضوع کی تفصیل کے لیے: ابن کثیر، قرطبی اور طبری رحمہم اللہ کی تفاسیر میں موضوع ہذا سے متعلقہ آیات کی تفسیر دیکھ لیں۔

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

انہیں جیسے اخلاق کو اپنانے والا اور نبی کریم ﷺ کا یہ جو فرمان ہے: كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا . مذکورہ بالا چار خصائل و عادات والا آدمی خالص منافق ہوتا ہے؛ تو اس کا معنی ہے کہ: ان عادات و خصائل کی وجہ سے ایسا شخص منافقوں کے ساتھ شدید ترین مشابہت والا ہوتا ہے۔ ان منافقوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فیصلہ یوں ہے:

﴿ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَ لَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ۝ ﴾ [النساء: ١٤٥]

''بے شک منافق لوگ آگ کے سب سے نچلے درجے میں ہوں گے اور تو ہرگز ان کا کوئی مددگار نہ پائے گا۔''

اور ایسے لوگوں کو یہ سزا در پردہ ان کے کفر پر سختی کے ساتھ کاربند رہنے کی وجہ سے ہوگی۔ قیامت والے دن انہیں ایسا کوئی مددگار بھی نہ مل سکے گا جو انہیں جہنم کے دردناک عذاب سے نجات دلا سکے۔

(١٦)..... یہودیوں پر اللہ تعالیٰ کا غضب: ❶

اللہ عزوجل اپنے ان دشمنوں کے بارے میں قرآن عظیم کی سب سے پہلی سورت میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ ﴾ [الفاتحه: ٧]

''(اللہ کریم اپنے مومن بندوں کو دعا سکھاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ وہ اپنی نمازوں میں اپنے رب سے یوں مانگا کریں:) اے اللہ! اُن کا راستہ و منہج (تہذیب و تمدن اور دین و مذہب) نہیں چاہیے جن پر (تیرا) غضب و غصہ نازل ہوا ہے۔''

آگے دوسری سورت (البقرہ) میں فرمایا:

﴿ وَبَآءُوْا بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ﴾ [البقره: ٦١]

''یہ یہودی اللہ کا غضب لے کر واپس پلٹے۔''

آگے ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَ جَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَ نَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ﴾ [المائده: ١٣]

''تو ان کے اپنے عہد کو توڑنے کی وجہ ہی سے ہم نے ان پر لعنت کی اور ان کے دلوں کو سخت کر دیا کہ وہ کلام کو اس کی جگہوں سے پھیر دیتے ہیں اور وہ اس میں سے ایک حصہ بھول گئے جس کی انھیں نصیحت کی گئی تھی۔''

یہودی وہ لوگ ہیں کہ جنہوں نے اپنے خالق و مالک اللہ پر بھی زبان درازی سے گریز نہیں کیا۔ کہنے لگے: اللہ تعالیٰ تو فقیر ہے۔ (العیاذ باللہ) اللہ تعالیٰ ان کی ایسی بک بک سے بہت بلند ہے۔ چنانچہ رب کریم فرماتے ہیں:

❶ اس موضوع کی تفصیل کے لیے: ابن کثیر، قرطبی اور طبری رحمہم اللہ کی تفاسیر میں موضوع ہذا سے متعلقہ آیات کی تفسیر دیکھ لیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّ نَحْنُ اَغْنِيَآءُ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَ قَتْلَهُمُ الْاَنْبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّ نَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝ ﴾ [آل عمران: ۱۸۱]

''بلاشبہ یقیناً اللہ نے ان لوگوں کی بات سن لی جنھوں نے کہا بے شک اللہ فقیر ہے اور ہم غنی ہیں، ہم ضرور لکھیں گے جو انھوں نے کہا اور ان کا نبیوں کو کسی حق کے بغیر قتل کرنا بھی اور ہم کہیں گے جلنے کا عذاب چکھو۔''

یہ ظالم لوگ اللہ عزوجل کے بارے میں کہنے لگے کہ وہ (نعوذ باللہ) بخیل ہے۔ اللہ عزوجل نے ان کی اس بکواس کا جواب یوں نازل فرمایا:

﴿ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ وَ لُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَآءُ وَ لَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّ كُفْرًا وَ اَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ وَ يَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا وَ اللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ ﴾ [المائدہ: ٦٤]

''اور یہود نے کہا اللہ کا ہاتھ بندھا ہوا ہے، ان کے ہاتھ باندھے گئے اور ان پر لعنت کی گئی، اس کی وجہ سے جو انھوں نے کہا، بلکہ اس کے دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں، خرچ کرتا ہے جیسے چاہتا ہے، اور یقیناً جو کچھ تیری طرف تیرے رب کی جانب سے نازل کیا گیا ہے وہ ان میں سے بہت سے لوگوں کو سرکشی اور کفر میں ضرور بڑھا دے گا، اور ہم نے ان کے درمیان قیامت کے دن تک دشمنی اور بغض ڈال دیا۔ جب کبھی وہ لڑائی کی کوئی آگ بھڑکاتے ہیں اللہ اسے بجھا دیتا ہے اور وہ زمین میں فساد کی کوشش کرتے رہتے ہیں اور اللہ فساد کرنے والوں سے محبت نہیں کرتا۔''

پھر اللہ عزوجل کا فیصلہ بھی اسی طرح واقع ہوگیا۔ چنانچہ بخل، کنجوسی، حسد و کینہ، بزدلی اور ذلت ان کا مقدر بن گئیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے بارے میں ان کا جو کہنا تھا یہی معاملہ اُن کے رسولوں کے بارے میں تھا، اور آج بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ انہیں نہایت سخت قسم کی سزا دے گا۔ چنانچہ اللہ ذوالجلال فرماتے ہیں:

﴿ لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّ نَحْنُ اَغْنِيَآءُ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَ قَتْلَهُمُ الْاَنْبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّ نَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝ ﴾ [آل عمران: ۱۸۱، ۱۸۲]

''بلاشبہ یقیناً اللہ نے ان لوگوں کی بات سن لی جنھوں نے کہا بے شک اللہ فقیر ہے اور ہم غنی ہیں، ہم ضرور لکھیں گے جو انھوں نے کہا اور ان کا نبیوں کو کسی حق کے بغیر قتل کرنا بھی اور ہم کہیں گے جلنے کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عذاب چکھو۔ یہ اس کی وجہ سے ہے جو تمھارے ہاتھوں نے آگے بھیجا اور اس لیے کہ بے شک اللہ بندوں پر کچھ بھی ظلم کرنے والا نہیں۔''

یہ یہودی وہ لوگ ہیں کہ جنہیں اللہ رب العالمین نے ایک نہایت ظاہر و باہر معجزہ کے ذریعے فرعونِ مصر اور اس کے لشکر سے نجات دلائی تھی۔ یہ معجزہ سمندر کو پھاڑ کر اس میں سے راستے بناتے ہوئے ان کو پوری سلامتی کے ساتھ پار لے جانا تھا۔ اس وقت یہ لوگ اللہ عزوجل کی اس قدرت اور عظیم بادشاہی کو دیکھ رہے تھے۔ چنانچہ سمندر کے پار پہنچتے ہی ان ظالموں نے اپنے نبی جناب موسیٰ علیہ السلام سے مطالبہ کر ڈالا کہ وہ ان کے لیے ایک بت (صنم) کی صورت میں معبود بنا دیں۔ (ظالموں نے اللہ کے احسان کا بدلہ اس قدر جلدی میں اس غداری کی صورت میں یوں دے ڈالا۔) اور پھر ان پر اللہ تعالیٰ کے انعامات میں سے یہ بھی تھا کہ صحرائے سینا میں اللہ کریم نے ان پر بادلوں کا سایہ کر دیا جو انہیں سورج کی گرمی سے محفوظ رکھتا تھا۔ اور یہ کہ سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کے ایک پتھر پر لاٹھی مارنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے اس پتھر سے پانی پھٹا کر اس سے بارہ چشمے جاری کر دیے۔ پھر ان کے لیے خوراک کا بندوبست یوں کیا کہ: ان پر آسمان سے من اور سلویٰ (پکے پکائے کھانے) اتار دیے۔ نہایت لذیذ یہ دو کھانے تھے، بغیر کسی محنت و مشقت کے ان کو ملتے تھے۔ مگر ظالموں نے اللہ کی ان نعمتوں کا شکر کی صورت میں حق ہی ادا نہ کیا۔ بلکہ ان میں سے اکثر اس کھانے سے اُکتا گئے اور پھر گھٹیا قسم کے مطالبے کرنے لگے۔ قرآن عظیم میں ان کی اس خباثت کو یوں بیان فرمایا ہے:

﴿ وَ اِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ مِنْۢ بَقْلِهَا وَ قِثَّآئِهَا وَ فُوْمِهَا وَ عَدَسِهَا وَ بَصَلِهَا ؕ قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِيْ هُوَ اَدْنٰى بِالَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ ؕ اِهْبِطُوْا مِصْرًا فَاِنَّ لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْ وَ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَ الْمَسْكَنَةُ وَ بَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ يَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ كَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۝ ﴾ [البقرہ: ٦١]

''اور جب تم نے کہا اے موسیٰ! ہم ایک کھانے پر ہرگز صبر نہ کریں گے، سو ہمارے لیے اپنے رب سے دعا کر، وہ ہمارے لیے کچھ ایسی چیزیں نکالے جو زمین اپنی ترکاری اور اپنی ککڑی اور اپنی گندم اور اپنے مسور اور اپنے پیاز میں سے اگاتی ہے۔ فرمایا کیا تم وہ چیز جو کمتر ہے، اس چیز کے بدلے مانگ رہے ہو جو بہتر ہے، کسی شہر میں جا اترو تو یقیناً تمھارے لیے وہ کچھ ہوگا جو تم نے مانگا، اور ان پر ذلت اور محتاجی مسلط کر دی گئی اور وہ اللہ کی طرف سے بھاری غضب کے ساتھ لوٹے۔ یہ اس لیے کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ اللہ کی آیات کے ساتھ کفر کرتے اور نبیوں کو حق کے بغیر قتل کرتے تھے، یہ اس لیے کہ انھوں نے نا فرمانی کی اور وہ حد سے گزرتے تھے۔''

یہ یہودی وہی قوم ہیں کہ جنھیں ان کے پیغمبر جناب موسیٰ علیہ السلام نے حکم دیا کہ وہ اپنے آباؤ اجداد کی جاگیر، مقدس سرزمین فلسطین میں جا داخل ہوں اور وہاں آباد ہو جائیں تو ان کا جواب کیا تھا؟ واقعہ کی تفصیل قرآن یوں بیان کرتا ہے:

﴿ وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ وَ جَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا وَّ اٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝ يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَ لَا تَرْتَدُّوْا عَلٰۤى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ۝ قَالُوْا يٰمُوْسٰۤى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ وَ اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا ۚ فَاِنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ ۝ قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا ادْخُلُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ ۚ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ ۚ وَ عَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْۤا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ قَالُوْا يٰمُوْسٰۤى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَاۤ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِيْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَ رَبُّكَ فَقَاتِلَاۤ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ۝ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ لَاۤ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِيْ وَ اَخِيْ فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَ بَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ۝ قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً يَتِيْهُوْنَ فِي الْاَرْضِ ۚ فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ۝ ﴾ [المائدہ: ۲۰ تا ۲۶]

''اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم! اپنے اوپر اللہ کی نعمت یاد کرو، جب اس نے تم میں انبیاء بنائے اور تمھیں بادشاہ بنا دیا اور تمھیں وہ کچھ دیا جو جہانوں میں سے کسی کو نہیں دیا۔ بھائیو پاک زمین (شام کے ملک یا بیت المقدس یا کوہِ طور) میں داخل ہو جاؤ جو اللہ تعالیٰ نے تمھارے لیے لکھ دی ہے (یعنی وہاں کی حکومت تمھاری قسمت میں رکھی ہے) اور پیٹھ موڑ کر مت پھرو پھر الٹے نقصان میں آ جاؤ۔ اے میری قوم! اس مقدس زمین میں داخل ہو جاؤ جو اس نے تمھارے لیے لکھ دی ہے اور اپنی پیٹھوں پر نہ پھر جاؤ، ورنہ خسارہ اٹھانے والے ہو کر لوٹو گے۔ انھوں نے کہا اے موسیٰ! بے شک اس میں ایک بہت زبردست قوم ہے اور بے شک ہم ہرگز اس میں داخل نہ ہوں گے، یہاں تک کہ وہ اس سے نکل جائیں، پس اگر وہ اس سے نکل جائیں تو ہم ضرور داخل ہونے والے ہیں۔ دو آدمیوں نے کہا، جو ان لوگوں میں سے تھے جو ڈرتے تھے، ان دونوں پر اللہ نے انعام کیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا، تم ان پر دروازے میں داخل ہو جاؤ، پھر جب تم اس میں داخل ہو گئے تو یقیناً تم غالب ہو اور اللہ ہی پر پس بھروسا کرو، اگر تم مومن ہو۔ انھوں نے کہا اے موسیٰ! بے شک ہم ہرگز اس میں کبھی داخل نہ ہوں گے جب تک وہ اس میں موجود ہیں، سو تو اور تیرا رب جاؤ، پس دونوں لڑو، بے شک ہم یہیں بیٹھنے والے ہیں۔ اس نے کہا اے میرے رب! بے شک میں اپنی جان اور اپنے بھائی کے سوا کسی چیز کا مالک نہیں، سو تو ہمارے درمیان اور ان نافرمان لوگوں کے درمیان علیحدگی کر دے۔''

یہ یہود وہ قوم ہے کہ اللہ کا پیغمبر موسیٰ کلیم اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے اور یہ لوگ ان کے ہاتھوں وقوع پذیر ہونے والے ظاہرہ و باہرہ معجزات کو اپنی آنکھوں سے دیکھ بھی رہے تھے مگر اس کے باوجود جناب موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ان سے چند دنوں کے لیے غائب ہوئے تھے تاکہ اپنے رب سے کچھ باتیں کر آئیں کہ ان ظالموں نے اُن کے بعد ایک بچھڑے کو معبود بنالیا اور اُس کی پوجا کرنے لگے۔ چنانچہ اللہ رب العزت نے شدید ناراض ہوئے اور ان کو خوب ڈانٹ پلائی۔ فرمایا:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ ذِلَّةٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُفْتَرِيْنَ ﴾ [الاعراف: ۱۵۲]

''بے شک جن لوگوں نے بچھڑے کو (بطورِ معبود) پکڑا عنقریب انھیں ان کے رب کی طرف سے بڑا غضب پہنچے گا اور بڑی رسوائی دنیا کی زندگی میں اور ہم جھوٹ باندھنے والوں کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں۔''

بچھڑے کی پوجا کے نتیجے میں یہودیوں پر اللہ تعالیٰ کا جو غضب نازل ہوا وہ یہ تھا کہ: اللہ عزوجل نے ان کی توبہ قبول کرنے کے لیے ایک کڑی شرط رکھ دی اور وہ یہ تھی کہ یہ لوگ آپس میں ایک دوسرے کو قتل کریں۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے ان کو اللہ کا یہ حکم پہنچاتے ہوئے فرمایا:

﴿ وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْٓا اِلٰى بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴾ [البقرہ: ۵۴]

''اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم! بے شک تم نے بچھڑے کو اپنے پکڑنے کے ساتھ اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے، پس تم اپنے پیدا کرنے والے کی طرف توبہ کرو، پس اپنے آپ کو قتل کرو، یہ تمھارے لیے تمھارے پیدا کرنے والے کے نزدیک بہتر ہے، تو اس نے تمھاری توبہ قبول کر لی، بے شک وہی بہت توبہ قبول کرنے والا، نہایت رحم والا ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ بنو اسرائیل نے تلواریں، چھریاں سونت لیں اور لگے ایک دوسرے کو قتل کرنے، حتیٰ کہ اللہ عزوجل نے اُن کی توبہ قبول کر لی۔ اور جہاں تک ذلت و رسوائی کا تعلق ہے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں دنیا میں ہی اس سے دوچار کر رکھا ہے۔

یہ یہود وہی قوم ہیں کہ انہوں نے آپس میں ایک دوسرے کو قتل کر کے بچھڑے کی پوجا سے توبہ کی اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ایک دوسرے کو قتل عام کرنے کے بعد ان کی توبہ قبول فرمائی۔ اس کے بعد تھوڑی ہی مدت گزری تھی کہ یہ لوگ اپنے پیغمبر سیّدنا موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگے: موسیٰ! ہم تیری بات کو کبھی بھی ماننے والے نہیں (کہ یہ تورات اللہ کا کلام ہے) جب تک کھلم کھلا ہم اللہ تعالیٰ کو دیکھ نہ لیں۔ چنانچہ انہوں نے جب یہ مطالبہ کیا تو اچانک ایک بجلی نے ان کو آ کر پکڑ لیا (بجلی اُن پر آن گری) اور وہ اپنی آنکھوں سے یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے۔ اس بجلی کی کڑک سے وہ بے ہوش کر مر گئے۔ (اور پھر موسیٰ علیہ السلام کی دُعا سے دوبارہ زندہ ہو گئے۔) ان کو یہ موت کا آنا انہیں سزا کے طور پر تھا۔

یہ یہود وہی قوم ہے کہ جنہیں سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے کسی شخص کے قتل ہو جانے پر انہیں حکم دیا کہ وہ ایک گائے ذبح کریں۔ مگر یہ لوگ جناب موسیٰ علیہ السلام سے بحث مباحثہ اور جھگڑا کرنے لگے کہ یہ گائے کس عمر کی، کس رنگ کی اور کون سی خوبیوں والی ہو؟ اس ضمن میں وہ سوالات کر کے اپنے آپ پر سختی کرتے چلے گئے اور اللہ تعالیٰ بھی اُن پر سختی کرتے گئے۔ یہی وہ یہود ہیں کہ اللہ عزوجل ان کو ڈانٹتے اور لعن طعن کرتے ہوئے اس معاملے کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں کہ جو اُنہوں نے اللہ عزوجل کے معجزات و آیات اور مردوں کو زندہ کرنا اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ فرمایا:

﴿ ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ؕ وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ وَ اِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ وَ اِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ وَ مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ ﴾ [البقرہ: ٧٤]

''پھر اس کے بعد تمھارے دل سخت ہو گئے تو وہ پتھروں جیسے ہیں، یا سختی میں (ان سے بھی) بڑھ کر ہیں اور بے شک پتھروں میں سے کچھ یقیناً وہ ہیں جن سے نہریں پھوٹ نکلتی ہیں اور بے شک ان سے کچھ یقیناً وہ ہیں جو پھٹ جاتے ہیں، پس ان سے پانی نکلتا ہے اور بے شک ان سے کچھ یقیناً وہ ہیں جو اللہ کے ڈر سے گر پڑتے ہیں اور اللہ اس سے ہرگز غافل نہیں جو تم کر رہے ہو۔''

یہی وہ یہودی ہیں کہ جن کے بارے میں اللہ عزوجل ارشاد فرماتے ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَ اِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَّ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّ قُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ وَ سَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝ ﴾ [البقرہ: ۵۸، ۵۹]

''اور جب ہم نے کہا اس بستی میں داخل ہو جاؤ، پس اس میں سے کھلا کھاؤ جہاں چاہو اور دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو جاؤ اور کہو بخش دے، تو ہم تمھیں تمھاری خطائیں بخش دیں گے اور ہم نیکی کرنے والوں کو جلد ہی زیادہ دیں گے۔ پھر ان لوگوں نے جنھوں نے ظلم کیا، بات کو اس کے خلاف بدل دیا جو ان سے کہی گئی تھی، تو ہم نے ان لوگوں پر جنھوں نے ظلم کیا تھا، آسمان سے ایک عذاب نازل کیا، اس لیے کہ وہ نافرمانی کرتے تھے۔''

یعنی اللہ رب العالمین نے انہیں حکم تو یہ دیا تھا کہ وہ بیت المقدس میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہوں اور یوں کہیں: اے اللہ ہمارے گناہ معاف کر دے۔ مگر وہ لوگ چوتڑوں کے بل گھسٹتے ہوئے داخل ہوئے اور کہہ رہے تھے: اللہ بالیوں سمیت گندم دے دے۔ تو غایت درجہ کی یہ اللہ کریم کی نافرمانی تھی۔

اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت سے نکل جانے کی بنا پر اُن پر اپنا عذاب نازل فرما دیا۔

انہیں یہود کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی ہے:

﴿ وَ اِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ مِنْۢ بَقْلِهَا وَ قِثَّآئِهَا وَ فُوْمِهَا وَ عَدَسِهَا وَ بَصَلِهَا قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِيْ هُوَ اَدْنٰى بِالَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ اِهْبِطُوْا مِصْرًا فَاِنَّ لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْ وَ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَ الْمَسْكَنَةُ وَ بَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ يَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ كَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۝ ﴾ [البقرہ: ۶۱]

''اور جب تم نے کہا اے موسیٰ! ہم ایک کھانے پر ہرگز صبر نہ کریں گے، سو ہمارے لیے اپنے رب سے دعا کر، وہ ہمارے لیے کچھ ایسی چیزیں نکالے جو زمین اپنی ترکاری اور اپنی ککڑی اور اپنی گندم اور اپنے مسور اور اپنے پیاز میں سے اگاتی ہے۔ فرمایا کیا تم وہ چیز جو کمتر ہے، اس چیز کے بدلے مانگ رہے ہو جو بہتر ہے، کسی شہر میں جا اترو تو یقیناً تمھارے لیے وہ کچھ ہوگا جو تم نے مانگا، اور ان پر ذلت اور محتاجی مسلط کر دی گئی اور وہ اللہ کی طرف سے بھاری غضب کے ساتھ لوٹے۔ یہ اس لیے کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ اللہ کی آیات کے ساتھ کفر کرتے اور نبیوں کو حق کے بغیر قتل کرتے تھے، یہ اس لیے کہ انھوں نے نافرمانی کی اور وہ حد سے گزرتے تھے۔''

ان ظالموں نے اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کیا، شریعت الٰہی کو اپنانے والوں کی اہانت کی، اور یہ تھے اللہ کے نبی اور ان کے اطاعت گزار اہل ایمان۔ ان ظالموں نے اپنے انبیاء اور ان کے اطاعت گزاروں کی غایت درجہ تک تنقیص کرتے ہوئے انہیں قتل کر ڈالا۔ بلکہ ہر دور میں وہ ایسے پاکباز لوگوں کو قتل کرتے کرواتے رہے۔ چنانچہ اس سے بڑھ کر کوئی کفر نہ تھا۔ پس پھر اللہ تعالیٰ نے بھی ان کو ایسی ذلت و رسوائی کے ذریعے سزا دی کہ جس کے یہ مستحق تھے اور ان پر اپنا غضب لکھ دیا۔

یہی وہ یہودی قوم ہے کہ جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی ہے:

﴿ وَ لَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِيْنَ ۝ ﴾

[البقرہ: ٦٥]

''اور بلاشبہ یقیناً تم ان لوگوں کو جان چکے ہو جو تم میں سے ہفتے (کے دن) میں حد سے گزر گئے تو ہم نے ان سے کہا ذلیل بندر بن جاؤ۔''

ان ظالموں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی کی اور اس کے ساتھ کیے گئے عہد و میثاق کو توڑ کر رکھ دیا اور یہ عہد تھا ہفتہ والے دن کی تعظیم کرنا اور اس دن اللہ کی عبادت کرنا۔

یہ یہودی وہی لوگ ہیں کہ جن کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان اس طرح بھی ہے:

﴿ وَ اِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكَ لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ يَّسُوْمُهُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ اِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيْعُ الْعِقَابِ وَ اِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَ قَطَّعْنٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اُمَمًا مِنْهُمُ الصّٰلِحُوْنَ وَ مِنْهُمْ دُوْنَ ذٰلِكَ وَ بَلَوْنٰهُمْ بِالْحَسَنٰتِ وَ السَّيِّاٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝ ﴾

[الاعراف: ١٦٧، ١٦٨]

''اور جب تیرے رب نے صاف اعلان کر دیا کہ وہ قیامت کے دن تک ان پر ایسا شخص ضرور بھیجتا رہے گا جو انھیں برا عذاب دے، بے شک تیرا رب یقیناً بہت جلد سزا دینے والا ہے اور بے شک وہ یقیناً بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے۔ اور ہم نے انھیں زمین میں مختلف گروہوں میں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا، انھی میں سے کچھ نیک تھے اور ان میں سے کچھ اس کے علاوہ تھے اور ہم نے اچھے حالات اور برے حالات کے ساتھ ان کی آزمائش کی، تاکہ وہ باز آ جائیں۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان آیات میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ یہود کی کھلی نافرمانی، اللہ تعالیٰ کے حکموں اور اس کی شریعت کی صریح مخالفت اور ان کا اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ امور کو حلال کر لینے والے جرائم کی بنا پر قیامت تک کے لیے اُن پر ایسے بندے مسلط کرے گا جو ان کو بڑی تکلیفیں دیتے رہیں گے۔ چنانچہ وہ یونانی، کلشدانی، کلدانی، ایرانی و فارسی اور رومی بادشاہوں کے عتاب کا شکار رہے۔ پھر وہ نصاریٰ کے قہر میں آ گئے اور انہوں نے ان کو صدیوں تک رسوا کیے رکھا۔ اس کے بعد اسلام کا غلبہ ہوا اور نبی مکرم محمد رسول اللہ ﷺ مبعوث ہو گئے۔ چنانچہ اپنی غلط کاریوں اور گندی کرتوتوں کی وجہ سے یہ لوگ آپ کے زیر عتاب آ گئے۔ پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے روئے زمین میں ان کو چھوٹے چھوٹے گروہوں میں تقسیم کر دیا اور یہ لوگ زمین کے جس خطے میں بھی جا کر آباد ہوئے اسی ملک کے رہنے والوں کے ہاتھوں اور وہاں کے بادشاہوں کے ذریعے ان کو اللہ تعالیٰ ہمیشہ بڑی تکلیفوں میں مبتلا کرتا رہا۔

یہودیوں کی پوری تاریخ اس حقیقت کی زندہ شہادت ہے وہ ہر زمانے میں جہاں بھی رہے دوسروں کے محکوم اور غلام بن کر رہے۔ آئے دن ان پر ایسے حکمران مسلط ہوتے رہے جنہوں نے ان کو اپنے ظلم وستم کا تختہ مشق بنائے رکھا۔ ہمارے زمانے میں جرمنی کے ہٹلر نے ان سے جو سلوک کیا وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ اگر یہودیوں کو کسی جگہ عارضی طور پر امن و امان نصیب ہوا بھی اور ان کی برائے نام کوئی حکومت قائم ہوئی بھی..... جیسے آج کل فلسطین کے علاقے میں اسرائیل ہے..... تو وہ اپنے بل بوتے پر نہیں بلکہ سراسر دوسروں کے سہارے پر۔

یہود وہ قوم ہے کہ جنہوں نے اللہ عزوجل سے اس بات کا پختہ عہد باندھا تھا کہ وہ ایک اللہ عزوجل کے سوا کسی کی عبادت نہیں کریں گے۔ والدین کے ساتھ نیک سلوک کریں گے۔ قریبی رشتہ داروں، یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ اچھا برتاؤ رکھیں گے۔ لوگوں کو نیکی کی دعوت دیں گے، نماز قائم کریں گے اور زکوٰۃ بروقت دیا کریں گے۔ مگر ان میں سے بہت تھوڑے لوگ چھوڑ کر باقی سب منہ موڑ کر اس عہد و معاہدہ سے پھر گئے۔

یہود وہی قوم ہے جو اللہ کی کتاب کے بعض حصے پر ایمان رکھتے ہیں اور بعض حصے کا انکار کرتے ہیں۔ یہ وہی قوم ہے کہ ان کے پاس جب بھی کوئی پیغمبر اللہ تعالیٰ کا ایسا کوئی حکم ان کے پاس لے کر آیا کہ جسے ماننے کے لیے ان کے نفس تیار نہ ہوئے تو انہوں نے تکبر سے کام لیتے ہوئے اللہ کے انبیاء میں سے بعض کو جھٹلا دیا (انہیں اللہ کے نبی ماننے پر ہی تیار نہ ہوئے۔) اور نبیوں کی ایک جماعت کو تو ان بدکردار ظالموں نے ایک ایک کر کے قتل کر دیا۔ اور کہنے لگے: ہمارے دل لپیٹ دیے گئے ہیں جو ان پیغمبروں کی دعوت سمجھنے کی صلاحیت ہی نہیں رکھتے۔ اللہ عزوجل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرماتے ہیں:

﴿ وَ قَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيْلاً مَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴾ [البقرہ: ۸۸]

''اور انھوں نے کہا ہمارے دل غلاف میں (محفوظ) ہیں، بلکہ اللہ نے ان کے کفر کی وجہ سے ان پر لعنت کر دی، پس وہ بہت کم ایمان لاتے ہیں۔''

یہ یہود وہی قوم ہے کہ جنھوں نے اللہ عزوجل کی توحید خالص کے ساتھ غداری کرتے ہوئے نہایت ہی بھونڈی اور نفرت انگیز بات کہی اور اسے اپنے عقیدے کا حصہ بنا لیا۔ اُن کے اس گندے عقیدے میں پھر نصرانی بھی شریک ہو گئے۔ یہودیوں نے سیّدنا عزیر علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا جانا اور نصاریٰ نے جناب عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کو۔ بلکہ بنو اسرائیل کے گمراہ شدہ ان دونوں گروہوں نے تو اپنے درویشوں، راہبوں اور احبار کو اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں رب مان لیا۔ چنانچہ قرآن حکیم ان کی اس ذہنی و نظریاتی غلاظت کو یوں بیان کرتا ہے:

﴿ وَ قَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ نِ ابْنُ اللّٰهِ وَ قَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ يُضَاهِئُوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَ رُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَ مَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ ﴾ [التوبہ: ۳۰، ۳۱]

''اور یہودیوں نے کہا عزیز اللہ کا بیٹا ہے اور نصاریٰ نے کہا مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔ یہ ان کا اپنے مونہوں کا کہنا ہے، وہ ان لوگوں کی بات کی مشابہت کر رہے ہیں جنھوں نے ان سے پہلے کفر کیا۔ اللہ انھیں مارے، کدھر بہکائے جا رہے ہیں۔ انھوں نے اپنے عالموں اور اپنے درویشوں کو اللہ کے سوا رب بنا لیا اور مسیح ابن مریم کو بھی، حالانکہ انھیں اس کے سوا حکم نہیں دیا گیا تھا کہ ایک معبود کی عبادت کریں، کوئی معبود نہیں مگر وہی، وہ اس سے پاک ہے جو وہ شریک بناتے ہیں۔''

ان یہودیوں کے احبار اور ان کے بڑے علماء لوگوں کے اموال باطل طریقے سے ہڑپ کر رہے ہیں اور اللہ کی راہ..... دین حنیف والی صراط مستقیم..... سے روکنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔ یہ لوگ سود کھاتے ہیں اور اس کو رواج بھی دیتے ہیں، حالانکہ انہیں اس سے منع کیا گیا ہے۔

یہ یہود وہ قوم ہے کہ جن کی بدکرداری، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں سے دشمنی کی بنا پر ربّ کائنات نے اپنے مومن، مسلمان بندوں کو اس بات سے منع فرمایا ہے کہ وہ ان جیسے ہو جائیں۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ جنھوں نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تکلیف پہنچانے سے بھی دریغ نہ کیا حالانکہ وہ ان کے بہت بڑے محسن تھے۔ اللہ عزوجل فرماتے ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ يَـٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ اٰذَوْا مُوسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوا وَ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيهًا ﴾ [الاحزاب: ٦٩]

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنھوں نے موسیٰ کو تکلیف پہنچائی تو اللہ نے اسے اس سے پاک ثابت کر دیا جو انھوں نے کہا تھا اور وہ اللہ کے ہاں بہت مرتبے والا تھا۔''

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام بڑے حیا دار اور پورے جسم کو ڈھانپ کر رہنے والے آدمی تھے۔ آپ کی شرم و حیاء کی وجہ سے آپ کے جسم کا کوئی حصہ بھی (سوائے سر، چہرہ، کہنیوں تک ہاتھوں اور پنڈلیوں تک پیروں کے) دیکھا نہیں جا سکتا تھا۔ مگر بنو اسرائیل میں سے ایک ٹولے نے آپ کو اس ضمن میں بھی تکلیف سے دوچار کیا اور کہنے لگے: لگتا ہے کہ جنابِ موسیٰ اپنے جسم میں کسی عیب کی وجہ سے ہی اس قدر پردے کا اہتمام کرتے ہوں گے یا تو ان کو، برص، کوڑھ کی بیماری ہے اور یا پھر کوئی اور عیب ان کے وجود میں ہے۔ (حالانکہ تمام انبیاء ایسی بیماریوں اور اس طرح کے عیوب و نقائص سے پاک ہوتے تھے۔ وہ اپنے دور کے اور اپنی قوم کے سب سے زیادہ صحت مند وجود والے، وجیہہ و حسین ہوا کرتے تھے) چنانچہ اللہ عزوجل نے ایک واقعہ کی صورت میں یہودیوں پر اپنے پیارے نبی موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کے صحت مند اور حسین و جمیل وجود کو منکشف کر کے اُن کی تہمت سے بری کر دیا۔

یہی وہ یہودی قوم ہے کہ جن کے بارے میں اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَّ بِكُفْرِهِمْ وَ قَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيمًا ۝ وَّ قَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللّٰهِ وَ مَا قَتَلُوهُ وَ مَا صَلَبُوهُ وَ لٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَ اِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَ مَا قَتَلُوهُ يَقِينًا ۝ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ وَ كَانَ اللّٰهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ۝ ﴾ [النساء: ١٥٦ تا ١٥٨]

''اور ان کے کفر کی وجہ سے اور مریم پر ان کے بہت بڑا بہتان باندھنے کی وجہ سے۔ اور ان کے یہ کہنے کی وجہ سے کہ بلاشبہ ہم نے ہی مسیح عیسیٰ ابن مریم کو قتل کیا، جو اللہ کا رسول تھا، حالانکہ نہ انھوں نے اسے قتل کیا اور نہ اسے سولی پر چڑھایا اور لیکن ان کے لیے اس (مسیح) کا شبیہ بنا دیا گیا اور بے شک وہ لوگ جنھوں نے اس کے بارے میں اختلاف کیا ہے، یقیناً اس کے متعلق بڑے شک میں ہیں، انھیں اس کے متعلق گمان کی پیروی کے سوا کچھ علم نہیں اور انھوں نے اسے یقیناً قتل نہیں کیا۔ بلکہ اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھا لیا اور اللہ ہمیشہ سے ہر چیز پر غالب، کمال حکمت والا ہے۔''

اس یہودی قوم نے نعوذ باللہ طاہرہ و مطہرہ بتول سیّدہ مریم علیہا السلام پر زنا کی تہمت لگا رکھی تھی۔ بلکہ آج تک یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ظالم اسی نظریہ پر قائم ہیں۔ اسی طرح جناب عیسیٰ علیہ السلام بھی ان کی خباثتوں سے محفوظ نہ رہ سکے۔ دراصل اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کو نبوت و رسالت اور نہایت کھلے معجزات سے جو نوازا تھا، تو ان انعامات کبریٰ کو سیّدنا عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے پاس دیکھ کر یہ بدبخت قوم برداشت نہ کر سکی۔ اُن پر تہمتیں لگانے لگی اور آج تک اُن سے حسد و بغض رکھتی چلی آ رہی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ان ظالموں نے جناب عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کی رسالت و نبوت کا کھلا انکار کیا اور آپ کی مخالفت پر اُتر آئے۔ یہاں پر ہی بس نہیں بلکہ یہ ظالم قوم آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہر طرح کی تکلیف پہنچانے میں ہر قسم کی کوشش کرنے لگی حتیٰ کہ انہوں نے سیّدنا عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کو سولی پر چڑھا کر قتل کرنے کا منصوبہ بنالیا۔ مگر اللہ رب العامین نے آپ کو ان ظالموں سے نجات دلائی اور انہیں اپنے پاس اُوپر آسمانوں میں اُٹھالیا۔ اور وہ اس طرح کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہودیوں پر جناب عیسیٰ علیہ السلام کی شکل و صورت والے شخص کو مشتبہ کر دیا۔ چنانچہ انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کے ہم شکل آدمی کو پکڑا اور اُسے سولی پر لٹکا دیا۔ وہ یہ سمجھ رہے تھے کہ انہوں نے عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کو سولی دے دی ہے۔

یہ یہود وہی لوگ ہیں کہ جن کے بارے میں اللہ عزوجل کا فرمان یوں بھی ہے:

﴿ لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ كَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۝ ﴾ [المائدہ: ۷۸]

''پھر جب اس نے سورج چمکتا ہوا دیکھا، کہا یہ میرا رب ہے، یہ سب سے بڑا ہے۔ پھر جب وہ غروب ہوگیا کہنے لگا اے میری قوم! بے شک میں اس سے بری ہوں جو تم شریک بناتے ہو۔''

سیّدنا موسیٰ سے ایک لمبے عرصے کے بعد جب داؤد علیہ السلام کا دور آیا اور ان ظالموں نے اپنی فطرت بد کے مطابق ان کو بھی جھٹلایا تو انہوں نے اللہ کی اجازت سے ان پر لعنت کی (اور پھر آنے والے ہر نبی نے ان ظالموں کی سرکشی کی وجہ سے ان پر لعنت کی)۔ بالآخر بنو اسرائیل کے سب سے آخری پیغمبر جناب عیسیٰ بن مریم علیہما السلام نے بھی ان کی گندی کرتوتوں کی وجہ سے ان پر لعنت کی۔ آپ علیہ السلام یہودیوں کو مخاطب کر کے فرماتے:

''ارے! اژدھوں کی اولاد، آستین کے سانپو! تم لوگ جہنم کے عذاب سے کس طرح بھاگ سکو گے؟'' (دیکھئے: انجیل متی باب: ۲۳، آیت: ۳۳)

یہ یہودی وہی قوم ہے کہ جن کی ایک پہچان اللہ تبارک و تعالیٰ نے یوں بھی کروائی ہے:

﴿ مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ ﴾ [الجمعہ: ۵]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''ان لوگوں کی مثال جن پر تورات کا بوجھ رکھا گیا، پھر انھوں نے اسے نہیں اٹھایا، گدھے کی مثال کی سی ہے جو کئی کتابوں کا بوجھ اٹھائے ہوئے ہے، ان لوگوں کی مثال بری ہے جنھوں نے اللہ کی آیات کو جھٹلا دیا اور اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔''

ان لوگوں کو سیّدنا موسیٰ علیہ السلام پر نازل کردہ کتاب ''تورات'' دی گئی تاکہ وہ اس پر عمل کریں مگر ان لوگوں نے اس پر عمل کرنے سے انکار کر دیا۔ اس ضمن میں اُن کی مثال یہاں ایک گدھے سے دی گئی ہے کہ جب کسی گدھے پر کوئی بھاری بھرکم کتاب لاد دی جائے تو اُسے کیا معلوم کہ اس کتاب میں کیا لکھا ہے اور اگر کوئی آدمی گدھے کو سمجھانے کی کوشش کرے کہ: دیکھ گدھے! تیرے اُوپر اس قدر عظیم الشان کتاب لدی ہوئی ہے تو اس سے فائدہ اٹھا تو لاکھ جتن کرو گدھا ہرگز سمجھنے والا نہیں۔ یہی مثال ان یہودیوں کی ہے۔ یہی وہ یہود قوم ہے کہ جن کے متعلق اللہ عزوجل نے بتلایا ہے کہ اُس نے اپنے حبیب و خلیل نبی محمد رسول اللہ ﷺ کی صفات تورات میں بیان کر دی ہیں۔ مگر ان ظالموں نے نبی مکرم ﷺ کا جان بوجھ کر کھلا انکار کر دیا۔ چنانچہ اللہ عزوجل فرماتے ہیں:

﴿ اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ يُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَ يُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَ يَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَ الْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَ عَزَّرُوْهُ وَ نَصَرُوْهُ وَ اتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴾

[الاعراف: ۱۵۷]

''وہ جو اس رسول کی پیروی کرتے ہیں، جو امی نبی ہے، جسے وہ اپنے پاس تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں، جو انھیں نیکی کا حکم دیتا اور انھیں برائی سے روکتا ہے اور ان کے لیے پاکیزہ چیزیں حلال کرتا اور ان پر ناپاک چیزیں حرام کرتا ہے اور ان سے ان کا بوجھ اور وہ طوق اتارتا ہے جو ان پر پڑے ہوئے تھے۔ سو وہ لوگ جو اس پر ایمان لائے اور اسے قوت دی اور اس کی مدد کی اور اس نور کی پیروی کی جو اس کے ساتھ اتارا گیا وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔''

یہاں اس آیت کریمہ میں نبی مکرم محمد رسول اللہ ﷺ کی نو صفات کا ذکر ہوا ہے اور یہ ساری کی ساری صفات تورات و انجیل میں مذکور ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی آپ ﷺ کی صفات کا بیان ان دونوں مقدس کتابوں میں ہوا ہے۔ یہاں ''ناخواندہ نبی'' کے لفظ سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ نبی ''ناخواندہ..... ان پڑھ'' ہونے کے باوجود علم کے کمال کو پہنچا ہوا ہوگا اور یہ آپ ﷺ کا معجزہ تھا۔ چنانچہ ''علوم نبوت'' جو احادیث

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مبارکہ کی صورت میں موجود ہیں ان کو پڑھ، سیکھ کر عرب جیسی ان پڑھ قوم دنیا کی انتہائی تعلیم یافتہ اور مہذب ترین قوموں کی راہنما بن گئی۔

نبی مکرم ﷺ کی ان صفات عالیہ کی خوشخبری بنو اسرائیل کے انبیاء اپنی امت کو دیتے رہے اور انہیں یہ بتلاتے رہے کہ آپ ﷺ دنیا میں تشریف لائیں گے۔ اس لیے جب نبی آخر الزمان امام الانبیاء والمرسلین محمد بن عبداللہ ﷺ مبعوث ہو جائیں تو ان لوگوں پر واجب ہے کہ وہ آپ ﷺ کی اتباع کریں۔ حیرت کی بات ہے کہ باوجود تحریف ہونے کے نبی معظم محمد رسول اللہ ﷺ کی یہ صفات عالیہ آج تک تورات اور انجیل میں موجود ہیں اور یہود و نصاریٰ کے علماء کو ان کے بارے میں خوب علم ہے۔ مگر بات یہ ہے کہ:

﴿ وَ لَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ وَ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝ بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖۤ اَنْفُسَهُمْ اَنْ يَّكْفُرُوْا بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ بَغْيًا اَنْ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ وَ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ ﴾

[البقرہ: ۸۹، ۹۰]

''اور جب ان کے پاس اللہ کے ہاں سے ایک کتاب آئی جو اس کی تصدیق کرنے والی ہے جو ان کے پاس ہے، حالانکہ وہ اس سے پہلے ان لوگوں پر فتح طلب کیا کرتے تھے جنھوں نے کفر کیا، پھر جب ان کے پاس وہ چیز آ گئی جسے انھوں نے پہچان لیا تو انھوں نے اس کے ساتھ کفر کیا، پس کافروں پر اللہ کی لعنت ہے۔ بری ہے وہ چیز جس کے بدلے انھوں نے اپنے آپ کو بیچ ڈالا کہ اس چیز کا انکار کر دیں جو اللہ نے نازل فرمائی، اس ضد سے کہ اللہ اپنا کچھ فضل اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے نازل کرتا ہے۔ پس وہ غضب پر غضب لے کر لوٹے اور کافروں کے لیے رسوا کرنے والا عذاب ہے۔''

ان ظالموں نے اپنے علم کے ذریعے حق کو خوب جان لیا ہے مگر یہ لوگ جان بوجھ کر اس سے پھر گئے ہیں۔ جب اللہ عزوجل نے اپنے حبیب و خلیل نبی آخر الزمان ﷺ کو عربوں میں مبعوث فرما دیا اور یہود و نصاریٰ نے دیکھا کہ یہ عظمت و فضیلت ان کے علاوہ دوسروں کو عطا کر دی گئی ہے تو انہوں نے آپ ﷺ کو کھل کر جھٹلایا بھی اور حسد کرتے ہوئے ان باتوں کا دانستہ انکار بھی کرنے لگے جو اپنی زبانوں سے آپ ﷺ کی صفات کے بارے میں کیا کرتے تھے۔ اور لوگوں کو یہود و نصاریٰ کے علماء بتلایا کرتے تھے کہ آپ اب مبعوث ہونے ہی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والے ہیں۔ بلکہ وہ تو آپ ﷺ کو بطور سیّد الجنۃ والبشر امام الانبیاء والرسل یوں پہچانتے تھے جیسے لوگ اپنے سگے بیٹوں کو پہچانا کرتے ہیں۔

یہی وہ یہودی ملت فاسدہ کے لوگ ہیں کہ جنہوں نے کھلم کھلا سرکشی اور حسد و بغض کی بنا پر اُس شریعت مطہرہ کا انکار کر دیا جو محمد رسول اللہ ﷺ پر اللہ عزوجل کی طرف سے نازل کی گئی تھی۔ کہنے لگے: ہم تو اُس شریعت پر ایمان رکھتے ہیں جو ہمارے اوپر اتاری گئی ہے۔ اور جو ہمارے اوپر تورات اتری ہے ہمیں اُس پر ایمان لانا ہی کفایت کرتا ہے۔ ہم تو صرف اسی بات کا اقرار کرتے ہیں۔ یوں کہہ کر وہ تورات کے بعد والی کتابوں اور شریعتوں کا انکار کر دیتے۔ (اور آج بھی کر رہے ہیں) تب اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُنہیں عار دلاتے ہوئے فرمایا:

﴿ وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَ يَكْفُرُوْنَ بِمَا وَرَآءَهٗ وَ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ اَنْۢبِيَآءَ اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۝ ﴾ [البقرہ: ۹۱]

''اور جب ان سے کہا جاتا ہے اس پر ایمان لاؤ جو اللہ نے نازل فرمایا ہے تو کہتے ہیں ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں جو ہم پر نازل کیا گیا اور جو اس کے علاوہ ہے اسے وہ نہیں مانتے، حالانکہ وہی حق ہے، اس کی تصدیق کرنے والا ہے جو ان کے پاس ہے۔ کہہ دے پھر اس سے پہلے تم اللہ کے نبیوں کو کیوں قتل کیا کرتے تھے، اگر تم مومن تھے؟''

یہ یہودیوں کی ملت وہ قوم ہے کہ دنیا جہان میں ان سے بڑھ کر کوئی عہد توڑنے والا اور معاہدہ کی خلاف ورزی کرنے والا نہیں۔ ان میں سے ایک انصاف پسند، حق بات کرنے والے عالم آدمی نے جب انہیں یاد دلایا کہ انہوں نے نبی مکرم محمد رسول اللہ ﷺ کے بارے میں اللہ عزوجل سے عہد کر رکھا ہے اور پکا پختہ وعدہ کہ جب آپ ﷺ مبعوث ہو جائیں گے تو وہ بلا چون و چرا آپ کی اطاعت کریں گے؟ تو یہودی کہنے لگے: اللہ تعالیٰ نے ہم سے محمد (ﷺ) کے بارے میں کوئی عہد نہیں لے رکھا۔ یعنی اُنہوں نے جان بوجھ کر نبی مکرم محمد رسول اللہ ﷺ کا انکار کر دیا۔ تب اللہ عزوجل نے وحی نازل فرمائی۔

﴿ اَوَ كُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ۝ ﴾ [البقرہ: ۱۰۰]

''اور کیا جب کبھی انھوں نے کوئی عہد کیا تو اسے ان میں سے ایک گروہ نے پھینک دیا، بلکہ ان کے اکثر ایمان نہیں رکھتے۔''

یہودیوں کی یہ فطرت ہے کہ دنیا میں انہوں نے کبھی کوئی کسی کے ساتھ عہد معاہدہ نہیں کیا مگر یہ کہ انہوں نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضرور اس کی خلاف ورزی کی اور اسے توڑ دیا۔ آج کوئی معاہدہ کریں گے اور کل اُسے توڑ رہے ہوں گے۔ چنانچہ ان کی اس خصلت بد کی بنا پر اللہ عزوجل ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَ جَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَ نَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ وَ لَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰى خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَ اصْفَحْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ۝ ﴾ [المائدہ: ۱۳]

''تو ان کے اپنے عہد کو توڑنے کی وجہ ہی سے ہم نے ان پر لعنت کی اور ان کے دلوں کو سخت کر دیا کہ وہ کلام کو اس کی جگہوں سے پھیر دیتے ہیں اور وہ اس میں سے ایک حصہ بھول گئے جس کی انھیں نصیحت کی گئی تھی اور تو ہمیشہ ان کی کسی نہ کسی خیانت کی خبر پاتا رہے گا، سوائے اُن کے تھوڑے سے لوگوں کے، سو انھیں معاف کر دے اور ان سے درگزر کر۔ بے شک اللہ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔''

اس آیت کریمہ میں اللہ عزوجل اپنے حبیب پیغمبر ﷺ کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں: اے محمد! تم اُن یہود و نصاریٰ میں سے چند آدمیوں کے سوا ہمیشہ ایک نہ ایک چوری، خیانت اور غداری پر مطلع ہوتے رہو گے۔ اسی طرح آپ کو ان کی تمہارے اور تمہارے اصحاب، مسلمانوں کے خلاف سازشوں اور غداری کا علم بھی ہوتا رہے گا۔

یہی وہ یہودی لوگ ہیں کہ جن کو ڈانٹ پلاتے اور ان کو لعن طعن کرتے ہوئے اللہ تبارک وتعالیٰ ان سے فرماتے ہیں:

﴿ اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَ تَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَ اَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ۝ ﴾

[البقرہ: ٤٤]

''کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو، حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو، تو کیا تم نہیں سمجھتے؟''

www.KitaboSunnat.com

یہودیوں کے علماء اپنے پیروکاروں کو تورات کی پیروی کرنے کا حکم دیتے جبکہ وہ خود نبی کریم محمد رسول اللہ ﷺ کی تورات میں بیان کردہ صفات کے بارے میں جان بوجھ کر، دانستہ تورات کی مخالفت کرتے۔ اسی طرح وہ یہودیوں کو اللہ کی اطاعت پر ترغیب دلاتے مگر خود معاصی و جرائم کا ارتکاب کرتے۔

یہی وہ یہود قوم ہے کہ جنہوں نے تورات میں تحریف (تبدیلی اور کمی بیشی) کر ڈالی ہے۔ چنانچہ انہوں نے اس کتاب الٰہی میں حرام کردہ چیزوں اور حرام افعال کو حلال کر ڈالا۔ اور اس میں حلال کردہ امور اور چیزوں کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حرام میں تبدیل کر دیا۔ اپنی خواہشات کے پیچھے چلتے ہوئے حق کو باطل سے بدل دیا اور باطل کو حق سے۔ یہ لوگ اپنی طرف سے کوئی کتاب اپنے ہاتھوں سے لکھ لیتے ہیں پھر دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئی ہے تاکہ وہ اس کی کوئی چھوٹی موٹی قیمت وصول کر سکیں۔ جب وہ مسلمانوں سے ملتے ہیں تو اُوپر اُوپر سے ان سے کہتے ہیں۔ تمہارے یہ صاحب (محمد ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔ مگر جب یہ آپس میں ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے جو سچائی تمہارے اوپر منکشف کی ہے اس کے متعلق محمد (ﷺ) کے اصحاب سے بات نہ کرنا۔ یعنی تمہاری کتاب میں ان کے متعلق جو درج ہے اس کے بارے میں ان کو بتانا نہیں تاکہ ایسا نہ ہو کہ وہ تم سے اس ضمن میں تمہارے رب کے ہاں جھگڑا نکال بیٹھیں اور اللہ کے سامنے دلیل پیش کریں کہ: اے اللہ! ان کو سب معلوم تھا مگر پھر بھی یہ تیرے حبیب و خلیل نبی پر ایمان نہ لائے اور وہاں یہ تم سے مخاصمہ جیت جائیں۔ تم لوگ محمد (ﷺ) کے اعلانِ نبوت سے پہلے اس نبی کا اللہ سے واسطہ دے کر اِنہیں عربوں پر فتح طلب کیا کرتے تھے اور یہ پیغمبر مبعوث بھی انہی میں سے ہو گئے۔

یہ یہودی وہی ملت ہیں کہ جو ہمیشہ جھوٹے دعویٰ کرتے رہے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ بیان فرماتے ہیں:

﴿ وَ قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً قُلْ اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا فَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗٓ اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ ﴾ [البقرہ: ۸۰]

''اور انھوں نے کہا ہمیں آگ ہرگز نہیں چھوئے گی مگر گنے ہوئے چند دن۔ کہہ دے کیا تم نے اللہ کے پاس کوئی عہد لے رکھا ہے تو اللہ کبھی اپنے عہد کے خلاف نہیں کرے گا، یا تم اللہ پر وہ بات کہتے ہو جو تم نہیں جانتے۔''

کبھی جنت کی ٹھیکہ داری کا دعویٰ کرنے لگتے:

﴿ وَ قَالُوْا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ ﴾ [البقرہ: ۱۱۱]

''اور انھوں نے کہا جنت میں ہرگز داخل نہیں ہوں گے مگر جو یہودی ہوں گے یا نصاریٰ۔ یہ ان کی آرزوئیں ہی ہیں، کہہ دے لاؤ اپنی دلیل، اگر تم سچے ہو۔''

اب ان کا ایک اور خبیثانہ دعویٰ سنیے اور اس پر ربّ کائنات کا جواب ملاحظہ ہو کیجیے:

﴿ وَ قَالَتِ الْيَهُوْدُ وَ النَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَ اَحِبَّآؤُهٗ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوْبِكُمْ بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْاَرْضِ وَ مَا بَيْنَهُمَا وَ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ﴾ [المائدہ: ۱۸]

''اور یہود و نصاریٰ نے کہا ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں، کہہ دے پھر وہ تمھیں تمھارے گناہوں کی وجہ سے سزا کیوں دیتا ہے، بلکہ تم اس (مخلوق) میں سے ایک بشر ہو جو اس نے پیدا کی ہے، وہ جسے چاہتا ہے بخشتا ہے اور جسے چاہتا ہے سزا دیتا ہے اور اللہ ہی کے لیے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی ہے اور اس کی بھی جو ان دونوں کے درمیان ہے اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔''

یوں اللہ عزوجل نے ان کو جھٹلا کر انہیں پابند کر دیا کہ وہ اپنے اس دعویٰ پر کوئی دلیل پیش کریں اور اپنے محبوب پیغمبر ﷺ سے فرمایا کہ آپ ان لوگوں سے کہیں:

﴿ قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴾ [البقرہ: ۹۴]

''کہہ دے اگر آخرت کا گھر اللہ کے ہاں سب لوگوں کو چھوڑ کر خاص تمھارے ہی لیے ہے تو موت کی آرزو کرو، اگر تم سچے ہو۔''

صورتِ حال یہ ہے کہ ان کے ہاں دنیاوی زندگی بہت محبوب چیز ہے۔ اس لیے کہ ان کو موت کے بعد اپنی بداعمالیوں پر سزا کے بارے میں خوب علم ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ وَ لَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ بِالظّٰلِمِيْنَ ۝ وَ لَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰى حَيٰوةٍ ۛ وَ مِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ وَ مَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ اَنْ يُّعَمَّرَ وَ اللّٰهُ بَصِيْرٌ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ۝ ﴾ [البقرہ: ۹۵، ۹۶]

''اور وہ ہرگز اس کی آرزو کبھی نہیں کریں گے، اس کی وجہ سے جو ان کے ہاتھوں نے آگے بھیجا اور اللہ ظالموں کو خوب جاننے والا ہے۔ اور بلاشبہ یقیناً تو انھیں سب لوگوں سے زیادہ زندہ رہنے پر حریص پائے گا اور ان سے بھی جنھوں نے شرک کیا۔ ان کا (ہر) ایک چاہتا ہے کاش! اسے ہزار سال عمر دی جائے، حالانکہ یہ اسے عذاب سے بچانے والا نہیں کہ اسے لمبی عمر دی جائے اور اللہ خوب دیکھنے والا ہے جو کچھ وہ کر رہے ہیں۔''

یہ یہود وہ قوم ہے کہ اہل ایمان کے حسد و بغض اور مسلمانوں کے خلاف ان کے منصوبوں کے بارے میں اللہ رب العالمین نے خبر دیتے ہوئے فرمایا ہے:

﴿ وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَنْفُسِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴾ [البقرہ: ۱۰۹]

''بہت سے اہل کتاب چاہتے ہیں کاش! وہ تمھیں تمھارے ایمان کے بعد پھر کافر بنا دیں، اپنے دلوں کے حسد کی وجہ سے، اس کے بعد کہ ان کے لیے حق خوب واضح ہو چکا۔ سو تم معاف کرو اور در گزر کرو، یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لے آئے۔ بے شک اللہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔''

یہی وہ خبیث ترین لوگ ہیں کہ جو کچھ وہ اپنے سینوں میں اللہ تعالیٰ کے حبیب و خلیل نبی محمد رسول اللہ ﷺ اور آپ کی امت کے خلاف چھپائے پھرتے ہیں اور جو وہ آرزو، خواہش رکھتے ہیں اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر پر ان کا منصوبہ منکشف کر دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا:

﴿ وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ الَّذِيْ جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴾ [البقرہ: ۱۲۰]

''اور تجھ سے یہودی ہرگز راضی نہ ہوں گے اور نہ نصاریٰ، یہاں تک کہ تو ان کی ملت کی پیروی کرے۔ کہہ دے بے شک اللہ کی ہدایت ہی اصل ہدایت ہے۔ اور اگر تو نے ان کی خواہشات کی پیروی کی، اس علم کے بعد جو تیرے پاس آیا ہے، تو تیرے لیے اللہ سے (چھڑانے میں) نہ کوئی دوست ہوگا اور نہ کوئی مددگار۔''

یعنی یہ یہودی لوگ جو کبھی بعض آیات کو پسند کرنے لگتے ہیں تو ان کی غرض ان پر ایمان لانے کی نہیں ہوتی۔ بلکہ اے محمد! (ﷺ) اگر آپ ان کے ہر سوال کا تسلی بخش جواب بھی دیتے رہیں وہ کبھی بھی آپ سے خوش، راضی ہونے والے نہیں ہیں۔ بلکہ انہیں تو اس بات سے خوشی ہوگی کہ آپ جس دین حنیف، اسلام پر قائم ہیں اور آپ کے ساتھی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اور آپ کی امت کے دیگر پختہ ایمان والے مسلمان بھی، اس دین کو آپ چھوڑ دیں اور آپ کے ساتھی بھی۔ اس کے علاوہ یہ لوگ کبھی بھی آپ سے راضی ہونے والے نہیں ہیں۔

انہی یہود کے بارے میں اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے مسلمان، مومن بندوں کو خبر دیتے اور انہیں ان اعداء اللہ کے بارے میں خوشخبری دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿ لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّآ اَذًى وَاِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ يُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴾

[آل عمران: ۱۱۱]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''وہ تمھیں ہرگز نقصان نہیں پہنچائیں گے مگر معمولی تکلیف اور اگر تم سے لڑیں گے تو تم سے پیٹھیں پھیر جائیں گے، پھر وہ مدد نہیں کیے جائیں گے۔''

قرآن حکیم کے ایک مقام پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے اہل ایمان اور اسلام کے خلاف ان یہودیوں کی ایک چال اور سازش کا انکشاف کرتے ہوئے اپنے مومن، مسلمان بندوں کو اس سے خبردار فرمایا ہے:

﴿ وَ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَ اكْفُرُوْٓا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝ ﴾ [آل عمران: ۷۲]

''اور اہل کتاب میں سے ایک گروہ نے کہا تم دن کے شروع میں اس چیز پر ایمان لاؤ جو ان لوگوں پر نازل کی گئی ہے جو ایمان لائے ہیں اور اس کے آخر میں انکار کردو، تاکہ وہ واپس لوٹ آئیں۔''

یہ وہ سازش تھی کہ جس کا انھوں نے ارادہ کیا تاکہ کمزور قسم کے مسلمانوں پر ان کے دین کا معاملہ خلط ملط کرسکیں اور یوں وہ اپنے دین سے پھر جائیں۔ اللہ عزوجل نے یہودیوں کی اس سازش کے پیچھے ان کا عقیدہ اور راز بھی افشاء کردیا ہے۔ چنانچہ ان کی بات کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ آپس میں ایک دوسرے سے کہتے ہیں:

﴿ وَ لَا تُؤْمِنُوْٓا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِيْنَكُمْ قُلْ اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ اَنْ يُّؤْتٰٓى اَحَدٌ مِّثْلَ مَآ اُوْتِيْتُمْ اَوْ يُحَآجُّوْكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ ﴾ [آل عمران: ۷۳]

''اور کسی کے لیے یقین نہ کرو، سوائے اس کے جو تمھارے دین کی پیروی کرے۔ کہہ دے اصل ہدایت تو اللہ کی ہدایت ہے، (یہ یقین نہ کرو) کہ جو کچھ تمھیں دیا گیا ہے اس جیسا کسی اور کو بھی دیا جائے گا، یا وہ تم سے تمھارے رب کے پاس جھگڑا کریں گے۔ کہہ دے بے شک سب فضل اللہ کے ہاتھ میں ہے، وہ اسے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ وسعت والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔''

یعنی وہ ایک دوسرے سے کہتے ہیں: صرف اسی کی بات کی تصدیق کرو جو تمہارے دین کی اتباع کرے اور وہ یہودی ہو اور یہودیوں کے علاوہ کسی دوسرے آدمی پر اپنا راز نہ کھولو اور نہ ہی کسی پر یقین کرو۔

یہی وہ یہودی قوم ہے کہ جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محمد رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کرکے فرمایا:

﴿ وَ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ وَ مِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَآئِمًا ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ وَ يَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَ هُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ ﴾ [آل عمران: ۷۵]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور اہل کتاب میں سے بعض وہ ہے کہ اگر تو اس کے پاس ایک خزانہ امانت رکھ دے وہ اسے تیری طرف ادا کر دے گا اور ان میں سے بعض وہ ہے کہ اگر تو اس کے پاس ایک دینار امانت رکھے وہ اسے تیری طرف ادا نہیں کرے گا مگر جب تک تو اس کے اوپر کھڑا رہے، یہ اس لیے کہ انھوں نے کہا ہم پر اَن پڑھوں کے بارے میں (گرفت کا) کوئی راستہ نہیں اور وہ اللہ پر جھوٹ کہتے ہیں، حالانکہ وہ جانتے ہیں۔''

یہاں اللہ تبارک وتعالیٰ اہل ایمان کو بھی یہودیوں سے دھوکہ کھا جانے سے متنبہ فرما رہے ہیں اور بتلایا ہے کہ ان یہودیوں میں ایسے لوگوں کی اکثریت ہے کہ جن کو اگر تم ایک دینار بھی بطور قرض و امانت دو گے تو وہ تمہیں واپس نہیں کریں گے۔ تو اندازہ کیجئے کہ جب ایک دینار کے بارے میں ان کا یہ کردار ہے تو پھر اس سے بڑی رقموں کے متعلق ان کا کیا حال ہوگا؟ صاف ظاہر ہے کہ اس سے زیادہ مال تو وہ بالاولیٰ ہڑپ کر جائیں گے۔ ان یہودیوں کا کسی کے حق کو دانستہ طور پر دبا جانے کے لیے ان کے اس نظریہ کا بڑا عمل دخل ہے۔ وہ کہتے ہیں: ہمارے مذہب میں عربوں کے اموال کھا جانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ کیونکہ ان کے اموال اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے حلال کر رکھے ہیں۔

یہ یہود ایسی قوم کے لوگ ہیں کہ جو اہل ایمان و اسلام پر کافروں کو فضیلت دیتے ہیں۔ ان یہودیوں کے سردار مکہ والے مشرکوں سے کہا کرتے تھے کہ: تمہارا دین محمد (ﷺ) کے دین سے بہتر ہے۔ تم محمد اور اس کے اطاعت گزاروں سے زیادہ ہدایت یافتہ ہو۔ حالانکہ انہیں معلوم تھا کہ معاملہ اس کے برعکس ہے۔ اللہ عزوجل اُن کی اس خباثت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰٓؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا ۝ اَمْ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَاِذًا لَّا يُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِيْرًا ۝ اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا ۝ ﴾ [النساء: ٥١ تا ٥٤]

''کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنھیں کتاب کا ایک حصہ دیا گیا، وہ بتوں اور باطل معبود پر ایمان لاتے ہیں اور جن لوگوں نے کفر کیا ان کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ ان سے زیادہ سیدھے راستے پر ہیں جو ایمان لائے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی اور جس پر اللہ لعنت کرے پھر تو کوئی اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی مدد کرنے والا ہرگز نہ پائے گا۔ یا ان کے پاس سلطنت کا کچھ حصہ ہے؟ تو اس وقت تو وہ لوگوں کو کھجور کی گٹھلی کے نقطہ کے برابر نہ دیں گے۔ یا وہ لوگوں سے اس پر حسد کرتے ہیں جو اللہ نے انھیں اپنے فضل سے دیا ہے، تو ہم نے تو آل ابراہیم کو کتاب اور حکمت عطا فرمائی اور ہم نے انھیں بہت بڑی سلطنت عطا فرمائی۔''

ان یہود و نصاریٰ کے ساتھ دوستی لگانے سے منع کرتے ہوئے اللہ رب العالمین نے اپنے مومن بندوں کو مخاطب کر کے فرمایا:

﴿ يَـٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓى اَوْلِيَآءَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ ﴾ [المائدہ: ۵۱]

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ، ان کے بعض بعض کے دوست ہیں اور تم میں سے جو انھیں دوست بنائے گا تو یقیناً وہ ان میں سے ہے، بے شک اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔''

اسی سورۃ المائدہ میں آگے اللہ عزوجل نے اپنے ان دشمنوں کی ایک نہایت ہی رذیل قسم کی عادت بتلاتے ہوئے انہیں خوب سرزنش بھی کی ہے اور ان پر اپنے ایک نہایت برے عذاب کا تذکرہ بھی سخت الفاظ میں فرمایا ہے۔ مزید برآں اہل ایمان و اسلام کو ایک بار پھر ان کی طرف دوستی کا ہاتھ نہ بڑھانے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

﴿ يَـٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّ لَعِبًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ الْكُفَّارَ اَوْلِيَآءَ ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَ اِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّ لَعِبًا ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ۝ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَ مَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ وَ اَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَ غَضِبَ عَلَيْهِ وَ جَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَ الْخَنَازِيْرَ وَ عَبَدَ الطَّاغُوْتَ ؕ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّ اَضَلُّ عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ۝ وَ اِذَا جَآءُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَ قَدْ دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ وَ هُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا يَكْتُمُوْنَ ۝ وَ تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُوْنَ فِى الْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ وَ اَكْلِهِمُ السُّحْتَ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ لَوْلَا يَنْهٰهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَ الْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَ اَكْلِهِمُ السُّحْتَ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ۝ وَ قَالَتِ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ ؕ غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ وَ لُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَآءُ ؕ وَ لَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّ كُفْرًا ؕ وَ اَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ؕ كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ وَ يَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ ﴾ [المائدہ: ٥٧ تا ٦٤]

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! ان لوگوں کو جنھوں نے تمھارے دین کو مذاق اور کھیل بنا لیا، ان لوگوں میں سے جنھیں تم سے پہلے کتاب دی گئی ہے اور کفار کو دوست نہ بناؤ اور اللہ سے ڈرو، اگر تم ایمان والے ہو۔ اور جب تم نماز کی طرف آواز دیتے ہو تو وہ اسے مذاق اور کھیل بنا لیتے ہیں۔ یہ اس لیے کہ بے شک وہ ایسے لوگ ہیں جو سمجھتے نہیں۔ کہہ دے اے اہل کتاب! تم ہم سے اس کے سوا کس چیز کا انتقام لیتے ہو کہ ہم اللہ پر ایمان لائے اور اس پر جو ہماری طرف نازل کیا گیا اور اس پر بھی جو اس سے پہلے نازل کیا گیا اور یہ کہ بے شک تمھارے اکثر نافرمان ہیں۔ کہہ دے کیا میں تمھیں اللہ کے نزدیک جزا کے اعتبار سے اس سے زیادہ برے لوگ بتاؤں، وہ جن پر اللہ نے لعنت کی اور جن پر غصے ہوا اور جن میں سے بندر اور خنزیر بنا دیے اور جنھوں نے طاغوت کی عبادت کی۔ یہ لوگ درجے میں زیادہ برے اور سیدھے راستے سے زیادہ بھٹکے ہوئے ہیں۔ اور جب وہ تمھارے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لائے، حالانکہ یقیناً وہ کفر کے ساتھ داخل ہوئے اور یقیناً اسی کے ساتھ وہ نکل گئے اور اللہ زیادہ جاننے والا ہے جو وہ چھپاتے تھے۔ اور تو ان میں سے بہت سے لوگوں کو دیکھے گا کہ وہ گناہ اور زیادتی اور اپنی حرام خوری میں دوڑ کر جاتے ہیں۔ یقیناً برا ہے جو وہ عمل کرتے تھے۔ انھیں رب والے لوگ اور علماء ان کے جھوٹ کہنے اور ان کے حرام کھانے سے کیوں نہیں روکتے؟ یقیناً برا ہے جو وہ کیا کرتے تھے۔ اور یہود نے کہا اللہ کا ہاتھ بندھا ہوا ہے، ان کے ہاتھ باندھے گئے اور ان پر لعنت کی گئی، اس کی وجہ سے جو انھوں نے کہا، بلکہ اس کے دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں، خرچ کرتا ہے جیسے چاہتا ہے، اور یقیناً جو کچھ تیری طرف تیرے رب کی جانب سے نازل کیا گیا ہے وہ ان میں سے بہت سے لوگوں کو سرکشی اور کفر میں ضرور بڑھا دے گا، اور ہم نے ان کے درمیان قیامت کے دن تک دشمنی اور بغض ڈال دیا۔ جب کبھی وہ لڑائی کی کوئی آگ بھڑکاتے ہیں اللہ اسے بجھا دیتا ہے اور وہ زمین میں فساد کی کوشش کرتے رہتے ہیں اور اللہ فساد کرنے والوں سے محبت نہیں کرتا۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان یہودیوں پر اللہ ذوالجلال کی ایک پھٹکار یہ بھی ہے کہ ان میں باہم فرقہ بندی اور عداوت پائی جاتی ہے۔ اپنی اس عداوت کا تجربہ مسلمانوں پر کرتے ہوئے یہ ہمیشہ دنیا میں فساد پھیلانے، دہشت گردی عام کرنے اور جنگ کے شعلے بھڑکانے میں رات دن منصوبے بناتے رہتے ہیں۔ مگر یہ ہے کہ مسلمانوں کے خلاف جتنے منصوبے یہ اللہ کے دشمن بناتے ہیں انہیں اللہ عزوجل کی طرف سے ناکام بنا دیا جاتا ہے اور ان کی سازش اُلٹی انہیں پر پلٹا دی جاتی ہے۔ چنانچہ یہودیوں نے مسلمانوں کے خلاف آج تک جتنی شرارتیں کی ہیں اور ان سے جتنی جنگیں لڑی ہیں ان سب کی تاریخ اس حقیقت کی کھلی شہادت ہے۔

یہودیوں کے بارے میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہاں آخری جملہ جو بیان فرمایا کہ: ''اور یہ لوگ اللہ کی زمین میں فساد برپا کرنے اور دہشت گردی پھیلانے کے لیے دوڑے پھرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فساد پھیلانے والوں کو ناپسند کرتے ہیں۔'' تو اس کا مفہوم یہ ہے کہ ان کی عادتِ بد اور فطرتِ رذیلہ میں شامل ہے کہ یہ لوگ اللہ کی زمین میں فساد پھیلانے اور دہشت گردی عام کرنے کے لیے رات دن بھاگ دوڑ کرتے پھرتے ہیں۔ ان ظالموں کا سب سے بڑا فسادی منصوبہ دنیا سے اسلام کو مٹانا ہے۔ انہی یہودیوں کے بارے میں اللہ کریم نے یہ خبر بھی دی ہے کہ یہ لوگ دنیا میں دو بار بہت بڑا فساد مچائیں گے اور دونوں بار لوگوں پر بہت بڑی چڑھائی کریں گے۔ (دیکھیے: سورۃ الاسراء آیت نمبر ۴ تا نمبر ۷ اور ان کی تفسیر) یہ دونوں واقعات رونما ہو چکے ہیں اور دونوں بار ان اللہ کے دشمنوں نے لوگوں پر اپنی بڑائی جتلاتے ہوئے ان کا قتل عام کیا۔

ان یہودیوں کی اہل ایمان سے عداوت کے بارے میں اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ وَ لَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَ رُهْبَانًا وَّ اَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴾ [المائدہ: ۸۲]

''یقیناً تو ان لوگوں کے لیے جو ایمان لائے ہیں، سب لوگوں سے زیادہ سخت عداوت رکھنے والے یہود کو اور ان لوگوں کو پائے گا جنھوں نے شریک بنائے ہیں اور یقیناً تو ان لوگوں کے لیے جو ایمان لائے ہیں، ان میں سے دوستی میں سب سے قریب ان کو پائے گا جنھوں نے کہا بے شک ہم نصاریٰ ہیں۔ یہ اس لیے کہ بے شک ان میں علماء اور راہب ہیں اور اس لیے کہ بے شک وہ تکبر نہیں کرتے۔''

یہاں اس آیت کریمہ میں جو بیان ہوا ہے کہ اہل ایمان کے ساتھ ساری دنیا میں سب سے زیادہ دشمنی کرنے والے اوّل درجہ پر یہودی ہیں اور اس کے بعد دنیا جہان کے مشرک۔'' تو اس کی وجہ یہ ہے کہ: یہودیوں کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کفر دراصل بغض وعناد، دانستہ طور پر حق کا انکار، دوسرے لوگوں کو حقیر جاننے اور اہل علم کی تنقیص کرنے کی بنا پر ہے۔ اسی لیے ان ظالموں نے اپنے بہت سارے انبیاء کو قتل کر ڈالا تھا۔ حتیٰ کہ انہوں نے کئی بار نبی کریم ﷺ کو قتل کرنے کی کوشش کی، آپ کو زہر دیا اور آپ ﷺ پر ظالموں نے جادو بھی کیا۔ یہاں تک ہی بس نہیں بلکہ کفار ومشرکینِ عرب میں سے اپنے جیسے لوگوں کا انتخاب کر کے انہیں بھی اس کام پر جم کر لگا دیا۔ اپنے ان بھائیوں دوستوں سے انہوں نے اہل ایمان کے خلاف بڑے بڑے وعدے کیے۔ اسی طرح منافقوں نے ان سے گٹھ جوڑ کر لیا اور انہیں اپنی بھرپور مدد کا یقین دلایا۔ ان کی اس خباثت کو اللہ عزوجل نے یوں بیان فرمایا ہے:

﴿ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَئِنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِيْعُ فِيْكُمْ اَحَدًا اَبَدًا وَّاِنْ قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝ لَئِنْ اُخْرِجُوْا لَا يَخْرُجُوْنَ مَعَهُمْ وَلَئِنْ قُوْتِلُوْا لَا يَنْصُرُوْنَهُمْ وَلَئِنْ نَّصَرُوْهُمْ لَيُوَلُّنَّ الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ۝ وَاَنْتُمْ اَشَدُّ رَهْبَةً فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنَ اللّٰهِ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ۝ يُقَاتِلُوْنَكُمْ جَمِيْعًا اِلَّا فِيْ قُرًى مُّحَصَّنَةٍ اَوْ مِنْ وَّرَاءِ جُدُرٍ بَاْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيْدٌ تَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا وَّقُلُوْبُهُمْ شَتّٰى ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ۝ ﴾ [الحشر: ۱۱تا۱۴]

''کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنھوں نے منافقت کی، وہ اپنے ان بھائیوں سے کہتے ہیں جنھوں نے اہل کتاب میں سے کفر کیا، یقیناً اگر تمھیں نکالا گیا تو ضرور بالضرور ہم بھی تمھارے ساتھ نکلیں گے اور تمھارے بارے میں کبھی کسی کی بات نہیں مانیں گے اور اگر تم سے جنگ کی گئی تو ضرور بالضرور ہم تمھاری مدد کریں گے اور اللہ شہادت دیتا ہے کہ بلاشبہ وہ یقیناً جھوٹے ہیں۔ یقیناً اگر انھیں نکالا گیا تو وہ ان کے ساتھ نہ نکلیں گے اور یقیناً اگر ان سے جنگ کی گئی تو وہ ان کی مدد نہ کریں گے اور یقیناً اگر انھوں نے ان کی مدد کی تو وہ ضرور بالضرور پیٹھیں پھیریں گے، پھر وہ مدد نہیں کیے جائیں گے۔ بلاشبہ تم ان کے سینوں میں خوف کے اعتبار سے اللہ سے زیادہ سخت ہو، یہ اس لیے کہ بے شک وہ ایسے لوگ ہیں جو نہیں سمجھتے۔ وہ اکٹھے ہو کر تم سے نہیں لڑیں گے مگر قلعہ بند بستیوں میں، یا دیواروں کے پیچھے سے، ان کی لڑائی آپس میں بہت سخت ہے۔ تو خیال کرے گا کہ وہ اکٹھے ہیں، حالانکہ ان کے دل الگ الگ ہیں، یہ اس لیے کہ بے شک وہ ایسے لوگ ہیں جو عقل نہیں رکھتے۔''

یعنی یہ یہودیوں کی قوم اس قدر بزدل ہے کہ اے مسلمانو! یہ لوگ کبھی بھی اور کسی بھی میدان جنگ میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلامی لشکر کا سامنا کرنے کی جرأت نہیں کر سکیں گے۔ دوسری بات یہ ہے کہ بظاہر تو یہ لوگ تمہیں ملت واحدہ نظر آئیں گے مگر درحقیقت یہ گروہ بندیوں کا شکار ہیں اور ان کے مابین سخت قسم کی عداوت ہے۔ آپس میں ان کا اختلاف بہت شدید قسم کا ہے۔

انہی یہودیوں کی نبی مکرم و معظم محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خفیہ دشمنی والے راز کو بھی اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے:

﴿ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نُهُوْا عَنِ النَّجْوٰى ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَيَتَنَاجَوْنَ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَةِ الرَّسُوْلِ وَاِذَا جَاءُوْكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ وَيَقُوْلُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ لَوْلَا يُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا نَقُوْلُ حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ يَصْلَوْنَهَا فَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴾ [المجادلہ: ۸]

''کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنھیں سرگوشی کرنے سے منع کیا گیا، پھر وہ اس چیز کی طرف لوٹتے ہیں جس سے انھیں منع کیا گیا اور آپس میں گناہ اور زیادتی اور رسول کی نافرمانی کی سرگوشی کرتے ہیں اور جب تیرے پاس آتے ہیں تو (ان لفظوں کے ساتھ) تجھے سلام کہتے ہیں جن کے ساتھ اللہ نے تجھے سلام نہیں کہا اور اپنے دلوں میں کہتے ہیں کہ اللہ ہمیں اس پر سزا کیوں نہیں دیتا جو ہم کہتے ہیں؟ انھیں جہنم ہی کافی ہے، وہ اس میں داخل ہوں گے، پس وہ برا ٹھکانا ہے۔''

یہ خاص طور پر یہودیوں کی عادت تھی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آتے تو معروف طریقے سے ''اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ'' کہنے کی بجائے ''اَلسَّامُ عَلَيْكَ'' کہتے۔ السّام کے معنی: موت کے ہیں۔ اس سے ان کی مراد یہ ہوتی کہ: آپ کو موت آجائے۔ نبی کریم ﷺ ان کے جواب میں صرف ''وَعَلَيْكُمْ'' (یعنی تم پر وہی ہو جو تم نے ہمارے لیے کہا) فرما دیتے۔ بعض اوقات یہودی اپنی ان حرکات کا اعتراف بھی کر لیتے۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں سے فرمایا: ''جب اہل کتاب میں سے کوئی شخص تمہیں سلام کرے تو اس کے جواب میں ''وَعَلَيْكَ'' کہا کرو۔''

ایک مرتبہ چند یہودی نبی مکرم ﷺ کی خدمت میں آئے اور انہوں نے حسب عادت ''اَلسَّامُ عَلَيْكَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ'' کہا۔ اُمّ المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں ان کے جواب میں: ''عَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ'' کہا۔ یعنی تم پر موت اور لعنت ہو۔'' اس پر نبی معظم ﷺ نے فرمایا: ''عائشہ! اللہ تعالیٰ فحش گوئی کو پسند نہیں کرتا۔ اگر وہ ایسا کہیں تو تم ان کے جواب میں صرف ''وَعَلَيْكُمْ'' کہہ دیا کرو۔'' (تفسیر شوکانی عند ھذہ الآیۃ)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور یہودیوں نے یہ جو اپنے نفسوں میں کہا ہے کہ، اگر یہ سچے پیغمبر ہیں تو اللہ تعالیٰ ہماری بات (اَلسَّـــامُ عَـلَيْكَ کہنے) پر ہمیں سزا کیوں نہیں دیتا؟ تو انہیں اللہ کا پیغام پہنچا دو کہ: اتنی جلدی کیوں کرتے ہو؟ تمہیں ایسی سزا ملے گی کہ اس کے ہوتے کسی دوسری سزا کی ضرورت نہیں رہے گی۔ اب رہی محمد رسول اللہ ﷺ کی صداقت؟ تو اس کے لیے یہی دلیل کافی ہے کہ اسے تمہارے دلوں کی بات کا پتہ چل گیا اور ایسا وحی الٰہی کے بغیر ممکن ہی نہیں ہے۔

ان یہودیوں کے بارے میں اہل ایمان کی اس خواہش کو مایوسی میں بدل دیا کہ شاید یہ لوگ بھی اسلام میں گروہ در گروہ اور جماعتوں کی جماعتیں داخل ہو جائیں گے۔ بلکہ صورتِ حال یوں ہوئی کہ یہودیوں کے عام لوگوں میں سے چند لوگ ایمان لائے تھے۔ حالانکہ تمام یہودیوں کو معلوم تھا کہ اسلام ہی حق، سچ والا دین ہے اور محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں یا پھر اکا دکا ان کے علماء مسلمان ہو گئے۔ البتہ یہ ہے کہ جو سلام لے آئے ان کا اسلام بہت اعلیٰ درجے کا رہا۔ جیسے کہ سیّدنا عبداللہ بن سلام اور جناب کعب الاحبار رضی اللہ عنہم تھے۔

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَـوْ آمَـنَ بِـيْ عَشْـرَةٌ مِنَ الْيَهُوْدِ لَآمَنَ بِيْ الْيَهُوْدُ.)) وفي رواية أخرى: ((لَوْ تَابَعَنِيْ عَشْرَةٌ مِنَ الْيَهُوْدِ، لَمْ يَبْقَ عَلٰى ظَهْرِهَا يَهُوْدِيٌّ إِلَّا أَسْلَمَ.)) [1]

''اگر یہودیوں کے دس (عالم، سردار اور سمجھ دار) آدمی میرے اُوپر ایمان لے آئے تو پھر تمام یہودی مسلمان ہو جاتے۔'' دوسری (صحیح مسلم کی) روایت میں ہے کہ فرمایا: اگر یہودیوں کے دس آدمی (بڑے لوگ اور علماء، ایک ہی نشست میں) میری اتباع کر لیتے تو روئے زمین پر ایک یہودی بھی اسلام لائے بغیر نہ رہتا۔''

یہاں ان دونوں احادیث میں یہود کے دس آدمیوں سے مراد اُن کے کبار علماء اور قائدین مراد ہیں۔ اس لیے کہ عام یہود میں سے کئی ایک مجلسوں میں دس افراد سے بھی زیادہ لوگ اسلام لا چکے تھے۔ یہاں نبی مکرم ﷺ کی مراد ہے کہ: اگر یہودیوں میں سے دس آدمی ایمان لے آئے تو ان کی اتباع میں تمام قوم یہود مسلمان ہو جاتی۔

دیگر مشرکین و کفار کی ملتوں سمیت یہود کے بارے میں بھی اللہ رب العزت نے اپنے حبیب و خلیل نبی ﷺ کی زبان مبارک سے اس فیصلے کو کھول کر بیان کر دیا ہے کہ یہ لوگ قیامت والے دن جہنم میں پھینک

[1] أخرجه البخاري، في كتاب مناقب الأنصار، باب: إتيان اليهود النبي ﷺ حين قدم المدينة. ٣٩٤١۔ أخرجه مسلم في كتاب صفة القيامة والجنة والنار، باب: نزل أهل الجنة. (حديث: ٧٠٥٨).

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیے جائیں گے۔

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! لَا يَسْمَعُ بِيْ أَحَدٌ مِنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ، يَهُوْدِيٌّ وَلَا نَصْرَانِيٌّ، ثُمَّ يَمُوْتُ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِالَّذِيْ أُرْسِلْتُ بِهِ، إِلَّا كَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ.)) ❶

''اُس ذات اقدس (اللہ رب العالمین) کی قسم جس کے ہاتھ میں مجھ محمد (بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے! اس زمانے (یعنی میری بعثت سے لے کر قیامت تک) کا کوئی یہودی اور نہ ہی کوئی نصرانی (اور نہ ہی کوئی تیسرا کافر) ایسا نہ ہوگا کہ وہ میرے بارے میں سن لے (کہ میں اللہ تعالیٰ آخری نبی ہوں) اور اس دین کے بارے میں جان لے کہ جسے میں دے کر بھیجا گیا ہوں (قرآن وسنت والا دین حنیف) اور وہ ایمان نہ لایا تو وہ ضرور جہنم میں جائے گا۔''

اس حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ: پچھلی تمام شریعتیں منسوخ ہوگئی ہیں اور نبی مکرم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت آپ کی بعثت کے بعد اب دنیا کی آخری شریعت ہے۔ اس لیے ہر وہ شخص کہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں موجود تھا یا قیامت تک کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی بھی دور میں موجود ہو، اُس پر نبی آخر الزمان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت وفرمانبرداری میں آنا واجب ہے۔

انہی یہودیوں کے ایک باطنی حسد وبغض کی خبر دیتے ہوئے ہمارے محبوب نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اور آپ کا کوئی بھی فرمان وحی الٰہی کے بغیر نہیں ہوتا تھا۔

((مَا حَسَدَتْكُمُ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَيْءٍ مَّا حَسَدَتْكُمْ عَلَى السَّلَامِ وَالتَّأْمِيْنِ)) ❷

''فرمایا: مسلمانو! یہودی تمہارے ''اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اور آمِيْن'' کہنے سے جتنا جلتے ہیں اتنی کسی اور بات سے ان کو جلن نہیں ہوتی۔''

(ان باتوں کی وجہ سے وہ لوگ تم سے بہت حسد کرتے ہیں) نماز میں آمین کہنے سے یہودی اس لیے جلتے ہیں کہ: اللہ عزوجل کی سکھلائی ہوئی دعا کے مطابق امام جب سارے مسلمانوں کی نمائندگی کرتے ہوئے کہتا ہے: غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ ''اے اللہ! ان لوگوں کا راستہ اور دین ہمیں نہیں چاہیے کہ جن پر تیرا غضب

---

❶ أخرجه مسلم، في كتاب الإيمان، باب: وجوب الإيمان برسالة نبينا محمد ﷺ، إلى جميع الناس، ونسخ الملل بملته، حديث: ٣٨٦.

❷ صحيح سنن ابن ماجه، رقم: ٦٩٧.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نازل ہوا ہے اور نہ ہی گمراہوں کا۔'' اور پھر مقتدی بلند آواز سے کہتے ہیں ''آمین'' اے اللہ! ہم سب کی یہ دعا قبول کر لے..... تو ان یہودیوں کو اس لیے جلن ہوتی ہے کہ مغضوب علیہم سے مراد یہودی ہیں۔ اور مسلمانوں کے ایک دوسرے کو السلام علیکم کہنے سے یہودیوں کو اس لیے تکلیف پہنچتی ہے کہ وہ سمجھتے ہیں: ہم تو مسلمانوں کو باہم لڑانے میں رات دن ایک کیے پھرتے ہیں مگر یہ ہیں کہ جب بھی آپس میں ملتے ہیں ایک دوسرے کو سلامتی کا پیغام دیتے ہیں۔

یہ یہودی وہ قوم ہیں کہ جن کے بارے میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے خبر دی ہے کہ آخر زمانے میں یہ لوگ کفر اور شر فساد والی اُس چھاؤنی میں ہوں گے جس کا قائد اعلیٰ ربوبیت کا اعلان کرنے والا دجال ہوگا۔ جبکہ اس کے مدمقابل ایمان اور خیر، بھلائی کی چھاؤنی سیّدنا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی زیر قیادت ہوگی کہ جس میں تمام اہل ایمان و اسلام ہوں گے۔ پھر اللہ عزوجل اپنے محبوب بندے اور جلیل القدر پیغمبر جناب عیسیٰ علیہ السلام اور مسلمانوں کے ہاتھوں دجال اور یہودیوں کو قتل کریں گے۔ (اس وقت جناب عیسیٰ بن مریم بحیثیت پیغمبر نہیں بلکہ بحیثیت اُمتی ہوں گے۔ یعنی نبی مکرم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتی کی حیثیت سے۔ علیہ التحیۃ والسلام) مستقبل میں وقوع پذیر ہونے والے اس واقعہ کی خبر اللہ عزوجل نے اپنے حبیب وخلیل نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی خفی کے ذریعے دے رکھی ہے اور پھر نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو یوں بیان فرمایا ہے:

((قَالَ عِيْسٰى: اِفْتَحُوا الْبَابَ، فَيَفْتَحُوْنَ وَوَرَاءَهُ الدَّجَّالُ، مَعَهُ سَبْعُوْنَ أَلْفَ يَهُوْدِيٍّ، كُلُّهُمْ ذُوْ سَيْفٍ مُحَلًّى وَسَاجٍ، فَإِذَا نَظَرَ إِلَيْهِ الدَّجَّالُ ذَابَ كَمَا يَذُوْبُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ. وَيَنْطَلِقُ هَارِبًا، وَيَقُوْلُ عِيْسَى: إِنَّ لِيْ فِيْكَ ضَرْبَةً لَنْ تَسْبِقَنِي، فَيُدْرِكُهُ عِنْدَ بَابِ لُدٍّ الشَّرْقِيِّ، فَيَقْتُلُهُ، فَيُهْزِمُ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ.)) [1]

''عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے: دروازہ کھولو! اور وہ دروازہ کھول دیں گے۔ جناب عیسیٰ علیہ السلام کی پچھلی جانب دجال اور اس کے ہمراہ ستر ہزار یہودی ہوں گے۔ ہر یہودی کے پاس ساگوان کی لکڑی کے دستے والی نہایت چمکدار، تیز دھار تلوار ہوگی۔ جب عیسیٰ علیہ السلام دجال کی طرف دیکھیں گے تو وہ اس طرح گھل جائے گا جس طرح نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔ وہ وہاں سے بھاگ اٹھے گا۔ سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام اُس سے فرمائیں گے: تجھے ایک ہی وار کے ساتھ قتل کرنا میرے حق میں لکھا جا چکا ہے، اس لیے تو مجھ سے بھاگ نہیں سکتا۔ چنانچہ آپ علیہ السلام دجال کو مشرقی بابِ لُد کے پاس جالیں گے اور اسے

[1] صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۷۸۷۵.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قتل کر ڈالیں گے۔ اس کے بعد اللہ عزوجل یہودیوں کو نہایت بری طرح کی شکست سے دو چار کر ڈالیں گے۔'' (حتیٰ کہ علاقہ فلسطین کے اس میدان جنگ کا ہر درخت اور ہر پتھر مسلمان مجاہدین کو آواز دے کر بتلائے گا کہ دیکھو میرے پیچھے یہودی چھپا بیٹھا ہے آؤ اسے قتل کرو)

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يُقَاتِلَ الْمُسْلِمُوْنَ الْيَهُوْدَ. فَيَقْتُلُهُمُ الْمُسْلِمُوْنَ. حَتّٰى يَخْتَبِئَ الْيَهُوْدِيُّ مِنْ وَّرَاءِ الْحَجَرِ وَالشَّجَرِ. فَيَقُوْلُ الْحَجَرُ أَوِ الشَّجَرُ: يَا مُسْلِمُ! يَا عَبْدَ اللّٰهِ! هٰذَا يَهُوْدِيٌّ خَلْفِيْ. فَتَعَالَ فَاقْتُلْهُ إِلَّا الْغَرْقَدَ. فَإِنَّهُ مِنْ شَجَرِ الْيَهُوْدِ.)) [1]

''قیامت قائم نہ ہوگی مگر یہ ہے کہ اس سے پہلے پہلے مسلمان یہودیوں سے (آخری معرکہ) لڑیں گے۔ پھر مسلمان ان کو قتل کرتے چلے جائیں گے حتیٰ کہ یہودی اگر کسی پتھر یا کسی درخت کی آڑ میں چھپا ہوگا تو وہ پتھر اور درخت بول اٹھے گا: اے مسلمان! اے اللہ کے بندے! یہ میرے پیچھے ایک یہودی چھپا بیٹھا ہے۔ ادھر آ اور اس کو قتل کر دے۔ سوائے شجر غرقد کے۔ (وہ نہیں بولے گا) اس لیے کہ وہ یہودیوں کا درخت ہوگا۔'' (غرقد ایک کانٹے دار درخت ہے جو بیت المقدس کی طرف بہت ہوتا ہے)

سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہو کر صلیب کو توڑ ڈالنے والے عمل، خنزیر کو قتل کر کے دنیا سے مٹا دینے، دین اسلام کے حکم کو دنیا پر نافذ کر دینے اور اسلام کے علاوہ ہر قانون اور دستور کو باطل کر دینے والی یہود کے نزدیک ہر ناگواری کے باوجود کہ انہیں خوب معلوم ہے: ایسا ہو کر رہے گا اور اُن کی سازشوں پر حق غالب آ کر رہے گا، ان ظالموں نے کھلا انکار کرتے ہوئے کفر و شر اور فساد و دہشت گردی کی راہ پر چلنا آخر زمانے تک اختیار کر رکھا ہے۔

سیّدنا عیسیٰ بن مریم (اور امام مہدی جناب محمد بن عبداللہ) علیہما السلام کی قیادت میں ایک جانب مسلمان مجاہدین اور دوسری طرف کانے دجال اور یہودیوں کے مابین اس آخری معرکہ اور جنگ و قتال کا یہ آخری نتیجہ ہوگا اور اس معرکہ میں دجال کافر، قوم یہود اور ان کے تمام حلیفوں اور مددگاروں پر اللہ عزوجل کی خاص مدد کے ساتھ سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام اور مسلمان مجاہدین رحمہم اللہ جمیعاً کی یہ شاندار فتح ہوگی۔ یہ وہی آخری معرکہ اور جنگ عظیم ہے کہ جس میں یہودی اور ان کے تمام حلیف و مددگار اپنی ہر طرح کی قوت، طاقت، تسلط اور دنیاوی ترقی جھونک دینے کے باوجود پوری پوری کوشش کریں گے کہ وہ اس جنگ سے دور رہیں۔ اس کے لیے وہ کئی حربے اختیار کریں

[1] أخرجه مسلم في كتاب الفتن وأشراط الساعة. ٧٣٣٩.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گے۔ جیسے کہ: روئے زمین پر کسی بھی ملک اور شہر میں صحیح، سچے اور اصلی (عین قرآن وسنت کے مطابق منہج نبوی علی صاحبہ التحیۃ والسلام پر عمل پیرا ہو کر) اسلامی لشکر یا جماعت حقہ کے ساتھ جنگ وقتال قائم کر کے انہیں وہاں پر اُلجھائے رکھنا، (جیسے آج کل یہ لوگ عیسائیوں کے ساتھ مل کر دنیا کے مختلف مقامات پر یہ کھیل جاری رکھے ہوئے ہیں) پراپیگنڈہ اور نشر و اشاعت کے ذریعے دین حنیف کی جڑوں کو اکھاڑ پھینکنے والے عمل کو مسلسل جاری رکھنا اور آخری معرکہ کے اسباب کو ہمیشہ ختم کرتے رہنے کا عمل ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ اس راہ کو ہموار رکھنے کے لیے مسلمانوں پر دنیا جہان میں ہر جگہ پر ظلم و استبداد اور زیادتیاں کرنے والے جرائم کا ارتکاب بھی کر رہے ہیں۔ اسی طرح اہل اسلام پر فریادوں کی پامالی میں انسانی حقوق کی آخری حد تک بے حرمتی کر رہے ہیں۔ (عراق، گوانتا، فلسطین و اسرائیل اور افغانستان و پاکستان کی جیلوں میں جو انسانیت سوز سلوک یہ یہود و نصاریٰ، رب کائنات کے، انبیاء کرام علیہم السلام کے اور دین حنیف کے دشمن کر رہے ہیں کیا یہ سب کچھ اس حقیقت کا منہ بولتا ثبوت نہیں ہے؟)

اور اس کے ساتھ ساتھ اسلام، نبی اسلام اور مسلمانوں کے ان دشمنوں کی طرف سے بغیر کسی ہچکچاہٹ، بغیر کسی رحم دلی اور بغیر کسی شفقت کے ہر ایک بوڑھے ضعیف مسلمان، ہر چھوٹے بچے، مسلمان کمزور عورت اور عاجز مسلمان بیمار کا خون بہانے اور ان کے زندہ جسموں کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے والے جرائم کا جو ارتکاب ایک تسلسل سے جاری ہے، کیا ہر سمجھدار آدمی سے یہ سب کچھ پوشیدہ ہے؟ نہیں بلکہ آج دنیا کے ہر انسانوں کو ان کے ان جرائم کی خبر ہے۔ اس ضمن میں یہودیوں نے کم از کم جو کوشش کی ہے وہ یہ کہ انہوں نے صدیوں پر محیط اس مسلسل جنگ کا نتیجہ دنیا کے سامنے برعکس پیش کیا ہے۔ یعنی یہ ظالم بھیڑیے خود کو دنیا کے امن کا ٹھیکیدار اور ساری دنیا کے خیر خواہ بتلاتے ہیں اور امن و سلامتی والے دین کے حامل مسلمانوں کو دہشت گرد اور فسادی گردانتے ہوئے دنیا کے سامنے انہیں ایک مجرم قوم کے طور پر پیش کرتے ہیں۔

لیکن ہم سب اہل اسلام کو یہ بات کافی ہونی چاہیے کہ اس بات کو خوب جانا جائے کہ: مسلمان ہی اہل امن و ایمان اور مضبوط و وسیع خیر بھلائی والے ہیں۔ بلاشبہ اللہ کے مومن بندے مسلمان ہی وہ لوگ ہیں کہ جو مستقبل قریب میں سیّدنا عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے ساتھ ہوں گے۔ کسی ایک بھی مسلمان آدمی کے لیے ممکن نہیں ہے کہ وہ اس نظریہ اور اس بات کی غلطی کرتے ہوئے گمان کرے کہ نعوذ باللہ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کا تعلق اہل کفر سے ہوگا اور آپ شر، فساد اور دہشت گردی کو تقویت دینے والے ہوں گے؟ بلکہ سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں جو آدمی ایسا گندہ گمان رکھتا ہے وہ کافر مرتد ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۷).....دین اسلام سے مرتد آدمی پر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی:

اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَ قَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَ لٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴾ [النحل: ۱۰۶]

''جو شخص اللہ کے ساتھ کفر کرے اپنے ایمان کے بعد، سوائے اس کے جسے مجبور کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو اور لیکن جو کفر کے لیے سینہ کھول دے تو ان لوگوں پر اللہ کا بڑا غضب ہے اور ان کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔''

دین اسلام سے مرتد وہ شخص ہوتا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ (اُس کے رسول، اس کی کتاب اور شریعت مطہرہ) پر ایمان لا کر ان کا انکار کر دے اور اُس کا سینہ کفر و طاغوت کے لیے کھل جائے۔ یعنی یہ آدمی اپنے اختیار اور اپنی پسند سے بغیر کسی جبر و اکراہ کے کفر کو اختیار کر لے اور یہ کہ کفر کو عقیدہ کے طور پر قبول کرتے ہوئے اس کے ساتھ اس کی طبیعت خوش ہو۔ ایمان باللہ و ایمان بالرسول پر کفر کو ترجیح دیتے ہوئے اس کی اطاعت پر کاربند ہو جائے۔ یہی وہ دین حنیف سے مرتد آدمی ہوتا ہے کہ جس کے متعلق اللہ عزوجل ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ وَ صَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ كُفْرٌۢ بِهٖ وَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَ اِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ وَ الْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ وَ لَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا وَ مَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَ هُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴾ [البقرہ: ۲۱۷]

''وہ تجھ سے حرمت والے مہینے کے متعلق اس میں لڑنے کے بارے میں پوچھتے ہیں، کہہ دے اس میں لڑنا بہت بڑا ہے اور اللہ کے راستے سے روکنا اور اس سے کفر کرنا اور مسجد حرام سے (روکنا) اور اس کے رہنے والوں کو اس سے نکالنا اللہ کے نزدیک اس سے زیادہ بڑا ہے اور فتنہ قتل سے زیادہ بڑا ہے۔ اور وہ تم سے ہمیشہ لڑتے رہیں گے، یہاں تک کہ تمھیں تمھارے دین سے پھیر دیں، اگر کر سکیں، اور تم میں سے جو اپنے دین سے پھر جائے، پھر اس حال میں مرے کہ وہ کافر ہو تو یہ وہ لوگ ہیں جن کے اعمال دنیا اور آخرت میں ضائع ہو گئے اور یہی لوگ آگ والے ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس طرح کے مرتد آدمی کے بارے میں نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

((مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهُ فَاقْتُلُوْهُ)) ❶

''جو شخص دین حنیف، اسلام کو تبدیل کر ڈالے (یعنی اس سے پھر جائے) اُسے قتل کر دو۔''

دین اسلام سے پھر جانے والا شخص، مرتد وہ بھی ہوگا جو کفر کو لکھ کر شرح صدر سے قبول کرے یا کسی اخبار مجلّہ وغیرہ میں اپنا بیان اس ضمن میں دے یا کسی ریڈیو ٹیلیویژن پر کسی پروگرام میں اس کا اظہار کرے اور اللہ عزوجل کی ذات اقدس کے بارے میں بکواس کرتے ہوئے اللہ کریم کا ٹھٹھہ اڑائے۔ جبکہ اللہ تبارک و تعالیٰ، رب العالمین اس سے کہ جو مرتد آدمی اور کافر و مشرک کہہ رہا ہوتا ہے بہت زیادہ عالی عظمت و شان والا ہے۔ یا یہ ہے کہ ایسا گستاخ و مرتد آدمی نبی معظم و مکرم محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات اطہر اور آپ کی صفات عالیہ کے بارے میں ٹھٹھہ و استہزاء سے کام لے اور آپ ﷺ کی طرف گندی عادات و خصائل کو منسوب کرے یا یہ کہ وہ شریعت مطہرہ دین اسلام پر سخت حملہ کرے۔

اللہ عزوجل نے ہر اُس آدمی کے بارے میں کہ جو اُس پر ایمان لانے، اللہ عزوجل اور اسلام کے بارے میں خوب بصیرت حاصل کر لینے، کفر کے خلاف اس کی شرح صدر اور دین حنیف پر مکمل اطمینان کے بعد اس کے ساتھ کفر کرے، اس بات کی خبر دی ہے کہ: اس شخص کے ایمان کے بارے میں علم آ جانے اور پھر اس سے پھر جانے کی وجہ سے وہ اس پر سخت ناراض ہوتا ہے اور یہ کہ اس کے لیے (دنیاوی سزا کے علاوہ) آخرت میں بہت بڑا عذاب ہوگا۔ اس لیے کہ اس نے دنیا کی آسائشوں اور عیاشی کو آخرت کے مقابلے میں پسند کر لیا ہے۔ چنانچہ اس نے دنیا کی خاطر اس چیز کو مقدم کر لیا کہ جسے مرتد لوگ مقدم کیا کرتے ہیں۔ اس بنا پر اس کے دل پر کفر و ارتداد کی مہر لگا دی گئی اور اس کے ارتداد کے بعد اللہ عزوجل نے نہ ہی اسے دوبارہ سیدھی راہ پر لانے کو پسند فرمایا اور نہ ہی اُسے دین حق پر ثابت قدمی عطا فرمائی۔ اس کے بعد وہ اس ارتداد کے ذریعے کسی ایسی چیز کے بارے میں عقل اور سوچ سے کام نہیں لیتا کہ جو اس کو نفع دے۔ اللہ عزوجل بھی اس کی معرفت حق کے لیے سماعت و بصارت اور بصیرت پر مہر لگا دیتے ہیں اور وہ ان صلاحیتوں سے قطعاً فائدہ نہیں اُٹھا سکتا۔ وہ قرآن و سنت کے اصل مفہوم و مراد سے غافل رہتا ہے۔ بغیر تعجب کیے یہ گمراہی اس کی لازمی صفت و پہچان بن جاتی ہے۔ (جیسے کہ مرزائی اور دیگر گمراہ ٹولے ہیں) بلاشبہ ایسا آدمی آخرت میں خسارہ و نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔ یعنی ایسے نقصان اٹھانے والے کہ جنہوں نے دنیا میں جان بوجھ کر خود کو بھی خسارہ میں ڈالا ہوگا

❶ أخرجه البخاري في كتاب استتابة المرتدين والمعاندين وقتالهم، باب: حكم المرتد والمرتدة واستتابتهم. ٦٩٢٢.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے اہل خانہ کو بھی۔ ❶

اس ضمن میں اللہ عزوجل کا ارشاد گرامی ہے:

﴿ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَ سَمْعِهِمْ وَ اَبْصَارِهِمْ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ۝ لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ۝ ﴾ [النحل: ۱۰۷ تا ۱۰۹]

''یہ اس لیے کہ بے شک انھوں نے دنیا کی زندگی کو آخرت کے مقابلے میں محبوب رکھا اور اس لیے کہ بے شک اللہ کافر لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔ یہ وہی لوگ ہیں جن کے دلوں اور ان کے کانوں اور ان کی آنکھوں پر اللہ نے مہر لگا دی ہے اور یہی لوگ ہیں جو بالکل غافل ہیں۔ کوئی شک نہیں کہ یقیناً یہ لوگ، آخرت میں وہی خسارہ اٹھانے والے ہیں۔''

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس ضمن میں اپنے مومن، مسلمان بندوں کو بھی خبردار کرتے ہوئے انہیں متنبہ کیا اور انہیں ڈانٹ پلائی ہے کہ: اگر وہ اپنے دین سے پھر گئے تو اللہ تعالیٰ اُن کی جگہ کسی دوسری غیر عرب ایسی قوم کو لے آئے گا جو اس سے محبت کریں گے اور وہ ان سے محبت کریں گے۔ (پختہ عقیدہ خالص اور مضبوط ایمان ان کی شان اور پہچان ہوگی) چنانچہ اللہ رب العالمین فرماتے ہیں:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّوْنَهٗٓ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ لَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ۝ ﴾

[المائدہ: ۵٤]

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تم میں سے جو کوئی اپنے دین سے پھر جائے تو اللہ عنقریب ایسے لوگ لائے گا کہ وہ ان سے محبت کرے گا اور وہ اس سے محبت کریں گے، مومنوں پر بہت نرم ہوں گے، کافروں پر بہت سخت، اللہ کے راستے میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔ یہ اللہ کا فضل ہے، وہ اسے دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور اللہ وسعت والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔''

دوسرے مقام پر یوں فرمایا ہے:

❶ تفصیل کے لیے: حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کی تفسیر القرآن العظیم جلد نمبر ۲، ص ۶۰۹ کا مطالعہ کیجیے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ هَاأَنْتُمْ هٰؤُلَاءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَمِنْكُمْ مَنْ يَّبْخَلُ وَمَنْ يَّبْخَلْ فَإِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهِ وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَأَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ وَإِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْا أَمْثَالَكُمْ ﴾ [محمد: ۳۸]

''سنو! تم وہ لوگ ہو کہ تم بلائے جاتے ہو، تاکہ اللہ کی راہ میں خرچ کرو، تو تم میں سے کچھ وہ ہیں جو بخل کرتے ہیں اور جو بخل کرتا ہے تو وہ درحقیقت اپنے آپ ہی سے بخل کرتا ہے اور اللہ ہی بے پروا ہے اور تم ہی محتاج ہو اور اگر تم پھر جاؤ گے تو وہ تمھاری جگہ تمھارے سوا اور لوگوں کو لے آئے گا، پھر وہ تمھاری طرح نہیں ہوں گے۔''

اپنے ایمان والے بندوں کو ارتداد سے بچانے کے لیے اللہ عزوجل نے اس طرف جانے والے ہر راستے کو کاٹ دیا ہے اور انہیں سب سے اوّل ان یہود و نصاریٰ کی اطاعت و فرمانبرداری کرنے سے خوب متنبہ فرمایا ہے کہ جو مسلمانوں کے بارے میں ایڑی چوٹی کا زور لگا دیتے ہیں کہ وہ انہیں ان کے دین حق سے پھیر دیں اور انہیں اپنے جیسا کافر اور اللہ کا دشمن بنا لیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا إِنْ تُطِيْعُوْا فَرِيْقًا مِّنَ الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْكِتٰبَ يَرُدُّوْكُمْ بَعْدَ إِيْمَانِكُمْ كٰفِرِيْنَ ﴾ [آل عمران: ۱۰۰]

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اگر تم ان میں سے کچھ لوگوں کا کہنا مانو گے، جنھیں کتاب دی گئی ہے، تو وہ تمھیں تمھارے ایمان کے بعد پھر کافر بنا دیں گے۔''

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿ وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْ بَعْدِ إِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ أَنْفُسِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا حَتّٰى يَأْتِيَ اللّٰهُ بِأَمْرِهِ إِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴾ [البقرہ: ۱۰۹]

''بہت سے اہل کتاب چاہتے ہیں کاش! وہ تمھیں تمھارے ایمان کے بعد پھر کافر بنا دیں، اپنے دلوں کے حسد کی وجہ سے، اس کے بعد کہ ان کے لیے حق خوب واضح ہو چکا۔ سو تم معاف کرو اور درگزر کرو، یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لے آئے۔ بے شک اللہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔''

اہل کتاب کی کسی سچائی کی کوئی ضمانت نہیں ہے، اس لیے کہ انہوں نے ایسے تمام لوگوں کو فتنے میں مبتلا کر دیا کہ جنہوں نے ان سے اپنے دین کے بارے میں دوستی کی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ رب العالمین نے اپنے مومن بندوں کو یہود و نصاریٰ سے دوستی لگانے اور مومنوں مسلمانوں کے علاوہ ان کو دوست بنانے سے بھی منع فرمایا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ۝ ﴾

[آل عمران: ۲۸]

''ایمان والے مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست مت بنائیں اور جو ایسا کرے گا وہ اللہ کی طرف سے کسی چیز میں نہیں مگر یہ کہ تم ان سے بچو، کسی طرح بچنا اور اللہ تمھیں اپنے آپ سے ڈراتا ہے اور اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔''

اللہ رب العالمین نے اس بات کا بھی انکار کیا ہے کہ ان کافروں کی کسی طرح کی کوئی عزت ہو۔ اس لیے کہ عزت پر سارا حق اللہ رب العزت کا ہے۔ چنانچہ اللہ رب العالمین نے یہود و نصاریٰ، دنیا جہان کے کفار و مشرکین اور منافقین کے متعلق عزت و اکرام کا انکار کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ وہ کافروں کی دوستی والی راہ پر نہ چلیں۔

﴿ الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۝ ﴾ [النساء: ۱۳۹]

''وہ جو کافروں کو مومنوں کے سوا دوست بناتے ہیں، کیا وہ ان کے پاس عزت ڈھونڈتے ہیں؟ تو بے شک عزت سب اللہ کے لیے ہے۔''

جی ہاں! ہر طرح کی تمام تر عزت کا حق صرف اور صرف ایک اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے پاس ہے، وہ تنہا و یکتا ہے۔ اس کا کوئی شریک، حصے دار نہیں اور یہ کہ وہ اس عزت و احترام میں سے جس کو جتنا چاہے حصہ عطا فرمائے۔ یہ بھی اسی کے اختیار میں ہے۔ جیسا کہ اللہ عزوجل کا فرمان ہے:

﴿ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ وَالَّذِيْنَ يَمْكُرُوْنَ السَّيِّاٰتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ وَمَكْرُ اُولٰٓئِكَ هُوَ يَبُوْرُ ۝ ﴾

[الفاطر: ۱۰]

''جو شخص عزت چاہتا ہو سو عزت سب اللہ ہی کے لیے ہے۔ اسی کی طرف ہر پاکیزہ بات چڑھتی ہے اور نیک عمل اسے بلند کرتا ہے اور جو لوگ برائیوں کی خفیہ تدبیر کرتے ہیں ان کے لیے بہت سخت عذاب ہے اور ان لوگوں کی خفیہ تدبیر ہی برباد ہوگی۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس ترغیب اور جوش دلانے کا مقصد اللہ رب العزت کی طرف سے عزت کی طلب اور اس کی عبادت و عبودیت پر مکمل توجہ اور اس ضمن میں اس کے ان تمام مومن بندوں کا انتظام کرنا ہے کہ جن کے لیے دنیاوی زندگی میں بھی اللہ عزوجل کی مدد حاصل رہتی ہے اور قیامت والے دن بھی ان کو اللہ کی مدد حاصل ہوگی۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کو ان جیسے مرتد کافروں کے ساتھ اُٹھنے بیٹھنے سے منع فرمایا ہے کہ جب وہ دین حنیف کے بارے میں ٹھٹھہ اڑا رہے ہوں تو وہ ان سے دور ہیں۔ چنانچہ فرمایا:

﴿ وَ قَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَ يُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَ الْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعَاo ﴾ [النساء: ١٤٠]

''اور بلاشبہ اس نے تم پر کتاب میں نازل فرمایا ہے کہ جب تم اللہ کی آیات کو سنو کہ ان کے ساتھ کفر کیا جاتا ہے اور ان کا مذاق اڑایا جاتا ہے تو ان کے ساتھ مت بیٹھو، یہاں تک کہ وہ اس کے علاوہ کسی اور بات میں مشغول ہو جائیں۔ بے شک تم بھی اس وقت ان جیسے ہو، بے شک اللہ منافقوں اور کافروں، سب کو جہنم میں جمع کرنے والا ہے۔''

اس سے قبل سورۃ الانعام کی آیت ٦٨ میں یہ حکم نازل ہو چکا تھا مگر اس کے باوجود منافقوں کی یہ روش تھی کہ مسلمانوں کی مجالس کو چھوڑ کر یہودیوں اور مشرکوں کی مجلسوں میں جا شریک ہوتے اور وہاں آیات الٰہی کا ٹھٹھہ اڑایا جاتا۔ آیت ہذہ میں اس روش کی طرف اشارہ ہے۔ ویسے اس آیت کا حکم عام ہے اور ہر ایسی مجلس میں شرکت حرام ہے جہاں قرآن وسنت کا مذاق اڑایا جاتا ہو۔ چاہے وہ مجلس کفار و مشرکین، یہود و ہنود کی ہو یا اہل بدعات کی۔ اس آیت کے مطابق شریعت کا حکم یہ بھی ہے کہ اگر تم نے اس نہی کے آنے کے بعد بھی اے مسلمانو! کفار و مشرکین، ہنود و یہود اور اہل بدعات وخرافات کی اُن مجلسوں میں بیٹھنے والے جرم کا ارتکاب کیا کہ جن میں اللہ کی آیات کا ٹھٹھہ اڑایا جاتا ہو تو اس گناہِ عظیم میں تم بھی ان کے برابر شریک ہو گئے۔ اس لیے کہ تم نے ان کے ساتھ بیٹھنے میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور یہ جو اللہ عزوجل کا فرمان ہے: ﴿ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَ الْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعَا ﴾ تو اس کا معنی ہے کہ جس طرح انہوں نے کفر میں ان کے ساتھ مشارکت کی اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی ان کو جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ رکھنے میں ان کو اکٹھا کر دے گا۔ وہاں ان کو سخت سزا اور عذاب کے گھر (جہنم) میں بیڑیوں کے لگنے، گلوں میں طوقوں کے ڈالے جانے، کھولتی ہوئی پیپ کے پینے اور تھوہر کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درخت کھانے میں ایک دوسرے کا ساتھی اور ساتھی بنا دے گا۔ العیاذ باللہ ❶

(۱۸).....مومن آدمی کے قاتل پر اللہ کی ناراضگی:

اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان گرامی ہے:

﴿ وَ مَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ لَعَنَهٗ وَ اَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ﴾ [النساء: ۹۳]

''اور جو کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کی جزا جہنم ہے، اس میں ہمیشہ رہنے والا ہے اور اللہ اس پر غصے ہو گیا اور اس نے اس پر لعنت کی اور اس کے لیے بہت بڑا عذاب تیار کیا ہے۔''

اس گناہِ عظیم اور گھناؤنے جرم کے مرتکب کو اللہ عزوجل اس آیت کریمہ میں ڈانٹ پلاتے ہوئے نہایت سخت سرزنش کے ساتھ ایک بڑی دھمکی دے رہے ہیں۔ یہ وہ جرم ہے کہ جسے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن عظیم میں کئی ایک مقامات پر شرک کے ساتھ ملا کر بیان فرمایا ہے۔ درج ذیل آیت میں اللہ فرما رہے ہیں:

﴿ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ﴾ [الفرقان: ۶۸]

''اور وہ جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اور نہ اس جان کو قتل کرتے ہیں جسے اللہ نے حرام کیا ہے مگر حق کے ساتھ اور نہ زنا کرتے ہیں اور جو یہ کرے گا وہ سخت گناہ کو ملے گا۔''

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قتل کرنا حرام کر دیا ہے الا یہ کہ کسی سے قصاص لینا ہو یا اللہ تعالیٰ کی حدوں میں سے کسی حد کا نفاذ کرنا ہو۔ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَوَّلُ مَا يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فِي الدِّمَاءِ.)) ❷

''لوگوں کے درمیان قیامت والے دن سب سے پہلا فیصلہ جو کیا جائے گا وہ خون بہانے کے بارے میں ہوگا۔''

اس حدیث میں بھی قتل کا معاملہ بہت بڑا بیان کیا گیا ہے اور وہ یہ کہ قیامت والے دن باقی تمام فیصلوں کو بعد میں کیا جائے گا، سب سے پہلے قتل کے فیصلے ہوں گے اور یہ خون بہانے کے بہت بڑے فساد اور اس کی بہت زیادہ خطرناک کی وجہ سے ہوگا۔

---

❶ تفصیل کے لیے دیکھیے: حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کی تفسیر القرآن العظیم جلد نمبر ۱ ص ۵۸۰ اور تفسیر الطبری۔

❷ صحیح مسلم/ حدیث: ۴۳۸۱.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے:

((لَزَوَالُ الدُّنْيَا أَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ قَتْلِ رَجُلٍ مُسْلِمٍ۔)) وَقَالَ ﷺ: ((لَوْ أَنَّ أَهْلَ السَّمَاءِ وَأَهْلَ الْأَرْضِ إِشْتَرَكُوْا فِيْ دَمِ مُؤْمِنٍ لَأَكَبَّهُمُ اللّٰهُ فِي النَّارِ.)) [1]

''دنیا کا زوال (اسے ختم کر دینا) اللہ عزوجل پر ایک مسلمان آدمی کے قتل سے زیادہ آسان ہے۔''

اور آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: اگر تمام آسمان و زمین والے ایک مومن آدمی کے خون بہانے میں مشرک ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ ان سب کو اوندھے منہ جہنم میں پھینک دے۔''

اور یہ اس لیے ہے کہ شریعت مطہرہ میں قتل سب سے خطرناک چیزوں میں سے ہے اور عقلی طور پر سب سے زیادہ قبیح فعل۔ اس لیے کہ انسان انتہائی خوبصورت ڈھانچے میں پیدا کی گئی انسانی صورت کی بقاء کی محبت میں فطرتاً جکڑا ہوا ہے۔

ایک مومن کا قتل عمد:

ایک مومن، مسلمان آدمی کو جان بوجھ کر (عمداً) قتل کرنے والے سے مراد ہر وہ شخص ہے جو کسی مسلمان کو تلوار، خنجر جیسے کسی لوہے والی چیز سے قتل کرے یا کسی ایسے آلہ سے کہ جسے کاٹنے، ذبح کرنے یا مارنے کے لیے تیار کیا گیا ہو۔ یا کسی ایسی چیز کے ذریعے کہ جس کے استعمال سے معلوم ہوا کہ اس سے کسی کی موت واقع ہو جائے گی۔ جیسے کہ بھاری پتھر، اینٹ یا زہر یا ڈنڈا، لاٹھی یا پستول، ریوالور، گرنیڈ یا گولہ وغیرہ یا جدید اسلحہ جات میں سے کوئی بھی نئی چیز۔

یہ مسلمان آدمی جو اپنے مومن بھائی کو قتل کرتا ہے اس کے پاس ذاتی طور پر اسے قتل کرنے کی کوئی وجہ (اور شریعت میں اجازت) نہیں ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بات کو واضح کرتے ہوئے فرمایا ہے:

((لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ، إِلَّا بِإِحْدٰى ثَلَاثٍ: اَلنَّفْسُ بِالنَّفْسِ، وَالثَّيِّبُ الزَّانِيْ، وَالْمُفَارِقُ لِدِيْنِهِ التَّارِكُ لِلْجَمَاعَةِ.)) [2]

''کسی مومن، مسلمان آدمی کا خون کہ جو کلمہ ''لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ'' کا ماننے والا ہو حلال نہیں ہے۔ البتہ تین صورتوں میں جائز ہے۔ جان کے بدلے جان لینے والا، شادی شدہ

---

[1] صحيح سنن الترمذي، حديث: ١١٢٦، وحديث: ١١٢٨.

[2] أخرجه البخاري في كتاب الديات، باب: قول الله تعالى: ﴿أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ.....﴾، حديث: ٦٨٧٨.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو کر زنا کرنے والا اور اسلام سے نکل جانے والا (مرتد) جماعت حقہ کو چھوڑنے والا۔''

پھر جب ان تینوں میں سے کوئی ایک کام کسی سے ہو جائے تو رعایا میں سے (یا مقتول کے ورثاء میں سے) کسی بھی شخص کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ مجرم کو قتل کرے بلکہ ایسے شخص کو قتل کرنے والا اختیار امیر المسلمین یا اُس کے نائب کی طرف لوٹ جاتا ہے۔

سوائے چند مشروع اسباب کے کسی بھی مومن، مسلمان آدمی کے قاتل کو اللہ تعالیٰ چار سزائیں دیتا ہے: (۱).....اسے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں رکھنا۔ (۲).....اس کے اُوپر اللہ کی ناراضگی۔ (۳).....اس کے اُوپر اللہ تعالیٰ کی لعنت اور (۴).....اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے بہت بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ ان چاروں کے بارے میں پیچھے درج شدہ ایک آیت میں بیان ہو چکا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((يَجِيْءُ الرَّجُلُ آخِذًا بِيَدِ الرَّجُلِ ، فَيَقُوْلُ: يَا رَبِّ هٰذَا قَتَلَنِيْ ، فَيَقُوْلُ اللّٰهُ لَهُ: لِمَ قَتَلْتَهُ؟ فَيَقُوْلُ: قَتَلْتُهُ لِتَكُوْنَ الْعِزَّةُ لَكَ . فَيَقُوْلُ: فَإِنَّهَا لِيْ . وَيَجِيْءُ الرَّجُلُ آخِذًا بِيَدِ الرَّجُلِ فَيَقُوْلُ: إِنَّ هٰذَا قَتَلَنِيْ؟ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ لَهُ: لِمَ قَتَلْتَهُ؟ فَيَقُوْلُ: لِتَكُوْنَ الْعِزَّةُ لِفُلَانٍ، فَيَقُوْلُ: إِنَّهَا لَيْسَتْ لِفُلَانٍ، فَيَبُوْءُ بِإِثْمِهِ .)) [1]

''قیامت والے دن ایک آدمی دوسرے شخص کا ہاتھ پکڑے ہوئے آئے گا اور کہے گا: اے رب کریم! اس آدمی نے مجھے دنیا میں قتل کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ اُس سے دریافت فرمائیں گے: تم نے اسے کیوں قتل کیا تھا؟ وہ آدمی کہے گا: میں نے اس شخص کو اس لیے قتل کیا تھا کہ: عزت آپ کے لیے اے اللہ ہو جائے۔ اللہ عزوجل فرمائیں گے: عزت میرے لیے ہوگئی۔ ایک اور آدمی کسی دوسرے شخص کا ہاتھ پکڑے آجائے گا اور کہے گا: اے اللہ! اس شخص نے مجھے قتل کیا تھا۔ اللہ رب العالمین اس آدمی سے دریافت فرمائیں گے: تم نے اس آدمی کو کیوں قتل کیا تھا؟ وہ کہے گا: تاکہ اس قتل سے فلاں آدمی کے لیے عزت ہو۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: عزت کی ملکیت کسی اور کے لیے نہیں ہے اور وہ آدمی اپنے گناہ کا اعتراف کرلے گا۔''

مسلمان آدمی کا قاتل وہ شخص ہوتا ہے جو اپنے آپ کو کسی بھی ذریعے اور آلے سے قتل کر ڈالے (خودکشی کرلے) جبکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس جرم سے منع کرتے ہوئے فرمایا ہے:

[1] صحيح سنن النسائي، رقم : ٣٧٣٢.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ يَـٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا لَا تَأْكُلُوٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ وَ لَا تَقْتُلُوٓا اَنْفُسَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ۝ وَ مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّ ظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا وَ كَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ۝ ﴾

[النساء: ۲۹، ۳۰]

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے مال آپس میں باطل طریقے سے نہ کھاؤ، مگر یہ کہ تمھاری آپس کی رضا مندی سے تجارت کی کوئی صورت ہو اور اپنے آپ کو قتل نہ کرو، بے شک اللہ تم پر ہمیشہ سے بے حد مہربان ہے۔ اور جو زیادتی اور ظلم سے ایسا کرے گا تو عنقریب ہم اسے آگ میں جھونکیں گے اور یہ اللہ پر ہمیشہ سے بہت آسان ہے۔''

یعنی جو آدمی گناہ اور جرم کا ارتکاب سرکشی اور ظلم کی بنا پر کرے کہ جس سے اللہ تعالیٰ نے منع کر رکھا ہے تو فرمایا ہم قیامت والے دن اسے جہنم میں ڈال دیں گے۔ یہ اللہ رب العالمین کی طرف سے نہایت سخت ڈانٹ ہے۔

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِحَدِيْدَةٍ، فَحَدِيْدَتُهُ فِيْ يَدِهِ يَتَوَجَّأُ بِهَا فِيْ بَطْنِهِ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُّخَلَّدًا فِيْهَا أَبَدًا. وَمَنْ شَرِبَ سُمًّا فَقَتَلَ نَفْسَهُ، فَهُوَ يَتَحَسَّاهُ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيْهَا أَبَدًا. وَمَنْ تَرَدّٰى مِنْ جَبَلٍ فَقَتَلَ نَفْسَهُ، فَهُوَ يَتَرَدّٰى فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُّخَلَّدًا فِيْهَا أَبَدًا)) وَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ: ((كَانَ بِرَجُلٍ جِرَاحٌ فَقَتَلَ نَفْسَهُ، فَقَالَ اللّٰهُ: بَدَرَنِي عَبْدِي بِنَفْسِهِ، حَرَّمْتُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ.)) [1]

''جو شخص کسی لوہے کے ہتھیار سے خودکشی کرلے گا تو قیامت والے دن یہ ہتھیار اُس کے ہاتھ میں ہوگا جسے وہ اپنے پیٹ میں گھونپتا رہے گا۔ جہنم کی آگ میں وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رہے گا۔ اور جو شخص زہر کھا کر خودکشی کرے گا وہ اسے چوستا رہے گا اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم کی آگ میں رہے گا۔ اور جو شخص پہاڑ سے گر کر اپنے آپ کو مار ڈالے گا وہ ہمیشہ جہنم کی آگ میں اسی طرح اُوپر سے گرتا رہے گا، ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔'' اور دوسری حدیث میں ہے کہ (جناب جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک شخص کو زخم لگا۔ اُس نے (زخم کی تکلیف کی وجہ سے) خودکشی

[1] أخرجه مسلم في كتاب الإيمان، باب: غلظ تحريم قتل الإنسان نفسه. ۳۰۰، أخرجه البخاري في كتاب الجنائز، باب: ما جاء في قاتل النفس. ۱۳٦٤.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر لی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ: میرے بندے نے جان نکالنے میں مجھ سے جلدی کر ڈالی۔ میں اس کی سزا میں جنت اس پر حرام کرتا ہوں۔''

یہ اللہ تعالیٰ کی وسیع تر رحمت میں سے ہے کہ اُس نے قاتل کے لیے توبہ کا دروازہ بند نہیں کیا۔ بلکہ توبہ کا دروازہ ہر وقت اُس کے لیے بھی کھلا ہے اور اس کے علاوہ دوسروں کے لیے بھی۔ حتیٰ کہ مشرک اور کافر کے لیے بھی۔ قتل کے ضمن میں (تین حقوق میں سے ایک اللہ کے حق کا جہاں تک تعلق ہے تو) جو بندے اور اللہ تعالیٰ کے مابین معاملہ ہے تو اس کے لیے توبہ کا دروازہ ہمیشہ کھلا ہے۔ اگر وہ توبہ کر لے، پختہ ایمان لے آئے اور صالح عمل کرتا رہے تو اللہ کریم اُس کے گناہ کو نیکیوں میں بدل دیں گے۔ مقتول کو اس کے قتل کے بدلے میں اچھا اجر و انعام عطا کر کے اُسے قاتل سے راضی کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ۝ يُضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهِ مُهَانًا ۝ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ ﴾ [الفرقان ٦٨ تا ٧٠]

''اور وہ جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اور نہ اس جان کو قتل کرتے ہیں جسے اللہ نے حرام کیا ہے مگر حق کے ساتھ اور نہ زنا کرتے ہیں اور جو یہ کرے گا وہ سخت گناہ کو ملے گا۔ اس کے لیے قیامت کے دن عذاب دگنا کیا جائے گا اور وہ ہمیشہ اس میں ذلیل کیا ہوا رہے گا۔ مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لے آیا اور عمل کیا، نیک عمل تو یہ لوگ ہیں جن کی برائیاں اللہ نیکیوں میں بدل دے گا اور اللہ ہمیشہ بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے۔''

دوسرے ایک مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ ﴾ [الزمر: ٥٣]

''کہہ دے اے میرے بندو جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی! اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ، بے شک اللہ سب کے سب گناہ بخش دیتا ہے۔ بے شک وہی تو بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے۔''

یہ حکم کفر و شرک، شک و نفاق اور قتل و فسق جیسے ہر گناہ کے لیے عام ہے۔ ہر گناہ کا ارتکاب کرنے والا جب خلوص دل سے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ ضرور قبول فرما لیتے ہیں۔ ایک اور مقام پر اللہ عزوجل فرماتے ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا ﴾ [النساء: ٤٨]

''بے شک اللہ اس بات کو نہیں بخشے گا کہ اس کا شریک بنایا جائے اور وہ بخش دے گا جو اس کے علاوہ ہے، جسے چاہے گا اور جو اللہ کا شریک بنائے تو یقیناً اس نے بہت بڑا گناہ گھڑا۔''

یہ آیت کریمہ بھی تمام گناہوں کو شامل اور عام حکم میں ہے، ماسوائے شرک کے۔ نبی کریم ﷺ سے تواتر کے ساتھ احادیث مروی ہیں کہ: جہنم سے بالآخر ہر اُس شخص کو نکال لیا جائے گا کہ جس کے دل میں ایمان ذرّہ برابر یا رائی کے دانے برابر بھی ہوگا۔ (خلوص دل سے سچی توبہ کے ذریعے شرک بھی اللہ تعالیٰ معاف کر دیتا ہے) البتہ جو شخص شرک اور کفر کی حالت میں مرگیا تو نص صریح اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اُسے کبھی بھی معاف نہیں کرے گا۔

(۱۹).....قتال فی سبیل اللہ (غزوہ) کے دن میدانِ جنگ سے فرار ہونے پر اللہ کا غضب:

اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن حکیم میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ ۝ وَمَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗٓ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ ﴾ [الانفال: ١٥]

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تم ان لوگوں سے جنھوں نے کفر کیا، ایک لشکر کی صورت میں ملو تو ان سے پیٹھیں نہ پھیرو۔ اور جو کوئی اس دن ان سے اپنی پیٹھ پھیرے، ماسوائے اس کے جو لڑائی کے لیے پینترا بدلنے والا ہو، یا کسی جماعت کی طرف جگہ لینے والا ہو تو یقیناً وہ اللہ کے غضب کے ساتھ لوٹا اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ لوٹنے کی بری جگہ ہے۔''

یہاں اس آیت کریمہ میں مذکور لفظ ''زَحْفًا'' کا معنی ہے: کافروں سے جنگ اور دشمن کی طرف پیش قدمی کرنا اور ''اَلتَّوَلِّي'' کا مطلب ہے: کسی چیز سے پھر جانا۔ یعنی پیٹھ موڑ کر مڑنا اور یہاں اس کا معنی ہے: جہاد وقتال فی سبیل اللہ سے فرار اختیار کرنا۔ ابن عطیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: ادبار، دُبر کی جمع ہے اور اس آیت کریمہ میں ''دبر'' سے مراد اس فعل شنیع کی فصاحت کو بیان کرنا ہے۔ اس لیے کہ یہ کام ایک بڑے جرم کی مذمت کو بیان کر رہا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دشمن کی طرف پیش قدمی کے دن راہِ فرار اختیار کرنا کیا ہے؟ ❶

دشمن کی طرف پیش قدمی اور حملے والے دن پیٹھ دکھا کر راہِ فرار اختیار کرنے والا وہ شخص ہوتا ہے جو کافر سپاہ کا سامنا کرنے سے گھبرا کر میدان قتال سے بھاگ اٹھے۔ اس معاملے میں سب سے بڑا جرم اس شخص کا ہوگا جو کافروں کو مسلمانوں کے اموال و اسلحہ اور ان کی عورتوں اور بچوں کے بارے میں خبر دے اور اسے معلوم ہو کہ وہ عورتوں اور بچوں کو قتل کر دیں گے یا انہیں قیدی بنالیں گے۔

اللہ عزوجل نے مسلمانوں کو دشمن سے آمنا سامنا کے دن اور معرکہ والے دن میدانِ قتال سے کافروں کے سامنے سے فرار ہونے سے منع فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جب جہاد فی سبیل اللہ اور کافروں سے قتال کو فرض کیا تو اہل ایمان مجاہدین اور مسلم سپاہ پر اس جرم شنیع کو حرام قرار دیا۔ یعنی جب تم کافر دشمنوں کے قریب ہو جاؤ تو پھر انہیں اپنی پشتیں نہ دکھاؤ اور نہ ہی اپنے مسلمان ساتھیوں کو چھوڑ کر ان سے فرار ہو جاؤ۔ جو کوئی شخص ایسا کرے گا وہ اللہ کا غضب لے کر پلٹے گا اور قیامت والے دن اس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا، جو کہ سب سے برا ٹھکانا ہے۔ الا یہ کہ بندہ خلوص دل سے معافی مانگ لے اور اللہ عزوجل اپنی عفو و درگزر کے ساتھ اس پر اپنا فضل کر دے۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

((مَنْ قَالَ أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ، غُفِرَ لَهُ وَإِنْ كَانَ فَرَّ مِنَ الزَّحْفِ.)) ❷

''جس شخص نے (اپنے گناہوں سے معافی مانگتے ہوئے خلوص دل سے) یہ کہا: میں اُس اللہ کریم سے مغفرت طلب کرتا ہوں کہ جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ وہ ازل سے تا ابد زندہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے قائم ہے اور میں اُسی رب کریم کی طرف رجوع کرتا ہوں۔'' تو اسے معاف کر دیا جائے گا، اگرچہ اُس نے دشمن پر حملہ والے دن راہِ فرار کیوں نہ اختیار کی ہو۔''

اللہ عزوجل نے اس ضمن میں ایک حالت کو مستثنیٰ قرار دیا ہے اور وہ اس طرح کہ دشمن کو دھوکہ دینے کی خاطر یا جنگی چال اختیار کرنے کے لیے مسلمان سپاہی پیچھے کی جانب دوڑنے والی کیفیت پیدا کرے۔ تاکہ وہ دشمن پر بھرپور طریقے سے حملہ کر سکے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وَمَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗٓ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ..... مگر جو کوئی کترا کر ایک طرف چلے لڑنے کے لیے یا مسلمانوں کی دوسری جماعت (یونٹ،

❶ تفصیل کے لیے: (۱) ابن کثیر رحمہ اللہ کی تفسیر القرآن العظیم جلد نمبر ۲، ص ۳۲۹، (۲) تفسیر قرطبی جلد نمبر ۷ ص ۲۴۱، جلد نمبر ۸، ص ۱۷

❷ صحيح سنن أبي داود، رقم ١٣٤٣.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کمپنی یا بریگیڈ، کور وغیرہ) میں شامل ہونے کے لیے۔'' (تو اس کے لیے ایسا کرنا جائز ہے)

یا مسلمانوں کی دوسری فوج، جماعت یا گروہ سے مدد طلب کرنے کے لیے پیچھے ہٹتا ہے تاکہ وہ اس کے ساتھی مجاہدین کی آ کر مدد کریں تو یہ بھی درست ہے۔

اگر ان اسباب کے علاوہ کسی بھی وجہ سے معرکہ والے دن میدان قتال سے فرار اختیار کرے گا تو وہ ان سات ہلاک کرنے والے بڑے جرائم میں سے ایک جرم کا ارتکاب کرے گا جن کے بارے میں سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

((إِجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَا هُنَّ؟ قَالَ: "اَلشِّرْكُ بِاللّٰهِ، وَالسِّحْرُ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ، وَأَكْلُ الرِّبَا، وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ، وَالتَّوَلِّي يَوْمَ الزَّحْفِ، وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ.)) [1]

''سات ہلاک کر دینے والی چیزوں (کبیرہ گناہوں) سے بچو۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول! یہ سات ہلاک کرنے والی چیزیں کیا ہیں؟ فرمایا: (۱)..... اللہ کے ساتھ شرک کرنا۔ (۲)..... جادو۔ (۳)..... حق شرعی کے سوا کسی بھی جان کو قتل کرنا کہ جس کا قتل اللہ تعالیٰ نے حرام کر رکھا ہے۔ (۴)..... سود کھانا۔ (۵)..... ناحق یتیم کا مال کھا جانا۔ (۶)..... معرکہ والے دن پیٹھ پھیر کر بھاگ جانا (۷)..... غفلت کا شکار (سادہ طبیعت والی بیاہی ہوئی مومن عورتوں پر زنا کی تہمت لگانا۔''

میدانِ قتال سے فرار ایک کبیرہ گناہ اور جرم ہے کہ جس کے ساتھ دوسرے سپاہیوں اور لڑنے والوں کو فرار کا موقع ملتا ہے اور وہ بھی اس مفرور کی تقلید میں راہِ فرار اختیار کرنے لگتے ہیں اور پھر اس کے ساتھ لشکر اسلامی کی صفوں میں خلل واقع ہو کر بھگدڑ مچ جاتی ہے۔ بلکہ بسا اوقات یہ فرار جنگ و قتال میں شریک باقی لوگوں کے حوصلوں کو پست کر دیتا ہے اور لوگ لڑنے میں کمزوری دکھانے لگتے ہیں۔ نتیجتاً اس جرم کی وجہ سے اس جنگ میں ناکامی اور شکست کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

جہاں اللہ تبارک و تعالیٰ نے معرکہ اور قتال والے دن میدان جنگ سے پیٹھ دکھا کر راہِ فرار اختیار کرنے سے منع فرمایا ہے وہاں اُس نے کافروں سے لڑائی کے وقت ثابت قدمی اور صبر و استقامت اختیار کرنے کا بھی حکم دیا ہے۔ نہی اور امر دونوں کو برابر بیان کر کے دشمن کے مقابلے میں اہل ایمان مجاہدین کو ڈٹ جانے کی تاکید فرما

[1] صحيح البخاري، كتاب الحدود، حديث : ٦٨٥٧.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دی اور پھر اس کے ساتھ ساتھ اللہ کریم نے اپنے مومن مجاہدین کو اپنے کافر دشمنوں پر نصرت اور فتح حاصل کرنے کے لیے انہیں اللہ تعالیٰ کا بہت زیادہ ذکر کرتے رہنے اور اُس سے نصرت و فتح کی بکثرت دعا مانگتے رہنے کا بھی حکم فرمایا ہے۔ تاکہ وہ اثبات و دعا کے ساتھ اپنے دشمنوں پر فتح یاب ہوسکیں اور اللہ رب العالمین ان کی مدد فرمادے۔ چنانچہ اللہ عزوجل فرماتے ہیں:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَ اذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ ﴾

[الانفال: ٤٥]

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تم کسی گروہ کے مقابل ہو تو جمے رہو اور اللہ کو بہت زیادہ یاد کرو، تاکہ تم فلاح پاؤ۔''

اس آیت کریمہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے اپنے مومن بندوں کو دشمن سے آمنے سامنے کے وقت کی تعلیم اور دشمن سے مڈبھیڑ کے وقت شجاعت اور دلیری کے لیے راہنمائی ہے۔ سیّدنا عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ لوگوں کے درمیان خطاب کرنے کے لیے کھڑے ہوئے اور فرمایا:

((يَا أَيُّهَا النَّاسُ! لَا تَمَنَّوا لِقَاءَ الْعَدُوِّ وَسَلُوا اللّٰهَ الْعَافِيَةَ، فَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاصْبِرُوا، وَاعْلَمُوا أَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوفِ. ثُمَّ قَالَ: اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ، وَمُجْرِيَ السَّحَابِ، وَهَازِمَ الْأَحْزَابِ، اهْزِمْهُمْ وَانْصُرْنَا عَلَيْهِمْ.)) [1]

''لوگو! دشمن سے مڈبھیڑ کی خواہش نہ کیا کرو۔ بلکہ اللہ تعالیٰ سے عاقبت کا سوال کیا کرو اور جب تمہارا اُن سے آمنا سامنا ہوجائے تو پھر صبر سے کام لیا کرو۔ جان لو کہ جنت (کا حصول) تلواروں کے سائے تلے ہے۔'' پھر نبی مکرم ﷺ اللہ تبارک وتعالیٰ سے عرض گزار ہوئے: ''اے کتاب عظیم کو اتارنے والے اللہ! بادلوں کو چلانے والے خالق کائنات! فوجوں کو شکست سے دوچار کرنے والے اللہ! ان کو شکست سے دوچار کر اور ہمیں ان پر فتح عطا فرما۔''

مومن آدمی پر اللہ رب العالمین کی اطاعت وفرمانبرداری، دشمنوں سے لڑائی اور ان سے جنگ کے وقت صبر و استقامت واجب ہے۔ پس نہ ہی تو مسلمان مجاہد راہِ فرار اختیار کرے اور نہ ہی بزدلی، کمزوری سے کام لے: ع

[1] أخرجه البخاري في كتاب الجهاد، باب: لا تمنوا لقاء العدو. ٣٠٢٥.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی شان ، نئی آن — گفتار میں، کردار میں، اللہ کی برہان
قہاری و غفاری، قدوسی و جبروت — یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلمان
جس سے جگر لالہ میں ٹھنڈک ہو، وہ شبنم — دریاؤں کے دل جس سے دہل جائیں، وہ طوفان
اے شیخ! بہت اچھی مکتب کی فضا ، لیکن — بنتی ہے بیاباں میں فاروقی و سلمانی
صدیوں میں کہیں پیدا ہوتا ہے حریف اس کا — تلوار ہے تیزی میں صہبائے مسلمانی

مسلمان آدمی پر یہ بھی واجب ہے کہ وہ حالت جنگ میں اللہ کے ذکر کا دامن مضبوطی سے تھامے رکھے، اس سے یہ کبھی غافل نہ ہو۔ بلکہ اس کے ذریعے اللہ کی مدد طلب کرے اور رب کریم پر توکل کرے۔ اپنے دشمنوں پر اللہ عزوجل سے اس کے ذکر (نماز، روزے، قرآن کی تلاوت اور صبح وشام کے اذکار) کے ذریعے مدد طلب کرے۔ اپنے اور اہل ایمان مجاہدین کے ذریعے کسی تنازعہ کو کھڑا نہ کرے کہ اس سے کہیں ان میں پھوٹ نہ پڑ جائے اور اس حالت میں کہیں ان کی اجتماعی قوت، جرأت وشجاعت اور کافروں پر اُن کا رعب ختم نہ ہو جائے۔ جیسا کہ اللہ عزوجل کا ارشاد گرامی ہے:

﴿ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَ تَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَ اصْبِرُوْا اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ۝ ﴾ [الانفال: ٤٦]

''اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اور آپس میں مت جھگڑو، ورنہ بزدل ہو جاؤ گے اور تمھاری ہوا چلی جائے گی اور صبر کرو، بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا غزوات میں شجاعت و بہادری، اللہ عزوجل اور اس کے حبیب وخلیل نبی محمد رسول اللہ ﷺ کے احکام و اوامر کی تعمیل اور جس عظیم تر ہدف ومقصد کی طرف نبی معظم ﷺ نے ان کی راہنمائی کی تھی اسے بجالانے میں جو کردار وعمل تھا وہ سابقہ امتوں میں سے کسی کے اندر بھی کسی بھی زمانے دکھائی نہیں دیتا اور نہ ہی ان کے بعد کسی اور کا نصیب ہوسکتا ہے۔ اس لیے کہ بلاشبہ ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ اطہر اور آپ کی اطاعت کی برکت سے دلوں کو بھی فتح کیا اور ایک نہایت مختصر عرصہ میں مشرق ومغرب کے تمام ملکوں کو بھی فتح کرلیا تھا۔ حالانکہ دنیا کی تمام اقالیم کے لشکروں کی نسبت ان کی تعداد بہت ہی کم تھی۔ ان اللہ کے مومن، متقی اور مجاہد بندوں نے تمام اعداء اللہ پر غلبہ حاصل کر کے اللہ کے کلمہ کو بلند کر دیا اور یوں اللہ تبارک وتعالیٰ کا دین دنیا جہان کے سارے ادیان پر غالب آ گیا۔ تیس سالوں کی قلیل مدت میں اسلامی سلطنت کی سرحدیں زمین کے مشارق و مغارب تک پھیل گئیں۔ یوں اللہ عزوجل ان سے راضی ہوگیا اور وہ اپنے رب سے راضی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو گئے۔ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ۔

(۲۰).....شہنشاہ کا لقب اختیار کرنے والے پر اللہ تعالیٰ کا غضب:

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰى مَنْ زَعَمَ أَنَّهُ مَلِكُ الْأَمْلَاكِ ، لَا مَلِكَ إِلَّا اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ .)) ❶ وَقَالَ ﷺ: ((أَخْنَى الْأَسْمَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَاللّٰهِ؛ رَجُلٌ تَسَمّٰى: مَلِكَ الْأَمْلَاكِ .)) ❷ وَفِي رِوَايَةٍ أُخْرٰى: ((أَخْنَعُ الْأَسْمَاءِ عِنْدَاللّٰهِ رَجُلٌ تَسَمّٰى بِمَلِكِ الْأَمْلَاكِ .)) ❸

''اللہ عزوجل کا غضب وغصہ اس آدمی پر بہت سخت ہو جاتا ہے کہ جو خود کو بادشاہوں کا بادشاہ (شہنشاہ) سمجھے، جب کہ بادشاہ تو صرف اللہ عزوجل ہے۔'' ایک دوسری روایت میں ہے کہ فرمایا: ''قیامت والے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام ناموں سے زیادہ بے ہودہ نام اس شخص کا ہوگا جو ''شہنشاہ'' کہلاتا ہو۔'' ایک اور روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک تمام ناموں سے زیادہ دھوکے اور بے وفائی والا نام ''شہنشاہ'' ہے۔''

اوپر حدیث مبارک میں مذکور دونوں لفظ '' أَخْنَعْ اور أَخْنَى '' ذلت ورسوائی اور بدقماشی کے معنی میں بھی استعمال ہوتے ہیں۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کا معنی ہے کہ: ذلت ورسوائی میں (کل قیامت والے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے) یہ لفظ ''شہنشاہ'' سب سے زیادہ ہوگا۔ ابن بطال رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب یہ لفظ ''شہنشاہ'' تمام ناموں میں سب سے زیادہ بندے کو ذلت سے دوچار کرنے والا ہوگا تو جس نے اپنا یہ نام رکھا ہوگا وہ اس سے بھی زیادہ رسوا ہوگا۔

''شہنشاہ'' ❹

یہ جو اپنے آپ کو سارے بادشاہوں کا بادشاہ (شہنشاہ) کہلا رہا ہوتا ہے۔ اس کی ابتداء دیکھو ایک پلید نطفے

---

❶ صحيح الجامع الصغير، رقم: ٩٨٨۔

❷ أخرجه البخاري في كتاب الأدب، باب: أبغض الأسماء إلى الله، رقم: ٦٢٠٥۔

❸ أخرجه البخاري في كتاب الأدب، باب: أبعض الأسماء إلى الله، رقم: ٦٢٠٦۔

❹ تفصیلی تشریح کے لیے: (۱) امام مناوی کی فیض القدیر، جلد نمبر: ۱، صفحہ: ۵۱۳۔ (۲) امام قرطبی رحمہ اللہ کی ''الجامع لاحکام القرآن'' جلد نمبر: ۱۸، ص: ۱۹۱۔ (۳) فتح الباری، جلد نمبر: ۱۰، ص: ۵۹۱۔ (۴) ابن کثیر رحمہ اللہ کی ''تفسیر القرآن العظیم'' جلد نمبر: ۳، ص: ۲۴۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے قطرے سے ہوتی ہے اور اس کا انجام (مرنے کے بعد) ایک گندے مردار کی صورت میں ہوتا ہے۔ یہ آدمی اپنی پیدائش سے لے کر اپنی موت تک اپنے پیٹ میں پاخانہ بھرا رہتا ہے۔ مگر اس حقیقت کے باوجود بادشاہوں کا بادشاہ کہلاتا ہے۔ حالاں کہ اللہ عزوجل سب سے بڑا بادشاہ ہے اور یہ گندہ انسان اس رب اقدس کا بھی بادشاہ بنا پھرتا ہے۔

علاوہ ازیں انسان دیگر ایسے ایسے نام بھی رکھتا ہے کہ جن سے اس کی تعظیم چھلکی پڑتی ہے، یعنی وہ تعظیم کہ جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جاتا ہے۔ اور اُس ربّ کریم نے اس تعظیم کے لیے کوئی دلیل بھی نازل نہیں فرمائی۔ اللہ عزوجل کے سوا کوئی بادشاہ نہیں اور وہی بادشاہوں کا بادشاہ ''شہنشاہ'' ہے۔ وہی اللہ ربّ العالمین عظمت و طاقت، بادشاہی اور کبریائی والا ہے۔ اللہ عزوجل کا ارشادِ گرامی ہے:

﴿ قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ ﴾

[آل عمران: ٢٦]

''کہہ دے اے اللہ! بادشاہی کے مالک! تو جسے چاہے بادشاہی دیتا ہے اور جس سے چاہے بادشاہی چھین لیتا ہے اور جسے چاہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہے ذلیل کر دیتا ہے، تیرے ہی ہاتھ میں ہر بھلائی ہے، بے شک تو ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔''

اللہ عزوجل ہی سب سے بلند و بالا، سب سے بڑا، سب سے زیادہ عظمت والا اور عالی مرتبہ و مقام والا ہے۔ ہر ہر چیز (چاہے جان دار ہو یا بے جان، انسان، جن ہوں یا فرشتے) اس کے غلبہ و بادشاہی اور اس کی عظمت کے نیچے اور تابع ہے۔ ایک اللہ عزوجل کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں اور نہ ہی اس کے سوا کوئی خالق و مالک اور پروردگار ہے۔ اس لیے کہ وہ اللہ عظمتوں والا ہے کہ جس سے بڑا کوئی عظمت والا نہیں۔ وہ ایسا بلند مرتبہ ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی بلند مرتبے والا نہیں۔ وہ ایسا بڑا ہے کہ اس سے بڑا کوئی نہیں۔ ان خرافات سے وہ بہت زیادہ بلند، بہت مقدس اور بالکل ہی پاک ہے کہ جو سرکش قسم کے مشرک بکا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ كَلَّآ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِمَّا يَعْلَمُوْنَ ۝ ﴾ [المعارج: ٣٩]

''ہرگز نہیں، بلاشبہ ہم نے اُن کو اس چیز سے پیدا کیا جس کے متعلق وہ خوب جانتے ہیں۔ (یعنی ایک حقیر اور پلید قطرہ سے)۔''

اس پر اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں یہ سرکشی اور بے خوفی؟ کسی کو ایسا تکبر جچتا ہی نہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس لیے کسی بھی شخص کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ ایسا کوئی نام رکھے اور نہ اللہ عزوجل کے سوا کسی کے لیے جائز ہے کہ وہ ایسا کوئی دعویٰ کرے۔ وہ ایک ربّ العالمین ہی اس بات کا حق رکھتا ہے کہ وہ ''شہنشاہ'' ہو۔ وہ اکیلا ہی تمام حاکموں کا حاکم ہو۔ وہی اللہ ربّ العزت اس بات کا حق رکھتا ہے کہ وہ تمام بادشاہوں پر بھی حکم چلائے۔ درحقیقت ایک اللہ کے سوا کوئی بھی حقیقی بادشاہ نہیں ہے۔ اگرچہ کوئی اپنے آپ کو بادشاہ کیوں نہ کہلاتا پھرے۔ اگر کسی کو بادشاہ کہا جائے تو یہ مجازاً ہوگا۔ اس لیے کہ اس کی بادشاہی غیر مطلق مقید ہے۔ بلکہ ہر بادشاہ کی بادشاہی اور سلطنت نقص اور عیب سے عبارت ہوتی ہے کہ جس کا انجام زوال اور تباہی ہوتا ہے۔ چنانچہ اس بنا پر اللہ تعالیٰ ہر بادشاہ پر ناراض نہیں ہوتا۔ کیونکہ بعض بادشاہ اللہ کے مؤمن بندے اور عدل وانصاف کرنے والے، اسلام کو بطورِ قانون وشریعت اپنانے والے تھے۔ جیسے کہ سیّدنا سلیمان بن داؤد علیہما السلام۔ بلکہ اللہ عزوجل کی ناراضگی کا سبب کسی ایسے بادشاہ کا اللہ عزوجل کی ربوبیت و اُلوہیت میں جھگڑا کرنا ہے۔ چنانچہ ایسا بادشاہ اس بات کا حقدار ہو جاتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس پر شدید ناراض ہو کر اس کی نہایت درجہ کی اہانت کرے۔ اور اس کو غایت درجہ کی ذلت سے دوچار کرے۔ اور قیامت والے دن اس کی ایسی جرأت اور اس نام کے اختیار کرنے میں اس کا حیاء سے کام نہ لینے کی بنا پر اسے ساری مخلوق کے قدموں تلے روندوا ڈالے کہ جو نام ایک اللہ ربّ العالمین کے سوا کسی کے لیے جائز ہی نہیں ہے۔

مذکورہ بالا حدیث مبارک میں ہر ہر چیز اور ہر ہر فعل وقول اور عمل میں ادب سکھانے کی بھی تعلیم ہے۔ اس لیے کہ ''شہنشاہ'' والے نام سے ڈانٹ پلانے میں اس سے مطلق طور پر منع کرنا مقصود ہے۔ چاہے کسی نے شہنشاہ والا نام یہ جان کر رکھا ہو کہ وہ دنیا جہان کے بادشاہوں کا بادشاہ ہے یا دنیا کے بعض ملکوں کے بادشاہوں کا بادشاہ۔ چاہے وہ دنیا کے قانون میں اس کا حقدار تھا یا نہیں۔ اور یہ بات بھی مخفی نہیں ہے کہ جس آدمی نے اس نام کا ارادہ کیا ہو وہ اس سچا تھا یا جھوٹا، دونوں باتوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔

اس موضوع پر علامہ محمود الورّاق کی نظم کے چند اشعار بہت زبردست ہیں۔ ؎

عَجِبْتُ مِنْ مُعْجِبٍ بِصُوْرَتِهِ ۔۔۔ وَكَانَ فِيْ الْأَصْلِ نُطْفَةً مُذِرَّه

وَهُوَ غَدًا بَعْدَ حُسْنِ صُورَتِهِ ۔۔۔ يَصِيرُ فِي اللَّحْدِ جِيْفَةً قَذِره

وَهُوَ عَلَى تِيْهِهِ وَنَخْوَتِهِ ۔۔۔ مَا بَيْنَ ثَوْبَيْهِ يَحْمِلُ الْعَذِرَه

''اپنی شکل پر خوشی کا اظہار کرنے والے پر میں حیران ہوتا ہے کہ اصل میں دیکھو یہ ایک حقیر سا نطفہ تھا۔ کل وہ اپنی شکل وصورت کے حسن کے بعد اپنے گندے مردار جسم کے ساتھ قبر میں چلا جائے گا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ اپنے غرور اور تکبر پر دو کپڑوں (پائجامہ اور کرتہ) کے مابین پائخانہ والی گندگی اُٹھائے پھرتا ہے۔''

ایک دوسرا شاعر کہتا ہے: ؏

هَلْ فِي ابْنِ آدَمَ غَيْرَ الرَّأْسِ مَكْرُمَةٌ وَهُوَ بِخَمْسٍ مِنَ الْأَوْسَاخِ مَضْرُوْبُ
أَنْفٌ يَسِيْلُ وَأُذْنٌ رِيْحُهَا سَهِكٌ وَالْعَيْنُ مُرْمَصَةٌ وَالثَّغْرُ مَلْهُوْبُ
يَا ابْنَ التُّرَابِ! وَمَا كُوْلُ التُّرَابِ غَدًا قَصْرًا فَإِنَّكَ مَأْكُوْلٌ وَّمَشْرُوْبُ

''کیا ابن آدم میں سر کے علاوہ بھی کوئی عزت کا مقام ہے۔ اور صورتِ حال یہ ہے کہ انسان کی مثال پانچ گندگیوں کے ساتھ بیان کی جاتی ہے۔ (۱)..... ایک ناک ہے (اس سر میں کہ جسے آدمی غرور سے اونچا کیے رکھتا ہے۔) کہ جو بہتی رہتی ہے۔ (کبھی خشک ہوئی تو کیا ہوا؟) اور کان ہے کہ جس کی بو نہایت بدبودار ہوتی ہے۔ پھر آنکھ ہے کہ جس میں گدیں لگ جاتی ہیں۔ اور منہ ہے کہ جو بھوک سے کھلے دھانے کی طرح بھڑک اُٹھتا ہے۔ اے مٹی کے بیٹے! کل کو عاجزی و بے بسی کے ساتھ مٹی کی غذا بننے والے انسان! بلاشبہ تو مٹی کا ماکول و مشروب بننے والا ہے۔ (اس لیے فخر اور تکبر سے کام نہ لے۔)''

(۲۱)..... آخر زمانہ کی پولیس پر اللہ کا غضب:

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

((سَيَكُوْنُ فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ شُرْطَةٌ يَغْدُوْنَ فِيْ غَضَبِ اللّٰهِ وَيَرُوْحُوْنَ فِيْ سَخَطِ اللّٰهِ، فَإِيَّاكَ أَنْ تَكُوْنَ مِنْ بِطَانَتِهِمْ .)) [1]

''آخر زمانے میں (ملکوں کی) ایسی پولیس ہوگی جس کے لوگ دوپہر بھی اللہ کے غضب و غصہ میں کریں گے اور شام بھی اللہ کی ناراضگی میں کریں گے۔ تم اُن کی مصاحبت و ہم نشینی سے بچ کر رہنا۔''

الشُّرْطَه:

یہ لفظ شُرطی کی جمع ہے۔ ان کا نام شرطہ اس لیے رکھا گیا ہے کہ ان کی ایک نشانی ہے، جس کے ذریعے وہ پہچانے جاتے ہیں۔ یہ پولیس والے بادشاہوں اور حاکموں کے لوگوں کو سزائیں دینے، ان کی حفاظت کرنے اور لوگوں کے احوال کا پیچھا کرنے کے لیے مددگار ہوتے ہیں۔ یہ پولیس والے وہ لوگ ہوتے ہیں کہ جنھیں حاکم وقت اپنے احکام کی تنفیذ اور اس کے متعلقہ اُمور انجام دینے کے لیے ہوتے ہیں۔ جیسے کہ لوگوں کو پکڑنا، انھیں

[1] صحيح الجامع الصغير، رقم: ٣٦٦٦۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیٹنا اور قیدی بنا کر حوالات اور جیلوں میں رکھنا۔

آخر زمانہ کی پولیس سے مراد وہ لوگ ہیں کہ جن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے خبر دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ یہ لوگ آپ ﷺ کے بعد ہوں گے۔ چنانچہ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا:

((يُوْشِكُ، إِنْ طَالَتْ بِكَ مُدَّةٌ، أَنْ تَرَ قَوْمًا فِيْ أَيْدِيْهِمْ مِثْلُ أَذْنَابِ الْبَقَرِ. يَغْدُوْنَ فِيْ غَضَبِ اللّٰهِ، وَيَرُوْحُوْنَ فِيْ سَخَطِ اللّٰهِ.)) [1]

''اگر تو (اے ابو ہریرہ!) دیر تک جیسا تو قریب ہے کہ تو دیکھے گا ایسے لوگوں کو جن کے ہاتھوں میں بیلوں کی دُموں کی طرح کوڑے ہوں گے اور صبح بھی اللہ کے غضب کے ساتھ کریں گے اور شام بھی اللہ کے قہر میں کریں گے۔''

نبی کریم ﷺ کی یہ حدیث مبارک بھی آپ ﷺ کے معجزات میں سے ایک معجزہ ہے۔ اس لیے کہ نبی کریم ﷺ کے دور میں اس زمانے کی آلائشوں سے پاک ہونے کی وجہ سے پولیس نہیں ہوتی تھی۔ اور یہ پولیس کا محکمہ آپ ﷺ کی حیاتِ طیبہ کے بعد وجود میں آیا۔ نبی مکرم ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ ایک مسلمان آدمی کی مصاحبت و موانست ان لوگوں سے ہو۔ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی روایت کرتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا:

وَقَالَ ﷺ: ((صِنْفَانِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ لَمْ أَرَهُمَا: قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَأَذْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُوْنَ بِهَا النَّاسَ وَنِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيْلَاتٌ، رُءُوْسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ، لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدْنَ رِيْحَهَا، وَإِنَّ رِيْحَهَا لَيُوْجَدُ مِنْ مَسِيْرَةِ كَذَا وَكَذَا.)) [2]

''جہنمیوں کی دو قسمیں ہیں جنھیں میں نے ابھی تک نہیں دیکھا۔ (یعنی یہ دو قسمیں ابھی تک وجود میں نہیں آئیں۔) ایک تو وہ لوگ کہ جن کے پاس بیلوں کی دُموں کی طرح کوڑے ہوں گے اور وہ لوگوں کو ان سے ماریں گے۔ (ظلم کریں گے) اور دوسری قسم ان عورتوں کی ہے جو کپڑے تو پہنے ہوں گی مگر ننگی ہوں گی۔ (یعنی اتنے باریک اور تنگ کپڑے اُن کے بدن پر ہوں گے۔) لوگوں کو بے حیائی کی طرف مائل

---

[1] أخرجه مسلم في كتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها، باب النار يدخلها الجبارون .....، رقم: ٧١٩٥۔

[2] أخرجه مسلم في كتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها، باب النار يدخلها الجبارون .....، رقم: ٧١٩٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے والیاں اور خود بہکنے والیاں ہوں گی۔ (مٹک مٹک کر چلنے والیاں کہ جس سے لوگوں کی نظریں ان کی طرف خواہ مخواہ اُٹھیں۔) ان کے سر گویا ایک طرف کو جھکے ہوئے بختی اُونٹوں کے کوہان ہیں۔ (یعنی موباف لگا کر اپنے سر کے بالوں کا جوڑا بڑا کرنے والیاں) یہ عورتیں جنت میں ہرگز نہیں جائیں گی۔ بلکہ جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھ سکیں گی حالانکہ جنت کی خوشبو اتنی اور اتنی دور (چالیس سال کی مسافت) سے آ جاتی ہے۔''

نبی مکرم ﷺ نے جیسا فرمایا تھا ویسا ہو چکا۔ یہ کوڑوں اور لاٹھیوں والے لوگ پولیس والے ہیں جو لاٹھیاں، ڈنڈے، گنیں اور کوڑے اُٹھائے پھرتے ہیں کہ جن کے ساتھ وہ لوگوں کو مارتے پیٹتے ہیں۔ چنانچہ جس آدمی پر چوری وغیرہ کا الزام ہو تو اسے یہ لوگ خوب مارتے ہیں تاکہ وہ اقرار کر لے کہ اُس نے ہی چوری کی ہے۔ پولیس والوں کی یہ قسم صدرِ اوّل کے بعد ہی وجود میں لائی گئی جو اپنے ہاتھوں میں کوڑے رکھا کرتے تھے۔ یعنی وہ کوڑے کہ حدود میں سزا دینے کے لیے بھی لوگوں کو قصداً مارنے کی خاطر ان سے مارنا جائز نہیں ہے۔ ایسے لوگ پولیس کے آفیسر اعلیٰ کے مددگار ہوتے تھے کہ جو جلادوں کے نام سے معروف تھے۔ جب ان کو مارنے کے لیے کہا جاتا ہے تو وہ مار کی مقدار اور کی صفت (ہلکی یا بھاری) کے لیے مستعد ہو جاتے ہیں۔ بسا اوقات ان پر وحشت طاری ہو جاتی ہے اور وہ مظالم ڈھانے کے لیے جب مجبور کر دیے جاتے ہیں تو ملزموں کو ہلاک بھی کر دیتے ہیں۔ بلکہ آج کل تو پولیس مقابلے کا نام دے کر لوگوں کو مار دیا جاتا ہے۔ امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: خلاصہ یہ ہے کہ: یہ لوگ سراسر اللہ کی ناراضگی کے موجب ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے مخلوق کے اشرار کو بھی سزا دے دیتا ہے۔ ہم اللہ کی ناراضگی سے اس کی پناہ چاہتے ہیں۔ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنْ طَالَتْ بِكَ مُدَّةٌ، أَوْشَكَ أَنْ تَرٰى قَوْمًا يَغْدُوْنَ فِيْ سَخَطِ اللّٰهِ، وَيَرُوْحُوْنَ فِيْ لَعْنَتِهِ. فِيْ أَيْدِيْهِمْ مِثْلُ أَذْنَابِ الْبَقَرِ.)) [1]

''اے ابو ہریرہ! اگر تو دیر تک زندہ رہا تو قریب ہے کہ تو ایسے لوگوں کو دیکھے جن کے ہاتھوں میں بیل کے دموں کی طرح کوڑے ہوں گے اور وہ صبح کریں گے اللہ کے غصے، غضب میں اور شام کریں گے، اُس کی لعنت کے ساتھ۔''

(۲۲).....رزق کے معاملے میں سرکشوں پر اللہ کا غضب:

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

---

[1] أخرجه مسلم في كتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها، باب النار يدخلها الجبارون .....، رقم: ۷۱۹۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ كُلُوا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيْهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِيْ وَمَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ فَقَدْ هَوٰى ۝ ﴾ [طٰہٰ: ۸۱]

''کھاؤ ان پاکیزہ چیزوں میں سے جو ہم نے تمھیں دی ہیں اور ان میں حد سے نہ بڑھو، ورنہ تم پر میرا غضب اترے گا اور جس پر میرا غضب اترا تو یقیناً وہ ہلاک ہو گیا۔''

الطغیان:

عربی میں حد سے تجاوز کر جانے کو ''طغیان'' کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ اِنَّا لَمَّا طَغَى الْمَآءُ حَمَلْنٰكُمْ فِي الْجَارِيَةِ ۝ ﴾ [الحاقة: ۱۱]

''بلاشبہ ہم نے ہی جب پانی حد سے تجاوز کر گیا، تمھیں کشتی میں سوار کیا۔''

یعنی جب پانی بلند ہو کر اس مقدار سے تجاوز کر گیا جو مقدار جھیل میں ہوا کرتی ہے۔ اسی طرح فرعون کے متعلق فرمایا: ﴿ اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ۝ ﴾ [طٰہٰ: ۲۴] ..... ''اے موسیٰ! فرعون کے پاس جاؤ، بلاشبہ اُس نے سرکشی اختیار کر رکھی ہے۔'' یعنی فرعون نے دعویٰ ربوبیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے بغاوت کر رکھی ہے۔ غرضیکہ طغیان کا معنی ناجائز تجاوز ہے۔

رزق میں سرکشی کرنے والوں سے مراد وہ لوگ ہیں کہ جنھیں اللہ تعالیٰ نے وافر رزق عطا کر رکھا ہو اور وہ اپنے رزق میں حد سے تجاوز کریں۔ یعنی بغیر ضرورت کے رزق حاصل کریں اور جس بات کا انھیں اللہ تعالیٰ نے حکم دے رکھا ہے، اس کی وہ مخالفت کریں۔ اس طرح سے ان پر اللہ کا غضب حلال ہو جاتا ہے۔

ایسے لوگوں کو رزق کی فراوانی اور صحت و عافیت اس بات پر ابھارتی ہے کہ وہ نافرمانی کریں۔ اور کفرانِ نعمت کرتے ہوئے اپنے منعم حقیقی کا شکر ادا کرنا بھول جاتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو لمبی مدت تک رزق کو ذخیرہ کیے رکھتے ہیں۔ اور پھر اس رزق کو کام میں لانے سے پہلے پڑے پڑے اس میں کیڑے پڑ جاتے ہیں اور وہ خراب ہو جاتا ہے۔ اور اس رزق میں سے بعض کی صلاحیت ہی ختم ہو جاتی ہے۔ یعنی قابل استعمال رہتا ہی نہیں۔ چنانچہ وہ اس سٹاک کو ضائع کر کے پھینک دیتے ہیں۔ اگر یہ لوگ ذخیرہ اندوزی نہ کریں تو یہ خوراک کبھی خراب اور ضائع نہ ہو۔

رزق کے معاملے میں سرکشی کرنے والے وہ لوگ ہیں کہ جو کھانے کی اتنی مقدار منگوا لیتے یا تیار کروا لیتے ہیں کہ جو ان کی ضرورت و اشتہاء سے زائد ہوتا ہے۔ چنانچہ وہ زائد کھانا کوڑے کرکٹ کے ڈرموں میں پھینک دیتے ہیں۔ جب کہ اس وقت کتنے ہی لاکھوں مسلمان ہیں جو کھانے، خوراک کی کمی کی وجہ سے بھوک سے مر رہے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی لیے اللہ تبارک وتعالیٰ نے رزق کے بارے میں سرکشی کرنے والوں اور حد سے تجاوز کرنے والوں کو ان پر اپنے غضب کے نازل ہونے کی ڈانٹ پلائی ہے۔ اور جس پر اللہ کا غضب نازل ہوگیا جانیے کہ وہ ہلاک ہوگیا۔ اللہ کی قسم! اس کے حق میں تباہی و بربادی لکھ دی گئی۔ لیکن اللہ کریم نے اس شدید قسم کی ڈانٹ اور وعید کو مؤخر کر رکھا ہے تاکہ جو کوئی رجوع کرنا چاہے وہ توبہ کرلے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰی ۝ ﴾ [طٰہٰ: ۸۲]

''اور بے شک میں یقیناً اس کو بہت بخشنے والا ہوں جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور نیک عمل کرے، پھر سیدھے راستے پر چلے۔''

یہاں اس آیت کریمہ میں یہ جو فرمایا: ﴿ لِمَنْ تَابَ ..... ﴾ تو اس کا معنی ہے کہ: جو آدمی اپنے کفر یا شرک یا معصیت و نافرمانی یا نفاق و سرکشی سے تائب ہوجائے۔ خلوصِ دل سے توبہ کرلے چاہے گناہ کتنا بڑا کیوں نہ ہو اور اپنے دل سے پختہ ایمان لے آئے۔ یا اگر ایمان پہلے سے ہے تو اسے مضبوط کرلے۔ ﴿ وَعَمِلَ صَالِحًا ﴾ .....اور پھر اپنے وجود اور زبان سے صالح اعمال کرنے لگے۔ ﴿ ثُمَّ اهْتَدٰی ﴾ .....ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اس کے بعد وہ اللہ کی شریعت مطہرہ کے بارے میں شک میں نہ رہے۔ جناب سعید بن جبیر رحمہما اللہ کہتے ہیں: یعنی توبہ کرنے کے بعد، ایمان کو مضبوط کرکے اعمالِ صالحہ اختیار کرے اور پھر قرآن وسنت پر استقامت اختیار کرے اور جماعت حقہ کے ساتھ جڑا رہے حتیٰ کہ اُسے موت آجائے۔

(۲۳).....جھوٹی زانیہ عورت پر اللہ کا غضب: [1]

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ یَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَاءُ اِلَّا اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِیْنَ ۝ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَیْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِیْنَ ۝ وَیَدْرَاُ عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِیْنَ ۝ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَیْهَا اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ۝ ﴾ [نور: ٦ تا ٩]

''اور جو لوگ اپنی بیویوں پر تہمت لگائیں اور ان کے پاس کوئی گواہ نہ ہوں مگر وہ خود ہی تو ان میں سے ہر ایک کی شہادت اللہ کی قسم کے ساتھ چار شہادتیں ہیں کہ بلاشبہ یقیناً وہ سچوں سے ہے۔ اور

[1] تفصیل کے لیے: علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ کی تفسیر القرآن العظیم، جلد نمبر: ۳، ص: ۲۷۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پانچویں یہ کہ بے شک اس پر اللہ کی لعنت ہو، اگر وہ جھوٹوں سے ہو۔ اور اس (عورت) سے سزا کو یہ بات ہٹائے گی کہ وہ اللہ کی قسم کے ساتھ چار شہادتیں دے کہ بلاشبہ یقیناً وہ (مرد) جھوٹوں سے ہے۔ اور پانچویں یہ کہ بے شک اس (عورت) پر اللہ کا غضب ہو، اگر وہ (مرد) سچوں سے ہو۔''

ان آیات کریمہ میں ایسے میاں بیوی کے لیے نکلنے کا ایک راستہ ہے کہ جو ایک دوسرے پر زنا کی تہمت لگائیں، مگر ان پر ثبوت پیش کرنا مشکل ہو جائے کہ وہ اللہ کے حکم کے مطابق لعان کرے گا۔ اس کی صورت یہ ہوگی کہ: خاوند اپنی بیوی کو حاکم وقت یا قاضی (جسٹس) کے پاس لے جا کر اس پر دعویٰ کرے جو اُس نے اپنی بیوی پر تہمت لگائی ہوگی۔ اور پھر حاکم یا قاضی مرد سے چار گواہوں کے بدلے کہ جو اس کے پاس اگر نہیں ہوں گے تو اللہ کی چار قسمیں لے گا کہ وہ سچ بول رہا ہے۔ یعنی اُس نے اپنی بیوی پر زنا کی جو تہمت لگائی ہے اس تہمت میں وہ سچا ہے، جھوٹ نہیں بول رہا۔ ﴿ وَالْخَامِسَةُ أَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِيْنَ ۝ ﴾ اور پانچویں بار یوں کہے: ''اللہ تعالیٰ کی پھٹکار، لعنت ہو اس پر اگر وہ جھوٹا ہو تو۔'' جب خاوند ایسا کہہ دے گا تو اس کی بیوی اس سے بائنہ طلاق کے حکم میں آزاد ہو جائے گی اور اُس پر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے حرام ہو جائے گی۔ اور اگر بیوی اپنے خاوند کی ان قسموں کے مقابلے میں قسم نہ اُٹھائے تو اُس پر زنا کی حد قائم ہوگی۔ (واللہ أعلم بالصواب۔)

اور اُس وقت تک بیوی سے حد رجم والی سزا ٹلے گی نہیں جب تک وہ خود بھی خاوند کی طرح لعان نہ کر لے۔ یعنی اسی طرح وہ بھی پہلے چار قسمیں اللہ کی اُٹھائے کہ اس کا خاوند جھوٹا ہے کہ اُس نے اُس پر زنا کی تہمت خواہ مخواہ لگائی ہے۔ (یا کسی غیر مرد کے ساتھ خلوت تو کی ہے مگر مکمل زنا نہیں کیا۔) ﴿ وَالْخَامِسَةُ أَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَا إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِيْنَ ﴾ .....اور پانچویں بار کہے کہ: ''اگر اُس کا خاوند سچا ہے تو اُس پر (یعنی عورت پر) اللہ کا غضب نازل ہو۔''

یہاں اللہ عزوجل نے عورت کو اپنے غضب کے ساتھ مخصوص فرمایا ہے۔ اکثر طور پر اغلب معاملہ یہی ہے کہ آدمی (مرد) اپنی بیوی کو رسوا کرنے اور اس پر زنا کی تہمت لگانے میں مشقت برداشت نہیں کرتا مگر اس صورت میں کہ جب وہ قابل عذر سچا ہو اور عورت اپنے خاوند کی اس ضمن میں سچائی کو جانتی بھی ہو کہ جو اُس نے اس پر تہمت لگائی ہو۔ اس لیے پانچویں قسم اُس کے اپنے حق میں ہوگی کہ اُس پر اللہ کا غضب ہو اگر وہ جھوٹی ہے تو۔ یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ وہ مغضوب علیہ..... وہ شخص کہ جس پر اللہ کا غضب نازل ہوا..... ایسا شخص ہوتا ہے جو حق بات کو جان بوجھ کر اس کا انکار کر رہا ہوتا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی لطف و شفقت کا ذکر فرمایا ہے کہ جو اُس نے اپنی مخلوق (انسانوں اور جنوں) کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ لازم کر رکھی ہے کہ جس کے زریعے انھیں تنگیوں کی شدت سے نکلنے کا راستہ ملتا ہے۔ اور اگر اللہ تبارک وتعالیٰ کا اُن پر فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو انھیں بہت زیادہ تنگی کا سامنا کرتے ہوئے بہت سارے معاملات اُن پر سخت و ناگوار ہو جاتے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ تو اپنے بندوں پر رجوع فرمانے والے ہیں۔ اگرچہ ایسا حلف وقسم مغلظہ کے بعد ہی کیوں نہ ہو۔ وہ خود حکمتوں کو جاننے والا ہے کہ جو اُس نے قانون بنا رکھا ہے اور جس کام کا بھی وہ حکم دیتا ہے اور جس جس کام سے بھی وہ منع فرماتا ہے۔ چنانچہ اللہ رب کریم کا فرمان ہے:

﴿ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ ۝ ﴾ [النور: ١٠]

''اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی اور یہ کہ یقیناً اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا، کمال حکمت والا ہے (تو جھوٹوں کو دنیا ہی میں سزا مل جاتی)۔''

(۲۴).....اللہ سے نہ مانگنے والے پر اُس کا غضب:

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّهُ مَنْ لَّمْ يَسْأَلِ اللّٰهَ يَغْضَبُ عَلَيْهِ .)) ❶ وَقَالَ ﷺ: ((مَنْ لَّمْ يَدْعُ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ، غَضِبَ عَلَيْهِ .)) ❷

''جو شخص اللہ تعالیٰ سے نہیں مانگتا اللہ عزوجل اُس پر ناراض ہو جاتے ہیں۔'' اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا: ''جو شخص اللہ تعالیٰ سے دُعا نہیں مانگتا اُس پر وہ ناراض ہو جاتا ہے۔''

یعنی جو آدمی اللہ کا فضل اور اُس کی رحمت طلب نہیں کرتا اُس پر وہ ناراض ہو جاتا ہے۔ اس لیے کہ ایسا آدمی یا تو مایوسی کا شکار ہے یا پھر اکڑ خاں متکبر۔ اور یہ دونوں معاملے اللہ تعالیٰ کے غضب کا موجب ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس بات کو پسند فرماتے ہیں کہ اس کے سامنے گڑگڑا کر پوری عاجزی کے ساتھ مانگا جائے۔ اور یہ کہ اللہ کریم نے اپنے بندوں کو اُس سے مانگنے کا حکم صرف اس لیے دیا ہے کہ وہ اُن کو عطا کرے۔ اللہ کی رضا و پسندیدگی اس کی اطاعت وسوال میں ہی ہے۔ اگر وہ راضی ہو جائے تو جانیے کہ دنیا جہان اور آخرت کی سب خیر مل گئی۔ اور اس کے برعکس ہر مصیبت اور ہر بلا اُس کی ناراضگی میں ہے۔

سوال اور دُعا: ❸

سیّدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

❶ صحيح سنن الترمذي، رقم: ٢٦٨٦ـ كتاب الدعوات: ٣٣٧٣ عن ابي هريرة رضي الله عنه۔

❷ صحيح سنن ابن ماجة، رقم: ٣٠٨٥ـ ابواب الدعاء: ٣٨٢٧ عن ابي هريرة رضي الله عنه۔

❸ تفصیل کے لیے: (۱) تفسیر امام قرطبی، جلد:۲، ص:۲۰۸، ۲۰۹۔ (۲) تحفة الأحوذي للمبارکپوري، ج:۱۰، ص:۴۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((اَلـدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ .)) ، ثُمَّ قَرَأَ: ﴿ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِي اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ ۝ ﴾ [غافر: ٦٠] .))[1]

''دُعا ہی تو اللہ کی عبادت ہے۔'' اور پھر آپ ﷺ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی:

﴿ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِي اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ ۝ ﴾ [المؤمن / غافر: ٦٠]

''اور تمھارے رب نے فرمایا مجھے پکارو، میں تمھاری دعا قبول کروں گا۔ بے شک وہ لوگ جو میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں عنقریب ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔''

یعنی دُعا ہی وہ حقیقی عبادت ہے جو اس بات کی اہل ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے اور اُس کے علاوہ ہر ایک سے منہ موڑ لینے والے عمل کی دلالت ہی کا نام عبادت رکھا جائے۔ اس حیثیت سے کہ جب آدمی کسی بھی چیز کا ارادہ کرے تو ایک اللہ عزوجل کے سوا کسی اور سے کچھ نہ مانگے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے بندوں کو اس بات کا حکم فرمایا ہے کہ وہ اسی کو ہی پکاریں۔ اُس نے بندوں کو دُعا کی ترغیب دلائی ہے اور اس کا نام اُس نے عبادت رکھا ہے۔ اللہ کریم نے اپنے بندوں سے وعدہ کر رکھا ہے کہ وہ ان کی دعاؤں کو ضرور شرفِ قبولیت بخشے گا اور اُس نے درج ذیل آیت کریمہ میں بتلایا ہے کہ وہ (اپنی قدرت اور علم کے ساتھ) ان سے بہت قریب ہے اور جو بھی اُس کو جہاں بھی اور (سوائے دو ایک حالتوں کے) جس حالت میں بھی پکارتا ہے وہ اس کی پکار کو سنتا ہے اور اس بات سے اُسے حیاء آتی ہے کہ وہ اپنے بندے کے ہاتھوں کو خالی موڑ دے۔ فرمایا:

﴿ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ۝ ﴾ [البقرة: ١٨٦]

''اور جب میرے بندے تجھ سے میرے بارے میں سوال کریں تو بے شک میں قریب ہوں، میں پکارنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے، تو لازم ہے کہ وہ میری بات مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں، تاکہ وہ ہدایت پائیں۔''

اور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا ہے:

((إِنَّ رَبَّكُمْ تَبَارَكَ وَتَعَالَىٰ حَيِيٌّ كَرِيْمٌ ، يَسْتَحْيِي مِنْ عَبْدِهِ إِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ إِلَيْهِ أَنْ

[1] صحيح سنن الترمذي، رقم: ٢٦٨٥ ـ كتاب الدعوات: ٣٣٧٢ عن النعمان بن بشير رضي الله عنهما۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَرُدَّهُمَا صِفْرًا .)) ❶

''بلاشبہ تمہارا نہایت بابرکت اور بلند و بالا عظیم المرتبت رب ازل سے تا ابد زندہ ہے، وہ جود و سخا والا ہے۔ وہ اپنے بندے سے اس بارے میں حیاء کرتا ہے کہ جب وہ اُس کے سامنے اپنے ہاتھ اُٹھائے تو وہ ان کو بالکل ہی خالی موڑ دے۔''

بلکہ اللہ جل شانہ کہ جس کی حمد و ثناء بے بہا اور جس کے تمام اسماءِ حسنیٰ بہت ہی مقدس ہیں وہ اُس شخص پر ناراض ہو جاتا ہے کہ جو نہ ہی اُس سے مانگے اور نہ ہی اُس سے دُعا کرے۔ اور یہ اس لیے کہ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں؛ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَيْسَ شَيْءٌ أَكْرَمَ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى مِنَ الدُّعَاءِ .)) ❷

''اللہ عزوجل کے ہاں دُعا سے بڑھ کر کوئی چیز معزز نہیں ہے۔''

اس لیے کہ دُعا میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی قدرت وقوت اور اپنے فقر و عجز اور تذلل و اعتراف کا اظہار ہوتا ہے۔ اور یہی چیز اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ عبادت تو اللہ ربّ العالمین کے سامنے خضوع و رقت اور اس کے سامنے اپنی فقیری و درماندگی کے اظہار کے لیے ہی مشروع کی گئی ہے۔ جہاں تک دُعا کو ترک کر دینے اور اللہ سے سوال کو چھوڑ دینے کا تعلق ہے تو یہ تکبر اور اللہ کریم کی عطا اور اس کی رحمت سے نری لاپرواہی ہے جو بندے کے لیے قطعاً جائز نہیں۔ اس ضمن میں نہایت شاندار بات یوں کی گئی ہے:

اَللّٰهُ يَغْضَبُ إِنْ تَرَكْتَ سُؤَالَهُ وَتَرَى ابْنَ آدَمَ حِيْنَ يُسْأَلُ يَغْضَبُ

''اگر تم نے اللہ کریم سے مانگنا چھوڑ دیا تو وہ تم سے ناراض ہو جائے گا۔ ادھر ابن آدم کو تم دیکھتے ہو کہ جب اُس سے مانگا جائے تو وہ اس سے مانگنے پر ناراض ہو جاتا ہے۔''

اللہ تبارک وتعالیٰ سے مانگنے والے موضوع پر سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی درج ذیل حدیث کس قدر عظیم الشان ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالٰى كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى سَمَاءِ الدُّنْيَا حِيْنَ يَبْقٰى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخَرُ يَقُوْلُ: مَنْ يَدْعُوْنِيْ فَأَسْتَجِيْبَ لَهُ، مَنْ يَسْأَلُنِيْ فَأُعْطِيَهُ، مَنْ يَسْتَغْفِرُنِيْ فَأَغْفِرَ لَهُ .)) ❸

---

❶ صحيح سنن أبي داؤد، رقم: ١٣٢٠۔

❷ جامع الترمذي/ كتاب الدعوات/ باب ماجاء في فضل الدعاء/ حديث: ٣٣٧٠۔

❸ أخرجه البخاري في كتاب التهجد، باب: الدعاء والصلاة من آخر الليل، رقم: ١١٤٥۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''جب رات کا آخری ایک تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے تو ہمارا رب تعالیٰ ہر رات آسمانِ دنیا پر نزول فرماتے ہیں۔ (جیسے اُس کی شان کو لائق ہے۔) اور پھر فرماتے ہیں: کون ہے جو مجھ سے دعا کرے اور میں اس کی دُعا کو شرفِ قبولیت بخشوں؟ کون ہے جو مجھ سے مانگے اور میں اس کو عطا کروں؟ اور کون ہے جو مجھ سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کرے اور میں اُس کو معاف کردوں؟''

جب انسان کو یہ معلوم ہو کہ وہ مانگتا تو ہے مگر اُس کی دُعا شرفِ قبولیت حاصل نہیں کر رہی تو سمجھئے کہ اس انسان کی اپنی ذات میں اس معاملے کے اندر ضرور کوئی نقص ہوگا۔ یا پھر دُعا کی شروط میں سے کسی شرط کے اندر خلل واقع ہو رہا ہوگا۔ بندہ جب اپنے رب کو پکارتا ہے اور اس کی دعا میں قبولیت کے لیے رکاوٹ بننے والی تین مانعات میں سے کوئی ایک بھی نہ ہو تو دُعا کے لیے تین میں سے ایک قبولیت بالتاکید ضرور ہوتی ہے۔ جیسا کہ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ؛ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَا مِنْ رَجُلٍ يَدْعُوْ اللّٰهَ بِدُعَاءٍ إِلَّا اسْتُجِيْبَ لَهُ، فَإِمَّا أَنْ يُعَجَّلَ لَهُ فِي الدُّنْيَا، وَإِمَّا أَنْ يُدَّخَرَ لَهُ فِي الْآخِرَةِ، وَإِمَّا أَنْ يُكَفِّرَ عَنْهُ مِنْ ذُنُوْبِهِ بِقَدْرِ مَا دَعَا، مَا لَمْ يَدْعُ بِإِثْمٍ أَوْ قَطِيْعَةِ رَحِمٍ أَوْ يَسْتَعْجِلُ .)) قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَكَيْفَ يَسْتَعْجِلُ؟ قَالَ: ((يَقُوْلُ: دَعَوْتُ رَبِّيْ فَمَا اسْتَجَابَ لِيْ .)) [1]

''کوئی آدمی ایسا نہیں کہ جو اللہ کریم کو کسی دُعا کے ذریعے پکارتا نہ ہو مگر یہ ہے کہ اس کی دُعا کو ضرور قبول کرلیا جاتا ہے۔ چنانچہ یا تو اُس کی دُعا کو دنیا میں مؤخر کرلیا جاتا ہے یا آخرت میں اس کے لیے ذخیرہ کرلیا جاتا ہے یا پھر اُس کی دُعا کے مطابق اُس کے گناہوں کو معاف کردیا جاتا ہے۔ اور یہ اس وقت ہوتا ہے جب تک کہ بندہ کسی گناہ کے لیے دُعا نہ کرے یا قطعی رحمی کے لیے دُعا نہ کرے یا یہ ہے کہ وہ اس دُعا کی قبولیت کے لیے جلدی کا خواستگار نہ ہو۔ (کہے کہ ابھی قبول ہوجائے۔) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے دریافت کیا: اے اللہ کے حبیب و خلیل نبی! بندے کا دُعا کے معاملے میں جلدی کرنے کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا: بندہ کہتا ہے: لوجی! میں نے اپنے رب سے مانگا مگر اُس نے میری دُعا قبول ہی نہ کی۔''

یہاں حدیث مبارک میں جو آیا ہے کہ بندہ کہتا ہے: ((دَعَوْتُ رَبِّيْ فَمَا اسْتَجَابَ لِيْ .)) ..... ''میں نے اپنے رب سے دُعا کی مگر اس نے میری دُعا کو قبول ہی نہ کیا۔'' تو اس کا ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ بندہ یا

[1] صحيح سنن الترمذي، رقم: ٢٨٥٢۔ كتاب الدعوات، رقم: ٣٦٠٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو اللہ تعالیٰ کے بارے میں گمان کرتا ہے کہ وہ دُعا کے قبول کرنے میں بہت سست ہے..... یا پھر وہ مایوسی کا اظہار کرتا ہے اور یہ دونوں نظریات ہی قابل مذمت ہیں۔ اس لیے کہ جہاں تک پہلی بات کا تعلق ہے تو جان لینا چاہیے کہ: دُعا کی قبولیت کا ایک وقت مقرر ہے۔ جیسا کہ احادیث اور تاریخی واقعات سے ثابت ہے کہ جنابِ موسیٰ و ہارون علیہما السلام کی دُعا اور فرعون کی تباہی کے درمیان چالیس سال کا وقت گزر گیا تھا۔ اور جہاں تک مایوسی کا تعلق ہے تو جیسا کہ قرآن حکیم میں آتا ہے: ﴿ إِنَّهُ لَا يَيْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُوْنَ ۝ ﴾ [یوسف: ۸۷] ''بلاشبہ اللہ کی رحمت سے وہی لوگ ناامید ہوتے ہیں جو کافر ہیں۔'' اُس کی رحمت سے مایوس ہونے والا کافروں کی اس عادت کو اپنا لیتا ہے۔

دُعا مانگنے والے سے مطلوب یہ ہے کہ وہ (۱)..... دُعا کرنے سے اُکتا نہ جائے اور یہ کہ وہ (۲)..... خالص نیت کے ساتھ اور حضورِ قلبی کے ساتھ دُعا کرے۔ پھر یہ کہ وہ (۳)..... قبولیت کا پورا پورا یقین رکھے۔ اس لیے کہ (سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أُدْعُوا اللّٰهَ، وَأَنْتُمْ مُوْقِنُوْنَ بِالْإِجَابَةِ، وَاعْلَمُوْا أَنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَجِيْبُ دُعَاءً مِنْ قَلْبٍ غَافِلٍ لَاهٍ.)) [1]

''اللہ تعالیٰ سے تم لوگ یوں مانگو کہ قبولیت کا تمھیں پورا یقین ہو۔ اور جان رکھو کہ اللہ عزوجل کسی بھی غافل بے پرواہ دل کی دُعا کو قبول نہیں فرماتے۔''

(۴)..... دعا کی قبولیت میں رکاوٹ بننے والی چیزوں سے بچے۔ جیسا کہ ابھی ابھی تین چیزوں کے بارے میں ذکر ہوا۔ یعنی گناہ کی دُعا یا قطع رحمی کی دُعا یا پھر فوراً قبولیت کی جلدی۔ گناہ کی دُعا میں تمام قسم کے گناہ شامل ہیں۔ اسی طرح قطع رحمی میں تمام مسلمانوں کے تمام حقوق اور ان کے مظالم ہیں۔ دُعا کی قبولیت سے رکاوٹ بننے والے اُمور میں حرام مال اور حرام چیزوں کا کھانا بھی ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے: سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا، وَإِنَّ اللّٰهَ أَمَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ بِمَا أَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِيْنَ فَقَالَ: ﴿ يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۝ ﴾ [المؤمنون: ۵۱] وَقَالَ: ﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۝ ﴾ [البقرة: ۱۷۲] ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيْلُ السَّفَرَ

[1] صحيح سنن الترمذي، رقم: ۲۷۶۶۔ كتاب الدعوات، حديث: ۳۴۷۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أَشْعَثَ أَغْبَرَ يَمُدُّ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ يَا رَبِّ يَا رَبِّ، وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ، وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ، وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ، وَغُذِيَ بِالْحَرَامِ، فَأَنَّى يُسْتَجَابُ لِذَلِكَ؟)) ❶

''لوگو! بلاشبہ اللہ تعالیٰ پاک ہے (یعنی صفاتِ حدوث اور سماتِ نقص و زوال سے) اور پاک مال ہی قبول کرتا ہے۔ (یعنی حلال مال کو) اور اللہ ربّ العالمین نے تمام اہل ایمان و اسلام کو وہی حکم کیا ہے جو انبیائے مرسلین کو حکم فرمایا تھا۔ چنانچہ اللہ عزوجل نے فرمایا ہے:

﴿ يَاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۝ ﴾

[المؤمنون: ٥١]

''اے رسولو! پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ اور نیک عمل کرو، یقیناً میں اسے جو تم کرتے ہو، خوب جاننے والا ہوں۔''

اور پھر اہل ایمان کو حکم دیتے ہوئے فرمایا:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۝ ﴾ [البقرة: ١٧٢]

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! ان پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ جو ہم نے تمھیں عطا فرمائی ہیں اور اللہ کا شکر کرو، اگر تم صرف اس کی عبادت کرتے ہو۔''

پھر نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی کا (مثال دیتے ہوئے) ذکر فرمایا کہ جو لمبا سفر کرتا ہے (بیسیوں یا سینکڑوں میلوں کا) اور گرد و غبار سے اٹ جاتا ہے۔ اس دوران (کہ یہ حالت بندے کی اللہ تعالیٰ کو بہت اچھی لگتی ہے) وہ آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھا کر کہتا ہے: اے رب کریم! (رحم فرما۔ اور میری فلاں ضرورت پوری کر دے۔) حالانکہ کھانا اُس کا حرام کا ہوتا ہے اور پینا بھی اُس کا حرام کا ہوتا ہے۔ لباس کے حرام کا اور غذا اس کی حرام کی۔ تو بتلایئے! اس کی دُعا کیسے قبول ہوگی؟''

یعنی جس آدمی کی یہ حالت اور کیفیت ہو اس کی دُعا کہاں سے اور کیسے قبول ہوگی؟ ابراہیم بن اَدھم رحمہ اللہ سے پوچھا گیا: ہماری یہ حالت کیوں ہے کہ ہم دُعا کرتے ہیں مگر ہماری دعا قبول نہیں ہوتی؟ انھوں نے کہا: اس لیے کہ تم نے اللہ عزوجل کو خوب پہچان لیا مگر تم نے اس کی اطاعت و فرمانبرداری نہیں کی۔ تم نے رسول اللہ ﷺ کو بھی خوب پہچان لیا مگر تم نے آپ ﷺ کی سنت کی پیروی نہ کی۔ تم لوگوں نے قرآن کی بھی خوب معرفت

❶ أخرجه مسلم في كتاب الزكاة، باب قبول الصدقة من الكسب الطيب وتربتها، رقم: ٢٣٤٥۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاصل کر لی مگر اُس پر تم نے عمل نہ کیا۔ تم لوگوں نے اللہ کی نعمتوں کو خوب کھایا لیکن اُن کا شکر ادا نہ کیا۔ تم لوگوں نے جنت کو بھی پہچان لیا مگر اس کو طلب نہ کیا۔ تم لوگوں نے جہنم کی بھی پہچان حاصل کر لی مگر اُس سے دُور بھاگنے کا سامان نہ کیا۔ تم لوگوں نے شیطان کو بھی پہچان لیا مگر اس سے جنگ نہ کی، بلکہ تم اس کی ہاں میں ہاں ملاتے رہے۔ تم لوگوں نے موت کو بھی پہچان لیا مگر اس کے لیے کوئی تیاری نہ کی۔ تم لوگ مُردوں کو اپنے ہاتھوں دفن کرتے رہے لیکن ان سے عبرت حاصل نہ کی۔ تم نے اپنے عیب کھلے چھوڑے رکھے لیکن لوگوں کے عیبوں کے ساتھ مشغول رہے۔

اسی طرح چاہیے کہ بندہ اپنی دُعا میں ناجائز الفاظ کے ساتھ زیادتی نہ کرے۔ مثلاً: یوں نہ کہے: اللہ! اگر تو چاہتا ہے تو اس دعا کو قبول کر لے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے؛ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا دَعَا أَحَدُكُمْ فَلْيَعْزِمِ الْمَسْأَلَةَ، وَلَا يَقُولَنَّ: اللّٰهُمَّ إِنْ شِئْتَ فَأَعْطِنِي، فَإِنَّهُ لَا مُسْتَكْرِهَ لَهُ.)) [1]

''تم میں سے جب کوئی آدمی دُعا کرے تو اسے چاہیے کہ پرعزم ہو کر (اللہ تعالیٰ سے) مانگے۔ اور یہ بات نہ کہے: اے اللہ! اگر تو چاہتا ہے تو مجھے عطا کر دے (اور نہیں چاہتا تو نہ دے۔) اس لیے کہ: اللہ عزوجل کو کوئی مجبور تو نہیں کر سکتا ناں!''۔

اور حدیث شریف میں یہ بھی ہے: دُعا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ وہ دُعا میں اچھے طریقے کے ساتھ مانگنے کی پوری کوشش کرے اور قبولیت کی پوری اُمید رکھے۔ اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ اس لیے کہ وہ سب سے بڑے سخی سے مانگ رہا ہوتا ہے۔

ابن عیینہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کسی شخص کو اس کے جی میں اپنے گناہوں کا علم دعا سے روک نہ دے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے تو اپنی تمام مخلوق کے سب سے برے فرد..... شیطان ..... کی دُعا کو بھی قبول کر لیا تھا، جب اس نے کہا تھا:

﴿ قَالَ اَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝ قَالَ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ۝ ﴾ [الأعراف: ١٤-١٥]

''اس نے کہا مجھے اس دن تک مہلت دے جب یہ اٹھائے جائیں گے۔ فرمایا بے شک تو مہلت دیے جانے والوں سے ہے۔''

دعا مانگنے والے آدمی کو یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ: دعا کی قبولیت کے کچھ اوقات دوسرے وقتوں سے، کچھ

[1] أخرجه البخاري في كتاب الدعوات، باب: ليعزم المسألة، فإنه لا مُكره له۔ رقم: ٦٣٣٨۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حالتیں دوسری حالتوں سے اور کچھ مقامات دوسرے مقامات سے زیادہ فضیلت والے ہیں۔ ان اوقات، حالتوں اور جگہوں پر غالباً دعا قبول ہو جاتی ہے۔ اوقات میں سے جیسے کہ: رات کا آخری تیسرا پہر۔ اذان اور اقامت کا درمیانی وقت، روزے کی افطاری کے وقت، جمعہ والے دن ایک گھڑی اور لیلۃ القدر وغیر ذلک۔

حالتوں میں سے جیسے کہ: سجدہ کی حالت میں، سفر اور بیماری کی حالت، مجبوری کی حالت میں، حالت جہاد و قتال میں وغیر ذلک۔ مقامات میں سے جیسے کہ: بیت اللہ الحرام کا مقام ملتزم، صفا پہاڑی پر، مروہ پر، عرفات میں اور جمرات کے پاس وغیرہ ذلک۔ اسی طرح دُعا کو بار بار دہرانا بھی مسنون ہے جیسا رسول اللہ ﷺ کیا کرتے تھے۔ چنانچہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ دعا کو تین تین بار دہرانا پسند فرماتے اور کہتے:

((اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ ، اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ ، اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ .)) [1]

''اے اللہ! تو قریش سے خود بنٹ لے۔ اے اللہ! تو قریش سے خود نبٹ لے۔ اے اللہ! تو قریش کا مواخذہ فرما۔''

دعا کرنے والے کو یہ بات نہیں بھولنا چاہیے کہ دعا میں کم سے کم مطلوب اجر و ثواب کا حصول ہوتا ہے۔ دعا کے حکم کو بجالاتے ہوئے کہ جو دراصل ہے ہی عبادت۔

اپنے بندوں کے ساتھ اللہ ربّ العالمین کی یہ رحمت ہے کہ وہ مجبور آدمی کی دُعا کو قبول کر لیتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا:

﴿ اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝ ﴾ [النمل: ٦٢]

''یا وہ جو لاچار کی دعا قبول کرتا ہے، جب وہ اسے پکارتا ہے اور تکلیف دور کرتا ہے اور تمھیں زمین کے جانشین بناتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی (اور) معبود ہے؟ بہت کم تم نصیحت قبول کرتے ہو۔''

یعنی ایک اللہ عزوجل کے سوا کون ہے وہ ذات کہ مجبور آدمی صرف اسی کی طرف ہی ملتجی ہوتا ہو؟ اور کون ہے جو اُس ربّ کریم کے سوا دکھیوں کے دُکھ اور برائیوں کو دُور کر سکے؟ وہ صرف اللہ ربّ العالمین ہی ہے کہ جسے تنگیوں اور سختیوں کے وقت پکارا جاتا ہے۔ اور مصیبتوں کے وقت جس سے اُمید رکھی جاتی ہے کہ وہی مصیبتوں کو ٹالے گا۔ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم اپنی دعاؤں کو کس کے سامنے پیش کریں؟ فرمایا:

[1] أخرجه مسلم في كتاب الجهاد والسير، باب: ما لقي النبي ﷺ من أذي المشركين والمنافقين، رقم: ٤٦٥١ - ٩٩٧ -

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((أُدْعُوا إِلَى اللّٰهِ وَحْدَهُ الَّذِي إِنْ مَسَّكَ ضُرٌّ، فَدَعَوْتَه، كَشَفَ عَنْكَ . وَالَّذِي إِنْ ضَلَلْتَ بِأَرْضٍ قَفْرٍ، دَعَوْتَهُ، رَدَّ عَلَيْكَ . وَالَّذِي إِنْ أَصَابَتْكَ سِنَةٌ، فَدَعَوْتَهُ، أَنْبَتَ عَلَيْكَ .)) ❶

''اپنی دعائیں ایک اللہ عزوجل وحدہ لاشریک لہ کے سامنے پیش کرو، وہ ذات کہ اگر تجھے کوئی تکلیف دُکھ پہنچ جائے اور تو نے اس کو پکارا تو وہ تجھ سے اس دُکھ کو دور کر دے گا۔ اور اللہ کریم وہی ذاتِ اقدس ہے کہ اگر تو کسی بیابان زمین میں بھٹک جائے اور اس کو پکارے تو وہ ضرور تجھے وہاں سے نکال لے گا۔ اور اللہ ربّ العزت وہ ذات ہے کہ اگر تجھے قحط سالی آ گھیرے اور تو اُس کو پکارے تو وہ تجھ پر پانی کی بارش کر دے۔''

دُعا رزق کمانے کا ایک ذریعہ بھی ہے۔ اس لیے کہ دُعا اس رزق دینے والے اللہ ربّ العالمین سے رزق مانگنے کا وسیلہ ہے کہ جس کے ہاتھ میں رزق ہے اور بغیر حساب کے رزق دے دیتا ہے۔

اُمّ المؤمنین سیّدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی مکرم ﷺ جب صبح کی نماز پڑھا کر سلام پھیرتے تو کہتے:

((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا، وَرِزْقًا طَيِّبًا، وَعَمَلًا مُتَقَبَّلًا .)) كَذٰلِكَ كَانَ ﷺ يَقُولُ: ((أَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنَ الْفَقْرِ وَالْقِلَّةِ وَالذِّلَّةِ وَأَعُوذُبِكَ مِنْ أَنْ أَظْلِمَ أَوْ أُظْلَمَ .)) ❷

''اے اللہ! میں تجھ سے نفع بخش علم، پاکیزہ رزق اور مقبول عمل کا سوال کرتا ہوں۔'' اسی طرح آپ اس طرح بھی کہتے: ''اے اللہ! میں تجھ سے فقر و فاقہ، رزق کی قلت اور ذلت و رسوائی سے پناہ مانگتا ہوں۔ اسی طرح میں تجھ سے اس بات کی بھی پناہ مانگتا ہوں کہ میں ظلم کروں یا مجھ پر ظلم کیا جائے۔''

رسول اللہ ﷺ بنفسِ اطہر اللہ ربّ کریم سے دُعا کرتے کہ اللہ تعالیٰ انھیں پاکیزہ رزق عطا فرمائے اور آپ فقر و فاقہ سے اللہ کی پناہ مانگتے۔ سیّدنا علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ؛ ایک ایسا غلام آپ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا کہ جس نے اپنے مالک سے کچھ رقم دے کر آزادی کے لیے لکھ لکھا کر رکھا تھا۔ اور کہنے لگا: میں اپنی مکاتبت سے عاجز آ گیا ہوں آپ میری مدد فرمائیں۔ (یعنی جس مبلغ کے بدلے میں نے آزاد ہونا تھا وہ مبلغ پورا نہیں ہو رہا اور مدت ختم ہونے والی ہے۔) سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے اُس سے کہا: کیا میں تمھیں وہ الفاظ نہ سکھا دوں جو مجھے

---

❶ المسند، رقم: ٢٠٥١٤، وقال حمزة أحمد الزين: إسناده صحيح۔

❷ صحيح سنن ابن ماجه، رقم: ٧٥٣۔ صحيح الجامع الصغير، رقم: ١٢٨٧۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ نے سکھائے تھے؟ اگر تمہارے اوپر کسی پہاڑ برابر بھی قرض وغیرہ ہوگا تو اللہ کریم تیری دُعا سن کر اسے ادا کر دے گا۔ (اس شخص نے کہا جی ہاں سکھلایئے! تو) آپ نے فرمایا: کہو:

((أَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ ، وَأَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ .)) ❶

''اے اللہ! مجھے رزق حلال کے ساتھ حرام سے محفوظ فرما لے اور مجھے اپنے فضل کے ساتھ اپنے غیر سے مستغنی فرما دے۔''

دیکھئے! امیر المؤمنین سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے اس مکاتب غلام کو سکھایا کہ اگر وہ ان الفاظ سے اللہ تعالیٰ کو پکارے گا اور اس کی مدد طلب کرے گا تو اللہ تعالیٰ اُس کے قرض اور مالِ مکاتبت کا ضرور انتظام فرما دے گا چاہے پہاڑ کے برابر کیوں نہ ہو۔ اور یہ کہ وہ اللہ کے علاوہ کسی اور پر بھروسہ نہ کرے۔

دعا کرنے والے پر یہ بھی لازم ہے کہ وہ ایک اہم ترین بات کا بھی ضرور خیال کرے۔ اور وہ یہ ہے کہ دُعا کے آغاز میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد وثناء ضرور کرے اور نبی مکرم محمد رسول اللہ ﷺ پر دُرود ضرور پڑھے۔ نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی کو سنا کہ وہ اپنی نماز میں دعا مانگ رہا ہے۔ مگر اُس نے نہ ہی تو اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی اور نہ ہی آپ ﷺ پر دُرود پڑھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((عَجَّلَ هٰذَا .)) ثُمَّ دَعَاهُ فَقَالَ لَهُ ـ أَوْ لِغَيْرِهِ ـ : ((إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِتَحْمِيْدِ رَبِّهِ جَلَّ وَعَزَّ وَالثَّنَاءِ عَلَيْهِ ، ثُمَّ يُصَلِّيْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ، ثُمَّ يَدْعُوْ بَعْدُ بِمَا شَاءَ .)) ❷

''اس شخص نے جلدی کی ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے اسے بلوا کر اس سے فرمایا: (یا اس کے علاوہ کسی اور شخص سے) تم میں سے جب کوئی شخص نماز پڑھے تو اُسے چاہیے کہ اپنے رب کریم وعلا کی پہلے حمد و ثناء کرے، پھر میرے اوپر درود ((أَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ ..... إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ .)) پڑھے۔ اس کے بعد جو چاہے اللہ کریم سے مانگے۔''

(۲۵)..... اللہ تعالیٰ کی مبغوض ترین مخلوق ..... خوارج:

رسول اکرم ﷺ کے آزاد کردہ غلام عبید اللہ بن ابی رافع بیان کرتے ہیں کہ:

((أَنَّ الْحَرُوْرِيَّةَ لَمَّا خَرَجَتْ وَهُوَ مَعَ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ رضی اللہ عنہ قَالُوْا: لَا حُكْمَ

---

❶ صحيح سنن الترمذي، رقم: ٢٨٢٢۔

❷ صحيح سنن أبي داؤد، رقم: ١٣١٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إِلَّا لِلّٰهِ . قَالَ عَلِيٌّ: كَلِمَةُ حَقٍّ أُرِيْدُ بِهَا بَاطِلٌ، إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَصَفَ نَاسًا إِنِّيْ لَأَعْرِفُ صِفَتَهُمْ فِيْ هٰؤُلَاءِ، يَقُوْلُوْنَ الْحَقَّ بِأَلْسِنَتِهِمْ لَا يَجُوْزُ هٰذَا مِنْهُمْ ـ وَأَشَارَ إِلٰى حَلْقِهِ ـ مِنْ أَبْغَضِ خَلْقِ اللّٰهِ إِلَيْهِ .)) ❶

''حروریہ جب نکلے اور میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا، تو حروریہ نے کہا: لاحکم الا للہ (یعنی اللہ کے سوا کسی کا حکم نہیں)۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ کلمہ حق ہے مگر ان کا ارادہ باطل ہے اور رسول اللہ ﷺ نے چند لوگوں کے وصف بیان کیے تھے، یقیناً میں ان میں ان کی صفات کو بخوبی پہچانتا ہوں اپنی زبانوں سے حق کہیں گے مگر حق اس جگہ سے تجاوز نہیں کرے گا اور اپنے حلق کی طرف اشارہ کیا (یعنی حلق سے تجاوز نہیں کرے گا) اللہ کی مخلوق میں سے سب سے زیادہ مبغوض اللہ کے ہاں یہی ہیں۔''

شرح .....: خوارج ❷ جمع ہے خارجۃ کی بمعنی گروہ، مراد وہ بدعی قوم ہے جن کو دین سے اور مسلمانوں کی جماعت اور امرائے اسلام کے خلاف خروج کرنے کی وجہ سے یہ نام دیا گیا۔

ان کی اصلی بدعت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے خلاف تھی پھر یہ عقیدہ بنا لیا کہ جن لوگوں کے عقائد ہمارے جیسے نہیں وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں اور ان کے مال و دولت اور گھر والے حلال ہیں۔ چنانچہ بالفعل ایسا کام کیا اور جو مسلمان ان کے پاس سے گزرتے انہیں بے دریغ قتل کرتے رہے۔

ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے مقرر کردہ اس علاقہ کے گورنر عبداللہ بن خباب بن ارت اپنی حاملہ لونڈی کے ساتھ ان کے پاس سے گزرے تو انہوں نے عبداللہ کو قتل کر دیا اور لونڈی کا پیٹ پھاڑ دیا بچہ اور ماں دونوں ہی مر گئے چنانچہ یہ بات حضرت علی کو پہنچی تو لشکر لے کر نہروان کے مقام پر ان کو جا پکڑا۔

مسلمانوں کے قریباً دس آدمی شہید ہوئے اور خارجیوں کے دس سے کم آدمی باقی بچے۔

خوارج حضرت علی کی خلافت میں روپوش رہے اور اپنی قوت جمع کرتے رہے حتیٰ کہ ان کا ساتھی عبدالرحمان بن ملجم، جس نے علی رضی اللہ عنہ کو قتل کیا تھا، وہ صبح کی نماز میں مسجد میں ہی تھا مگر کسی کو پہچان نہ ہو سکی اور جب حضرت معاویہ اور حضرت حسن کی صلح ہوئی تو ایک گروہ نے پھر سر اٹھایا۔ چنانچہ ''نجیلہ'' کے مقام پر شامی لشکر نے جنگ کر کے انہیں پھر روپوش ہونے پر مجبور کر دیا۔

جب تک حضرت معاویہ اور ان کے بیٹے یزید کی حکومت رہی اور عراق کا گورنر زیاد اور اس کا بیٹا عبیداللہ رہا

---

❶ أخرجه مسلم في كتاب الزكاة، باب: التحريض على قتل الخوارج، رقم: ٢٤٦٨.

❷ فتح الباری ص ٢٨٣ـ ٢٨٦، ١٢/ نووی شرح مسلم ص ١٦٩ـ ١٧٠، ٧.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو اس وقت تک چھپے رہے، اسی دوران زیاد اور اس کے بیٹے نے خارجیوں کے ایک گروہ پر حملہ کیا اور انہیں تباہ و برباد کر کے رکھ دیا اور لمبی لمبی قیدیں سنائیں۔

یزید کی وفات کے بعد اختلاف ہوا اور خلافت کی زمام حضرت عبداللہ بن زبیر کے ہاتھ آئی چنانچہ بعض شامیوں کے علاوہ باقی سب شہروں نے ان کی اطاعت کو قبول کیا لیکن مروان نے حملہ کر کے شام کا پورا علاقہ مصر تک فتح کر لیا۔ اسی اثناء میں عراق میں خارجی نافع بن ازرق اور یمامہ میں نجدہ بن عامر کی قیادت میں اٹھ کھڑے ہوئے۔

نجدہ نے خارجیوں کے عقائد میں اس عقیدے کا اضافہ کر دیا کہ اگرچہ کوئی انسان ہمارے عقائد کا حامل ہو مگر وہ مسلمانوں کے خلاف جنگ میں حصہ نہیں لیتا تو وہ کافر ہے نیز چور کا ہاتھ بغل تک کاٹا جائے گا، حیض کے دنوں کی رہی ہوئی نمازیں عورت کو بعد میں پڑھنا ہوں گی اور انسان امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر قادر ہونے کے باوجود نہیں کرتا تو وہ کافر ہے اور جو قدرت نہیں رکھتا وہ کبیرہ گناہ کا مرتکب ہے۔ ان کے نزدیک کبیرہ کا مرتکب بھی کافر ہی ہے۔

ان لوگوں نے ذمیوں کے مال و دولت کو اور مشرکین سے قتال کو چھوڑ دیا اور جو لوگ اسلام کی طرف نسبت رکھتے تھے ان سے لڑنا اور جھگڑنا شروع کر دیا، ان کو قتل کرنا، قیدی بنانا اور مال لوٹنا درست قرار دیا۔ خارجیوں پر کڑے وقت آتے رہے حتیٰ کہ مہلب بن ابی صفرہ کو ان کے خلاف لشکر دے کر بھیجا گیا، مقابلہ ہوا اور خارجیوں کو شکست کا منہ دیکھنا پڑا، جس کی وجہ سے ان کی تعداد آٹے میں نمک کی طرح رہ گئی لیکن بعد میں یہ لوگ پھر آہستہ آہستہ بڑھنا شروع ہو گئے اور خارجیوں سے کئی فرقوں نے جنم لیا۔ چنانچہ ابن حزم رحمہ اللہ کا بیان ہے: ان کے سردار نجدہ بن عامر کے عقائد حسب ذیل تھے (۱) جو صغیرہ گناہ کا ارتکاب کرتا ہے اسے آگ کے علاوہ کوئی اور سزا دی جائے گی (۲) جس نے چھوٹے گناہ پر ہمیشگی کی تو اس کی سزا کبیرہ گناہ والے کی طرح ہمیشہ آگ میں رہنا ہے اور بعض خارجی تو اپنے فاسد عقائد میں اتنے بڑھ گئے کہ نمازوں کا انکار کر بیٹھے، صرف صبح اور شام کی نماز پڑھنے کے قائل رہے، بعض خارجیوں نے اپنی پوتی، بھتیجی اور بہن سے نکاح تک جائز قرار دیا۔ بعض نے قرآنی سورت یوسف کا انکار کر دیا اور ان کے ہاں جس نے زبان سے لا الہ الا اللہ کہا خواہ وہ دل سے کفریہ عقائد رکھتا ہو تو وہ اللہ کے ہاں مومن شمار ہوگا۔

رسول اکرم ﷺ نے کئی احادیث میں خارجیوں کا تذکرہ کیا چنانچہ ایک موقع پر آپ ﷺ مسلمانوں کے درمیان مال غنیمت تقسیم کر رہے تھے کہ ایک آدمی دھنسی ہوئی آنکھوں والا، پھولے رخساروں والا، بلند

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیشانی، گھنی داڑھی والا اور سر مونڈا ہوا، آیا اور کہنے لگا: اے محمد ﷺ! اللہ سے ڈرو۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ بَعَثَ عَلِيٌّ رضی اللہ عنہ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِذُهَيْبَةٍ فَقَسَمَهَا بَيْنَ الْأَرْبَعَةِ الْأَقْرَعِ ابْنِ حَابِسٍ الْحَنْظَلِيِّ ثُمَّ الْمُجَاشِعِيِّ وَعُيَيْنَةَ بْنِ بَدْرٍ الْفَزَارِيِّ وَزَيْدِ الطَّائِيِّ ثُمَّ أَحَدِ بَنِي نَبْهَانَ وَعَلْقَمَةَ بْنِ عُلَاثَةَ الْعَامِرِيِّ ثُمَّ أَحَدِ بَنِي كِلَابٍ فَغَضِبَتْ قُرَيْشٌ وَالْأَنْصَارُ قَالُوا يُعْطِي صَنَادِيدَ أَهْلِ نَجْدٍ وَيَدَعُنَا قَالَ إِنَّمَا أَتَأَلَّفُهُمْ فَأَقْبَلَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ نَاتِئُ الْجَبِينِ كَثُّ اللِّحْيَةِ مَحْلُوقٌ فَقَالَ اتَّقِ اللَّهَ يَا مُحَمَّدُ فَقَالَ مَنْ يُطِعِ اللَّهَ إِذَا عَصَيْتُ أَيَأْمَنُنِي اللَّهُ عَلَى أَهْلِ الْأَرْضِ فَلَا تَأْمَنُونِي فَسَأَلَهُ رَجُلٌ قَتْلَهُ أَحْسِبُهُ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ فَمَنَعَهُ فَلَمَّا وَلَّى قَالَ إِنَّ مِنْ ضِئْضِيءِ هَذَا أَوْ فِي عَقِبِ هَذَا قَوْمٌ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ مُرُوقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ يَقْتُلُونَ أَهْلَ الْإِسْلَامِ وَيَدَعُونَ أَهْلَ الْأَوْثَانِ لَئِنْ أَنَا أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ.)) [1]

''ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے کچھ مال نبی کریم ﷺ کی خدمت میں (ملک یمن سے) بھیجا۔ آپ نے اسے چار حصوں میں تقسیم کر دیا۔ کچھ اقرع بن حابس کچھ عیینہ بن بدر کچھ زید طائی کچھ بنی نبھان اور علقمہ بن علاثہ کو دیا۔ اور پھر بنی کلاب کے ایک آدمی کو دیا تو قریش اور انصار غصے میں آ گئے۔ انہوں نے کہا آپ اہل نجد کو تو دیتے ہیں اور ہمیں چھوڑتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں تالیف قلب کے لیے ایسا کر رہا ہوں۔ تو ایک دھنسی ہوئی آنکھوں، پھولے ہوئے رخساروں، بلند پیشانی گھنی داڑھی اور مونڈے ہوئے سر والا آدمی آیا اور کہنے لگا ''اے محمد! اللہ سے ڈرو'' آپ ﷺ نے فرمایا: اگر میں ہی اس کی نافرمانی کروں گا تو پھر اس کی اطاعت کون کرے گا؟ اللہ تعالیٰ نے تو مجھے زمین والوں پر امانت دار سمجھ کر بھیجا مگر تم مجھے امین نہیں سمجھتے۔ یہ بات سن کر ایک صحابی نے (میرا خیال ہے کہ وہ خالد بن ولید تھے) آپ ﷺ سے اس کو قتل کرنے کی اجازت مانگی، آپ ﷺ نے منع کر دیا۔ چنانچہ جب وہ چلا گیا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اس شخص کی نسل سے ایسے لوگ پیدا ہوں گے، جو ظاہر میں قرآن پڑھیں گے مگر قرآن ان کے حلق کے نیچے نہیں اترے گا۔ یہ لوگ دین اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر جانور کے پار ہو جاتا ہے۔ مسلمانوں

[1] أخرجه البخاري في كتاب الأنبياء، باب: قول الله تعالى: ﴿وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ﴾، رقم: ٣٣٤٤.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو قتل کریں گے اور بتوں کے پجاریوں کو چھوڑ دیں گے، اگر میں نے ان کا زمانہ پایا تو جیسے قوم عاد والے ہلاک کیے گئے (کوئی نہ بچا) اسی طرح میں ان کو قتل کروں گا (کسی کو نہیں چھوڑوں گا)۔''

معلوم ہوا کہ اس آدمی کی نسل سے خارجی لوگ نکلیں گے جو خلفاء کے باغی، مسلمانوں کے قاتل اور مشرکین کو چھوڑ دینے والے ہوں گے چنانچہ آنحضرت ﷺ نے پیشین گوئی کی تھی اس لیے ایسے ہی ہوا۔ مذکورہ حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر رسول اکرم ﷺ کی زندگی میں یہ لوگ نکلتے تو آپ ﷺ قوم عاد کی طرح ان کی جڑیں اکھیڑ دیتے۔

ان کے قتل میں ثواب ملتا ہے چنانچہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((يَأْتِي فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ حُدَثَاءُ الْأَسْنَانِ سُفَهَاءُ الْأَحْلَامِ يَقُولُونَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ لَا يُجَاوِزُ إِيمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ فَأَيْنَمَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ فَإِنَّ قَتْلَهُمْ أَجْرٌ لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ .)) ❶

''آخر زمانہ میں نوعمر قوم آئے گی، بیوقوف ہوں گے، بات تو وہ کہیں گے جو ساری مخلوق سے بہتر ہوگی لیکن وہ دین اسلام سے اس طرح صاف نکل جائیں گے جیسے تیر جانور کے پار نکل جاتا ہے، (اس پر کچھ نہیں لگا رہتا) ایمان ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ چنانچہ جہاں تم انہیں پاؤ تو قتل کر ڈالو (کیونکہ) جنہوں نے ان کو قتل کیا ان کے لیے قیامت کے روز اجر ہے۔''

ان کی دیگر علامات میں یہ بھی ہے کہ نماز، روزہ اور تلاوت قرآن اور دیگر نیک اعمال میں مبالغہ سے کام لیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((يَخْرُجُ فِيكُمْ قَوْمٌ تَحْقِرُونَ صَلَاتَكُمْ مَعَ صَلَاتِهِمْ وَصِيَامَكُمْ مَعَ صِيَامِهِمْ وَعَمَلَكُمْ مَعَ عَمَلِهِمْ وَيَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ وَيَنْظُرُ فِي الْقِدْحِ فَلَا يَرَى شَيْئًا وَيَنْظُرُ فِي الرِّيشِ فَلَا يَرَى شَيْئًا وَيَتَمَارَى فِي الْفُوقِ .)) ❷

''تم میں ایسی قوم نکلے گی کہ تم اپنی نمازیں ان کی نمازوں کے مقابلہ میں اور روزہ ان کے روزہ کی

---

❶ أخرجه البخاري في كتاب المناقب، باب: علامات النبوة في الإسلام، رقم: ٣٦١١.

❷ أخرجه البخاري في كتاب فضائل القرآن، باب: إثم من راءى بقراءة القرآن، أو تأكل به، أو فجر به، رقم: ٥٠٥٨.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نماز اور اصحاب ان کے اعمال کے مقابلہ میں حقیر سمجھو گے، قرآن کی تلاوت کریں گے (لیکن) قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، دین سے ایسے صاف نکل جائیں گے جیسے تیر جانور کے پار ہو جاتا ہے اور وہ بھی اتنی صفائی کے ساتھ کہ تیر چلانے والا تیر کے پھل کو دیکھتا ہے تو اس میں بھی شکار کے خون وغیرہ کا کوئی اثر دکھائی نہیں دیتا۔ اگر اس کے اوپر دیکھتا ہے تو بھی کچھ نظر نہیں آتا۔ تیر کے پر کو دیکھتا ہے تو بھی وہاں کچھ نظر نہیں آتا۔ بس سوفار میں کچھ شبہ گزرتا ہے۔'' (تیر کا وہ حصہ جہاں چلہ لگایا جاتا ہے اسے سوفار کہتے ہیں۔)

جہاں بھی تم انہیں پاؤ تو قتل کر ڈالو (کیونکہ) ان کے قاتل کے لیے قیامت کے دن ثواب ہے۔

آنحضرت ﷺ کے اس فرمان کے متعلق امام نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: اس حکم سے خوارج اور باغیوں کے قتل کا وجوب ثابت ہوتا ہے اور یہی علماء کا اجماع ہے۔

قاضی عیاض رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: علماء کا اجماع ہے کہ خارجی یا ان کی مثل کوئی بدعتی، جب بھی خلیفہ کے خلاف بغاوت کرے اور جماعت کی مخالفت کرے اور اتحاد کی لاٹھی توڑ دے تو ان کو ڈرانے اور دھمکانے کے بعد قتل کرنا واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتَّىٰ تَفِيءَ إِلَىٰ أَمْرِ اللَّهِ ﴾ [الحجرات: ۹]

''تو اس جماعت سے لڑو جو باغی ہے حتیٰ کہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے۔''

ہاں یہ بات بھی ہے کہ ان کے زخمیوں کو قتل نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی شکست کھا کر بھاگنے والوں کا پیچھا کیا جائے گا، ان کے قیدیوں کو بھی قتل نہیں کیا جائے گا، ان کے اموال بھی جائز نہیں اور جو لوگ اطاعت سے نہ نکلیں اور نہ ہی لڑائی کے لیے کھڑے ہوں تو انہیں محض وعظ و نصیحت کی جائے گی اور باطل عقائد اور بدعتوں سے رجوع کرنے کی تلقین کی جائے گی۔

یہ حکم اس وقت تک ہے جب تک بدعت کی وجہ سے کافر نہیں ہو جاتے چنانچہ جب دائرہ اسلام سے خارج ہو جائیں گے تو ان کا حکم مرتد والا ہو جائے گا۔

(۲۶)..... تین قسم کے لوگ اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں:

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((أَبْغَضُ النَّاسِ إِلَى اللَّهِ ثَلَاثَةٌ . مُلْحِدٌ فِي الْحَرَمِ وَمُبْتَغٍ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْجَاهِلِيَّةِ وَمُطَّلِبُ دَمِ امْرِءٍ بِغَيْرِ حَقٍّ لِيُهَرِيْقَ دَمَهُ .)) ❶

''اللہ سب سے زیادہ تین آدمیوں سے بغض رکھتا ہے۔ (ایک) جو حرم میں الحاد (بے اعتدالی) کرے، (دوسرا) وہ جو مسلمان ہو کر جاہلیت کی رسموں کو تلاش کرے اور (تیسرا) وہ شخص ہے جو کسی آدمی کا ناحق خون کرنے کے لیے اس کے پیچھے لگے۔''

(۱) حرم میں الحاد کرنے والا.....: اس سے مراد وہ انسان ہے جو حرم کی حدود میں صغیرہ گناہوں سے لے کر کفریہ غلطیاں تک کر گزرتا ہے۔ یا ایسا عمل کرتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حرم میں حرام قرار دیا ہے۔ مسجد حرام کے متعلق فرمایا:

﴿ وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِإِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ أَلِيْمٍ ۝ ﴾ [الحج: ۲۵]

''اور جو بھی ظلم کے ساتھ وہاں الحاد کا ارادہ کرے ہم اسے دردناک عذاب چکھائیں گے۔''

رسول اللہ ﷺ نے مکہ کے متعلق فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ مَكَّةَ فَلَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِي وَلَا تَحِلُّ لِأَحَدٍ بَعْدِي وَإِنَّمَا أُحِلَّتْ لِي سَاعَةً مِنْ نَّهَارٍ لَا يُخْتَلَى خَلَاهَا وَلَا يُعْضَدُ شَجَرُهَا وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا وَلَا تُلْتَقَطُ لُقَطَتُهَا إِلَّا لِمُعَرِّفٍ .)) ❷

''یقیناً اللہ تعالیٰ نے مکہ کو حرم قرار دیا ہے چنانچہ یہ مجھ سے پہلے بھی کسی کے لیے حلال نہیں تھا اور نہ ہی میرے بعد ہوگا، صرف میرے لیے دن کی ایک گھڑی حلال کی گئی تھی۔ اس کی گھاس اور درخت کو نہ کاٹا جائے اور نہ ہی اس کے شکار کو بھگایا جائے اور یہاں پر گری چیز بھی سوائے اعلان کرنے والے کے اور کوئی نہیں اٹھا سکتا۔''

عوفی، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے (بظلم) کی وضاحت بیان کرتے ہیں کہ حرم میں برائی یا قتل کو حلال سمجھنا اور جس نے ظلم نہیں کیا اس پر ظلم کرنا اور جس نے قتل نہیں کیا، اسے قتل کرنا، چنانچہ جب بھی کوئی شخص حرم کی حدود میں ایسی حرکت کرے گا تو اس کے لیے دردناک عذاب تیار کیا گیا ہے۔

بعض لوگ حرم میں کھانا ذخیرہ کرنے کو الحاد قرار دیتے ہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ ہم گفتگو کیا کرتے تھے کہ حرم میں بات بات پر قسم اٹھانا الحاد ہے، اسی لیے

---

❶ أخرجه البخاري في كتاب الديات، باب من طلب دم امرئ بغير حق.

❷ أخرجه البخاري في كتاب جزاء الصيد، باب: لا يُنفَّر صيد الحَرَم، رقم: ۱۸۳۳.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے دو خیمے ہوتے تھے ایک حرم میں اور دوسرا حرم کی حدود سے باہر۔ چنانچہ نماز پڑھنے کے لیے حرم کے خیمہ اور دیگر امور کے لیے دوسرے خیمے میں چلے جاتے تاکہ حرم میں بات بات پر قسمیں اٹھانے سے بچ سکیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے بہت بڑا گناہ شمار کیا ہے۔

اسی طرح حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے بھی دو خیمے تھے، ایک حرم میں اور دوسرا باہر ہوتا تھا چنانچہ جب اپنے گھر والوں کو ڈانٹنا ہوتا تو باہر والے خیمے میں جا کر ڈانٹتے اور جب عبادت کا ارادہ کرتے تو حرم والے خیمہ میں چلے جاتے، چنانچہ جب ان سے یہ بات پوچھی گئی تو جواب دیا: ہم گفتگو کیا کرتے تھے کہ حرم میں بات بات پر قسمیں اٹھانا الحاد میں شمار ہوتا ہے۔

مکہ میں جیسے نیکی کا ثواب بڑھ جاتا ہے ایسے ہی معصیت کا گناہ بھی زیادہ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ یہاں پر کی گئی نافرمانی دوگنے گناہ کی حامل ہوتی ہے ایک تو غلطی کا گناہ اور دوسرا بلد حرام کی حرمت پامال کرنے کا گناہ۔

گو یہ اشیاء بھی الحاد میں شامل ہیں مگر مذکورہ حدیث میں الحاد کی بابت عمومیت ہے بلکہ جو ان سے بھی کبیرہ گناہ ہیں ان پر بھی تنبیہ کی گئی ہے، اسی لیے تو جب ہاتھی والوں نے بیت اللہ گرانا چاہا تو ان کی تدبیر کو اللہ تعالیٰ نے بے کار کر کے رکھ دیا۔

﴿ وَأَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا أَبَابِيلَ ○ تَرْمِيهِم بِحِجَارَةٍ مِّن سِجِّيلٍ ○ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّأْكُولٍ ○ ﴾ [الفیل: ۳ تا ۵]

''اور (اللہ تعالیٰ نے) ان پر پرندوں کے جھرمٹ بھیج دیے جو انہیں پتھر اور کنکریاں مار رہے تھے پس انہیں کھائے ہوئے بھوسے کی طرح کر دیا۔''

یعنی انہیں تباہ و برباد کر دیا اور بیت اللہ کو گرانے کی تدبیر کو ناکارہ اور ضائع کر دیا اور جو اس کے ساتھ برائی کا ارادہ رکھتا ہے اس کے لیے انہیں نشان عبرت بنا دیا۔

(۲) مسلمان ہونے کے باوجود جاہلیت کی رسم تلاش کرنے والا:..... وہ شخص مراد ہے کہ اس کا حق کسی کے پاس ہو مگر اپنے حق کا مطالبہ کسی اور سے ہو یعنی اس کے والد یا اولاد یا کسی قریبی سے طلب کر رہا ہو۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ انسان مراد ہے جو جاہلیت کی رسم کو پھیلانا اور زندہ کرنا چاہتا ہے۔

(جاہلیت کی رسم) یہ اسم جنس ہے اس کے تحت ہر وہ کام آ جاتا ہے جس پر جاہلیت والے اعتماد کرتے تھے مثلاً پڑوسی کے بدلہ میں دوسرے پڑوسی کو پکڑنا، حلیف کو اس کے حلیف کے بدلہ میں گرفت میں لے لینا، بدشگونی، نوحہ کہانت، جوا کھیلنا اور حق دار سے قصاص کو روکنا وغیرہ، اس کے تحت ان کے عقائد بھی آ جاتے ہیں۔ مراد اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے یہ ہے کہ اسلام نے جن کاموں اور عقائد پر پابندی لگائی اور روکا ہے ان کو اپنانا، مثلاً بدشگونی لینا، قاتل کے علاوہ کسی اور کو قتل کر ڈالنا وغیرہ۔

(۳) کسی کا ناحق خون مانگنے والا.....: مراد وہ انسان ہے جو محض طلب نہ کرے بلکہ ایسا طلب کرے جس پر مطلوب مترتب ہو یعنی مطلوب بالفعل ثابت ہو، ناحق کی قید سے حق والے خون کا مطالبہ خارج ہو گیا مثلاً قصاص مانگنا وغیرہ۔

حافظ عسقلانی وضاحت کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ اس حدیث پر میں نے کسی سبب کی بناء پر واقفیت حاصل کی چنانچہ ''کتاب مکہ مؤلفہ عمر بن شیبہ'' میں فتح مکہ کے موقع پر مزدلفہ میں ایک آدمی کے قتل کا قصہ پڑھتے ہوئے آنحضرت ﷺ کا یہ فرمان بھی سامنے آیا کہ میں تین آدمیوں سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے والوں کو نہیں جانتا، جس نے حرم میں قتل کیا یا اپنے قاتل کے علاوہ کسی اور کو قتل کر ڈالا یا جاہلیت کے کسی کینہ کی وجہ سے قتل کر دیا دوسری سند کے یہ الفاظ ہیں: لوگوں سے سب سے زیادہ اللہ پر جسارت کرنے والے تین انسان ہیں باقی اسی طرح بیان کیا، اس میں الفاظ ہیں:

((وَطَلَبُ بِذَحُوْلِ الْجَاهِلِيَّةِ .))

''یعنی جاہلیت کے کینہ کی وجہ سے مطالبہ کرنا۔''

ذحل: کے کئی معانی ہیں، انتقام لینا، کسی جرم یا دشمنی کی وجہ سے معاوضہ طلب کرنا یا اس سے مراد دشمنی اور کینہ ہوتا ہے۔

یہ تینوں اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ ناپسندیدہ اس لیے ہیں کہ گناہ بھی سرزد ہوا اور حرم میں الحاد کا بھی ارتکاب کیا، اسلام میں بدعت جاری کی اور جاہلیت کے امور میں سے ایک کام کر گزرا۔

پہلے میں قباحت کی زیادتی محل (جگہ) کے اعتبار سے اور دوسرے میں فاعل اور تیسرے میں فعل کے لحاظ سے ہے۔ [1]

(۲۷).....سخت جھگڑالو انسان:

رسول مکرم ﷺ نے فرمایا:

((أَبْغَضُ الرِّجَالِ إِلَى اللّٰهِ الْأَلَدُّ الْخَصِمُ .)) [2]

---

[1] تفسیر قرطبی، ص: ۲۴ / ۱۲۔ ابن کثیر، ص: ۲۲۴ / ۳۔ فتح الباری، ص: ۲۱۱ / ۱۲۔ فیض القدیر، ص: ۸۲ / ۱.

[2] أخرجه البخاري في كتاب الأحكام، باب: الألد الخصم، رقم: ۷۱۸۸.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''سب سے برا انسان اللہ تعالیٰ کے ہاں سخت جھگڑالو ہے۔''

ارشادِ ربانی ہے:

﴿ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِيْ قَلْبِهٖ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ۝ ﴾ [البقرہ: ۲۰۴]

''اور بعض لوگوں کی دنیاوی غرض والی باتیں آپ کو خوش کر دیتی ہیں اور وہ اپنے دل کی باتوں پر اللہ کو گواہ کرتا ہے حالانکہ وہ زبردست جھگڑالو ہے۔''

شرح..... اَلْأَلَدُّ الْخَصِمُ: سخت جھگڑنے والا، کج رو، فاجر انسان، شر پسند اور جھگڑنے میں ماہر اور باطل کی وجہ سے جھگڑنے میں حد سے تجاوز کرنے والا ہوتا ہے۔ حق کو قبول نہیں کرتا، باطل کا دعویدار ہوتا ہے، جب بھی کسی ایک طرف سے پکڑا جائے گا تو دوسری طرف سے جھگڑنا شروع کر دیتا ہے، ظاہر کرتا ہے کہ اس کی بات بہت خوبصورت ہے۔ چنانچہ ایسے طریقہ سے لڑتا ہے کہ ہر قبیح چیز کو جاذب نظر بنا ڈالتا ہے اور فصاحت زبان کے ذریعہ باطل کو حق کا لبادہ پہنا دینا اس کے بائیں ہاتھ کا کام ہے۔

ایسا انسان جب آپ کے ساتھ بات کرے گا تو آپ اس کی کلام کو خوبصورت محسوس کریں گے حالانکہ وہ بدصورت ہوگی، زبان شہد سے زیادہ میٹھی، لیکن اس کا دل صَبِر [1] بوٹی سے بھی زیادہ کڑوا ہوگا۔ لوگوں کو دھوکہ دینے کے لیے بھیڑ کی کھال پہن کر آئے گا، یہ شخص دین بیچ کر دنیا خریدتا ہے۔

بات اس کی ٹیڑھی اور کام اس کے برے ہوں گے، اس کی باتوں میں جھوٹ اور اعتقاد میں خرابی ہوگی۔

﴿ وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ ﴾ [البقرہ: ۲۰۶]

''اور جب اسے کہا جائے کہ اللہ سے ڈر تو تکبر اور تعصب اسے گناہ پر آمادہ کر دیتا ہے۔''

یعنی ایسے انسان کو جب افعال و اقوال میں نصیحت کی جاتی ہے کہ اللہ سے ڈر اور حق کی طرف لوٹ آؤ تو انکار کر دیتا ہے اور اسے حمیت اور تکبر گناہ کرنے پر ابھارتے ہیں۔ [2]

(۲۸).....انصار سے بغض رکھنے والا:

رسول مکرم ﷺ نے انصار کے متعلق فرمایا:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْأَنْصَارُ ..... لَا يُبْغِضُهُمْ إِلَّا مُنَافِقٌ ..... مَنْ أَبْغَضَهُمْ

[1] یہ ایک کڑوی بوٹی کا نام صاد کے فتح اور با کے کسرہ کے ساتھ ہے۔

[2] تفسیر قرطبی ص ۲۰۴، ۳/ ابن کثیر ص ۲۵۴، ۱/ فیض القدیر ص ۸۰، ۱.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أَبْغَضَهُ اللّٰهُ .)) ❶

''ان (انصار) سے بغض صرف منافق ہی رکھتا ہے، جس نے ان سے دشمنی کی اللہ ان کو مبغوض رکھتا ہے۔''

شرح ..... انصار: وہ لوگ جنہوں نے آنحضرت ﷺ اور آپ کے ساتھ ہجرت کرنے والے صحابہ کو پناہ دی اور ان کی ضروریات زندگی پوری کیں، ان کو اپنے مال و دولت حتیٰ کہ اپنے آپ سے بھی زیادہ ترجیح دی، لہٰذا ایسا کام عرب و عجم کے لوگوں کو کیسے بھا سکتا ہے۔ چنانچہ ان سے دشمنی شروع ہوگئی اور عداوت بغض کو لاتی ہے اور ان کی مذکورہ صفات لازمی طور پر حسد بھی پیدا کرتی ہیں اور حسد بھی بغض کو کھینچ لاتا ہے، اسی لیے انصار سے بغض رکھنا منع کیا گیا اور اس کو نفاق کی علامت گردانا گیا جیسے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((آيَةُ الْإِيمَانِ حُبُّ الْأَنْصَارِ ، آيَةُ الْمُنَافِقِ بُغْضُ الْأَنْصَارِ .)) ❷

''کہ انصار سے محبت ایمان کی نشانی اور نفاق کی علامت انصار سے بغض ہے۔''

آپس کی جنگیں اور لڑائیاں اگرچہ بغض کی داعی ہیں مگر بغض مذکورہ نظریہ کے تحت نہیں تھا بلکہ وقتی معاملہ کی وجہ سے تھا جو مخالفت کا تقاضا کرتا تھا اسی لیے ان میں سے کسی نے بھی ایک دوسرے پر نفاق کا حکم نہیں لگایا۔

اس معاملہ میں ان کی حالت احکامات میں اجتہاد کرنے والوں کی طرح ہے یعنی درستی کو پہنچنے والے کے لیے دوہرا اجر اور غلطی کرنے والے کے لیے ایک ثواب۔ جو انسان انصار کا مرتبہ اور دین اسلام کے لیے ان کی خدمات، اسلام کی خاطر ساری دنیا سے عداوت، ملت کے لیے ان کا ایثار رسول ﷺ کی ان سے محبت اور ان کا آنحضور ﷺ سے پیار دیکھنے کے باوجود بغض رکھتا ہے تو یہ اس کے نفاق اور نیت کے خراب ہونے کے لیے بالکل واضح دلیل ہے۔ واللہ اعلم ❸

(۲۹)..... آخرت سے جاہل اور دنیا کا علم رکھنے والا انسان:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُبْغِضُ كُلَّ عَالِمٍ بِالدُّنْيَا ، جَاهِلٍ بِالْآخِرَةِ .)) ❹

''بے شک اللہ تعالیٰ ہر دنیا کا علم رکھنے والے اور آخرت سے جاہل انسان سے نفرت رکھتا ہے۔''

---

❶ أخرجه البخاري في كتاب مناقب الأنصار، باب: حب الأنصار من الإيمان، رقم: ٣٧٨٣.

❷ أخرجه البخاري في كتاب الإيمان، باب: علامة الإيمان حب الأنصار، رقم: ٣٧٨٤.

❸ فتح الباري، ص: ٦٣ / ١ ـ شرح مسلم للنووي، ص: ٦٤ / ٢.

❹ صحيح الجامع الصغير، رقم: ١٨٧٩.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ ۝ ﴾ [الروم: ٧]

''کہ دنیا کی زندگانی سے ظاہر کو تو جانتے ہیں (مگر) آخرت سے وہ غافل ہیں۔''

شرح ..... وہ شخص مراد ہے جو اپنی معیشت اور دنیا کے معاملات کی خبر رکھنے والا اور ان کے حصول پر حریص ہے مگر آخرت اور اس کی تیاری سے اندھا ہے۔ ایسے انسان سے اللہ تعالیٰ عداوت، بغض اور نفرت رکھتے ہیں۔ یہ اس انسان کی حالت ہے جو دنیوی مباح معاملات طے کرتا ہے مگر آخرت کے مطابق نہیں کرتا تو جو شخص دنیا کی مذموم اور حرام اشیاء کے حصول کی کوشش کرتا ہے، جو اللہ سے دور لے جاتی ہیں اور ایسے امور سے بے خبر ہے جو آخرت کے قریب کر دیتے ہیں تو ایسے انسان کی کیا حالت ہوگی؟

علم ایسا شرف ہے جو کبھی بھی زائل نہیں ہوتا بلکہ ہمیشہ ہمیشہ رہتا ہے اور جو انسان ابدالآباد تک رہنے والی عمدہ چیز پر قدرت رکھنے کے باوجود ردی اور آخر کار فنا ہونے والی چیز کو پسند کرتا ہے تو اپنی بدبختی اور اغراض کی وجہ سے قابل نفرت ہے۔ علم تک چوروں کا نہ پہنچنا اور نہ ہی بادشاہوں کا اسے الگ کرنے کی طاقت رکھنا یہی اس کا ایک شرف رہ جائے تو کافی ہے لیکن جب وہ سعادت دارین کا بھی کفیل ہو تو پھر اس خوش بختی کے کیا ہی کہنے۔ [1]

فرمان خداوندی ہے:

﴿ بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْهَا بَلْ هُمْ مِّنْهَا عَمُوْنَ ۝ ﴾

[النمل: ٦٦]

''بلکہ آخرت کے بارے میں ان کے علم ختم ہو چکے ہیں بلکہ یہ اس سے شک میں ہیں بلکہ یہ اس سے اندھے ہیں۔''

(۳۰)..... جواظ اور جعظری:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ يُبْغِضُ كُلَّ جَعْظَرِيٍّ جَوَّاظٍ، سَخَّابٍ فِي الْأَسْوَاقِ، جِيفَةٍ بِاللَّيْلِ، حِمَارٍ بِالنَّهَارِ، عَالِمٍ بِالدُّنْيَا، جَاهِلٍ بِالْآخِرَةِ.)) [2]

''بے شک اللہ تعالیٰ ہر بکواسی، شیخی بگھارنے والے، بازاروں میں شور شرابا کرنے والے، رات کو

---

[1] فيض القدير للمناوي ج: ٢، ص: ٢٨٥.

[2] صحيح الجامع الصغير، رقم: ١٨٧٨.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مردار، دن کو گدھا بننے والے دنیا کے عالم اور آخرت سے جاہل انسان کو پسند نہیں فرماتے۔''

جعظری: بکواس کرنے والا متکبر انسان مراد ہے یا سخت دل، پیٹو اور ٹھگنا انسان مراد ہے جو ایسی اشیاء پر فخر کرتا اور ڈینگ مارتا ہے جن کا وہ مالک نہیں۔

جواظ: موٹا، چال میں تکبرانہ رنگ اختیار کرنے والا، باتونی، تکلیف میں چیخ و پکار کرنے والا، مال جمع کرنے والا بخیل، اکتایا ہوا عاجز، سخت دل فاجر، بکواس کرنے والا، زیادہ کھانے والا شخص مراد ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ الْجَوَّاظُ، وَلَا الْجَعْظَرِيُّ.)) [1]

''جنت میں بکواسی، شیخی بگھارنے والے داخل نہیں ہوں گے۔''

السَّخَّابُ: شور شرابا کرنے والا، سخت جھگڑالو، رات کو لکڑی کی طرح اور دن کو چیخ و پکار شور کرنے والا بن جاتا ہے، یعنی جب رات کا اندھیرا چھا جاتا ہے تو بستر پر گر جاتا ہے گویا کہ لکڑی ہے اور دن ہوتے ہی دنیا کی حرص پر شور ڈالنا شروع کرتا ہے۔

اَلْجِيفَةُ: ایسا مردار مراد ہے جس سے بدبو شروع ہو جائے، یہ لفظ ایسے انسان پر بولا گیا ہے جو ساری رات مردار کی طرح پڑا رہا، نہ تو تہجد اور نہ ہی فجر کی نماز کے لیے کھڑا ہوا حتیٰ کہ جب نوکری پر جانے کا وقت قریب آتا ہے تو جلدی جلدی اٹھتا اور کپڑے پہنتا ہے اور کام پر چلا جاتا ہے۔

اَلْحِمَارُ: سے ایسا انسان مراد ہے جو اپنی آخرت کی تیاری کے برابر اپنی دنیا کے لیے سارا دن محنت کرتا ہے (یعنی جتنی تیاری آخرت کے لیے کرنی چاہیے تھی اتنی تیاری دنیا کے لیے کرتا ہے) اور اس سے بھی برا وہ ہے جو اپنی آخرت تباہ کر کے کسی دوسرے کی دنیا بنانے کے لیے گدھے کی طرح کام کرتا ہے حتیٰ کہ جب سونے کا ٹائم ہوتا ہے تو بستر پر مردار کی طرح گر پڑتا ہے۔

(۳۱).....فاحش اور متفحش:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُبْغِضُ الْفَاحِشَ الْمُتَفَحِّشَ.)) [2]

''بے شک اللہ تعالیٰ فاحش اور متفحش کو پسند نہیں فرماتا۔''

---

[1] صحيح الجامع الصغير، رقم: ٤٠١٦.

[2] صحيح الجامع الصغير، رقم: ١٨٧٧.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری حدیث میں فرمایا:

وَقَالَ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ فَاحِشٍ مُتَفَحِّشٍ .)) ❶

''یقیناً اللہ تعالیٰ ہر فاحش اور متفحش سے دشمنی رکھتا ہے۔''

شرح.....: فاحش اس انسان کو کہتے ہیں جس کی فطرت میں ایسی باتیں کرنا شامل ہو چکا ہو جنہیں کان سننا مکروہ سمجھیں یا ایسا انسان مراد ہے جو اپنی زبان کو کھلا چھوڑ دے اور ایسی ایسی گالیاں بکے اور ایسی کلام کرے جو اس کے لائق نہیں، قبیح امور کو واضح عبارت میں بیان کر دے۔

متفحش وہ ہے کہ مذکورہ باتیں فطرت میں تو شامل نہیں لیکن عادت بنا لی ہے۔ یہ قول بھی ہے کہ فاحش سے مراد وہ شخص ہے جو فحش کی عادت سے خلط ملط ہو اور متفحش جو اس کا دعویٰ کرے۔

چونکہ اللہ تعالیٰ خوبصورت اور طیب ہے، اس لیے جو لوگ ایسے نہیں ہوتے اللہ تعالیٰ انہیں پسند نہیں کرتے۔ فرمایا:

﴿ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ﴾ [الانعام: ۱۵۱]

''بے حیائی کے جتنے طریقے ہیں ان کے پاس بھی مت جاؤ خواہ اعلانیہ ہوں یا پوشیدہ۔''

فاحش کی تعریف میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ ہر وہ فرد مراد ہے جو سخت ترین قبیح گناہوں اور نافرمانیوں کا مرتکب اور ہر بے حیائی پر مبنی قول و فعل کا ارتکاب کرتا ہے اور اللہ عزوجل کی منع کردہ تمام اشیاء کو کر گزرتا ہے۔

''متفحش'' اس کو کہتے ہیں جو جانتے ہوئے اور تکلف کے ساتھ بے حیائی کرتا ہے۔ بے حیائی انسان سے اس وقت سرزد ہوتی ہے جب اس میں خباثت اور کمینگی آ جائے۔ بے حیائی پر ابھارنے والی چیز یا تو کسی کو تکلیف پہنچانا ہے یا وہ عادت ہے جو فاسقوں کمینوں اور گالی بکنے والوں کی مجلس اختیار کرنے کی وجہ سے بنتی ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((مَا كَانَ الْفُحْشُ فِيْ شَيْءٍ إِلَّا شَانَهُ وَمَا كَانَ الْحَيَاءُ فِيْ شَيْءٍ إِلَّا زَانَهُ .)) ❷

''جس چیز میں بھی بے حیائی ہوگی وہ اسے عیب دار کر دے گی اور جس میں حیا ہوگی تو وہ اسے زینت دے گی۔''

یعنی اگر جامد چیز میں بے حیائی ہوئی تو وہ عیب والی بن جائے گی اور اگر انسان میں آ جائے تو اس کی کیا حالت ہوگی؟

---

❶ صحيح الجامع الصغير، رقم: ۱۸۵۰.

❷ صحيح سنن الترمذي، رقم: ۱۶۰۷.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳۲)..... چمٹ کر سوال کرنے والا:

رسول اکرم ﷺ کا فرمان:

((إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُبْغِضُ السَّائِلَ الْمُلْحِفَ .)) ❶

''یقیناً اللہ تعالیٰ چمٹ کر سوال کرنے والے کو ناپسند کرتا ہے۔''

شرح.....: وہ انسان مراد ہے جو بغیر مجبوری کے مانگنے میں حد سے تجاوز کرتا ہے اور لوگوں کو ایسے کاموں کے ذریعے تکلیف دیتا ہے جن کا یہ محتاج نہیں۔ چنانچہ جس نے غنا ہونے کے باوجود ہاتھ پھیلایا گویا اس نے الحاف کیا۔ رسول خدا ﷺ نے فرمایا:

((مَنِ اسْتَغْنٰى أَغْنَاهُ اللّٰهُ وَمَنِ اسْتَعْفَ أَعَفَّهُ اللّٰهُ وَمَنِ اسْتَكْفٰى كَفَاهُ اللّٰهُ وَمَنْ سَأَلَ وَلَهُ قِيمَةُ أُوقِيَةٍ فَقَدْ أَلْحَفَ .)) ❷

''جس نے بے نیاز ہونے کی درخواست کی، اللہ اسے بے نیاز کر دے گا اور جس نے عافیت مانگی، اللہ اسے عافیت عطا کر دے گا اور جس نے بقدر ضرورت چیز طلب کی، اللہ اس کی ضرورت پوری فرما دے گا اور جس نے اوقیہ ❸ کی قیمت ہونے کے باوجود ہاتھ پھیلایا تو اس نے (الحاف کیا) یعنی چمٹ کر سوال کیا۔''

رسول رحمت ﷺ نے اس سے منع بھی فرمایا ہے:

((لَا تُلْحِفُوْا فِي الْمَسْئَلَةِ .)) ❹

''کہ مانگنے میں چمٹ کر سوال مت کرو۔''

ضرورت نہ ہونے کے باوجود چمٹ کر مانگنے سے شریعت نے منع کیا ہے۔ چنانچہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ سَأَلَ النَّاسَ أَمْوَالَهُمْ تَكَثُّرًا فَإِنَّمَا يَسْأَلُ جَمْرًا فَلْيَسْتَقِلَّ أَوْ لِيَسْتَكْثِرْ .)) ❺

''جس نے لوگوں کا مال مانگا (اپنا) مال زیادہ کرنے کے لیے تو وہ آگ کی چنگاریاں مانگتا ہے خواہ کم مانگ لے یا زیادہ مانگ لے۔''

---

❶ صحيح الجامع الصغير، رقم: ١٨٧٦.

❷ صحيح الجامع الصغير، رقم: ٦٠٢٧.

❸ اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے ایک درہم کا وزن بتاتے ہوئے صاحب القاموس الوحید لکھتے ہیں ۱/۸۔ اونس چاندی کا سکہ۔ ص: ۵۲۰۔ (خاور)

❹ صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب: النهي عن المسألة رقم: ٢٣٩٠.

❺ أخرجه مسلم في كتاب الزكاة، باب: كراهيه المسألة الناس، رقم: ٢٣٩٩.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مزید ارشاد فرمایا:

((مَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَسْأَلُ النَّاسَ حَتّٰى يَأْتِيَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَيْسَ فِي وَجْهِهِ مُزْعَةُ لَحْمٍ .)) ❶

''آدمی ہمیشہ لوگوں سے مانگتا رہتا ہے یہاں تک کہ قیامت کے دن آئے گا اور اس کے چہرے پر گوشت کی ایک بھی بوٹی نہیں ہوگی۔''

جو انسان لوگوں سے چمٹ کر مانگتے ہیں ان احادیث میں ان کی بری حالت پر متنبہ کیا گیا ہے۔

(۳۳).....فضول گو، باتونی انسان:

رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يُبْغِضُ الْبَلِيْغَ مِنَ الرِّجَالِ، الَّذِيْ يَتَخَلَّلُ بِلِسَانِهِ تَخَلُّلَ الْبَاقِرَةُ بِلِسَانِهَا .)) ❷

''اللہ تعالیٰ فضول باتیں کرنے والے سے دشمنی رکھتا ہے جو اپنی زبان کو اس طرح پھیرتا ہے جیسے گائے (گھاس کھاتے وقت) اپنی زبان پھیرتی ہے۔''

رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان بھی ہے:

((إِنَّ مِنْ أَحَبِّكُمْ إِلَيَّ وَأَقْرَبِكُمْ مِنِّيْ مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَحَاسِنُكُمْ أَخْلَاقًا وَإِنَّ مِنْ أَبْغَضِكُمْ إِلَيَّ وَأَبْعَدِكُمْ مِنِّيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الثَّرْثَارُوْنَ وَالْمُتَشَدِّقُوْنَ وَالْمُتَفَيْهِقُوْنَ .)) ❸

''بلاشبہ تم میں سے میری سب سے زیادہ قربت و محبت کے اہل قیامت کے دن تم سے سب سے زیادہ اچھے اخلاق والے ہوں گے۔ اور تم میں سے قیامت کے روز میرے نزدیک ناپسندیدہ اور مجھ سے دور تر وہ لوگ ہوں گے، جو باتونی، زبان دراز اور متکبر ہیں۔''

شرح..... **البلیغ**: کلام کی فصاحت و بلاغت میں مبالغہ آرائی سے کام لینے والا اور اپنی زبان کو گھمانے والا مراد ہے یعنی اپنی زبان کے ساتھ کھاتا ہے یا اپنے دانتوں کے گرداگرد بلاغت و بیان کے اظہار میں مبالغہ

---

❶ أخرجه مسلم في كتاب الزكاة، باب: كراهيه المسألة الناس، رقم: ٢٣٩٨.

❷ صحيح سنن أبي داؤد، رقم: ٤١٨٥.

❸ صحيح سنن الترمذي، رقم: ١٦٤٢.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہوئے زبان پھیرتا ہے جیسے گائے اپنی زبان پھیرتی ہے یعنی کلام میں زبان درازی کرتا ہے اور کلام کو ایسے لپیٹتا ہے جیسے گائے اپنی زبان کے ساتھ گھاس لپیٹتی ہے۔

گائے کا تذکرہ خصوصاً اس لیے کیا گیا ہے کہ تمام چوپائے گھاس وغیرہ کو دانتوں کے ذریعہ پکڑتے ہیں لیکن یہ زبان کے ذریعہ چارہ جمع کرتی ہے۔

مگر جس انسان کی فطرت میں بلاغت پائی جاتی ہے وہ برا نہیں۔

فضول باتیں کرنے والے سے مراد وہ انسان ہے جو غیر پر عیب لگاتے ہیں اور بلندی ظاہر کرتے ہوئے کسی عظیم چیز کی حقارت پر غلبہ حاصل کرنے اور کسی حقیر چیز کی عظمت ظاہر کرنے کی طرف وسیلہ پکڑنے کے لیے فصاحت کا اظہار کر کے یا غیر کو عاجز کرنے کے ارادہ سے یا باطل کو حق کا لبادہ پہنانے کے لیے یا اس کے برعکس کام کرنے کے لیے فصاحت کا اظہار کرے یا اپنے حکام کا احترام کرنے اور اپنی وجاہت کو بلند کرنے اور اپنی سفارش قبول کروانے کے لیے بلاغت کا اظہار کرے۔

المتشدق: مراد وہ انسان ہے جو بغیر احتیاط اور احتراز کے باتوں پر باتیں کیے جائے اور ان کی وجہ سے اپنا منہ بھی کھولتا ہو۔

''شدق'' منہ کے کناروں، (ہونٹوں سے رخساروں سمیت ڈاڑھوں تک) کو (باچھیں) کہتے ہیں۔ چنانچہ ایسا انسان منہ کے کنارے بھر کر باتیں کرے تاکہ اپنی کلام کی فصاحت وعظمت اور غیر پر بلندی ظاہر کر سکے۔ کہا گیا ہے کہ یہ تکبر اور اوچھے پن کی علامت ہے۔

تشدق، سجع کلامی کے تکلف اور فصاحت کے ذریعہ کلام میں گہرائی کو جانا، نیز تشبیہات ومقدمات اور ان اشیاء کے ذریعہ جو فصاحت و بلاغت کا اظہار کرنے والوں کی عادت ہے، کلام میں تصنع اختیار کرنا، اللہ تعالیٰ کے ہاں مذموم، بناوٹ، برا تکلف اور مبغوض عمل ہے۔

خوبی یہ ہے کہ ہر چیز میں اس کے مقصود پر اکتفا کیا جائے۔ چنانچہ کلام کا مقصد غرض کو سمجھانا ہے، اس کے علاوہ باقی ہر مقصد مذموم، تصنع و بناوٹ سے تعلق رکھتا ہے۔ بغیر افراط اور انوکھا پن پیدا کرنے کے وعظ ونصیحت اور خطاب کے الفاظ کا حسن مذکورہ حکم میں شامل نہیں کیونکہ اس کا مقصد دلوں کو تحریک اور شوق دلانا ان کو قبض کرنا اور پھیلانا ہے۔ چنانچہ الفاظ کی خوش نمائی اس کام میں اثر انداز ہوتی ہے، لہٰذا یہ اس کے لائق ہے۔ حاجات پوری کرنے کے لیے جو محاورات ہیں، ان کے ساتھ سجع کلامی اور تشدق کرنا اور ان کے ساتھ مشغول ہونا، مذموم تکلف ہے کیونکہ اس پر ابھارنے والی چیز صرف اور صرف ریاکاری، فصاحت وفوقیت کا اظہار ہے اور یہ تمام اشیاء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذموم ہیں۔ شریعت انہیں ناپسند کرتی ہے اور ان سے ڈانٹتی ہے۔

رسول خدا ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا: ((مُتَنَطِّعُوْنَ .)) ہلاک ہو گئے۔ ❶

متنطعون سے مراد وہ لوگ ہیں جو اپنے افعال و اقوال میں گہرائی میں جانے والے اور غلو کرنے اور حد سے تجاوز کرنے والے ہیں۔

مذکورہ ناپسندیدگی کا تعلق بیان میں مروّت اور حسن کلام کے ساتھ نہیں اور نہ ہی اس کا کوئی تعلق ﴿ خَلَقَ الْإِنسَانَ ○ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ○ ﴾ [الرحمن : ٣-٤] کے ساتھ ہے کیونکہ اسے تو رب تعالیٰ اپنی نعمتوں میں سے ایک نشانی قرار دے رہے ہیں تو معلوم ہوا بغض کا مقام اس وقت ہے جب لوگوں کو تعجب میں ڈالنا اور اپنی عظمت ظاہر کرنا مقصود ہو، وگرنہ نہیں۔

(۳۴).....تین مردوں پر اللہ تعالیٰ کا غضب:

رسول مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((ثَلَاثَةٌ يَشْنَؤُهُمُ اللّٰهُ ..... اَلتَّاجِرُ الْحَلَّافُ ، وَالْفَقِيْرُ الْمَخْتَالُ ، وَالْبَخِيْلُ الْمَنَّانُ .)) ❷

''تین آدمیوں کو اللہ تعالیٰ دشمن رکھتا ہے: قسمیں اٹھانے والا تاجر، متکبر فقیر انسان، احسان جتلانے والا بخیل۔''

شرح.....: (**التاجر الحلاف**) وہ تاجر مراد ہے جو خرید و فروخت کے دوران اکثر قسمیں اٹھاتا رہتا ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے درج ذیل الفاظ میں ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے:

((إِيَّاكُمْ وَكَثْرَةَ الْحَلِفِ فِي الْبَيْعِ فَإِنَّهُ يُنَفِّقُ ثُمَّ يَمْحِقُ .)) ❸

''تم اپنے آپ کو بیع میں قسموں کی کثرت سے بچاؤ کیونکہ وہ مال کی نکاسی تو کرتی ہیں (مگر برکت کو) ختم کر دیتی ہیں۔''

دوسرے مقامات پر ارشاد فرمایا:

((اَلْحَلِفُ مَنْفَقَةٌ لِّلسِّلْعَةِ ، مَمْحِقَةٌ لِّلْبَرَكَةِ .)) ❹

---

❶ مسلم، كتاب العلم، باب: هلك المتنطعون رقم ٦٧٨٤.

❷ صحيح الجامع الصغير، رقم: ٣٠٧٤.

❸ أخرجه مسلم في كتاب المساقاة، باب: النهي عن الحلف في البيع، رقم: ٤١٢٦.

❹ أخرجه البخاري في كتاب البيوع، باب: ﴿ يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ أَثِيْمٍ ﴾، رقم: ٢٠٨٧.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''قسم سے سامان تو فروخت ہو جاتا ہے (مگر) قسم برکت کو مٹا دیتی ہے۔''

معلوم ہوا کہ قسم اٹھانے سے مال کی خرید و فروخت اچھی ہو جاتی ہے مگر نفع کی برکت اٹھ جاتی ہے۔

برکت اٹھنے کی کئی شکلیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کوئی ایسی آزمائش ڈال دے جس میں اس کا مال خرچ ہو جائے مثلاً چوری یا جل جائے یا اس سے کوئی مال چھین لیا جائے۔ کسی بیماری کا علاج معالجہ کرواتے ہوئے مال تلف ہو جائے یا کسی ایسی جگہ پر مال لگا دے جہاں اسے دنیا و آخرت میں فائدہ ملنے کی کوئی امید نہ ہو۔ مال اس کے پاس رہے مگر نفع سے محروم ہو جائے یا ایسے لوگ اس کے وارث بنیں جنہیں یہ پسند نہیں کرتا یا اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ جہاں چاہے مال ضائع کر دے۔ مذکورہ احادیث کا مصداق بغیر ضرورت کے سچی قسمیں اٹھانے والا انسان ہے اور جھوٹی قسمیں اٹھائے اس کی حالت تو آخرت میں اس سے بھی پتلی ہوگی۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَٰئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ وَلَا يَنظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴾ [آل عمران: ۷۷]

''بے شک وہ لوگ کہ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے بدلے تھوڑی قیمت خریدتے ہیں یہی لوگ ہیں جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں اور نہ قیامت والے دن اللہ ان سے کلام کرے گا اور نہ ہی ان کی طرف دیکھے گا اور نہ ہی انہیں پاک کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔''

یہ ہے ان لوگوں کی حالت جو چند ٹکوں کی خاطر جھوٹی قسمیں اٹھانے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔

رسول رحمت ﷺ فرماتے ہیں:

((ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ، وَلَا يُزَكِّيهِمْ، وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ. أَلْمُسْبِلُ، وَالْمَنَّانُ، وَالْمُنْفِقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلِفِ الْكَاذِبِ.)) [1]

''تین انسانوں سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کلام نہیں کریں گے اور نہ ہی ان کی طرف دیکھیں گے اور نہ ہی انہیں پاک کریں گے ان کے لیے دردناک عذاب ہے، ایک ٹخنوں سے نیچے چادر لٹکانے والا دوسرا احسان جتلانے والا، تیسرا جھوٹی قسم اٹھا کر اپنا سامان فروخت کرنے والا۔''

متکبر فقیر.....: ایسا انسان مراد ہے جس کے پاس مال بھی نہیں لیکن اس کے باوجود تکبر کرتا ہے حالانکہ اس

[1] أخرجه مسلم في كتاب الإيمان، باب: تحريم إسبال الإزار والمن بالعطية وتنفيق السلعة بالحلف، رقم: ۲۹۳.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے پاس نافرمانی پر ابھارنے والی کوئی چیز نہیں۔ گناہ سے گو کوئی انسان معصوم نہیں لیکن جب اس گناہ اور نافرمانی کی کوئی ضرورت نہ ہو اور نہ ہی اس کی طرف دعوت دینے والے اسباب ہوں تو پھر اس کا ارتکاب محض اللہ کے حق کو حقیر سمجھتے ہوئے اور عناد رکھتے ہوئے قصداً ہوتا ہے۔

لوگوں کو حقیر سمجھنے اور فخر و تکبر کا سبب صاحبِ مال اور صاحب ثروت ہونا ہے اور مال اس کے پاس نہیں لہٰذا جب اس کے پاس اسباب نہیں تو پھر کیوں تکبر کرتا اور لوگوں کو حقیر سمجھتا ہے؟

محض اس کی ایک ہی وجہ سمجھ آتی ہے اور وہ ہے اللہ کے حق کو حقیر خیال کرنا ہے۔

﴿ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ ۝ ﴾ [الحدید: ۲۳]

''اور اللہ کسی متکبر شیخی خور کو پسند نہیں کرتا۔''

البخیل المنّان.....: بخل کا معنی ہے: انسان کا اپنے واجبی حقوق ادا نہ کرنا، یہ سخاوت کی ضد ہے۔

کہا گیا ہے: دنیا میں سب سے زیادہ سخی وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے حقوق میں سخاوت کرتا ہے اگرچہ دوسرے کاموں میں لوگ اسے بخیل ہی خیال کریں اور دنیا میں سب سے زیادہ بخیل وہ انسان ہے جو اللہ جل شانہ کے حقوق ادا کرنے میں کنجوسی کرے گو دوسرے کاموں میں لوگ اسے فیاض سمجھتے ہوں۔

کنجوس آدمی اللہ سے بھی اور لوگوں سے بھی دور ہوتا ہے کیونکہ بخل کی جڑ مال کی محبت ہے اور یہ محبت انسان کو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل، دل کو دنیا کی طرف راغب اور اس تعلق کو مضبوط کرتی ہے، یہاں تک کہ موت بھی اس پر وزنی ہوتی ہے جس میں اللہ جل شانہ کی ملاقات ہے۔

المنّ.....: اس کا مطلب ہے کہ کسی کو تکلیف دینے کے لیے اس پر کیا گیا احسان جتلانا، مثلاً کہے: میں نے فلاں نیکی تیرے ساتھ کی تھی فلاں چیز تجھے دی تھی وغیرہ۔

یہ قول بھی ہے: اپنے دیے گئے عطیات کے متعلق باتیں کرنا یہاں تک کہ جنہیں اشیاء ملی ہیں ان تک وہ باتیں پہنچیں اور وہ تکلیف محسوس کریں۔

البخیل المنان سے مراد وہ شخص ہے جو چیز دے کر قول یا فعل کے ذریعہ احسان جتلا دے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ ﴾ [البقرہ: ۲٦٤]

''اے ایمان والو! اپنے صدقات کو احسان جتلا کر اور تکلیف دے کر ضائع نہ کرو اس آدمی کی طرح

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس نے اپنا مال لوگوں کو دکھلانے کے لیے خرچ کیا اور وہ اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان نہیں رکھتا۔"

الاذی.... : بمعنی گالی دینا اور شکایت کرنا، یہ احسان جتلانے سے عام ہے کیونکہ احسان جتلانا اذی کا ایک جز ہے۔ خیرات کے پیچھے احسان اور تکلیف لگانے سے بذات خود صدقہ باطل ہو جاتا ہے اور احسان جتلانے اور تکلیف دینے کے گناہ کی وجہ سے صدقہ کا ثواب باقی نہیں رہتا جیسے اس انسان کا صدقہ ضائع ہو جاتا ہے جو ظاہر تو اللہ کی رضا کرتا ہے لیکن حقیقت میں لوگوں کو دکھلانے اور اپنی تعریف کروانے اور عمدہ صفات کے ساتھ لوگوں میں مشہور ہونے کے لیے یا سخی کہلوانے کے لیے خیرات کرتا ہے یا اس کے علاوہ کوئی دنیوی معاملہ ہوتا ہے، اللہ کی رضا اور خوشنودی اور ثواب کا حصول اس کے مدنظر نہیں ہوتا۔

(۳۵).....چار قابل نفرت انسان:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَرْبَعَةٌ يَبْغِضُهُمُ اللّٰهُ تَعَالىٰ: أَلْبَيَّاعُ الْحَلَّافُ، وَالْفَقِيْرُ الْمُخْتَالُ، وَالشَّيْخُ الزَّانِيُّ، وَالْإِمَامُ الْجَائِرُ.)) ❶

"چار آدمیوں کو اللہ ناپسند فرماتے ہیں ایک قسمیں اٹھانے والا تاجر، دوسرا متکبر فقیر، تیسرا بوڑھا زانی چوتھا ظالم حکمران۔"

دوسری حدیث میں آپ ﷺ کا فرمان ہے:

((ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ: شَيْخٌ زَانٍ، وَمَلِكٌ كَذَّابٌ، وَعَائِلٌ مُسْتَكْبِرٌ.)) ❷

"تین آدمیوں سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بات نہیں کریں گے اور نہ انہیں پاک کریں گے اور نہ ہی ان کی طرف دیکھیں گے اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے: ایک بوڑھا زانی، دوسرا جھوٹا حکمران اور تیسرا متکبر فقیر۔"

(۱)..... قسمیں اٹھانے والا تاجر.....: اس کی تشریح پہلے گزر چکی ہے کہ وہ تاجر مراد ہے جو خرید و فروخت کے دوران کثرت سے قسمیں اٹھانے کا عادی ہو۔

اس سے دشمنی کا سبب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نام کو شرف بخشا اور عزت سے نوازا ہے، یہ اس نام کی

---

❶ صحيح الجامع الصغير، رقم: ۸۸۰.

❷ أخرجه مسلم في كتاب الإيمان، باب: ثلاثة لا يكلمهم الله تعالىٰ يوم القيامة ولا يزكيهم، رقم: ۲۹٤.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عزت کو محض حقیر دنیا کے حصول کی خاطر داغدار کرتا ہے، اللہ کے نام کو اپنے مال کی تعریف اور بطور حیلہ سازی استعمال کرتا ہے۔ کیونکہ اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کے اسمائے مبارکہ کی بجائے ذلیل دنیا کی محبت راسخ ہے۔

یہ حالت سچی قسمیں اٹھانے والے کی ہے اور جو جھوٹی قسمیں اٹھانے کا عادی ہے اس کا کیا انجام ہوگا؟ اس کا اندازہ آپ خود لگالیں۔

(۲)..... متکبر فقیر.....: اس پر بھی بحث ہو چکی ہے کہ ایسا انسان مراد ہے جو فقیر ہونے کے باوجود تکبر کرتا اور لوگوں کو حقیر جانتا ہے۔

اس سے عداوت کا سبب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تو تکبر کے اسباب مہیا نہیں کیے لیکن اس کی گندی اور ذلیل طبع نے فقر کی نعمت کا شکریہ ادا کرنے کی بجائے تکبر کو پسند کیا۔

(۳)..... بوڑھا زانی.....: وہ عمر رسیدہ انسان مراد ہے جس کی جنسی خواہشات کمزور ہو چکی ہیں لیکن اس کے باوجود زنا جیسی گندی حرکت کا ارتکاب کرتا ہے، حالانکہ یہ وہ انسان ہے جو معصیت سے اجتناب کر سکتا تھا کیونکہ اس کو گناہ پر ابھارنے والے اسباب کمزور ہو چکے تھے۔

اگرچہ کوئی انسان معصوم عن الخطا نہیں لیکن جب اس گناہ اور نافرمانی کی ضرورت نہ ہو اور نہ ہی اس کی دعوت دینے والے اسباب ہوں تو پھر گناہ کا ارتکاب محض اللہ تعالیٰ کے حق سے عناد رکھتے ہوئے اور گناہ کو حقیر سمجھتے ہوئے قصداً ہوتا ہے۔ چنانچہ بوڑھا شخص عقل کے کامل ہونے اور طویل العمری کی وجہ سے معرفت کے پورا ہو جانے اور جماع اور عورت کی خواہش کے اسباب کمزور ہو جانے اور حرام پر ابھارنے والے جذبات سرد پڑ جانے کے باوجود اگر حرام کاری کرے تو کیسا ہوگا؟

کیونکہ زنا کے اسباب میں جوانی، جنسی خواہش کا غلبہ اور کمزور عقل اور بچپنا ہے لیکن پھر بھی اس کی بری طبع نے اللہ کی نافرمانی میں گرنا پسند کیا۔

ظالم حکمران..... وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے قیادت اور منصب کی نعمت سے نوازا مگر اس کی بدبخت طبع نے انصاف کی بجائے ظلم اور شکر کی بجائے ناشکری کو پسند کیا۔ حکمران اپنی رعایا کا نگہبان ہے اور قیامت کے روز اس کے متعلق پوچھا بھی جائے گا۔ شریعت کی حفاظت، حدود کا قیام اور فیصلوں میں انصاف کرنا، اس پر واجب اور ضروری ہے۔ اپنے ماتحت انسانوں اور دیگر اشیاء کی بہتری کے لیے تدابیر کرنا اور انہیں عملی جامہ پہنانا بھی اس کی ذمہ داری ہے۔ نگران کی اپنی ذات مطلوب نہیں ہوتی بلکہ مالک نے جن اشیاء پر اسے نگہبان بنایا ہے ان کی حفاظت کرنا، اس سے مطلوب ہوتا ہے چنانچہ شریعت کی اجازت کے بغیر وہ کسی چیز میں بھی تصرف نہیں کر سکتا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو حکمران مسلمانوں پر ظلم و زیادتی اور سختی کرتا ہے رسول اللہ ﷺ نے اس کے لیے بددعا کی ہے:

((أَللّٰهُمَّ مَنْ وَلِيَ مِنْ أَمْرِ أُمَّتِيْ شَيْئًا فَشَقَّ عَلَيْهِمْ فَاشْقُقْ عَلَيْهِ وَمَنْ وَلِيَ مِنْ أَمْرِ أُمَّتِيْ شَيْئًا فَرَفَقَ بِهِمْ فَارْفُقْ بِهِ .)) [1]

''اے اللہ! جو کوئی میری امت کا حاکم ہو پھر وہ ان پر سختی کرے تو تُو اس پر سختی کر اور جو کوئی میری امت کا حاکم ہوا اور وہ ان پر نرمی کرے تو تُو بھی اس پر نرمی فرما۔''

دوسری حدیث میں فرمایا:

وَقَالَ ﷺ: ((مَا مِنْ عَبْدٍ يَسْتَرْعِيْهِ اللّٰهُ رَعِيَّةً يَمُوْتُ يَوْمَ يَمُوْتُ وَهُوَ غَاشٌّ لِّرَعِيَّتِهِ إِلَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ .)) [2]

''جس انسان کو بھی اللہ تعالیٰ کسی رعیت کا حاکم بنا دے اور وہ اپنی رعایا سے خیانت کرے اور مر جائے تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت کو حرام کر دیتا ہے۔''

کوئی بھی حاکم ان باتوں کا مصداق اس وقت ٹھہرے گا جب مسلمانوں کے ناحق اموال پکڑے اور انہیں ناجائز قتل کرے، ان کی بے عزتی کرے اور حقوق کی ادائیگی بھی ترک کر دے۔ دین اور دنیا کے جن معاملات کی مسلمانوں کو پہچان کرانے کی ضرورت ہے انہیں پوشیدہ رکھے۔ اللہ تعالیٰ کی حدود قائم نہ کرے، مسلمانوں کی حفاظت کو ترک کر دے اور فسادیوں کو کھلی چھٹی مل جائے وغیرہ وغیرہ۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تو اسے حکمران اس لیے بنایا تھا کہ اللہ کے بندوں کی اصلاح اور خیر خواہی کرے گا نہ کہ ان سے دھوکہ اور فراڈ کرے۔ چنانچہ جب اس نے مذکورہ وجہ کو بدل ڈالا تو سزا کا مستحق ٹھہرا، اس پر جنت حرام کرنے کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وعید اور ڈانٹ اس پر لاگو کر دی اور مظلوم اس سے ناراض ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَا مِنْ أَمِيْرٍ يَلِيْ أَمْرَ الْمُسْلِمِيْنَ ثُمَّ لَا يَجْهَدُ لَهُمْ وَيَنْصَحُ إِلَّا لَمْ يَدْخُلْ مَعَهُمُ الْجَنَّةَ .)) [3]

''کوئی بھی حکمران جو مسلمانوں کے امور کا نگران بنا پھر وہ ان کی خیر خواہی اور ان کے لیے محنت نہیں کرتا تو وہ ان کے ساتھ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔''

---

[1] أخرجه مسلم في كتاب الإمارة، باب: فضيلة الأمير العادل وعقوبة الجائر والحث على الرفق، رقم: ٤٧٢٢.

[2] أخرجه مسلم في كتاب الإمارة، باب: فضيلة الأمير العادل وعقوبة الجائر والحث على الرفق، رقم: ٤٧٢٩.

[3] أخرجه مسلم في كتاب الإمارة، باب: فضيلة الأمير العادل وعقوبة الجائر والحث على الرفق، رقم: ٤٧٣١.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ظالم حکمرانوں کے لیے یہ سخت ترین وعید ہے۔ چنانچہ جس نے بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملے ہوئے منصب کا ناجائز فائدہ اٹھایا اور اپنی رعایا سے دھوکہ و فراڈ کیا تو قیامت کے دن اس سے بندوں کے مظالم کا حساب طلب کیا جائے گا، لہٰذا امت عظیمہ پر کیے گئے ظلم سے کیسے چھٹکارا حاصل کر سکے گا؟ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: مذکورہ حدیث میں واضح طور پر اس انسان کے لیے انتباہ ہے جسے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے کسی بھی معاملہ کا نگران بنائے اور ان کی دینی یا دنیوی کسی بھی مصلحت کے لیے کھڑا کرے مگر یہ خیانت سے کام لے۔ چنانچہ امانت میں خیانت یا تو مسلمانوں کے دینی معاملہ کی وضاحت کرنے کی بجائے چھپا لینے اور ضائع کر دینے سے ہوگی یا ان کی شریعت کی حفاظت کے لیے کھڑا نہ ہو اور نہ ہی شریعت میں دراندازی اور اس کے معانی کی تحریف کرنے والے کو روکتا ہے یا مسلمانوں کی حدود کو مہمل چھوڑتا ہے یا ان کے حقوق ضائع کرتا ہے یا ان کے شیرازہ کی حفاظت نہیں کرتا اور نہ ہی ان کے دشمنوں سے جنگ کرتا ہے یا ان میں عدل و انصاف کو ترک کر دینے سے خیانت کا مرتکب ہوتا ہے، چنانچہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی حرکات کو جنت سے دور کرنے اور ہلاک کرنے والے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَلَا كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ فَالْأَمِيرُ الَّذِي عَلَى النَّاسِ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْهُمْ وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى بَيْتِ بَعْلِهَا وَوَلَدِهِ وَهِيَ مَسْئُولَةٌ عَنْهُمْ وَالْعَبْدُ رَاعٍ عَلَى مَالِ سَيِّدِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْهُ أَلَا فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ .)) [1]

''خبردار! تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے متعلق (قیامت کے دن) پوچھا جائے گا، چنانچہ حاکم لوگوں کا نگران ہے اور اس سے اس کی رعیت کے متعلق سوال کیا جائے گا۔ اور مرد اپنے گھر والوں پر نگران ہے۔ اس سے ان کے متعلق پوچھا جائے گا۔ عورت اپنے خاوند کے گھر پر نگران ہے اور وہ اس کے متعلق ذمہ دار ہے۔ غلام اپنے آقا کے مال کا نگران ہے اور اسے اس کے متعلق پوچھا جائے گا۔ خبردار! تم سبھی نگران ہو۔ تم میں سے ہر کوئی اپنی رعایا کا مسئول ہے۔''

دوسری حدیث میں ظالم اور جابر حکمرانوں کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے برے انجام کی نوید سنائی ہے فرمایا:

((إِنَّ أَبْغَضَ النَّاسِ إِلَى اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَشَدَّهُ عَذَابًا إِمَامٌ جَائِرٌ .)) [2]

---

[1] أخرجه مسلم في كتاب الإمارة، باب: فضيلة الأمير العادل وعقوبة الجائر والحث على الرفق، رقم: ٤٧٢٤.

[2] مسند أحمد، رقم: ١١١١٧، وقال حمزة أحمد الزين: إسناده حسن.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اللہ تعالیٰ کے ہاں قیامت کے روز سب سے برا انسان اور سب سے سخت عذاب والا انسان جابر و ظالم حکمران ہے۔''

(۳۶).....ظالم غنی سے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی:

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((وَالثَّلَاثَةُ الَّذِيْنَ يُبْغِضُهُمُ اللّٰهُ: اَلشَّيْخُ الزَّانِيْ، وَالْفَقِيْرُ الْمُخْتَالُ، وَالْغَنِيُّ الظَّلُوْمُ .)) ❶

''وہ تین آدمی کہ جنہیں اللہ تعالیٰ دشمن رکھتا ہے (وہ یہ ہیں:) بوڑھا زانی، متکبر فقیر اور ظالم غنی ہے۔''

شرح.....: ظالم غنی سے وہ انسان مراد ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مال و دولت کی نعمت سے نوازا لیکن وہ ظلم کرنے پر اتر آیا۔ ایسا انسان اپنے اوپر فرض ہونے والی زکوٰۃ، فقراء سے روک لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے اور یہ کام بخیلی، کمینگی اور طمع و حرص کی بناء پر کرتا ہے چنانچہ ایسے لوگوں کے متعلق رب کائنات کا ارشاد ہے:

﴿ يَـٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوٓا اِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْأَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَأْكُلُونَ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۝ يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنْفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُونَ ۝ ﴾

[التوبہ: ۳۴۔ ۳۵]

''اے ایمان والو! بے شک بہت سے علماء، درویش البتہ کھا جاتے ہیں لوگوں کا مال ناحق اور وہ لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں۔ اور جو لوگ سونے چاندی کا خزانہ رکھتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں دردناک عذابوں کی خبر پہنچا دیجیے۔ جس دن اس خزانے کو آتش دوزخ میں تپایا جائے گا پھر اس سے ان کی پیشانیاں، پہلو اور پیٹھیں داغی جائیں گی (ان سے کہا جائے گا) یہ ہے جسے تم نے اپنے لیے خزانہ بنا کر رکھا تھا پس اپنے خزانوں کا مزا چکھو۔''

یہ اس فرد کی سزا ہے جو مال و دولت پر سانپ بن کر بیٹھ جاتا ہے اور زکوٰۃ ادا نہیں کرتا۔ یہ غایت درجے کا انصاف ہے کیونکہ جو انسان اپنی من پسند چیز کو رب العالمین کی اطاعت و فرمانبرداری سے مقدم رکھتا ہے تو اسی چیز

---

❶ مسند أحمد، رقم: ۲۱٤۲۲، وقال حمزة أحمد الزين: إسناده صحيح.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔

سرور کائنات ﷺ کا فرمان ہے:

((مَا مِنْ صَاحِبِ ذَهَبٍ وَّلَا فِضَّةٍ لَا يُؤَدِّي مِنْهَا حَقَّهَا إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ صُفِّحَتْ لَهُ صَفَائِحُ مِنْ نَّارٍ فَأُحْمِيَ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَيُكْوٰى بِهَا جَنْبُهُ وَجَبِينُهُ وَظَهْرُهُ كُلَّمَا بَرَدَتْ أُعِيدَتْ لَهُ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيَرٰى سَبِيلَهُ إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَى النَّارِ .)) ❶

''کوئی سونے اور چاندی کا مالک کہ زکوٰۃ ادا نہ کرتا ہو مگر قیامت کے دن اس کے لیے آگ سے تختیاں تیار کی جائیں گی انہیں آگ میں گرم کیا جائے گا تو ان کے ساتھ اس انسان کا پہلو، پیشانی اور پشت کو داغا جائے گا جب بھی تختیاں ٹھنڈی ہوں گی پھر (گرم کر کے) لائیں جائیں گی (یہ عذاب ایسے) دن میں ہوگا جس کی مقدار پچاس ہزار سال کے برابر ہے یہاں تک کہ لوگوں کا فیصلہ کر دیا جائے گا اور یہ انسان (پھر) یا تو جنت کی راہ دیکھے گا یا جہنم کی۔''

نیز فرمایا:

((عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: أَنْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ جَالِسٌ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ فَلَمَّا رَآنِي، قَالَ: ((هُمُ الْأَخْسَرُونَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ)) فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي مَنْ هُمْ؟ قَالَ: ((هُمُ الْأَكْثَرُونَ أَمْوَالًا إِلَّا مَنْ قَالَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا [مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ وَعَنْ يَّمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ] وَقَلِيلٌ مَا هُمْ مَا مِنْ صَاحِبِ إِبِلٍ وَلَا بَقَرٍ وَلَا غَنَمٍ لَا يُؤَدِّي زَكٰوتَهَا إِلَّا جَآءَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْظَمُ مَا كَانَتْ وَأَسْمَنُهُ تَنْطَحُهُ بِقُرُونِهَا وَتَطَؤُهُ بِأَظْلَافِهَا كُلَّمَا نَفِدَتْ أُخْرَاهَا عَادَتْ عَلَيْهِ أُولَاهَا حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ .)) ❷

''حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اکرم ﷺ کعبہ کے سائے میں بیٹھے ہوئے تھے، میں آپ کی طرف گیا، آپ ﷺ نے مجھے دیکھا تو فرمایا: رب کعبہ کی قسم! وہ گھاٹے میں ہیں۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان، کون گھاٹے میں

❶ أخرجه مسلم في كتاب الزكاة، باب: إثم مانع الزكاة، رقم: ٢٢٩٠.

❷ أخرجه مسلم في كتاب الزكاة، باب تغليظ عقوبة من لا يؤدي الزكاة/حديث: ٢٣٠٠..

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں؟ فرمایا: وہ لوگ جو بہت مال والے ہیں مگر وہ نہیں جس نے ادھر ادھر خرچ کیا، سامنے اور پیچھے سے خیرات کی، دائیں اور بائیں سے خرچ کیا اور ایسے انسان قلیل ہی ہیں۔ جو بھی (صاحب مال) اونٹوں، گائیوں اور بکریوں والا ان کی زکاۃ ادا نہیں کرتا قیامت کے دن وہ جانور پہلے سے زیادہ موٹے ہو کر آئیں گے اور اسے سینگ ماریں گے اور کھروں سے روندیں گے جب ان کا آخری جانور گزر جائے گا تو پہلا پھر لوٹ آئے گا (یہ عذاب ہوتا رہے گا) یہاں تک کہ لوگوں کا حساب مکمل کر دیا جائے گا۔''

ایسے شخص کو آپ دیکھیں گے کہ دن رات اپنے گھر اور بنک میں مال کے انبار لگاتا رہتا ہے۔ حرام اور حلال کی کوئی تمیز اور فکر نہیں رہتی، اپنے مال کو بڑھانے کے لیے سودی لین دین میں کوئی تردد نہیں کرتا، موجودہ کثیر مال پر کبھی بھی قناعت نہیں کرے گا، بلکہ جب بھی مال اکٹھا کرے گا تو اس کی طمع اور حرص بڑھتی جائے گی۔ حبیب کبریا علیہ السلام نے فرمایا تھا:

((لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مَالٍ لَابْتَغَى ثَالِثًا وَلَا يَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ وَيَتُوبُ اللَّهُ عَلَى مَنْ تَابَ .)) ❶

''اگر ابن آدم کی دو وادیاں مال کی ہوں تو وہ تیسری بھی تلاش کرے گا، ابن آدم کے پیٹ کو سوائے مٹی کے اور کوئی چیز نہیں بھرتی اور جو توبہ کرے اللہ اس کی توبہ قبول کرتا ہے۔''

اس کی عمر جتنی زیادہ ہوتی جائے گی تو مال کی محبت بھی اتنی ہی بڑھتی جائے گی، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((يَكْبَرُ ابْنُ آدَمَ وَيَكْبَرُ مَعَهُ اثْنَتَانِ: حُبُّ الْمَالِ، وَطُولُ الْعُمُرِ .)) ❷

''ابن آدم بڑا ہوتا ہے اور اس کے ساتھ دو چیزیں بھی بڑھتی ہیں مال اور لمبی عمر کی محبت۔''

مالدار انسان کا ظلم ایسے بھی ہوتا ہے کہ جب کسی سے قرضہ لیتا ہے تو اس کی ادائیگی میں ٹال مٹول کرتا ہے، بڑی مشقت اور محنت کے بعد جا کر کہیں قرضہ واپس کرتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ .)) ❸

---

❶ أخرجه البخاري في كتاب الرقاق، باب: ما يُتقى من فتنة المال، رقم: ٦٤٣٦.

❷ أخرجه البخاري في كتاب الرقاق، باب: من بلغ ستين سنة فقد أعذر الله إليه في العمر، رقم: ٦٤٢١.

❸ أخرجه البخاري في كتاب الاستقراض، باب: مطل الغني ظلم، رقم: ٢٤٠٠.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''کہ مالدار کا ٹال مٹول کرنا ظلم ہے۔''

مطل کا لغوی معنی لمبا کرنا ہوتا ہے۔ بعض لوگ اس کا معنی مدافعت کرتے ہیں۔ اس حدیث میں بغیر عذر کے اپنے ذمہ حق کی ادائیگی میں تاخیر مراد ہے۔

اپنے ملازموں اور خادموں وغیرہ کی تنخواہ اور اجرت لیٹ کرنے کی وجہ سے بھی ظلم کا مرتکب ہو جاتا ہے حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَعْطُوا الْأَجِيرَ أَجْرَهُ، قَبْلَ أَنْ يَجِفَّ عَرَقُهُ .)) [1]

''مزدور کو اس کی اجرت پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کرو۔''

ملازموں سے کام پورا لیتا ہے مگر انہیں تنخواہ کی ادائیگی نہیں کرتا۔ لوگ قیامت کے دن ایسے انسان سے اللہ تعالیٰ کے ہاں جھگڑا کریں گے جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے:

((قَالَ اللّٰهُ ثَلَاثَةٌ أَنَا خَصْمُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، رَجُلٌ أَعْطَى بِي ثُمَّ غَدَرَ ، وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَأَكَلَ ثَمَنَهُ ، وَرَجُلٌ اسْتَأْجَرَ أَجِيرًا فَاسْتَوْفَى مِنْهُ وَلَمْ يُعْطِ أَجْرَهُ .)) [2]

''اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: قیامت کے دن تین آدمیوں سے میں جھگڑوں گا، ایک وہ آدمی جس نے میرا نام لے کر عہد کیا (مگر) پھر توڑ دیا دوسرا وہ جس نے آزاد آدمی کو بیچ کر اس کی قیمت کھائی تیسرا جس نے مزدور سے کام پورا لیا مگر اسے اجرت ادا نہیں کی۔''

اپنے آپ پر ایسے بھی ظلم کرتا ہے کہ فقراء سے تکبر کی بناء پر بات نہیں کرتا، حتیٰ کہ سلام بھی نہیں کہتا۔ اگر وہ سلام کہیں تو یہ وعلیکم السلام نہیں کہتا یا کہتا تو ہے مگر بہت ہی آہستہ صرف ایک یا دو حرف ہی سنے جاتے ہیں۔ ان کی حقارت اس طرح بھی کرتا ہے کہ باجماعت نماز میں اس لیے حاضر نہیں ہوتا تاکہ کہیں اس کے دائیں یا بائیں کوئی فقیر کھڑا نہ ہو جائے۔ اسے اتنا علم ہی نہیں:

﴿ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقَاكُمْ ﴾ [الحجرات: ١٣]

''کہ تم میں سے اللہ کے ہاں سب سے زیادہ عزت والا تم سب سے زیادہ متقی ہے۔''

اپنے آپ پر اور رشتہ داروں پر ظلم، قطع رحمی کر کے بھی کرتا ہے حالانکہ رب تعالیٰ نے اسے جوڑنے کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ رشتہ داروں کو مسکین و فقیر سمجھ کر، مالی اور اجتماعی اعتبار سے ہم پلہ نہ ہونے کی وجہ سے پیچھے دھکیلتا ہے

---

[1] صحيح سنن ابن ماجه، رقم: ١٩٨٠.

[2] أخرجه البخاري في كتاب البيوع، باب: إثم من باع حرًا، رقم: ٢٢٢٦.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور تعلق داری قائم نہیں رکھتا۔ اور اگر وہ اس سے صلہ رحمی کریں یا اس کی زیارت کریں یا مال کے متعلق پوچھیں تو ان کے متعلق بدگمانی شروع کر دیتا ہے کہ میرے مال میں لالچ رکھتے ہیں۔

ظالم مالدار ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس سے دشمنی رکھتا ہے نیز یہ اپنے برے عمل کے ساتھ ایک اور بدعمل ملا دیتا ہے بلکہ شرک کے بعد اللہ تعالیٰ کو جو عمل سب سے زیادہ برا لگتا ہے اسے ملا دیتا ہے یعنی ناطہ توڑنا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

((أَبْغَضُ الْأَعْمَالِ إِلَى اللّٰهِ أَلْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ، ثُمَّ قَطِيْعَةِ الرَّحِمِ .)) [1]

''سب سے برا عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں شرک کرنا پھر قطع رحمی ہے۔''

اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے رزق کو نافرمانی کے کاموں میں خرچ کر کے بھی اپنے آپ پر ظلم کرتا ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی عطاء کردہ کثیر نعمتوں کے جواب میں اس کا شکریہ ادا کرتا، نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج کی ادائیگی کرتا، فقراء پر شفقت کرتے ہوئے صدقہ وخیرات کرتا اگر یہ کام کرتا تو اللہ تعالیٰ اسے اور فضل سے نوازتے جیسا کہ فرمایا:

﴿ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيْدَنَّكُمْ ۝ ﴾ [ابراهيم: ٧]

''اگر تم نے شکر کیا تو میں تمہیں مزید عطا کروں گا۔''

لیکن اس کی بجائے اپنا مال اللہ کی بغاوت اور نافرمانی میں مال صرف کرتے ہوئے آپ دیکھیں گے کہ بسا اوقات زنا، شراب نوشی اور دیگر حرام کاموں کے لیے دار الکفر کی طرف سفر کرتا ہے یہ انسان مذکورہ آیت کے نصف اول پر عمل نہیں کرتا بلکہ نصف آخر پر عمل پیرا ہے یعنی:

﴿ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ ۝ ﴾ [ابراهيم: ٧]

''اور اگر تم نے ناشکری کی تو میرا عذاب بڑا سخت ہے۔''

یعنی اللہ تعالیٰ آخرت میں یا دنیا اور آخرت دونوں جگہ اسے عذاب سے دوچار کرے گا۔

(۳۷).....اللہ کی ملاقات کو ناپسند کرنے والا:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ كَرِهَ اللّٰهُ لِقَاءَهُ .)) [2]

---

[1] صحيح الجامع الصغير، رقم: ١٦٦.

[2] أخرجه البخاري في كتاب الرقاق، باب: من أحب لقاء الله أحب الله لقاءه، رقم: ٦٥٠٧.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''جس نے اللہ کی ملاقات کو ناپسند کیا اللہ اس کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے۔''

دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا:

((قَالَ اللّٰهُ: إِذَا أَحَبَّ عَبْدِيْ لِقَائِي أَحْبَبْتُ لِقَاءَهُ، وَإِذَا كَرِهَ لِقَائِيْ كَرِهْتُ لِقَاءَهُ.)) ❶

''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: جب میرا بندہ میری ملاقات کو پسند کرتا ہے تو میں اس کی ملاقات کو پسند کرتا ہوں اور جب میری ملاقات کو ناپسند کرتا ہے تو میں اس کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہوں۔''

شرح.....: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوال کے جواب میں رسول اللہ ﷺ نے مذکورہ حدیث کی وضاحت فرمائی جو درج ذیل ہیں:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے اللہ کے نبی! کیا موت کی کراہیت مراد ہے ہم سب تو موت کو ناپسند کرتے ہیں؟ فرمایا: یہ بات نہیں (بلکہ یہ بات ہے کہ) جب مومن آدمی کو موت آنے لگتی ہے تو اس کو اللہ کی رضا مندی اور اس کی سرفرازی کی خوشخبری دی جاتی ہے تو اس وقت اگلی طرف جو اشیاء ہیں ان سے بڑھ کر اس کے نزدیک کوئی چیز بھی پیاری نہیں ہوتی چنانچہ وہ اللہ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور کافر پر جب موت آنے لگتی ہے تو اسے اللہ کے عذاب اور اس کی سزاؤں کی خبر دی جاتی ہے اس وقت اگلی طرف جو چیزیں ہیں ان سے بڑھ کر اس کے نزدیک کوئی چیز بھی زیادہ بری نہیں ہوتی لہٰذا وہ اللہ سے ملاقات کو ناپسند کرتا ہے اور اللہ اس سے ملاقات کو۔ ❷

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس شریح بن ہانی آئے اور کہا: اے ام المومنین! میں نے ابو ہریرہ کو سنا، وہ آنحضرت ﷺ سے ایک حدیث بیان کرتا ہے اگر تو وہ اسی طرح ہے پھر ہم تو ہلاک ہو گئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا آنحضرت ﷺ کی بات کی وجہ سے ہلاک ہونے والا ہی حقیقی ہلاک ہے (بتاؤ) بات کیا ہے؟ کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَيْسَ ذَالِكَ وَلَكِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا حَضَرَهُ الْمَوْتُ بُشِّرَ بِرِضْوَانِ اللّٰهِ وَكَرَامَتِهِ فَلَيْسَ شَيْءٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا أَمَامَهُ فَأَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ وَأَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَهُ وَإِنَّ الْكَافِرَ إِذَا حُضِرَ بُشِّرَ بِعَذَابِ اللّٰهِ وَعُقُوبَتِهِ فَلَيْسَ شَيْءٌ أَكْرَهَ إِلَيْهِ مِمَّا أَمَامَهُ كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ

---

❶ أخرجه البخاري في كتاب التوحيد، باب: قول الله تعالىٰ: ﴿ يُرِيْدُوْنَ أَنْ يُبَدِّلُوْا كَلٰمَ اللّٰهِ ﴾، رقم: ٧٥٠٢.

❷ بخاری کتاب الرقاق، باب: من احب لقاء الله احب الله لقاءه. رقم: ٦٥٠٧.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَكَرِهَ اللّٰهُ لِقَاءَهُ .)) ❶

''جو اللہ سے ملنے کو پسند کرتا ہے اللہ اس کے ملنے کو پسند کرتا ہے اور جس نے اللہ کی ملاقات کو ناپسند کیا، اللہ اس کی ملاقات کو ناپسند فرماتا ہے۔ ہم میں سے تو ہر ایک موت کو ناپسند کرتا ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: یہ واقعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے لیکن اس کا مطلب وہ نہیں جو تو سمجھا ہے بلکہ جب آنکھیں پھر جائیں اور سانس سینہ میں رک جائے اور بدن کے بال کھڑے ہو جائیں اور انگلیاں ٹیڑھی ہو جائیں (یعنی نزع کی حالت میں) اس وقت جو اللہ کو ملنا پسند کرے، اللہ بھی اس سے ملنا پسند کرتا ہے اور جو اللہ سے ملاقات ناپسند کرے، تو اللہ بھی اس سے ملنا پسند نہیں کرتا۔''

معلوم ہوا کہ یہ اس کراہت کا اعتبار ہے جو نزع کی حالت میں ہو جس وقت توبہ وغیرہ قبول نہیں ہوتی تو اس وقت ہر انسان کے اعمال کے مطابق جو چیزیں اس کے لیے تیار کی گئی ہیں ان کی خبر دی جاتی ہے، چنانچہ متقی اور نیک لوگ موت اور اللہ کی ملاقات کو پسند کرتے ہیں تاکہ جو نعمتیں ان کے لیے رکھی گئی ہیں، وہ ان میں چلے جائیں۔ اس وقت اللہ بھی اس کی ملاقات کو محبوب رکھتا ہے اور انہیں دل کھول کر انعامات سے نوازتا ہے۔ بدبخت اور فاسق لوگوں کو جب انجام بد کا علم ہوتا ہے تو وہ اللہ کے ملنے کو پسند نہیں کرتے، اس وقت اللہ بھی اس کے ملنے کو پسند نہیں کرتا اور انہیں اپنی رحمت اور بخشش سے دور رکھتا ہے۔ ❷

عربی زبان میں لفظ لقاء کے کئی معانی ہیں (۱)..... دیکھنا اور معائنہ کرنا (۲)..... دوبارہ زندہ ہونا جیسا کہ فرمایا:

﴿ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ ﴾ [یونس: ٤٥]

''کہ وہ لوگ جنہوں نے اللہ کی ملاقات کو جھٹلایا۔''

(۳)..... موت جیسے فرمایا:

﴿ مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ ۝ ﴾ [العنکبوت: ٥]

''کہ جو اللہ سے ملاقات کی امید رکھتا ہے (تو وہ جان لے) کہ بے شک اللہ کا مقرر کردہ وقت آنے والا ہے۔''

دوسری آیت میں فرمایا:

---

❶ أخرجه البخاري في كتاب الرقاق، باب: من أحب لقاء الله أحب الله لقاءه، رقم: ٦٥٠٧. اخرجه مسلم في كتاب الذكر باب: من احبّ لقاء الله احبّ الله لقاءه ٦٨١٦.

❷ نووی شرح صحیح مسلم، ص: ١٠، ١٧.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ قُلْ إِنَّ الْمَوْتَ الَّذِي تَفِرُّونَ مِنْهُ فَإِنَّهُ مُلَاقِيكُمْ ۝ ﴾ [الجمعه: ٨]

''آپ ﷺ کہہ دیں! یقیناً وہ موت کہ جس سے تم بھاگتے ہو تو وہ بے شک تمہیں ملنے والی ہے۔''

کہا گیا ہے کہ اللہ سے ملاقات کا مطلب دار آخرت میں جانا اور جو اللہ کے پاس ہے اس کو طلب کرنا ہے صرف موت مراد نہیں کیونکہ یہ تو سب کو ناپسند ہے۔

چنانچہ جس انسان نے دنیا کو ترجیح دی، اس کی طرف مائل ہوگیا تو وہ اللہ کی ملاقات کو پسند نہیں کرتا۔ ظاہر ہے کہ مر کر ہی اس سے ملاقات ہوسکتی ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے موت کی کراہیت اور سختی مراد نہیں کیونکہ اس سے کوئی بھی بھاگ نہیں سکتا لیکن دنیا کو ترجیح دینا، اس کی طرف مائل رہنا اور اللہ تعالیٰ اور دار آخرت کی طرف جانے کو ناپسند کرنا مراد ہے جو کہ مذموم ہے۔ واضح باتوں میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ کسی قوم کا زندگی کو محبوب رکھنا، اللہ تعالیٰ نے اس کو عیب شمار کیا ہے چنانچہ فرمایا:

﴿ إِنَّ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا وَرَضُوا بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَاطْمَأَنُّوا بِهَا وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ آيَاتِنَا غَافِلُونَ ۝ أُولَٰئِكَ مَأْوَاهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝ ﴾ [يونس: ٧، ٨]

''بے شک وہ لوگ کہ ہمارے پاس آنے کا یقین نہیں رکھتے اور وہ دنیوی زندگی پر راضی ہوگئے ہیں اور اس میں جی لگا بیٹھے ہیں اور وہ جو لوگ ہماری آیتوں سے غافل ہیں۔ ایسے لوگوں کا ٹھکانہ ان کے اعمال کی وجہ سے دوزخ ہے۔'' [1]

[1] فتح الباری، ص: ٣٥٩، ٣٦٠ / ١١.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چوتھا باب:

اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ اور ناپسندیدہ اُمور

فصل اوّل: پسندیدہ اُمور

(۱).....اعلیٰ اور اشرف امور:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُحِبُّ مَعَالِيَ الْأُمُوْرِ، وَأَشْرَافِهَا وَيَكْرَهُ سَفْسَافَهَا .)) [1]

''بے شک اللہ تعالیٰ، اعلیٰ اور اشرف امور کو پسند فرماتا ہے اور ردی، گھٹیا کاموں کو ناپسند کرتا ہے۔''

شرح.....: ان امور میں سب سے پہلے ہر وہ کام آتا ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں یا اپنے نبی علیہ السلام کی زبان پر کرنے کا حکم دیا مثلاً ارکان اسلام یعنی کلمہ شہادت کا اقرار، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، فرائض سے پہلے نوافل اور بعد والی سنتیں، قیام اللیل (تہجد)، چاشت (اشراق) کی نماز ذکر اللہ اور صدقہ وخیرات وغیرہ۔

اسی طرح اخلاق شرعیہ اور دینی خصائل، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر، لوگوں سے معاملات کے آداب، نیز زبان کے آداب بھی اس کے تحت آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰهُمْ إِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ ﴾ [النساء: ١١٤]

''ان کے اکثر سرگوشی، مشورے بے خیر ہیں، ہاں! بھلائی اس شخص کے مشورے میں ہے جو خیرات کا یا نیک بات کا یا لوگوں میں صلح کرانے کا حکم دے۔''

نفس کا شرف اسی میں ہے کہ رذیل اور گھٹیا حرکتوں سے اور لوگوں کی گردنوں کو کاٹنے والی طمع وحرص سے پاک رہے۔ چنانچہ اللہ کا جو بھی بندہ پاکیزہ اخلاق سے متصف ہوتا ہے وہ اللہ کا پیارا بن جاتا ہے اور اپنے آپ کو مذکورہ گندی صفات میں ڈالنے سے اونچا سمجھتا ہے۔

بندہ یقیناً ایسی انسانی صفات کا حامل ہوتا ہے جن کی وجہ سے دیگر حیوانات، نباتات اور جمادات سے ممتاز ہوتا

[1] صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۱۸۹۰.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کیونکہ ان کی صفات سے ان اعلیٰ واشرف امور کی طرف ترقی کر جاتا ہے جو ملائکہ کی صفات میں شامل ہیں چنانچہ اس وقت اس کی ہمت عالم رضوانی (اللہ کی رضامندی) اور ملاء (فرشتے) روحانی کی طرف بلند ہو جاتی ہے۔

بعض حکماء کا قول ہے: عالی ہمتوں اور پاک طبائع کے ذریعے دل، عقل روحانی کی خوشبو کی طرح صاف ہو جاتے ہیں اور نظروں سے مخفی مگر بصیرتوں کو گھیرنے والی قدرت اور روشنی کی بادشاہت میں ترقی کر جاتے ہیں اور گھٹیا پن سے پاک عقلوں کے باغیچوں میں سیر کرتے پھرتے ہیں، نیز انسانی شکلوں کے کناروں کو گھیرنے والے اخلاق کا گدلا پن افکار کے ذریعہ صاف ہو جاتا ہے۔ چنانچہ گندگی کی دوری اور صفائی کے وقت وہ روحیں زندگی گزارتی ہیں جن تک کمزوری اور تھکاوٹ نہیں پہنچتی۔

انسان قوت فکر اور تمیز کی وجہ سے فرشتوں کے مشابہ ہے چنانچہ جس نے اعلیٰ اور اشرف اخلاق کو حاصل کرنے کے لیے ہمت صرف کی تو اللہ تعالیٰ اس سے پیار کرتا ہے اور وہ اپنے اخلاق کی طہارت کی وجہ سے فرشتوں کے ساتھ ملنے کے قابل ہے۔

(۲)..... بلند اخلاق:

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ مَعَالِيَ الْأَخْلَاقِ وَيَكْرَهُ سَفْسَافَهَا .)) ❶

''یقیناً اللہ تعالیٰ بلند اخلاق کو پسند فرماتا ہے۔''

شرح.....: رسول رحمت ﷺ کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قرآن میں لکھا ہے:

﴿ وَإِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيمٍ ۝ ﴾ [القلم: ٤]

''کہ بے شک تو بہت بڑے اخلاق پر ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ .)) ❷

''مجھے اخلاقی قدریں مکمل کرنے کے لیے بھیجا گیا ہے۔''

اعلیٰ اخلاق کامل ایمان کی نشانی ہے کیونکہ مصطفیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

((أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا .)) ❸

---

❶ صحيح الجامع الصغير، رقم: ١٨٨٩.

❷ سلسلة الأحاديث الصحيحة، رقم: ٤٥.

❸ صحيح سنن أبي داود، رقم: ٣٩١٦.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''مومنوں میں سے کامل ایمان والا وہ ہے جس کا اخلاق ان سب سے زیادہ اچھا ہے۔''

اللہ رب العزت نے مومنین کی ایسی صفات کا تذکرہ کیا ہے جن کا تعلق عمدہ اخلاق سے ہے مثلاً

﴿ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ○ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ○ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ○ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فَاعِلُوْنَ ○ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حَافِظُوْنَ ○ اِلَّا عَلٰى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ○ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعَادُوْنَ ○ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُوْنَ ○ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ○ ﴾ [المومنون: ۱ تا ۹]

''یقیناً ایمان داروں نے نجات حاصل کر لی، جو اپنی نماز میں خشوع کرتے ہیں، جو لغویات سے منہ موڑ لیتے ہیں، جو زکاۃ ادا کرنے والے ہیں، جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں، بجز اپنی بیویوں اور ملکیت کی لونڈیوں کے، یقیناً یہ قابل ملامت لوگوں سے نہیں ہیں، اس کے سوا جو اور راستہ ڈھونڈیں وہی حد سے تجاوز کرنے والے ہیں، جو اپنی امانتوں اور وعدے کی حفاظت کرنے والے ہیں، جو اپنی نمازوں کی نگہبانی کرتے ہیں۔''

دوسرے مقام ذیشان پر فرمایا:

﴿ اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ الْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ○ ﴾ [التوبہ: ۱۱۲]

''توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، حمد کرنے والے، (جہادی دینی کاموں کے لیے) سفر کرنے والے، رکوع اور سجدہ کرنے والے، نیک باتوں کا حکم (Order) کرنے والے، اور بری باتوں سے روکنے والے اور اللہ کی حدود کا خیال رکھنے والے۔''

فرمایا:

﴿ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ○ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ۚ لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ○ ﴾

[الانفال: ۲ ـ ٤]

''بس ایمان والے تو ایسے ہیں کہ جب اللہ کا ذکر آتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب اللہ کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیتیں ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ آیتیں ان کے ایمان کو اور زیادہ کر دیتی ہیں اور وہ لوگ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں، جو کہ نماز کی پابندی کرتے ہیں اور ہم نے جو کچھ ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں، سچے ایمان والے یہی لوگ ہیں۔ ان کے لیے ان کے رب کے ہاں درجات ہیں بخشش اور بابرکت رزق ہے۔''

﴿ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلَامًا ۝ وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ۝ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ۝ اِنَّهَا سَاءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ۝ وَالَّذِيْنَ اِذَا اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ۝ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ۝ يُضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ۝ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ وَّكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ۝ وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ۝ وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا ۝ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ۝ ﴾ [الفرقان: ٦٣ تا ٧٤]

''اللہ الرحمٰن کے سچے بندے وہ ہیں جو زمین پر آہستہ سے چلتے ہیں اور جب بے علم لوگ ان سے باتیں کرنے لگتے ہیں تو وہ کہہ دیتے ہیں کہ سلام ہے اور جو اپنے رب کے سامنے سجدے اور قیام کرتے ہوئے راتیں گزار دیتے ہیں اور جو یہ دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہم سے دوزخ کا عذاب پرے ہی پرے رکھ کیونکہ اس کا عذاب چمٹ جانے والا ہے، وہ جائے قرار اور مقام کے لحاظ سے بدترین جگہ ہے اور جو خرچ کرتے وقت بھی نہ تو اسراف کرتے ہیں اور نہ بخیلی، بلکہ ان دونوں کے درمیان معتدل راہ ہوتی ہے اور جو لوگ اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اور کسی ایسے شخص کو جسے قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے منع کر دیا ہو وہ بجز حق کے قتل نہیں کرتے، نہ وہ زنا کے مرتکب ہوتے ہیں اور جو کوئی یہ کام کرے وہ اپنے اوپر سخت وبال لائے گا۔ اسے قیامت کے دن دوہرا عذاب دیا جائے گا اور وہ ذلت و خواری کے ساتھ ہمیشہ رہے گا سوائے ان لوگوں کے جو توبہ کریں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ایمان لائیں اور نیک کام کریں ایسے لوگوں کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں سے بدل دیتا ہے اور اللہ بخشنے والا مہربانی کرنے والا ہے اور جو شخص توبہ کرے اور نیک عمل کرے وہ تو حقیقتاً اللہ تعالیٰ کی طرف سچا رجوع کرتا ہے اور جو لوگ جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور جب کسی لغویت پر ان کا گزر ہوتا ہے تو وہ بزرگانہ طور پر گزر جاتے ہیں اور جب انہیں ان کے رب کے کلام کی آیتیں سنائی جاتی ہیں تو وہ اندھے بہرے ہو کر ان پر نہیں گرتے اور یہ دعا کرتے ہیں: اے ہمارے پروردگار! تو ہمیں ہماری بیویوں اور اولادوں سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا۔''

رسول کریم ﷺ نے بھی اسی طرح مومن کی کئی صفات بیان کی ہیں اور ان سب کا خلاصہ اعلیٰ اخلاق ہی بنتا ہے۔

ان صفات سے چیدہ چیدہ درج ذیل ہیں۔ مومن اپنے بھائی کے لیے وہی صفات پسند کرتا ہے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔ صلہ رحمی کرتا ہے اور مہمان نوازی کرتا ہے۔ بات اچھی کرتا ہے یا خاموش رہتا ہے۔ جاہلوں سے اعراض کرتا ہے، جو اس سے رشتہ توڑتا ہے یہ اس سے جوڑتا ہے۔ جو اسے محروم رکھتا ہے یہ اسے دیتا ہے، ظالم سے درگزر کرتا ہے، پڑوسی کو تنگ نہیں کرتا۔ کسی مسلمان کو گھبراہٹ میں نہیں ڈالتا، کسی مسلمان پر ظلم و زیادتی نہیں کرتا اور نہ ہی اسے ذلیل و رسوا کرتا ہے اور نہ ہی اسے حقیر سمجھتا ہے۔ اپنے بھائی کے رازوں سے پردہ نہیں اٹھاتا، بدزبانی اور بدکلامی نہیں کرتا۔ کثرت سے لعن طعن نہیں کرتا، چغلی اور غیبت کے بھی قریب نہیں جاتا۔ بلند اخلاق میں شمار کی گئی چند باتیں حسب ذیل ہیں۔ صبر، غصہ پینا، تکلیف دہ چیز کو دور کرنا، نرمی، بردباری، پاک دامنی اور حیاء، شجاعت اور عزت نفس، سخاوت اور انصاف۔

(۳).....درگزر کرنا:

رسول رحمت ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى عَفُوٌّ يُّحِبُّ الْعَفْوَ .)) [1]

''بے شک اللہ تعالیٰ درگزر کرنے والا ہے درگزری کو پسند کرتا ہے۔''

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ۝ ﴾ [الاعراف: ۱۹۹]

---

[1] صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۱۷۷۹.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''درگزری کو لازم پکڑ اور نیکی کا حکم دے اور جاہلوں سے اعراض کر۔''

دوسرے مقام پر متقین کی صفات حسب ذیل الفاظ میں بیان فرمائیں:

﴿ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ ﴾ [آل عمران: ١٣٤]

''غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ ایسے اچھے اخلاق والوں کو دوست رکھتا ہے۔''

مزید فرمایا:

﴿ وَأَنْ تَعْفُوْٓا أَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ط ﴾ [البقرہ: ٢٣٧]

''اور تمہارا معاف کر دینا تقویٰ سے بہت نزدیک ہے۔''

شرح.....: عفو کا معنی ہے کہ انسان قصاص یا مالی جرمانہ کا مستحق ہے مگر اسے چھوڑ دے، یعنی غلطی کی بناء پر جو مواخذہ ہے اسے چھوڑ دینا، اور صفح کا معنی ہے: دل سے غلطی کو معاف کر دینا۔ نیز عفو اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں شامل ہے۔

غصہ کے وقت درگزر کرنے والوں کی قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے مدح وستائش کی ہے چنانچہ فرمایا:

﴿ وَإِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ ۝ ﴾ [الشوریٰ: ٣٧]

''غصے کے وقت بھی معاف کر دیتے ہیں۔''

غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والوں کی اللہ تعالیٰ نے ثناء بیان کی ہے اور یہ خبر بھی سنائی کہ میں اس نیکی اور احسان کی وجہ سے ان کو دوست رکھتا ہوں۔

مزید فرمایا:

﴿ إِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا أَوْ تُخْفُوْهُ أَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَإِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا ۝ ﴾

[النساء: ١٤٩]

''اگر تم کسی نیکی کو علانیہ کرو یا پوشیدہ یا کسی برائی سے درگزر کرو پس یقیناً اللہ تعالیٰ مکمل معاف کرنے والا اور مکمل قدرت رکھنے والا ہے۔''

اللہ رب العزت نے عفو و درگزری پر آمادہ کیا اور رغبت دلائی ہے۔

تشریح.....: ''عفو'' ان افعال میں شامل ہے جن کے ذریعہ انسان اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر لیتا اور اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ہاں جو ثواب ہے اس کا مستحق ٹھہرتا ہے۔ درگزر کرنا اللہ تعالیٰ کی صفات میں شامل ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ بندوں کو عذاب دینے پر قدرت رکھنے کے باوجود عفو درگزر سے کام لیتے ہیں۔''

فرمایا:

﴿ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ ﴾ [النور: ٢٢]

''اور معاف کر دینا اور درگزر کر لینا چاہیے کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے قصور معاف فرما دے اللہ قصوروں کا معاف فرمانے والا مہربان ہے۔''

جزاء چونکہ عمل کی جنس ہے اس لیے جب تو کسی سے درگزر کرے گا تو اللہ تعالیٰ تجھ سے درگزر کرے گا اور جب تو کسی کی غلطی معاف کرے گا تو اللہ تعالیٰ تیری غلطیوں پر معافی کی قلم پھیر دیں گے۔

رسول اکرم ﷺ نے لوگوں سے درگزر کرنے اور غصہ کی حالت میں اپنے آپ پر کنٹرول رکھنے اور غصہ پی جانے پر ابھارا ہے کیونکہ ایسا کام جہاد بالنفس اور اعلیٰ عبادت میں داخل ہے۔

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَيْسَ الشَّدِيْدُ بِالصُّرْعَةِ ، إِنَّمَا الشَّدِيْدُ الَّذِيْ يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ .)) [1]

''کسی کو پچھاڑنے والے طاقت ور نہیں بلکہ طاقت ور وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے آپ پر کنٹرول رکھے۔''

دوسری حدیث میں فرمایا:

((مَا مِنْ جُرْعَةٍ أَعْظَمُ أَجْرًا عِنْدَاللّٰهِ ، مِنْ جُرْعَةِ غَيْظٍ ، كَظَمَهَا عَبْدٌ ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ .)) [2]

''سب سے زیادہ اجر والا گھونٹ اللہ تعالیٰ کے ہاں غصہ کا گھونٹ ہے جسے بندہ اللہ کی رضا چاہتے ہوئے پی جاتا ہے۔''

ابوداؤد میں حدیث ہے:

وَقَالَ ﷺ: ((مَنْ كَظَمَ غَيْظًا ، وَهُوَ قَادِرٌ عَلَى أَنْ يُنْفِذَهُ دَعَاهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَلَى

---

[1] أخرجه البخاري في كتاب الأدب، باب: الحذر من الغضب، رقم: ٦١١٤.

[2] صحيح سنن ابن ماجه، رقم: ٣٣٧٧.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رُؤُوْسِ الْخَلَائِقِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يُخَيِّرَهُ اللّٰهُ مِنَ الْحُوْرِ مَا شَاءَ .)) ❶

''جو شخص غصہ کو نافذ کرنے کی طاقت رکھنے کے باوجود اسے روک لیتا ہے اور پی لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن لوگوں کے سامنے بلائے گا اور اسے اختیار دے گا کہ جس حور کو وہ چاہے پسند کر لے۔''

یعنی اللہ تعالیٰ اسے لوگوں کے درمیان مشہور کر دیں گے اور اس کی تعریف کریں گے اور اس کے ذریعہ فخر کریں گے حتیٰ کہ اسے کوئی بھی حور لینے کا اختیار دیا جائے گا یہ محفوظ جنت میں جانے اور بلند درجات تک پہنچنے کی خوشخبری اور کنایہ ہے۔ غصہ پر قابو پانا نفس امارہ (یعنی برائی پر ابھارنے والے نفس) کے خلاف کھلی جنگ ہے لہٰذا جس نے اس کی پیروی ترک کر دی جنت اس کا ٹھکانہ اور حور اس کی جزا ہے۔

اتنی پیاری تعریف، اتنی خوبصورت ثناء اور اتنا زیادہ بدلہ محض غصہ کو کنٹرول کرنے پر ہے اور اگر اس کے ساتھ عفو و درگزری یا مدمقابل پر احسان بھی مل جائے پھر تو سونے پہ سہاگہ ہے۔

مصطفیٰ علیہ السلام اسلام کا فرمان ہے کہ:

((مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَّالٍ مَا زَادَ اللّٰهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ إِلَّا عِزًّا وَمَا تَوَاضَعَ أَحَدٌ لِلّٰهِ إِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ .)) ❷

''اللہ تعالیٰ صدقہ مال میں کمی نہیں کرتا درگزر کرنے کی وجہ سے بندے کو عزت میں ہی زیادہ کرتا ہے اور جو کوئی اللہ کے لیے فروتنی (تواضع انکساری) اختیار کرے گا اللہ تعالیٰ اسے بلندی عطا کریں گے۔''

اس کے دو مطلب ہیں:

(۱).....اپنے ظاہر پر ہی محمول ہے یعنی جس نے عفو و درگزر سے کام لیا وہ لوگوں کے دلوں میں با عزت اور با شرف بن جائے گا۔

(۲).....آخرت میں اجر اور عزت دینا مراد ہے۔

بسا اوقات دونوں مطلب ہی مراد لیے جاتے ہیں یعنی دنیا میں بھی عزت اور آخرت میں بھی اجر و ثواب کا مستحق۔

چنانچہ ایسا انسان ظالم سے نرمی و بردباری سے پیش آتا ہے اور اپنے دشمن پر غصہ نکالنے پر قدرت رکھنے کے باوجود خاموش رہتا ہے اور غصہ پی جاتا ہے۔ نیز جو بیوقوفی کرتا ہے اس سے اعراض کرتا ہے اور وہ شخص ان سب

---

❶ صحيح سنن أبي داؤد، رقم: ٣٩٩٧.

❷ أخرجه مسلم في كتاب البر والصلة والآداب، باب: استحباب العفو والتواضع، رقم: ٦٥٩٢.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

افعال کی بنیاد صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے معافی اور ثواب پر بھی رکھتا ہے۔

رب کائنات کا فرمان ہے:

﴿ فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللّٰهِ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ۝ ﴾ [الشوریٰ: ٤٠]

''اور جو معاف کر دے اور اصلاح کر لے اس کا اجر اللہ کے ذمے ہے۔ بلاشبہ وہ ظالموں کو پسند نہیں کرتے۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے: جس نے قصاص ترک کر دیا اور اپنے اور ظالم کے درمیان عفو و درگزر کے ذریعہ درستی کر لی تو اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے یعنی اس کام کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اسے اجر سے نوازے گا کیونکہ یہ اعلیٰ اخلاق کی علامت اور بڑے اچھے کاموں میں سے ہے۔ [1]

(۴).....نرمی اختیار کرنا:

رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((دَخَلَ رَهْطٌ مِنَ الْيَهُودِ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوا: أَلسَّامُ عَلَيْكُمْ، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَفَهِمْتُهَا فَقُلْتُ: وَعَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ. قَالَتْ: فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَهْلًا يَا عَائِشَةُ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ. فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ: أَوَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوا؟ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: قَدْ قُلْتُ وَعَلَيْكُمْ.)) [2]

''یہود کا ایک چھوٹا سا گروہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور انہوں نے کہا: آپ پر موت ہو (نعوذ باللہ من ذالک) اُم المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ''میں سمجھ گئی۔ چنانچہ میں نے کہا: تم پر موت واقع ہو اور لعنت بھی۔ فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ٹھہرو تو اے عائشہ! یقیناً اللہ تعالیٰ تمام معاملات میں نرمی کو پسند کرتا ہے۔ میں نے عرض کیا: ''اے اللہ کے رسول آپ نے نہیں سنا کہ انہوں نے کیا کہا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''بے شک میں نے کہا تھا ''اور تم پر بھی ہو (موت)۔''

www.KitaboSunnat.com

دوسری حدیث میں ارشاد ہے:

وَقَالَ ﷺ: ((يَا عَائِشَةُ إِنَّ اللّٰهَ رَفِيقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ وَيُعْطِي عَلَى الرِّفْقِ مَا لَا

---

[1] تفسیر قرطبی، ص: ١٣٤ / ٤، ص: ٥، ٦، ص: ٢٤، ٢٧ ١٦/ شرح مسلم للنووی، ص: ١٤١، ١٤٢/ ١٦۔ تفسیر ابن کثیر، ص: ٥٨٥ / ١۔ ص: ٢٨٦ / ٣۔ عون المعبود: ٩٥ / ١٣۔ تحفة الاحوذی، ص: ١٤٠ / ٤۔

[2] أخرجه البخاري في كتاب الأدب، باب: الرفق في الأمر كله، رقم: ٦٠٢٤.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يُعْطِي عَلَى الْعُنْفِ وَمَا لَا يُعْطِي عَلَى مَا سِوَاهُ .)) ❶

''بے شک اللہ تعالیٰ نرم ہے اور نرمی کو پسند کرتا ہے اور نرمی پر جو دیتا ہے وہ سختی اور دیگر اشیاء پر نہیں دیتا۔''

شرح.....: ان احادیث میں نرمی کی فضیلت اور اسے عادت بنانے پر ابھارا گیا ہے، نیز سختی کی مذمت بھی کی گئی ہے۔

ہر بھلائی کا سبب نرمی ہے۔ فرمایا:

((مَنْ يُحْرَمُ الرِّفْقَ يُحْرَمُ الْخَيْرَ .)) ❷

''اور جو نرمی سے محروم ہو، وہ بھلائی سے ہاتھ دھو بیٹھا۔''

إِنَّ اللّٰهَ رَفِيْقٌ: یعنی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر شفقت اور آسانی کرنے والا ہے سختی اور تنگی کا ارادہ نہیں رکھتا چنانچہ رب کریم نے بندوں کو ان کی طاقت سے زیادہ کا مکلّف نہیں بنایا۔

وَيُعْطِي عَلَى الرِّفْقِ: یعنی جتنا ثواب نرمی کی وجہ سے ملتا ہے کسی اور چیز کی وجہ سے نہیں ملتا نیز اس کی وجہ سے دنیا میں اللہ تعالیٰ عمدہ ثناء اور تعریف کا حقدار بناتا ہے اور مقاصد تک پہنچنا آسان بنا دیتا ہے اور آخرت میں اتنا زیادہ ثواب مہیا کرے گا جو کہ سختی اور دیگر اشیاء کی وجہ سے نہیں دے گا۔

نرمی، قابل تعریف صفت ہے اس کی ضد سختی اور گرمی ہے۔ نرمی، حسن اخلاق کا نتیجہ ہے چنانچہ تمام امور میں نرمی کو نتیجہ خیز صرف اور صرف عمدہ اخلاق ہی بناتا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ تمام امور کو ان کی جگہوں پر رکھنا نرمی کہلاتا ہے یعنی سختی کے مقام پر سختی، نرمی کی جگہ پر نرمی، تلوار کی جگہ پر تلوار اور کوڑے کے مقام پر کوڑا، یہ اس بات کا اشارہ ہے کہ نرمی کے ساتھ سختی اور گرمی کا عنصر بھی ہونا چاہیے۔

چنانچہ تعریف کے قابل، نرمی اور سختی میں میانہ روی ہے تمام اخلاق میں ایسا ہی ہونا چاہیے۔ لیکن طبیعتیں سختی اور گرمی کی طرف زیادہ راغب ہیں چنانچہ انہیں نرمی کی طرف ترغیب دلانے کی زیادہ ضرورت ہے، اسی لیے شریعت اسلامیہ نے نرمی کی زیادہ ثناء اور تعریف کی ہے، گو سختی اپنے مقام پر اور نرمی اپنی جگہ پر اچھی ہے۔ چنانچہ سختی ناگزیر ہو تو انسان کی خواہش حق کے موافق ہو جاتی ہے اور یہ سختی بلحاظِ نتائج شہد ملے مکھن سے بھی زیادہ لذیذ ہو جاتی ہے۔

کہا گیا ہے کہ جب لوگ کوئی سخت کلام کرتے ہیں تو اس کی ایک جانب ضرور اس سے زیادہ نرم بات بھی

---

❶ أخرجه مسلم في كتاب البر والصلة والآداب، باب: فضل الرفق، رقم: ٦٦٠١.

❷ أخرجه مسلم في كتاب البر والصلة والآداب، باب: فضل الرفق، رقم: ٦٥٩٩.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتی ہے جو کہ اس کے قائم مقام کھڑی ہوتی ہے۔ عمومی حالات اور اکثر امور میں نرمی قابل ستائش ہے اگرچہ سختی کی ضرورت پڑتی ہے مگر یہ کبھی کبھی ہے۔

کامل وہی ہے جو نرمی اور سختی کے مواقع کو پہچان لے اور ہر جگہ ویسا ہی معاملہ کرے اور اگر کم بصیرت والا ہے یا مواقع کی پہچان اس کے لیے مشکل ہے تو اسے نرمی کی طرف ہی مائل رہنا چاہیے کیونکہ اکثر طور پر اسی میں کامیابی ہوتی ہے۔ چنانچہ رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

((إِنَّ الرِّفْقَ لَا يَكُوْنُ فِيْ شَيْءٍ إِلَّا زَانَهُ وَلَا يُنْزَعُ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا شَانَهُ .)) ❶

''نرمی جس چیز میں بھی ہوتی ہے اسے خوبصورت کر دیتی ہے اور جس چیز سے نکال لی جائے اسے عیب دار کر دیتی ہے۔''

(۵).....اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا:

رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

((لَا أَحَدٌ أَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ ، وَلِذٰلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ لَا أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ الْمَدْحُ مِنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ مَدَحَ نَفْسَهُ .)) ❷

''اللہ سے زیادہ کوئی غیرت والا نہیں اور اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ہر ظاہر و چھپی ہوئی فحاشی کو حرام قرار دیا ہے تعریف کرنا کسی کو اتنا پسند نہیں جتنا اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ اسی وجہ سے خود اللہ تعالیٰ نے اپنی تعریف کی ہے۔''

شرح.....: رب کائنات کی تعریف کا مفہوم اس کی کامل صفات اور اعلیٰ اوصاف کے ساتھ ثناء کرنا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کی حمد کے ساتھ ثناء کی ہے اور اپنی کتاب مجید کی ابتدا اسی سے کی ہے فرمایا:

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ ﴾ [الفاتحہ: ۲]

''تمام قسم کی سب خاص تعریفیں، تمام جہانوں کو پالنے والے اللہ کے لیے ہیں۔''

یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے تعریف و ثناء کرنے میں بندوں کی عاجزی دیکھی تو خود ازل میں اپنی مدح و تعریف کی کیونکہ اس کے بندوں کی پوری طاقت بھی اس کی تعریف سے عاجز ہے۔ کیا آپ نے سید المرسلین

---

❶ أخرجه مسلم في كتاب البر والصلة والآداب، باب: فضل الرفق، رقم: ٦٦٠٢. [احياء علوم الدين للغزالي ص ١٨٤، ٣،١٨٦/ نووي شرح مسلم ص ١٤٥، ١٦ عون المعبود ص ١٣،١١٤.

❷ أخرجه مسلم في كتاب التوبة، باب: غيرة الله تعالىٰ وتحريم الفواحش، رقم: ٦٩٩٣.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والآخرین محمد ﷺ کی طرف نہیں دیکھا کہ درج ذیل الفاظ میں کیسے عاجزی ظاہر کرتے ہیں:

((عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: فَقَدْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةً مِنَ الْفِرَاشِ فَالْتَمَسْتُهُ، فَوَقَعَتْ يَدِي عَلَى بَطْنِ قَدَمِهِ، وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ، وَهُمَا مَنْصُوبَتَانِ وَهُوَ يَقُولُ: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ .)) [1]

''اُم المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے؛ فرماتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک رات بستر سے گم پایا۔ چنانچہ میں نے آپ کو تلاش کیا۔ میرا ہاتھ ان کے قدم کے تلوے پر گیا اور آپ اس وقت حالت سجدہ میں تھے اور آپ نے دونوں پاؤں گاڑے (کھڑے کئے) ہوئے تھے۔ آپ ﷺ کہہ رہے تھے ''اے اللہ! میں تیری ناراضی سے تیری رضا کی پناہ پکڑتا ہوں۔ تیری پکڑ سے تیری عفو و درگذر کی پناہ لیتا ہوں۔ مجھے تیری ثناء کرنے کی طاقت نہیں تو ایسا ہی ہے جیسی تو نے خود اپنی تعریف کی۔''

یعنی میں گو تعریفات کرنے میں کوشش و محنت کروں لیکن پھر بھی تیری نعمتوں اور احسانوں کو میں شمار نہیں کر سکتا۔ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ والے الفاظ میں تفصیلی ثناء کرنے سے عاجزی اور اس کی حقیقت تک پہنچنے سے قاصر رہنے کا اظہار ہے، نیز مفصل کی بجائے تعریف کو خلاصہ کی طرف لوٹایا گیا ہے۔ چنانچہ یہ معاملہ ہر چیز کو گھیرنے والی ذات کے سپرد کر دیا گیا اور جیسے اس کے اوصاف کی انتہاء نہیں، ایسے ہی اس کی مدح کی بھی انتہاء نہیں کیونکہ تعریف صاحب مدح کے تابع ہے۔ جتنے اوصاف زیادہ قابل مدح ہوں گے تعریف میں اتنا ہی اضافہ اور مبالغہ ہوگا اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ذات تو سب سے بڑی اور اس کی بادشاہت سب سے بلند و بالا اور اس کی صفات سب سے اعلیٰ اور اس کی رحمتیں اور احسانات سب سے زیادہ وسیع ہیں۔

ازل میں ہی اپنی مدح کرنے کی ایک وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ بندوں پر اللہ کے احسانات بہت زیادہ تھے اور چونکہ وہ اس کی واجبی تعریف سے عاجز تھے اس لیے اللہ تعالیٰ نے جب یہ صورت حال دیکھی تو ازل میں ہی ان کی طرف سے خود اپنی تعریف کی تاکہ بندوں کے نزدیک اس کی نعمتیں زیادہ خوشگوار ہو جائیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تعریف کے ذریعہ سے احسان کا بوجھ اتار دیا ہے۔

یہ قول بھی ہے: اپنی ستائش کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو مدح اور ثناء کرنے کی تعلیم دی ہے گویا مذکورہ روایت کا معنی ہے اے بندو! تم کہو، الحمد للہ۔

---

[1] أخرجه مسلم في كتاب الصلاة، باب: ما يقال في الركوع والسجود، رقم: ١٠٩٠.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ بات بھی کہی گئی ہے: الحمد للہ کہنے والے نے اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ اور بلند صفات کے ذریعہ اس کی تعریف کی ہے۔ بندوں کی طرف سے مدح کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری کریں اور جو اس کے شایان شان نہیں ان سے اس کی پاکی ظاہر کی جائے اور اس کی نعمتوں کے بدلہ میں ثناء بیان کی جائے تاکہ انہیں ثواب اور بدلہ مل سکے۔

اس میں بندوں کی ہی مصلحت ہے کیونکہ ثنا، رب تعالیٰ کی کرتے ہیں اور فائدہ انہیں ثواب کی صورت میں ملتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ تمام جہانوں سے بے پروا ہے۔ کسی کی مدح اس کو نفع نہیں پہنچا سکتی اور کسی کا ترک اسے نقصان نہیں دے سکتا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد، تسبیح و تہلیل اور تکبیر اور دیگر اذکار میں ثناء بیان کرنے کی فضیلت پر زیادہ تنبیہ ہے اور رسول اکرم ﷺ بھی ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کا ذکر اور ثناء کرتے تھے۔ [1]

(٦).....عذر پیش کرنا:

رسول رحمت ﷺ کا فرمان ہے:

((لَيْسَ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ الْمَدْحُ مِنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ مَدَحَ نَفْسَهُ وَلَيْسَ أَحَدٌ أَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ مِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ وَلَيْسَ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ الْعُذْرُ مِنَ اللّٰهِ مِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ أَنْزَلَ الْكِتَابَ وَأَرْسَلَ الرُّسُلَ .)) [2]

”اللہ تعالیٰ کو اپنی ذاتِ اقدس سے زیادہ کسی کو بھی اپنی مدح و تعریف پسند نہیں۔ اسی وجہ سے اللہ عزوجل نے اپنی تعریف خود فرمائی ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے زیادہ کوئی بھی غیرت مند نہیں۔ اسی لیے اللہ کریم نے بے حیائی کو حرام کر دیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ کسی کو بھی عذر پسند نہیں۔ اسی وجہ سے اس نے کتاب کو نازل کیا اور پیغمبروں کو مبعوث فرمایا۔“

شرح.....: اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو پکڑنے سے پہلے ان کو ڈرانے اور ان کے عذر کو ختم کرنے کے لیے انبیاء کو بھیجا کیونکہ رب تعالیٰ کسی قوم کو اس وقت ہلاک کرتا ہے جب ان کی طرف ڈرانے اور خوشخبری دینے والے آجائیں چنانچہ جو اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری کرتے ہیں انہیں نوید مسرت سناتے ہیں اور نافرمانوں اور باغیوں کو عذاب کی بشارت سناتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ۝ ﴾ [الاسراء: ١٥]

---

[1] تفسیر قرطبی، ص: ٩٥ / ١۔ نووی شرح مسلم، ص: ٢٠٤ / ٤، ص: ٧٧ / ١٧۔ فتح الباری، ص: ٤٠٠ / ١٣.

[2] أخرجه مسلم في كتاب التوبة، باب: غيرة الله تعالىٰ وتحريم الفواحش، رقم: ٦٩٩٣.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور نہیں ہیں ہم عذاب دینے والے یہاں تک کہ ہم رسول بھیج دیں۔''

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿ رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝ ﴾ [النساء: ١٦٥]

''رسول (بھیجے) خوشخبری دینے اور ڈرانے والے تاکہ اللہ کے خلاف لوگوں کے لیے رسولوں کے بعد حجت نہ ہو۔''

اہل دنیا یہ نہ کہہ سکیں کہ ہمارے پاس تو نہ کوئی رسول آیا اور نہ ہی کتاب آئی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ عذر پیش کرنے کو پسند فرماتا ہے اور اس کے عدل و احسان کے اکمل ہونے میں یہ بات بھی شامل ہے کہ اس نے اپنے بندوں سے عذروں کو پسند کیا چنانچہ ظالم کو اس وقت ہی پکڑتا ہے جس وقت مکمل طور پر عذر ختم کر دیا جائے اور کسی کو عذاب سے اسی وقت دو چار کرتا ہے جب رسولوں کے بھیجنے سے حجت قائم ہو جائے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتابیں نازل فرمائیں اور رسولوں کو بشارت اور نذارت (خوش خبریاں اور ڈراوے) والے دے کر بھیجا اور ناپسندیدہ اشیاء سے اپنی محبوب چیزیں بالکل واضح کر دیں تاکہ کسی عذر پیش کرنے والے کے لیے کوئی عذر باقی نہ رہے۔ [1]

(۷).....اللہ کی قسم اٹھانا:

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((إِحْلِفُوْا بِاللّٰهِ وَبِرُّوْا وَاصْدُقُوْا، فَإِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ أَنْ يَحْلَفَ بِهِ.)) [2]

''اللہ کی قسم اٹھاؤ، نیکی کرو اور سچ بولو (کیونکہ) اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے کہ اس کی قسم اٹھائی جائے۔''

شرح.....: جب کوئی مصلحت ہو تو اللہ تعالیٰ کے کسی نام یا کسی صفت کے ساتھ قسم اٹھانا رب ذوالجلال کو بہت پسند ہے۔ کیونکہ اللہ کی قسم ان اشیاء میں سے ہے جن کے ذریعہ وعدوں کو پختہ کیا جاتا ہے، نیز قسم اٹھانے میں سچائی اور نیکی سے کام لے۔ چنانچہ جب قسم اٹھانے والے کی غرض فرمانبرداری ہو تو اللہ تعالیٰ اپنی قسم کو محبوب رکھتے ہیں مثلاً جہاد یا وعظ کرنے کے لیے یا کسی گناہ سے ڈانٹنے کے لیے یا کسی اچھائی پر ابھارنے کے لیے ہو۔

جس وقت حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں نے اپنے بھائی کو ساتھ لے جانے کی ضد کی تو اللہ تعالیٰ نے یعقوب علیہ السلام کا ان سے قسم لینا قرآن پاک میں بیان کیا۔ معلوم ہوا کہ یہ قسم اٹھوانا اللہ تعالیٰ کی اجازت سے ہے

[1] تفسیر ابن کثیر، ص: ٦٠٢ / ١، ص: ٣١ / ٣۔ قرطبی، ص: ١٤ / ٦۔ مدارج السالکین لابن القیم، ص: ٢٠١ / ١.

[2] صحیح الجامع الصغیر، رقم: ٢١١.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اس کی اجازت صرف اسی چیز میں ہوتی ہے جو اس کو محبوب و مطلوب ہو۔

کسی مصلحت کے لیے بغیر مطالبہ کے قسم اٹھانا بھی مستحب ہے۔ مثلاً کسی مبہم چیز کو موکد اور واضح کرنا، اللہ تعالیٰ سے مجاز کی نفی کرنے کے لیے، چنانچہ اسی غرض کے لیے مصطفیٰ علیہ السلام کا قسم اٹھانا کئی صحیح احادیث میں مروی ہیں۔

حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر: ((لَا وَمُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ .)) قسم اٹھایا کرتے تھے۔ (یعنی دلوں کو پھیرنے والے کی قسم!)۔ ❶

رفاعہ الجہنی سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب قسم اٹھاتے تو کہتے: ((وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ .)).....''اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے۔'' ❷

غیر اللہ کی قسم مذموم اور حرام ہے لیکن لوگوں نے اپنے اسلام میں نئی جاہلیت کو رواج دے دیا ہے یعنی اگر کوئی اللہ تعالیٰ کے تمام نام اور ساری صفات کی بھی قسم اٹھالے تو بات قبول نہیں کی جاتی، ہاں! اگر اپنے ملک کے حاکم یا استاد یا اپنے والد یا والدہ یا زندگی یا شرف وغیرہ کی قسم اٹھائے گا تو فوراً مان لی جائے گی۔ یہ لوگوں کے ہاں ایسی پکی قسم ہے جس کے بعد اور قسم لینے کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔

((أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى ﷺ أَدْرَكَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ وَهُوَ يَسِيْرُ فِيْ رَكْبٍ يَحْلِفُ بِأَبِيْهِ فَقَالَ أَلَا إِنَّ اللّٰهَ يَنْهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوْا بِآبَائِكُمْ مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ أَوْ لِيَصْمُتْ .)) ❸

''بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو ایک سواری پر جاتے ہوئے پایا اور وہ اپنے باپ کی قسم اٹھا رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خبردار! بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے باپوں کی قسمیں اٹھانے سے منع کرتا ہے۔ جس نے قسم اٹھانی ہو تو وہ اللہ کی اٹھائے وگرنہ خاموش ہو جائے۔''

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک آدمی کو کعبہ کی قسم کھاتے سنا تو فرمایا: اللہ کے علاوہ کسی کی قسم نہیں اٹھانی چاہیے کیونکہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ:

((مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ كَفَرَ أَوْ أَشْرَكَ .)) ❹

---

❶ بخاری، کتاب التوحید، باب: مقلب القلوب/ حدیث: ۷۳۹۱.

❷ صحیح ابن ماجه، رقم: ۱۷۰۰.

❸ أخرجه البخاري في كتاب الأيمان والنذور، باب: لا تحلفوا بآبائكم، رقم: ٦٦٤٧.

❹ صحيح سنن الترمذي، رقم: ١٢٤١.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''جس نے اللہ کے علاوہ کسی اور کی قسم اٹھائی تو اس نے کفر یا شرک کیا۔''

امام نووی رحمہ اللہ کا قول ہے: رب کائنات کے اسماء اور صفات کے علاوہ ہر چیز کی قسم اٹھانا مکروہ ہے چاہے نبی علیہ السلام ہوں یا کعبہ یا فرشتے یا امانت، زندگی یا روح وغیرہ ہو ان سب سے زیادہ بری امانت کی قسم ہے.....

علماء کا قول ہے: غیر اللہ کی قسم اٹھانے سے منع کرنے کی حکمت یہ ہے کہ جس کی قسم اٹھائی جاتی ہے قسم اس کی تعظیم کا تقاضا کرتی ہے اور عظمت کی حقیقت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہے کوئی بھی اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ مذکورہ احادیث کا ظاہر قسم کو اللہ کے ساتھ خاص کرتا ہے لیکن فقہاء اس بات پر متفق ہیں کہ قسم اللہ کی اور اس کی ذات اور بلند صفات سے بھی منعقد ہو جاتی ہے۔ قسم اٹھانے والے کے لیے قسم میں سچ بولنا لازم ہے جیسے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ:

((لَا تَحْلِفُوْا بِآبَائِكُمْ ، مَنْ حَلَفَ بِاللّٰهِ فَلْيَصْدُقْ ، وَمَنْ حُلِفَ لَهُ بِاللّٰهِ فَلْيَرْضَ وَمَنْ لَمْ يَرْضَ بِاللّٰهِ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ مَنْ حَلَفَ بِاللّٰهِ فَلْيَصْدُقْ .)) [1]

''اپنے باپوں کی قسمیں مت اٹھاؤ، جسے اللہ کی قسم اٹھانا ہو اسے سچ کہنا ہوگا۔ اور جس کے لیے اللہ کی قسم اٹھائی گئی ہو اسے بھی راضی ہو جانا چاہیے۔ جو اللہ سے راضی نہیں ہوتا، اللہ سے اس کا کیا واسطہ۔ جو اللہ کی قسم اٹھائے تو سچ بولے۔''

نیز فرمایا:

((لَا تَحْلِفُوْا بِآبَائِكُمْ وَلَا بِأُمَّهَاتِكُمْ ، وَلَا بِالْأَنْدَادِ ، وَلَا تَحْلِفُوْا إِلَّا بِاللّٰهِ ، وَلَا تَحْلِفُوْا إِلَّا وَأَنْتُمْ صَادِقُوْنَ .)) [2]

''اپنے باپ اور ماؤں کی قسمیں مت اٹھاؤ اور نہ ہی بتوں کی قسم اٹھاؤ صرف اللہ کی قسم اٹھاؤ اور اسی وقت اٹھاؤ جب تم سچ بول رہے ہو۔''

جھوٹی قسمیں اٹھانے والا اللہ کو ملے گا تو رب کائنات اس پر ناراض ہوگا جیسے کہ نبی علیہ السلام نے خبر دی کہ:

((قَالَ عَبْدُاللّٰهِ رضی اللہ عنہ: مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ يَسْتَحِقُّ بِهَا مَالًا وَهُوَ فِيهَا فَاجِرٌ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَصْدِيقَ ذَلِكَ: ﴿ إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا ﴾ فَقَرَأَ إِلَى: ﴿ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴾ ثُمَّ إِنَّ الْأَشْعَثَ بْنَ قَيْسٍ خَرَجَ

[1] صحيح سنن ابن ماجه، رقم: ١٧٠٨.

[2] صحيح سنن أبي داؤد، رقم: ٢٧٨٤.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إِلَيْنَا فَقَالَ: مَا يُحَدِّثُكُمْ أَبُو عَبْدِالرَّحْمَنِ قَالَ فَحَدَّثْنَاهُ، قَالَ: فَقَالَ: صَدَقَ لَفِيَّ وَاللّٰهِ أُنْزِلَتْ كَانَتْ بَيْنِي وَبَيْنَ رَجُلٍ خُصُومَةٌ فِي بِئْرٍ فَاخْتَصَمْنَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ شَاهِدَاكَ أَوْ يَمِينُهُ قُلْتُ إِنَّهُ إِذًا يَحْلِفُ وَلَا يُبَالِي فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ يَسْتَحِقُّ بِهَا مَالًا وَهُوَ فِيهَا فَاجِرٌ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَصْدِيقَ ذَلِكَ ثُمَّ اقْرَأَ هَذِهِ الْآيَةَ: ﴿ إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا ﴾ إِلَى: ﴿ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴾.)) [1]

''عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''جس نے قسم اٹھا کر اپنے آپ کو کسی کے مال کا ناحق مستحق ٹھہرایا وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ اس سے ناراض ہوں گے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق نازل فرمائی'' بے شک وہ لوگ جو اپنے عہد اور قسمیں دنیا کے بدلے بیچتے ہیں ان کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں۔ اور نہ اللہ تعالیٰ ان سے کلام کریں گے۔ نہ قیامت کے دن ان کی طرف دیکھنا گوارا کریں گے۔ اور نہ انہیں پاک کریں گے اور ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔ سند کے راوی ابو وائل رحمہ اللہ کہتے ہیں: پھر اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ ہماری طرف آئے اور کہا ابو عبد الرحمٰن تم سے کیا بیان کر رہے تھے؟ ابو وائل رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: سیّدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ہم سے جو بیان کیا تھا وہ ہم نے ان سے بیان کر دیا۔ انہوں نے کہا ''سچ ہے یہ میرے ہی بارے میں نازل ہوئی تھی۔ میرے اور ایک شخص کے درمیان ایک کنویں کے بارے میں جھگڑا تھا پس ہم نے رسول اللہ ﷺ پر اپنا معاملہ پیش کر دیا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''گواہ لاؤ یا قسم دو میں نے عرض کیا اگر وہ دوسرا فریق قسم اٹھا لے تو مجھے کچھ پروا نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے قسم اٹھائی اور وہ اس کی وجہ سے کسی مال کا حقدار بن رہا ہے لیکن وہ جھوٹا ہے تو اللہ کو اس حالت میں ملے گا کہ رب تعالیٰ اس پر ناراض ہوگا۔''

جس نے ایسی حرکتیں کیں اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے عذاب الیم کا وعدہ کر رکھا ہے۔ چنانچہ فرمایا:

﴿ إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَٰئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴾ [آل عمران : ٧٧]

[1] أخرجه البخاري في كتاب الرهن، باب: إذا اختلف الراهن والمرتهن ونحوه، رقم: ٢٥١٦.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''بے شک وہ لوگ جو اللہ کے وعدوں اور اپنی قسموں کے بدلے تھوڑی قیمت خریدتے ہیں ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں اور نہ ہی اللہ ان سے کلام کرے گا اور نہ ہی قیامت کے روز ان کی طرف دیکھے گا اور نہ ہی انہیں پاک کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔''

(۸)..... بردباری اور تحمل:

رسول اللہ ﷺ نے بنوعبدالقیس کے سردار جناب اشج رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لِلْأَشَجِّ ..... أَشَجِّ عَبْدِ الْقَيْسِ: إِنَّ فِيْكَ لَخَصْلَتَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللّٰهُ: اَلْحِلْمُ وَالْأَنَاةُ .)) ❶

''یقیناً تجھ میں دو خصلتیں ہیں، جنہیں اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے (ایک) بردباری، (دوسری) تحمل ہے۔''

شرح.....: **الحلم**: عقل کا صحیح ہونا اور اس کا غالب ہونا، انجام پر گہری نظر رکھنا، قوت غضب کا ٹوٹنا اور اس قوت کا عقل کے تابع ہونا مراد ہے۔

حلیم کثیر الحلم کو کہتے ہیں، وہ انسان مراد ہے جو گناہوں سے اعراض کرتا ہے اور تکالیف پر صبر کرتا ہے۔ کہا گیا ہے کہ وہ انسان ہے کہ جس نے کبھی بھی کسی سے رب کائنات کی رضا کے علاوہ بدلہ نہ لیا ہو اور کسی دوسرے کا بدلہ بھی فقط اللہ کے لیے لیا ہو۔ نیز حلیم اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں شامل ہے۔ حلم اشرف ترین اخلاق ہے اور اس کے حقدار عقل والے انسان ہیں کیونکہ اس میں عزت کی سلامتی، جسم کی راحت اور اللہ کی حمد کی کمائی ہے..... حلم کی تعریف یہ ہے کہ غصہ کے ہیجان کے وقت نفس کو ضبط کرنا۔ یہ ملکہ بعض اسباب سے پیدا ہوتا ہے اور ایسے اسباب دس ہیں۔

(۱)..... جاہلوں کے لیے نرمی کرنا، یہ ایسی بھلائی سے تعلق رکھتی ہے جو نرمی کے موافق ہے۔ منثور ❷ الحکم میں کہا گیا ہے حلم کے اسباب میں سے سب سے زیادہ تاکید والا سبب جاہلوں کے لیے نرمی وشفقت ہے۔ (۲)..... بدلہ لینے پر قدرت رکھنا۔ یہ دل کی وسعت اور اچھی خود اعتمادی سے رونما ہوتی ہے۔ (۳)..... گالی نکالنے سے اپنے آپ کو بچانا، یہ نفس کے شرف اور ہمت کی بلندی سے ظاہر ہوتا ہے۔ (۴)..... برا سلوک کرنے والے کو بے وقعت سمجھنا۔ یہ تکبر اور خود نمائی سے اعراض کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے جیسا کہ حکایت ہے کہ ایک آدمی اکثر احنف (ٹیڑھے پاؤں والے کو کہتے ہیں) کو گالی نکالا کرتا تھا لیکن یہ اسے کوئی جواب نہ دیتا تو گالی نکالنے والے نے کہا: اللہ کی قسم! یہ مجھے جواب اس لیے نہیں دیتا کہ میری اس کے ہاں کوئی وقعت نہیں۔ اس جیسی مثال میں شاعر کہتا ہے ؎

---

❶ أخرجه مسلم في كتاب الإيمان، باب: الأمر بالإيمان بالله تعالى ورسوله ﷺ، رقم: ۱۱۷.

❷ اس سے مراد حکیمانہ مقولے ہیں جو نثر کی صورت میں ہوتے ہیں۔ (محمد زکریا)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إِذَا نَطَقَ السَّفِيهُ فَلَا تُجِبْهُ فَخَيْرٌ مِنْ إِجَابَتِهِ السُّكُوتُ
سَكَتُّ عَنِ السَّفِيهِ فَظَنَّ أَنِّي عَيِيتُ عَنِ الْجَوَابِ وَمَا عَيِيتُ

''جب بیوقوف بولے تو اسے جواب مت دو اس کے جواب سے خاموشی بہتر ہے۔ میں بیوقوف سے خاموش رہا تو اس نے گمان کیا کہ بے شک میں جواب دینے سے عاجز آ گیا ہوں حالانکہ میں عاجز نہیں آیا۔''

(۵)..... گالیوں کے جواب کی جزا سے شرما جانا۔ یہ نفس کے بچاؤ اور کمال مروت سے پیدا ہوتا ہے۔ (۶)..... گالیاں دینے والوں پر مہربانی کرنا، یہ کشادہ دلی اور متحد رہنے کی محبت سے رونما ہوتا ہے۔ (۷)..... بڑائی کی وجہ سے گالیاں نکالنے والوں کو اور گالیوں کو چھوڑنا، یہ سبب عزم سے ظاہر ہوتا ہے۔ (۸)..... جواب کے بدلہ میں جو سزا اور عقوبت ملنے کا خدشہ ہو اس سے ڈرنا، یہ نفس کی کمزوری سے پیدا ہوتا ہے اور بعض اوقات رائے و عقل اسے واجب کرتی ہے اور احتیاط اس کا تقاضا کرتی ہے۔ (۹)..... نچلے ہاتھ (مراد احسان مند لوگ) اور اس کی حرمت لازمہ کی رعایت رکھنا۔ یہ وفا اور وعدے کی اچھائی سے پیدا ہوتا ہے۔ (۱۰)..... خفیہ تدابیر اور مخفی موقعوں کے وقوع کا منتظر رہنا۔ یہ ہوشیاری و عقل مندی سے رونما ہوتا ہے۔

یہ دس اسباب ہیں جو حلم و بردباری کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ بعض اسباب بعض سے افضل و اعلیٰ ہیں یہ بات نہیں کہ بعض اسباب کم فضیلت والے ہیں لہٰذا ان کا نتیجہ حلم سے برا اور مذموم نکلے گا۔ گو تمام کا تمام حلم فضیلت والا ہے لیکن انسان کے لیے بہتر یہی ہے کہ حلم کے افضل ترین اسباب کو دعوت دیں۔ [1]

الأناة: احتیاط اور میانہ روی اختیار کرنا اور عجلت کو ترک کرنا اور منفعت میں نظر رکھنے کو کہتے ہیں۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((أَلتَّؤْدَةُ فِي كُلِّ شَيْءٍ خَيْرٌ، إِلَّا فِي عَمَلِ الْآخِرَةِ .)) [2]

''ہر چیز میں میانہ روی بہتر ہے سوائے آخرت کے عمل کے۔''

یعنی ہر عمل میں میانہ روی اختیار کرنا بہتر اور مستحسن ہے لیکن آخرت کے عمل میں مستحسن نہیں بلکہ احتیاط اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ درجات کی بلندی اور نیک کاموں کی کثرت کے لیے کوشش کی جائے کیونکہ بھلائی کی تاخیر میں کئی قسم کی آفات ہوتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

[1] الماوردی: ادب الدنیا والدین، ص: ۲۶۱۔ ۲۶۵.

[2] صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۳۰۰۹.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((اَلتَّأَنِّي مِنَ اللّٰهِ ، وَالْعُجْلَةُ مِنَ الشَّيْطَانِ .)) [1]

''میانہ روی اللہ کی طرف سے اور جلد بازی شیطان کی طرف سے ہے۔''

شیطان کی طرف سے جلد بازی کا مطلب ہے کہ وہ اپنے وسوسوں کے ذریعہ انسان کو عجلت پر ابھارتا ہے کیونکہ جلد بازی احتیاط وانجام پر نظر رکھنے سے مانع ہے اور یہ ہلاکت کی جگہوں میں واقع کرنے والی چیز ہے، نیز یہ عجلت شیطانی چال اور اس کے وسوسہ سے تعلق رکھتی ہے۔

ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: عجلت شیطان کی طرف سے ہوتی ہے کیونکہ یہ بندے میں طیش اور جلد بازی اور حدت ہے جو اسے احتیاط، وقار اور حلم سے روکتی ہے اور چیز کو اس کے غیر محل پر رکھنے کو واجب کر دیتی ہے اور برائیاں لاتی ہے اور بھلائیوں کو روکتی ہے۔ یہ عجلت دو مذموم خصلتوں سے پیدا ہوتی ہے ایک تفریط دوسری وقت سے پہلے جلد بازی۔

عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا: انسان ہمیشہ عجلت کے ثمرات سے شرمندگی چنتا رہتا ہے۔

مذموم عجلت وہ ہے جو فرمانبرداری کے علاوہ کسی کام میں ہو اور ساتھ ساتھ عدم احتیاط ہو اور کسی چیز کے کھو جانے کا خوف نہ ہو۔ اسی لیے ابوالعیناء کو کہا گیا: جلدی نہ کر، کیونکہ جلد بازی شیطان کی طرف سے ہوتی ہے تو اس نے کہا: اگر بات ایسے ہی ہوتی تو موسیٰ علیہ السلام ہرگز نہ فرماتے:

﴿ وَعَجِلْتُ إِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى ۝ ﴾ [طٰهٰ: ٨٤]

''اور میں نے اے رب تیری طرف جلدی اس لیے کی کہ تو خوش ہو جا۔''

احتیاط وہی ہے جو بعض نے کہا: بیوقوف کی جلد بازی کی طرح عجلت نہ کر اور نہ ہی سست اور ڈرنے والے کی طرح حملہ کر۔ کہا گیا ہے کہ اس حکم سے ہر وہ کام مستثنیٰ ہے جس کی اچھائی اور بھلائی میں کوئی شبہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَوَهَبْنَا لَهُ يَحْيٰى وَأَصْلَحْنَا لَهُ زَوْجَهُ إِنَّهُمْ كَانُوا يُسٰرِعُونَ فِي الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُونَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا وَّكَانُوا لَنَا خٰشِعِينَ ۝ ﴾ [الانبياء : ٩٠]

''پس ہم نے اس کی دعا قبول کر لی اور اسے خطاب کیا (بیٹا) یحییٰ اور ہم نے اس کی بیوی کو شفاء دے دی بے شک یہ (انبیاء جن کا تذکرہ پیچھے ہوا) نیکی میں جلدی کیا کرتے تھے۔ اور وہ ہمیں رغبت ورہبت (شوق اور ڈرتے ہوئے) پکارتے تھے اور ہمارے لیے خشوع کرنے والے تھے۔''

[1] صحيح الجامع الصغير، رقم: ٣٠١١.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمانبرداری کی طرف جلدی اور تیزی کرنے میں اور نفس عبادات (مثلاً نماز کی ادائیگی) میں عجلت کرنے میں فرق ہے کیونکہ پہلی صفت محمود اور دوسری مذموم ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَلسَّمْتُ الْحَسَنُ، وَالتَّوْدَةُ، وَالْاِقْتِصَادُ جُزْءٌ مِنْ أَرْبَعَةٍ وَعِشْرِيْنَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ.)) ❶

''اچھی ہیئت، نرمی اور میانہ روی نبوت کے چوبیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔''

یعنی یہ خصلتیں انبیاء علیہم السلام کی عادات تھیں اور ان کے فضائل کے اجزاء میں سے جزو ہیں لہٰذا ان کاموں میں انبیاء کی اقتداء اور متابعت کرو۔ کہا گیا ہے کہ اس کے معنی میں یہ احتمال بھی ہے کہ یہ ان خصلتوں سے ہیں جن کو نبوت لے کر آئی اور انبیاء علیہم السلام ان کی طرف دعوت دیتے رہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ جس نے ان خصلتوں کو جمع کرلیا تو لوگ اسے توقیر و تعظیم کے ساتھ ملیں گے اور اللہ تعالیٰ اسے تقویٰ کا ایسا لباس پہنائے گا جو انبیاء علیہم السلام کو پہنائے گا گویا یہ نبوت کا جزو ہوا۔

(۹)..... پردہ پوشی اور حیا:

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ حَيِيٌّ سِتِّيْرٌ يُحِبُّ الْحَيَاءَ وَالسِّتْرَ فَإِذَا اغْتَسَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَتِرْ.)) ❷

''بے شک اللہ تعالیٰ ستیر (بہت پردہ ڈالنے والا) اور حیادار ہے (چنانچہ) وہ حیا اور پردہ پوشی کو پسند کرتا ہے۔ پس جب تم میں سے کوئی نہائے تو اسے پردہ کرنا چاہیے۔''

رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد بھی ہے:

((اَلْاِيْمَانُ بِضْعٌ وَّسَبْعُوْنَ شُعْبَةً؛ وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْاِيْمَانِ.)) ❸

''ایمان کی ستر سے کچھ زیادہ شاخیں ہیں اور حیا بھی ایمان کی ایک شاخ ہے۔''

آنحضرت ﷺ کے متعلق آتا ہے کہ:

---

❶ صحيح سنن الترمذي، رقم: ١٦٣٥.

❷ صحيح سنن أبي داؤد، رقم: ٣٣٨٧.

❸ أخرجه مسلم في كتاب الإيمان، باب: بيان عدد شعب الإيمان، رقم: ١٥٢.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ أَشَدُّ حَيَاءً مِنَ الْعَذْرَاءِ فِي خِدْرِهَا .)) ❶

''آپ پردے میں رہنے والی کنواری لڑکی سے بھی زیادہ حیادار تھے۔''

تشریح.....: حیاء لغوی اعتبار سے حیاۃ (زندگی) سے ماخوذ ہے اور آدمی کی حیا اس میں قوت حیاۃ سے تعلق رکھتی ہے۔ کیونکہ حیادار انسان انجام کے مواقع کو بڑی اچھی طرح مدنظر رکھتا ہے۔ حیاء حس کی قوت، لطافت اور حیاۃ کی قوت سے ہوتی ہے اور انسان میں دل کی زندگی کے مطابق حیاء کی قوت پیدا ہوتی ہے۔

جب دل اور روح کی موت واقع ہو جائے تو حیا میں کمی آ جاتی ہے چنانچہ جتنا دل زندہ ہوگا اتنی ہی حیا کامل ہوتی جائے گی غیرت اور انکساری کا نام حیاء ہے جو انسان پر عیب دار کرنے والی اشیاء کے خوف سے طاری ہوتی ہے۔

بعض اوقات محض کسی چیز کو کسی سبب کی بناء پر چھوڑنے کو حیاء کہہ لیا جاتا ہے اور کسی چیز کو ترک کرنا حیاء کے لوازمات میں سے ہے۔

اصطلاح شرع.....: ایسی عادت حیاء کہلاتی ہے جو بری چیز سے اجتناب پر ابھارے اور حق والے کے حق میں کمی کرنے سے روکے۔

کہا گیا ہے کہ اللہ کی نعمتوں کو اور اپنی کوتاہی کو دیکھنے سے جو حالت پیدا ہوتی ہے اسے حیاء کہتے ہیں۔ گو حیاء فطری ہوتی ہے لیکن پھر بھی اسے ایمان کا حصہ قرار دیا گیا ہے کیونکہ بعض اوقات اسے بھی دیگر نیک اعمال کی طرح کوشش و محنت کر کے حاصل کیا جاتا ہے اور عادت بنایا جاتا ہے لیکن بسا اوقات یہ فطرت میں پہلے سے ہی شامل ہوتی ہے لیکن چونکہ شرعی قانون کے مطابق اس کا استعمال اکتساب، نیت اور علم پر مبنی ہوتا اس لیے اس کو ایمان کا جزو شمار کیا گیا ہے۔

اور اس وجہ سے بھی یہ ایمان کا حصہ بنتی ہے کہ حیاء نیک اعمال پر ابھارنے اور نافرمانیوں سے رکنے کا کام دیتی ہے۔ انسان میں حیاء تین اقسام پر مشتمل ہوتی ہے۔

(۱) اللہ تعالیٰ سے حیا (۲) لوگوں سے حیا (۳) اپنے آپ سے حیا۔

اللہ سے حیاء اس کے اوامر پر عمل کر کے اور اس کے ڈانٹ والے کاموں سے رک کر ہوتی ہے چنانچہ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

((اِسْتَحْيُوا مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى حَقَّ الْحَيَاءِ ، مَنِ اسْتَحْيَا مِنَ اللّٰهِ حَقَّ الْحَيَاءِ فَلْيَحْفَظِ الرَّأْسَ وَمَا وَعَى ، وَلْيَحْفَظِ الْبَطْنَ وَمَا حَوَى ، وَلْيَذْكُرِ الْمَوْتَ وَالْبِلَا ، وَمَنْ

❶ أخرجه البخاري في كتاب الأدب، باب: الحياء، رقم: ٦١١٩.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أَرَادَ الْآخِرَةَ تَرَكَ زِيْنَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ، فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَقَدِ اسْتَحْيَا مِنَ اللّٰهِ حَقَّ الْحَيَاءِ .)) ❶

''اللہ تعالیٰ سے ویسے حیا کرو جیسے حیا کرنے کا حق ہے۔ چنانچہ جس نے اللہ تعالیٰ سے کما حقہ حیاء کی تو وہ اپنے ذہن، خیالات اور اعضاء وغیرہ کی حفاظت کرے اور اپنے پیٹ اور روزی کی حفاظت کرے۔ موت اور بوسیدہ ہونے کو یاد رکھے اور جس نے آخرت کا ارادہ کیا اس نے دنیا کی زندگانی کی زیب و زینت ترک کر دی چنانچہ جس نے یہ کام کر لیے تو اس نے اللہ تعالیٰ سے شرمانے اور حیاء کرنے کا حق ادا کر دیا۔''

یہ حیاء، دین کی قوت اور یقین کی صحت سے حاصل ہوتی ہے۔

لوگوں کے شرمانے کا مفہوم اس وقت ہوتا ہے جب ان کو تکلیف نہ پہنچائی جائے اور فضول قسم کی بات پر دشمنی مول نہ لی جائے۔ حیاء کی یہ قسم نوع مروت کے کامل ہونے اور اپنی ثناء و تعریف کو پسند کرنے سے ابھرتی ہے۔

اپنے آپ سے شرمانے کا مفہوم پاک دامنی اور تنہائیوں کی حفاظت سے پورا ہوتا ہے۔ یہ قسم نفس کی فضیلت اور اچھی نیت سے حاصل ہوتی ہے۔

جب انسان میں تینوں قسموں کی حیاء مکمل ہوگی تو اس میں خیر کے اسباب بھی کامل ہو جائیں گے اور برائی کے اسباب کی نفی ہو جائے گی اور اس کا ذکر فضل کے ساتھ اور خوبصورتی کے ساتھ ہوگا اور اگر کوئی بھی وجہ کم ہوئی تو اس کے بقدر اس سے فضل بھی کم ہوتا جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلْحَيَاءُ لَا يَأْتِيْ إِلَّا بِخَيْرٍ .)) ❷

''حیا سے فقط بھلائی ہی حاصل ہوتی ہے۔''

مزید فرمایا:

وَقَالَ ﷺ: ((اَلْحَيَاءُ خَيْرٌ كُلُّهُ .)) ❸

''حیاء تمام کی تمام خیر ہے۔''

ان احادیث میں اس بات کی طرف اشارہ کا بھی احتمال ہے کہ جس انسان میں حیاء کی عادت ہوگی اس میں

---

❶ صحيح الجامع الصغير، رقم: ٩٣٥.

❷ أخرجه مسلم في كتاب الإيمان، باب: بيان عدد شعب الايمان، رقم: ١٥٦.

❸ أخرجه مسلم في كتاب الإيمان، باب: بيان عدد شعب الايمان، رقم: ١٥٧.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھلائی کا عنصر غالب ہوگا چنانچہ حیاء کے ذریعہ جو بھلائی حاصل ہوگی اس کے مدمقابل اگر اس سے کوئی غلط حرکت سرزد ہو جائے تو اس کی کوئی حیثیت باقی نہیں رہتی یا مکمل بھلائی اس وجہ سے ہوتی ہے کہ جب انسان اس کو عادت بنا لیتا ہے تو یہ اپنی طرف بھلائی کو کھینچ لانے کا سبب بن جاتی ہے چنانچہ اس میں سبب اور ذات دونوں وجہ سے بھلائی ہوگی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ مِمَّا أَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ الْأُولٰى: إِذَا لَمْ تَسْتَحِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ .)) ❶

''بلاشبہ قدیم کلام نبوت میں سے جو کچھ لوگوں نے حاصل کیا وہ یہ یوں بھی ہے: ''جب تو حیاء نہیں کرتا تو جو چاہتا ہے کر گزر۔''

حدیث کو جملہ خبریہ کی بجائے انشائیہ بنانے کی حکمت یہ ہے کہ انسان کو شر کے مواقع سے بچانے والی چیز حیاء ہے اور جب اس کو چھوڑ دے گا تو گویا ایسے ہو گیا جیسے اسے طبعی طور پر ہر برائی کرنے پر مامور کیا گیا ہے۔

اس کو امر تہدیدی (یعنی ڈانٹ کا حکم) بھی کہا گیا ہے: پھر حدیث کا معنی ہوا کہ جب تجھ سے حیاء نکل گئی تو جو مرضی کر، لیکن یاد رہے اللہ تعالیٰ اس پر تیری پکڑ کرے گا اور سزا سے دوچار کرے گا۔ اس حدیث میں حیاء کے معاملہ کے بھاری ہونے کی طرف بھی اشارہ ہے۔

یہ بھی کہا گیا ہے یہ امر بمعنی خبر ہے یعنی جس کی حیا ختم ہوگئی وہ جو چاہتا ہے کر گزرتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَا كَانَ الْفُحْشُ فِي شَيْءٍ إِلَّا شَانَهُ مَا كَانَ الْحَيَاءُ فِي شَيْءٍ إِلَّا زَانَهُ .)) ❷

''حیاء جس چیز میں بھی ہوتی ہے اسے خوبصورت بنا دیتی ہے۔''

(فی شیء: کسی چیز میں) آنحضرت ﷺ کے اس لفظ میں مبالغہ ہے یعنی اگر کسی جامد چیز میں بھی حیاء ہو تو وہ بھی خوبصورت ہو جاتی ہے اور اگر انسان میں آ جائے تو کیا ہی کہنے۔

پردہ: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ

---

❶ أخرجه البخاري في كتاب الأدب، باب: إذا لم تستح فاصنع ما شئت رقم: ٦١٢٠.

❷ صحيح سنن الترمذي، رقم: ١٦٠٧.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خَيْرٌ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ۝ ﴾ [الاعراف : ٢٦]

''اے آدم کی اولاد! ہم نے تمہارے لیے لباس پیدا کیا تھا جو تمہارے پردہ والے بدن کو بھی چھپاتا ہے اور موجب زینت بھی ہے۔ رہا تقویٰ کا لباس، یہ اس سے بڑھ کر ہے۔''

اللہ ذوالجلال تمام انسانوں کو شرم گاہوں اور جسموں کو ڈھانپنے کا حکم دے رہے ہیں کیونکہ وہ پردہ کو پسند کرتا اور ننگا رہنے کو ناپسند کرتا ہے۔

ایسے ہی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پردے اور ستر کی حفاظت کا حکم دیا ہے اور بے پردگی سے منع فرمایا ہے۔

((عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ: اَقْبَلْتُ بِحَجَرٍ، أَحْمِلُهُ ثَقِيلٍ، وَعَلَيَّ إِزَارٌ خَفِيفٌ قَالَ: فَانْحَلَّ إِزَارِي وَمَعِيَ الْحَجَرُ لَمْ أَسْتَطِعْ أَنْ أَضَعَهُ حَتَّى بَلَغْتُ بِهِ إِلَى مَوْضِعِهِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: إِرْجِعْ إِلَى ثَوْبِكَ فَخُذْهُ لَا تَمْشُوْا عُرَاةً)) ❶

''جنابِ مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: میں ایک پتھر لا رہا تھا جو مجھے بہت بھاری محسوس ہو رہا تھا اور میرے پاس ہلکا سا تہبند تھا کہتے ہیں ''پس میری تہبند اتر گیا اور میرے پاس پتھر تھا میں اتنی سکت نہ پاتا تھا کہ اسے اس کی اصل رکھنے کی جگہ سے پہلے اتار سکوں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''واپس جا کر اپنا کپڑا پکڑ لاؤ ننگے ہونے کی حالت میں مت چلو۔''

دوسری حدیث میں فرمایا:

((إِذَا اغْتَسَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَتِرْ .)) ❷

''جب تم میں سے کوئی ایک غسل کرے تو پردہ اختیار کرے۔''

یہ بھی ارشاد ہے:

((إِحْفَظْ عَوْرَتَكَ إِلَّا مِنْ زَوْجَتِكَ أَوْ مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِذَا كَانَ الْقَوْمُ بَعْضُهُمْ فِي بَعْضٍ؟ قَالَ: إِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ لَا يَرَيَنَّهَا أَحَدٌ فَلَا يَرَيَنَّهَا قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِذَا كَانَ أَحَدُنَا خَالِيًا، قَالَ: اللّٰهُ أَحَقُّ أَنْ يُسْتَحْيَا مِنْهُ مِنَ

---

❶ أخرجه مسلم في كتاب الحيض، باب: الاعتناء بحفظ العورة رقم : ٧٧٣

❷ صحيح سنن أبي داود، رقم ٣٣٨٧.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

النَّاسِ .)) ❶

''اپنی شرمگاہ کی حفاظت کر سوائے اپنی بیوی اور لونڈی کے، میں نے (صحابی کا قول ہے) کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! جب لوگ ایک دوسرے کے پاس ہوں (یعنی اکٹھے ہوں) فرمایا: اگر تم میں طاقت ہے کہ اسے کوئی نہ دیکھ سکے تو ایسا ہی کر کہ کوئی نہ دیکھ سکے، میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ! جب ہم میں سے کوئی تنہا ہو تو؟ فرمایا: لوگوں سے زیادہ اللہ کا حق ہے کہ اس سے شرم اور حیاء کی جائے۔''

اس کا یہ مطلب نہیں کہ اللہ تعالیٰ سے پردہ کر، کیونکہ اس سے چھپنا تو ممکن ہی نہیں لہٰذا اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کی فرمانبرداری اور اس کی محبوب اور پسندیدہ چیز کو طلب کرتے ہوئے پردہ کر۔ ❷

اس موضوع پر ایک حدیث یہ بھی ہے کہ:

((عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ جَرْهَدٍ قَالَ: كَانَ جَرْهَدٌ هٰذَا مِنْ أَصْحَابِ الصُّفَّةِ، قَالَ: جَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ عِنْدَنَا وَفَخِذِيْ مُنْكَشِفَةٌ فَقَالَ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الْفَخِذَ عَوْرَةٌ .)) ❸

''عبدالرحمٰن بن زید سے روایت ہے انہوں نے کہا جرھد اصحاب صفہ میں سے تھے۔ انہوں نے کہا ''رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف فرما ہوئے۔ اُس وقت میری ران سے کپڑا ہٹا ہوا تھا۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''کیا تو نہیں جانتا کہ ران ستر ہے؟ (اسے ڈھانپ کر رکھ)''

نبی مکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

((مَا مِنِ امْرَأَةٍ تَخْلَعُ ثِيَابَهَا فِيْ غَيْرِ بَيْتِهَا إِلَّا هَتَكَتْ مَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللّٰهِ تَعَالٰى)) ❹

''جس عورت نے اپنے گھر کے علاوہ کسی اور جگہ میں کپڑے اتارے تو اس کے اور اللہ کے درمیان جو چیز تھی اس نے اسے پھاڑ دیا۔''

کیونکہ عورت کو اجنبی سے پردہ کرنے کا حکم ہے اور ستر صرف خاوند کے پاس کھولنا جائز ہے چنانچہ جب اللہ تعالیٰ کا خوف اس کے دل سے نکل گیا اور اس نے خاوند کے گھر کے علاوہ کسی اور جگہ میں کپڑے اتارے اور اپنے

❶ صحيح سنن أبي داود، رقم : ٣٣٩١.
❷ عون المعبود، ص : ٣٩، جلد : ١١.
❸ صحيح سنن أبي داود، رقم : ٣٣٨٩.
❹ صحيح سنن أبي داود، رقم : ٣٣٨٦.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعضاء ظاہر کر دیے تو جس پردے کا اللہ تعالیٰ نے اسے حکم دیا تھا وہ اس نے پھاڑ کر پھینک دیا نیز اس نے حیا اور ادب کا پردہ بھی پھاڑ دیا۔

اللہ تعالیٰ (حَيِيٌّ) یعنی بہت زیادہ حیاء والا ہے اس لیے جو اس سے سوال کرتا ہے اسے خالی ہاتھ نہیں لوٹاتا (سِتِّیر ہے) بری اشیاء کی محبت کو چھوڑنے والا، عیبوں اور رسوائیوں کو چھپانے والا ہے۔

اس کے ارادے اور شان میں پردے اور حیاء کی محبت شامل ہے چنانچہ بندے کی طرف سے بھی وہ حیاء اور پردے کو پسند کرتا ہے تاکہ بندہ اللہ تعالیٰ کے اخلاق کو عادت بنا سکے۔

اس حدیث میں بندوں کے لیے حیاء و پردے کو تلاش کرنے اور ننگا نہ ہونے پر ابھارنا اور اشارہ کرنا مقصود ہے۔ [1]

(۱۰).....خوبصورتی سے محبت:

رسول پاک ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ، قَالَ رَجُلٌ: إِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ أَنْ يَكُونَ ثَوْبُهُ حَسَنًا، وَنَعْلُهُ حَسَنَةً قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ. اَلْكِبْرُ: بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ.)) [2]

''جس کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہوا وہ جنت نہیں جائے گا'' ایک آدمی کہنے لگا: بلاشبہ آدمی پسند کرتا ہے کہ اس کے کپڑے اچھے ہوں اور جوتا اچھا ہو۔ فرمایا یقیناً اللہ تعالیٰ خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو محبوب رکھتا ہے۔ تکبر حق کا انکار کر ڈالنا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا ہے۔''

إِنَّ اللّٰهَ جَمِيلٌ: .....اس کا مفہوم بیان کیا گیا ہے: اللہ رب کائنات کا ہر معاملہ خوبصورت ہے اور وہ خوبصورت ناموں، کامل اور جمیل صفات سے متصف ہے۔

یہ معنی بھی کیا گیا ہے کہ جمیل بمعنی مجمل (خوبصورت کیا گیا) جیسے کریم بمعنی مکرم (عزت کیا گیا) اور سمیع بمعنی مسمع ہے (جس کی بات سنی جائے)

بعض لوگ جمیل بمعنی جلیل یعنی بزرگ کرتے ہیں۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اس کا معنی نور اور رونق والا ہے یعنی

---

[1] نووی شرح مسلم ص ۵، ۲/ فتح الباری ص ۵۲، ۱/ ص ۵۲۳، ۱۰/ ادب الدنیا والدین للماوردی ص ۲۵۸۔ ۲۶۰/ مدارج السالکین لابن القیم ص ۲۴۸، ۲/ تحفة الاحوذی ص ۹۳، ۶/ عون المعبود ص ۳۲۔۳۴، ۱۱/ حاشیہ سندی شرح نسائی ص ۲۱۸، ۱]

[2] أخرجه مسلم في كتاب الإيمان، باب : تحريم الكبر، رقم : ٦٩٣.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان دونوں چیزوں کا وہ مالک ہے۔

ایک معنی یہ بھی کیا گیا ہے کہ تمہاری طرف شفقت اور پیار کی نظر کرتے ہوئے تمہارے ساتھ عمدہ اور خوبصورت افعال کرنے والا ہے کہ تمہیں آسان عمل کا مکلّف بنایا اور اس پر مدد بھی کرتا ہے نیز ثواب بھی عطاء کرتا ہے۔

اگر تمام مخلوق کو سب سے خوبصورت صورت پر فرض کرلیا جائے اور سب کی صورت بھی ایک ہی ہو تو پھر بھی ان کے ظاہری اور باطنی جمال کی نسبت رب تعالیٰ کے جمال کے مقابلہ میں کمزور چراغ کی سورج کے مقابلہ سے بھی کم ہے۔

اللہ تعالیٰ کے جمال میں یہ بات ہی کافی ہے کہ اگر وہ اپنے چہرے سے پردہ ہٹالے تو مخلوقات پر جہاں تک اس کی نظر پہنچے گی تو وہ اشیاء جلتی جائیں گی، اس کے جمال میں یہ بات بھی کافی ہے کہ دنیا و آخرت کا جتنا بھی ظاہری اور باطنی جمال ہے صرف اور صرف اس کی کاری گری کے نشانات سے ہے چنانچہ جس سے یہ خوبصورتی صادر ہوئی ہے اس کی خوبصورتی کے متعلق کیا گمان ہوگا؟

الجمال: اس لفظ کے تحت ہر چیز کی خوبصورتی آجاتی ہے۔ باطنی جمال، اخلاق حسنہ اور اچھی صفات اور ظاہری خوبصورتی سے مراد کپڑے، ہیئت، خوش چہرہ، اچھی کلام، عمدہ آواز اور افعال حسنہ ہیں جیسا کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ أَنْ يُّرٰى أَثَرُ نِعْمَتِهِ عَلٰى عَبْدِهِ .)) [1]

''بے شک اللہ تعالیٰ اپنے بندے پر اپنی نعمت کے نشانات دیکھنا پسند کرتا ہے۔''

یعنی اللہ تعالیٰ اپنی نعمت کا اظہار اپنے بندے سے دیکھ کر خوش ہوتا ہے کیونکہ یہ چیز اس جمال کے تحت آتی ہے جیسے اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے نیز اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت کے بدلہ میں شکریہ ادا ہوتا ہے اور یہ جمالِ باطنی میں شامل ہے۔

صورت لباس اور ہیئت میں جمال تین طرح کا ہوتا ہے۔(۱).....جس کی وجہ سے تعریف ہو(۲).....جس کے ذریعہ مذمت ہو(۳).....اس کا تعلق نہ تو مدح سے ہو اور نہ ہی مذمت سے ہو۔

پہلی قسم سے مراد وہ جمال ہے جو اللہ تعالیٰ کے لیے ہو اور اس کی اطاعت و فرمانبرداری پر تعاون کرتا ہو جیسے آنحضرت ﷺ کے متعلق آتا ہے کہ آپ وفد کو ملنے کے لیے ظاہری بناوٹ بھی خوبصورت بنایا کرتے تھے۔ جنگ کے لیے آلات حرب کا لباس اور جنگ کے دوران ریشمی کپڑے پہننا اور اس میں اکڑ کر چلنا پھرنا بھی اسی

[1] صحيح سنن الترمذي، رقم : ٢٢٦٠.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جمال کی قسم ہے کیونکہ اللہ کے کلمہ کی بلندی اور اس کے دین کی مدد اور اس کے دشمنوں کو غصہ دلانے کی وجہ سے پسندیدہ و محمود ہے۔

دوسری قسم سے مراد وہ جمال ہے جو دنیا اور عہدے، فخر اور تکبر اور خواہشات تک پہنچنے کے لیے ہو اور بندے کی انتہاء اور مقصود یہی ہو تو ایسا جمال مذموم ہے۔

تیسری قسم سے وہ جمال مراد ہے جو مذکورہ دونوں قسم کی صفات سے خالی ہے۔

درج بالا حدیث کا مقصود دو عظیم بنیادیں بتانا ہے۔(۱).....معرفت، (۲).....سلوک [1]۔ چنانچہ اس جمال کے ذریعہ کہ جس میں رب کائنات کا کوئی مثیل و ہمسر نہیں اس کی پہچان ہوتی ہے اور اقوال، اعمال اور اخلاق میں سے جس جمال کو پسند کرتا ہے اس کے ذریعہ اس کی عبادت کی جاتی ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی طرف سے پسند کرتا ہے کہ بندہ اپنی زبان کو سچائی کے ساتھ، اور اپنے دل کو اخلاص، محبت، توکل اور رجوع کے ساتھ خوبصورت بنائے اور اپنے اعضاء کو فرمانبرداری اور اپنے بدن کو لباس میں چھپا کر اس کی نعمتوں کا اظہار کرے اور گندگی، نجاست، میل کچیل اور مکروہ خیالات سے پاک رکھ کر، ختنہ کروا کر اور ناخن کاٹ کر خوبصورت بنائے۔

چنانچہ انسان اللہ تعالیٰ کو جمال کی صفات کے ذریعہ پہچان لیتا ہے اور خوبصورت افعال، اقوال اور اخلاق کے ذریعہ اپنی پہچان کرواتا ہے معلوم ہوا کہ اس حدیث نے دو عظیم قاعدوں کو اپنے تحت گھیرا ہوا ہے یعنی جمال جو کہ اللہ کا وصف ہے اس کے ذریعہ اس کی پہچان کی جائے اور اس جمال کے ذریعہ جو اس کی شریعت اور دین ہے، اس کی عبادت کی جائے۔ [2]

(۱۱).....جنگ اور صدقہ کے وقت تکبر کرنا:

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((مِنَ الْغَيْرَةِ مَا يُحِبُّ اللّٰهُ وَمِنْهَا مَا يُبْغِضُ اللّٰهُ ، فَأَمَّا الَّتِي يُحِبُّهَا اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فَالْغَيْرَةُ فِي الرِّيبَةِ ، وَأَمَّا الَّتِي يُبْغِضُهَا اللّٰهُ فَالْغَيْرَةُ فِي غَيْرِ رِيبَةٍ۔ إِنَّ مِنَ الْخُيَلَاءِ مَا يُبْغِضُ اللّٰهُ وَمِنْهَا مَا يُحِبُّ اللّٰهُ۔ فَأَمَّا الْخُيَلَاءُ الَّتِي يُحِبُّ اللّٰهُ فَاخْتِيَالُ الرَّجُلِ نَفْسَهِ عِنْدَ الْقِتَالِ وَاخْتِيَالُهُ عِنْدَ الصَّدَقَةِ وَأَمَّا الَّتِي يُبْغِضُ اللّٰهُ فَاخْتِيَالُهُ فِي

---

[1] اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اور عبادت کرنا۔

[2] شرح مسلم للنووی ص ۹۰، ۲/ الفوائد لابن قیم ص ۲۳۵، ص ۲۳۸۔ ۲۴۰

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْبَغْيِ .)) ❶

''سیّدنا جابر ابن عتیک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غیرت وحمیت دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک تو وہ جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے اور دوسری وہ جو اللہ عزوجل کو پسند نہیں۔ چنانچہ وہ غیرت جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے یہ ہے کہ شک کے موقع پر ہو (اور قوی قرائن موجود ہوں۔ جیسے، آدمی کی بیوی سے کوئی تنہائی میں ٹھٹھہ مذاق کرے) اور وہ غیرت جو اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں یہ ہے کہ: بغیر شک کے خواہ مخواہ غیرت کرے۔ اسی طرح ایک ایسا تکبر بھی ہے جسے اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے اور ایسا تکبر بھی ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ ناپسند کرتے ہیں۔ چنانچہ جسے پسند کرتا ہے (وہ ہے) آدمی کا لڑائی کے وقت اپنے آپ کو اونچا سمجھنا اور تکبر کرنا۔ دوسرا فخر ہے صدقہ دیتے وقت خوشی خوشی سے اچھا مال دے۔ اور جو ناپسند ہے وہ یہ ہے کہ آدمی ظلم وتعدی میں اور اپنے نسب پر فخر کرے۔''

لڑائی کے وقت فخر: اللہ تعالیٰ کو وہ تکبر بہت ہی پیارا لگتا ہے جو مسلمان کافروں سے مڈبھیڑ اور لڑائی کے وقت کرتا ہے کیونکہ اس میں اللہ کے دشمنوں کو ڈرانا اور اس کے دوستوں کو خوش کرنا ہے۔

لڑائی کے وقت تکبر کا مطلب ہے کہ انسان معرکہ میں دلی قوت اور دلیری کو ظاہر کرے اور اترا کر چلتا ہوا اور دشمنوں کو ذلیل اور حقیر سمجھتے ہوئے داخل ہو کیونکہ ایسی حرکت سے دشمن کے دل میں رعب ودبدبہ بیٹھ جائے گا۔

صدقہ کے وقت تکبر: اللہ تعالیٰ ایسا تکبر بھی پسند کرتا کیونکہ بسا اوقات یہ صدقہ میں رغبت دلانے اور بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کا سبب بنتا ہے۔

صدقہ میں تکبر یہ ہے کہ سخاوت کی عادت اس انسان کو فرحت ونشاط محسوس کرائے چنانچہ وہ خوش دلی سے بغیر احسان جتلائے خیرات کرے، خواہ زیادہ ہی ہو، نیز جو دیا اس کی پروا نہ کرے بلکہ جب بھی خیرات کرے اسے قلیل سمجھتے ہوئے ہی کرے۔ ❷

(۱۲).....رخصتوں پر عمل کرنا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُحِبُّ أَنْ تُؤْتٰى رُخَصُهُ، كَمَا يُحِبُّ أَنْ تُؤْتٰى

---

❶ صحيح سنن أبي داؤد، رقم: ٢٣١٦ وهو حسن قاله الألباني رحمه الله/كتاب الجهاد/باب في الخيلاء في الحرب: ٢٦٥٩

❷ عون المعبود، ص: ٢٣٠، ٧۔ حاشيه سندى على سنن النسائى، ص: ٨٢، ٥.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَزَائِمُهُ .)) ❶

''یقیناً اللہ پسند کرتا ہے کہ اس کی رخصتوں پر عمل کیا جائے جیسے اپنے فروض پر عمل کرنا پسند فرماتا ہے۔''

دوسری حدیث میں فرمایا:

((وَقَالَ ﷺ: إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُحِبُّ أَنْ تُؤْتٰى رُخَصُهُ، كَمَا يَكْرَهُ أَنْ تُؤْتٰى مَعْصِيَتُهُ .)) ❷

''بے شک اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے کہ اس کی (دی ہوئی) رخصتوں پر عمل کیا جائے جیسے اپنی نافرمانی کو ناپسند فرماتا ہے۔''

شرح.....: رخصت، فرض کا مد مقابل ہے، اس کے تحت درج ذیل امور آتے ہیں: مریض اور مسافر کے لیے روزہ چھوڑنے کی رخصت ہے، نیز حاملہ اور دودھ پلانے والی عورتوں کو بھی بچوں کے خوف کی وجہ سے روزہ ترک کرنے کی اجازت ہے۔ سفر میں نماز کو قصر اور جمع کرنا رخصت ہے۔

چنانچہ جیسے حضر میں مکمل نماز پڑھنا اللہ کو پیارا لگتا ہے ایسے ہی سفر کے دوران قصر نماز کو پسند کرتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((عَلَيْكُمْ بِرُخْصَةِ اللّٰهِ الَّتِيْ رَخَّصَ لَكُمْ فَاقْبَلُوْهَا .)) ❸

''اللہ تعالیٰ نے تمہیں جو رخصتیں دی ہیں انہیں قبول کرو اور لازم پکڑو۔''

ابن عمر رضی اللہ عنہما کا قول ہے جس نے اللہ کی دی ہوئی رخصت قبول نہ کی تو عرفہ کے پہاڑ جیسا گناہ اس کے ذمے ہوگا۔

اس قول کے تحت وہ انسان آتا ہے جو رخصت سے بے رغبتی کرتا ہے کیونکہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ .)) ❹

''جس نے میری سنت سے بے رغبتی کی تو وہ مجھ سے نہیں۔''

مکلّف کو کسی عذر کی وجہ سے جو آسانی دی جاتی ہے، اسے رخصت کہتے ہیں۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ بسا اوقات کسی کے دل میں شریعت کی مباح کی ہوئی چیز پر عمل کرنے سے تکبر اور بڑائی

---

❶ صحيح الجامع الصغير، رقم : ١٨٨٥.

❷ صحيح الجامع الصغير، رقم : ١٨٨٦.

❸ صحيح الجامع الصغير، رقم : ٥٤٢٩.

❹ أخرجه البخاري في كتاب النكاح، باب: الترغيب في النكاح، رقم : ٥٠٦٣.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آ جاتی ہے، اس کو دور کرنے کے لیے فرض کو بعض حالات میں رخصت میں تبدیل کیا جاتا ہے۔ جس نے مباح امور سے ناک چڑھایا تو اس کا دین خراب ہو جاتا ہے۔ اس لیے اسے رخصت پر عمل کرنے کا حکم دیا گیا تا کہ اپنے آپ سے تکبر کو دور اور ختم کر سکے اور برائی پر ابھارنے والے نفس کو شرعی کے امور پر عمل کروانے پر مجبور کر سکے۔

''رخصت پر عمل کی وجہ سے اللہ کی محبت'' کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا ترک مکروہ اور ناپسند کرتا ہے۔ چنانچہ رخصت کو قبول کرنے کی اتنی تاکید کی کہ وجوب کے قریب ہو گیا۔ یہ بات آنحضرت ﷺ کے اس فرمان (جیسے اللہ اپنی نافرمانی کو ناپسند فرماتا ہے) سے اخذ ہوتی ہے۔ امام غزالی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: آنحضرت ﷺ کا مذکورہ فرمان ضعفاء کے دلوں کو خوش کرنے کے لیے ہے کہ کہیں کمزوری انہیں ناامیدی کی طرف نہ لے جائے اور وہ اعلیٰ اور انتہائی درجات تک پہنچنے سے عاجز ہونے کی وجہ سے بھلائی کے آسان کام چھوڑ دیں چنانچہ رسول اللہ ﷺ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے لیکن ان کی اقسام اور درجات الگ الگ ہیں۔

جیسے اللہ تعالیٰ فرائض پر عمل کرنے کو پسند کرتا ہے، ایسے ہی رخصت پر عمل کرنے کو محبوب رکھتا ہے۔ اسی لیے رخصت اور فرض میں اللہ تعالیٰ کا ایک ہی حکم ہے یعنی تیمّم کی جگہ پر تیمّم ہی افضل ہے نہ کہ وضوء، ایسے ہی قصر کے مقام پر مکمل نماز کی نسبت قصر ہی اعلیٰ اور ارفع ہے چنانچہ انسانوں سے رخصتوں کے مقام پر رخصتوں پر عمل اور فرائض کی جگہوں پر فرائض پر عمل مطلوب ہے اور اسی طرح اگر ایک جگہ میں دونوں چیزیں متعارض آ جائیں تو افضل کی رعایت ہوگی۔

اس حدیث اور اس کی ہم مثل احادیث کی وجہ سے مصطفیٰ علیہ السلام اہل کتاب پر لدے ہوئے طوق اور بوجھ کی مشابہت کو ناپسند کرتے تھے اور اسی لیے اپنے صحابہ کو مجرد رہنے اور رہبانیت اختیار کرنے پر جھڑکتے تھے۔

رخصت کو اس کی مواضع پر ضرورت کے وقت استعمال کرنا چاہیے، بالخصوص عالم دین کو تو ایسا ضرور کرنا چاہیے کیونکہ اس کی پیروی کی جاتی ہے۔ آدمی جب ایسا ہو کہ محض مندوب پر عامل ہو اور رخصت پر عمل نہ کرتا ہو تو شیطان اس سے اپنا حصہ وصول کرتا ہے اور جو انسان بدعت پر اصرار کرے اس کی کیا حالت ہوگی؟

شرعی رخصت کو لینا چاہیے کیونکہ رخصت کے مقام پر فرض کو پکڑنا تکلیف ہے جیسے کہ پانی کے استعمال سے عاجز آنے والا تیمّم ترک کر دے تو پانی کا استعمال اسے تکلیف پہنچائے گا۔ [1]

(۱۳).....عمل کا مستحکم ہونا:

نبی مکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

[1] فیض القدیر، ص: ۲۹۲، ۲۹۷، ۲۔ احیاء علوم الدین للغزالی، ص: ۲۷۸ / ٤۔ فتح الباری، ص: ۱۸۳ / ٤.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ إِذَا عَمِلَ أَحَدُكُمْ عَمَلًا أَنْ يُتْقِنَهُ .)) ❶

''بے شک اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے کہ جب تم میں سے کوئی شخص کوئی عمل کرے تو اس میں پختگی پیدا کرے۔''

شرح.....: اتقان العمل سے مراد، عمل کو مضبوط، مستحکم بنانا اور افضل طریقہ پر سرانجام دینا ہے۔

انسان کے ذمہ جتنے بھی اعمال ہیں خواہ دینی ہوں یا دنیوی، ان سب میں یہی بات مطلوب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ انسان کی طرف سے اتقان العمل کو محبوب رکھتا ہے۔

سب سے افضل اعمال جنہیں مضبوط و مستحکم اور خوبصورت بنانا اور ریا کاری اور بدعت سے پاک کرنا واجب ہے، وہ عبادات ہیں، جیسے نماز، مناسک حج، حفظ القرآن، صحیح طریقہ کے مطابق اس کی تلاوت کرنا وغیرہ۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک آدمی کو نماز کی حرکات وسکنات میں اطمینان و اتقان نہ ہونے کی وجہ سے تین مرتبہ نماز دہرانے کا حکم دیا۔ حدیث درج ذیل ہے:

((فَقَدْ دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَسْجِدَ فَدَخَلَ رَجُلٌ فَصَلَّى ، ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَرَدَّ النَّبِيُّ ﷺ ، فَقَالَ ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَصَلَّى ، ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ (ثَلَاثًا) فَقَالَ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ فَمَا أُحْسِنُ غَيْرَهُ فَعَلِّمْنِي . قَالَ: إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَكَبِّرْ ، ثُمَّ اقْرَأْ مَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ ، ثُمَّ ارْكَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا ، ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَعْتَدِلَ قَائِمًا ، ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ، ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا ، ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ، ثُمَّ افْعَلْ ذَلِكَ فِي صَلَاتِكَ كُلِّهَا .)) ❷

''رسول اکرم ﷺ مسجد میں داخل ہوئے اور ایک آدمی آیا اس نے نماز شروع کر دی نماز سے فارغ ہونے کے بعد (آنحضرت ﷺ کے پاس آیا اور سلام کہا، آپ ﷺ نے جواب دیا اور فرمایا: لوٹ جایئے نماز پڑھئے، بے شک آپ نے نماز نہیں پڑھی، اس نے پھر نماز دہرائی، پھر آیا، سلام کہا: آپ ﷺ نے جواب دیا (ساتھ ہی) فرمایا: واپس لوٹ جایئے، نماز پڑھئے آپ نے نماز نہیں پڑھی (یہ معاملہ تین مرتبہ ہوا۔ آخر کار) اس نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق

---

❶ صحيح الجامع الصغير، رقم : ١٨٨٠.

❷ أخره البخاري في كتاب الأذان، باب : أمر النبي ﷺ الذي لا يتم ركوعه بالإعادة، رقم : ٧٩٣.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ مبعوث کیا! میں اس سے اچھا (طریقہ نماز) نہیں کرسکتا، آپ ﷺ مجھے سکھلا دیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جب آپ نماز کے لیے کھڑے ہوں تو تکبیر تحریمہ کہئے پھر جو آپ کے لیے قرآن سے آسان ہے وہ پڑھئے، پھر رکوع کیجئے حتیٰ کہ رکوع کرنے کی حالت میں اطمینان حاصل کرلیں پھر رکوع سے سر اٹھایئے حتیٰ کہ کھڑا ہونے میں معتدل ہوجائے پھر سجدہ کیجئے حتیٰ کہ سجدے کی حالت میں مطمئن ہوجائے پھر ایسا ہی اپنی ہر نماز میں کیجئے۔''

دوسری روایات میں ہے کہ آپ ﷺ نے رکوع کے متعلق فرمایا:

((فَإِذَا رَكَعْتَ فَضَعْ رَاحَتَيْكَ عَلَى رُكْبَتَيْكَ، ثُمَّ فَرِّجْ بَيْنَ أَصَابِعَكَ، ثُمَّ امْكُثْ حَتَّى يَأْخُذَ كُلُّ عُضْوٍ مَأْخَذَهُ.)) ❶

''جب تو رکوع کرے تو اپنی دونوں ہتھیلیاں دونوں گھٹنوں پر رکھ پھر اپنی انگلیوں کا فاصلہ کھول لے پھر ٹھہرا رہ یہاں تک کہ ہر عضو اپنی جگہ پکڑ لے۔''

رکوع سے اٹھنے کے متعلق فرمایا:

((فَإِذَا رَفَعْتَ رَأْسَكَ فَأَقِمْ صُلْبَكَ حَتَّى تَرْجِعَ الْعِظَامُ إِلَى مَفَاصِلِهَا.)) ❷

''جب تو اپنا سر اٹھائے تو اپنی پشت کو سیدھا کھڑا کر یہاں تک کہ ہڈیاں اپنے جوڑوں پر واپس چلی جائیں۔''

حرکاتِ نماز کی ادائیگی کی تفصیل اس کے اتقان کی اہمیت پر واضح دلیل ہے۔

انسان کی محنت میں بھی اتقان مطلوب ہے کہ جن آلات و اسباب اور گاڑیوں وغیرہ سے خدمت حاصل کرتا ہے ان کا استعمال عمدہ طریقہ کے مطابق ہو۔ ہنرمند کے ذمہ یہ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو ہنر اسے سکھایا ہے اسے رب تعالیٰ کی مخلوق کے نفع کے قصد سے اتقان اور احسان کے مطابق استعمال کرے، اس نیت پر نہ کرے کہ اگر کام نہ کیا تو ضائع ہوجائے گا اور نہ ہی کام اجرت کی مقدار کے برابر کرے بلکہ کام جس اتقان کا تقاضا کرتا ہے اس کے مطابق سرانجام دے۔

جیسے کہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک کاریگر نے کوئی کام کیا اس کی مکمل درستی پر وہ مطمئن نہیں تھا وہ چیز اس کے مالک کو دے دی جسے اس کے عیوب کا علم نہیں تھا لیکن کاریگر اس ڈر کی وجہ سے ساری رات سو نہ سکا کہ کہیں اس

---

❶ رواه ابن حبان في باب صفة الصلاة، ذكر وصف بعض السجود والركوع للمصلي في صلاته.

❷ مسند أحمد، رقم: ١٨٨٩٦، وقال حمزة أحمد الزين: إسناده صحيح.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے کام کا عیب ظاہر نہ ہو جائے چنانچہ اس نے دوبارہ اس چیز کو بنانا شروع کیا اور بڑے اچھے انداز اور اس کے حق کے مطابق بنایا پھر اسے لے کر مالک کے پاس گیا پہلی چیز لے لی اور یہ اسے پکڑا دی۔ تو اس صورت میں بھی گویا اس نے اپنی کاریگری کی نعمت کا شکریہ ادا کیا لہٰذا اس نے ساتھ یہ بھی کہا: میں نے دوبارہ کام تیری وجہ سے نہیں بلکہ ہنرمندی کا حق ادا کرتے ہوئے کیا ہے اور اس کراہت سے کیا کہ کہیں میری بنائی ہوئی چیز میں نقص ظاہر نہ ہو جائے۔ ہنرمند جب بھی کام چوری کرے گا ایک تو اس کی اجرت میں کمی ہوگی دوسرا اللہ تعالیٰ کے سکھائے ہوئے علم کی ناشکری ہوگی اور بعض اوقات اس کے نتیجہ میں رب تعالیٰ کاریگر سے اتقان ہی چھین لیتا ہے۔ [1]

یہاں تک کے جانور کو ذبح کرنے کے متعلق بھی اللہ اور اس کے رسول نے احسان کا حکم دیا چنانچہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے:

((إِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ الْإِحْسَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ، فَإِذَا قَتَلْتُمْ فَأَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ، وَإِذَا ذَبَحْتُمْ فَأَحْسِنُوا الذِّبْحَ، وَلْيُحِدَّ أَحَدُكُمْ شُفْرَتَهُ، فَلْيُرِحْ ذَبِيحَتَهُ.)) [2]

''بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے ساتھ نیکی اور احسان کرنا لکھا ہے چنانچہ جب تم قتل کرو تو اچھے طریقے سے کرو اور جب ذبح کرو تو عمدہ طریقے سے ذبح کرو اور تم میں ایک اپنی چھری کو تیز کرے اور اپنے ذبیحہ (جانور) کو راحت پہنچائے۔''

جانور کے ذبح میں اتقان سے مراد چھری کو تیز رکھنا اور جانور کے سامنے تیز نہ کرنا، دوسرے جانور کی موجودگی میں ذبح نہ کرنا اور ذبح کرنے کے لیے اسے پاؤں سے نہ روندھنا ہے، نیز حلق پر جلدی سے چھری پھیر دے کیونکہ سہولت کے ساتھ زندگی کے خاتمہ کے لیے یہ قریب ترین طریقہ ہے۔

اَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ: (قتل اچھے طریقہ سے کرو)..... یہ ہر قتل میں عام ہے، خواہ اس کا تعلق ذبح سے ہو یا قصاص اور حد وغیرہ سے ہو، بلکہ کھانے اور پینے کا طریقہ بھی اتقان کا محتاج ہے جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

((سَمِّ اللّٰهَ، وَكُلْ بِيَمِينِكَ، وَكُلْ مِمَّا يَلِيكَ.)) [3]

''اللہ کا نام لے اور داہنے ہاتھ سے اور اپنے سامنے سے کھا۔''

اسی طرح انسان کے ذمہ جتنے بھی شرعی اور مباح امور ہیں اللہ تعالیٰ ان سب میں مضبوطی اور عمدہ طریقہ سے

---

[1] فيض القدير للمناوي ص ٢٨٦، ١، تھوڑے سے تصرف کے ساتھ۔

[2] أخرجه مسلم في كتاب الصيد، باب: الأمر بإحسان الذبح وتحديد الشفرة، رقم: ٥٠٥٥.

[3] أخرجه البخاري، في كتاب الأطعمة، باب: التسمية على الطعام، والأكل باليمين، رقم ٥٣٧٦.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ادائیگی کو پسند فرماتا ہے۔

(۱۴).....عمل میں احسان:

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

((إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُحِبُّ مِنَ الْعَامِلِ إِذَا عَمِلَ أَنْ يُحْسِنَ .)) ❶

''بے شک اللہ تعالیٰ عامل کی طرف سے اس بات کو پسند کرتا ہے کہ جب بھی عمل کرے تو احسان کے ساتھ کرے۔''

شرح.....: احسان العمل سے مراد اخلاص اور عدل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر عامل کی طرف سے اس بات کو محبوب رکھتا ہے کہ جب بھی اس کی فرمانبرداری میں عمل کرے تو اس کو اتنے اچھے طریقے اور اخلاص کے ساتھ سرانجام دے کہ کسی کو انگلی اٹھانے کی ضرورت نہ رہے اور نہ ہی نکتہ چینی کرنے والے کے لیے کوئی گنجائش باقی رہے۔

عاقل وہ ہے جو اپنے ہنر میں صداقت تلاش کرے اور اپنی طاقت کے بقدر اللہ کی رضا چاہتے ہوئے اپنے کام میں مشغول رہتا ہے اور متوجہ ہوتا ہے اور اپنی محنت کے مطابق امانت ادا کرتا ہے، نیز اپنے رب کی عبادت سے بھی لاپروا نہیں ہوتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَإِقَامِ الصَّلٰوةِ وَإِيتَاءِ الزَّكٰوةِ يَخَافُونَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيهِ الْقُلُوبُ وَالْأَبْصٰرُ ۝ ﴾ [النور: ۳۷]

''ایسے لوگ جنہیں تجارت اور خرید و فروخت اللہ کے ذکر سے اور نماز کے قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے سے غافل نہیں کرتی، وہ اس دن سے ڈرتے ہیں جس دن دل اور بہت سی آنکھیں الٹ پلٹ ہو جائیں گی۔''

اللہ تعالیٰ نے ذکر کے ساتھ تجارت کا تذکرہ اس لیے کیا ہے کہ انسانوں کو عبادت سے غافل کرنے والی سب سے بڑی چیز یہی ہے اور سب عبادتوں سے اہم نماز ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کی مدح و ستائش کرتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ ایسے لوگ بہت عمدہ کام کرتے ہیں اور تجارت اور عبادات اور نماز کے اوقات کے درمیان ٹھہراؤ پیدا کرتے ہیں۔ ❷

---

❶ صحيح الجامع الصغير، رقم : ۱۸۹۱.

❷ فيض القدير للمناوي، ص : ۲۸۷، ۲.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۵).....شک کی بنیاد پر غیرت کا مظاہرہ کرنا:

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((مِنَ الْغَيْرَةِ مَا يُحِبُّ اللّٰهُ ..... فَأَمَّا الَّتِي يُحِبُّهَا اللّٰهُ فَالْغَيْرَةُ فِي الرِّيبَةِ .)) [1]

''ایک غیرت ایسی خوبی ہے جسے اللہ پسند کرتا ہے..... وہ غیرت جسے محبوب رکھتا ہے وہ ہے جو شک کی جگہ پر ہو۔''

شرح.....: مراد ہے کہ انسان اپنے محرم رشتہ داروں کی طرف سے کوئی غلط اور ممنوع فعل دیکھے تو غیرت کھائے یا تہمت اور شک والی جگہوں میں غیرت کرے۔ چنانچہ اس کا فائدہ یعنی ڈرنا اور باز آنا ظاہر ہو جائے گا۔

ایسے مواقع پر غیرت کرنا اللہ تعالیٰ کی محبوب اشیاء میں شامل ہے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((مَا مِنْ أَحَدٍ أَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ ، مِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ وَمَا أَحَدٌ أَحَبُّ إِلَيْهِ الْمَدْحُ مِنَ اللّٰهِ .)) [2]

''اللہ سے زیادہ غیرت کرنے والا کوئی بھی نہیں اسی وجہ سے اس نے بے حیائی کے تمام کاموں کو حرام کر دیا ہے۔''

دوسری حدیث میں ارشاد ہوا:

((إِنَّ اللّٰهَ يَغَارُ ، وَغَيْرَةُ اللّٰهِ أَنْ يَأْتِيَ الْمُؤْمِنُ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ .)) [3]

''بے شک اللہ تعالیٰ (بھی) غیرت کرتا ہے اور اللہ کی غیرت یہ ہے کہ مؤمن اللہ کی حرام کردہ اشیاء کو آئے۔''

حسن رحمہ اللہ کا قول ہے کہ کیا تم عورتوں کو اس لیے چھوڑتے ہو کہ بازاروں میں پیغام رسانوں سے ملتی رہیں، اللہ تعالیٰ نے اس انسان کی مذمت کی ہے جو غیرت نہیں کرتا۔

غیرت سے غافل کرنے والا راستہ یہ ہے کہ عورتوں کے پاس اجنبی مرد نہ آئیں اور نہ ہی یہ ان سے ملیں اور نہ مصافحہ کریں اور ضرورت کے بغیر بازاروں میں نہ نکلیں کیونکہ پاک دامن عورت کو خاوند کی رضامندی کے ساتھ بازار میں جانا مباح و جائز ہے لیکن گھر میں رہنا زیادہ سلامتی والی بات ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

---

[1] صحيح سنن أبي داود، رقم : ٢٣١٦.

[2] أخرجه البخاري في كتاب النكاح، باب: الغيرة، رقم : ٥٢٢٠.

[3] أخرجه البخاري، في كتاب النكاح، باب: الغيرة، رقم : ٥٢٢٣.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ ﴾ [الاحزاب : ۳۳]

''اور اپنے گھروں میں ٹکی رہو۔''

عورت کو یہ بات بھی ذہن نشین کروانی چاہیے کہ جب باہر جانا ضروری ہو تو مکمل پردہ ہونا چاہیے اور بے پردگی اور زینت کے اظہار سے پرہیز ہونا چاہیے جیسا کہ قرآن منع کرتا ہے:

﴿ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ ﴾ [الاحزاب : ۳۳]

''اور قدیمی جاہلیت کے زمانے کی طرح اپنے بناؤ سنگھار کا اظہار مت کرو۔''

نظریں نیچی ہونی چاہئیں جیسے اللہ تعالیٰ کا حکم ہے:

﴿ وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ ﴾ [النور: ۳۱]

''اور مسلمان عورتوں کو کہیں کہ وہ بھی اپنی نظریں نیچی رکھی کریں۔''

(۱۶)..... بندے پر نعمت کے نشانات کا ظہور:

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ أَنْ يُرَى أَثَرُ نِعْمَتِهِ عَلَى عَبْدِهِ .)) [1]

''یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے بندے پر اپنی نعمت کے اثر کو دیکھنا پسند فرماتے ہیں۔''

شرح.....: اللہ تعالیٰ نعمت کے اظہار کو محبوب رکھتا ہے کیونکہ یہ ایسا جمال ہے جسے وہ پیار کرتا ہے نیز اس کی نعمت کا شکریہ بھی ہے اور یہ باطنی جمال ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نعمت کی وجہ سے اپنے بندے پر ظاہری جمال کو دیکھنا چاہتا ہے، بندے کی طرف سے اس کا شکریہ ادا کرنے کی وجہ سے جمال باطن کو پسند کرتا ہے۔ خوبصورتی کو محبوب رکھنے کی وجہ سے ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر لباس اور زینت اتاری ان کے ظواہر کو خوبصورت بنایا اور ان کے باطن کی خوبصورتی کو قوت بخشی۔

اللہ تعالیٰ تجمل کو اچھا جانتے ہیں حتیٰ کہ لباس میں بھی گھٹیا پن کو پسند نہیں فرماتا، اس سے مراد فقر کا اظہار اور پراگندہ بوسیدہ، پھٹے اور کھردرے کپڑے پہننا ہے۔

((وَقَدْ رَأَى النَّبِيُّ ﷺ رَجُلًا رَثَّ الثِّيَابِ فَقَالَ هَلْ لَكَ مِنْ مَالٍ؟ قَالَ مِنْ كُلِّ الْمَالِ قَدْ أَعْطَانِيَ اللّٰهُ مِنَ الْإِبِلِ وَالْغَنَمِ قَالَ فَلْيُرَ عَلَيْكَ .)) [2]

---

[1] صحيح سنن الترمذي، رقم: ۲۲۶۰.

[2] صحيح سنن الترمذي، رقم : ۱۶۳۲.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو پراگندہ کپڑوں والا دیکھا تو فرمایا تیرے پاس مال ہے؟ اس نے کہا: ہر قسم کا مال اونٹ اور بکری سے اللہ تعالیٰ نے مجھے نواز رکھا ہے، تو فرمایا: تجھ پر اس کا اثر (مالداری کے نشانات) نظر آنا چاہیے۔''

دوسری حدیث میں فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى إِذَا أَنْعَمَ عَلٰى عَبْدٍ نِعْمَةً يُحِبُّ أَنْ يَّرٰى أَثَرَ النِّعْمَةِ عَلَيْهِ وَيَكْرَهُ الْبُؤْسَ وَالتَّبَاؤُسَ ، وَيُبْغِضُ السَّائِلَ الْمُلْحِفَ وَيُحِبُّ الْعَفِيْفَ الْمُتَعَفِّفَ .)) [1]

''بے شک اللہ تعالیٰ جب کسی بندے پر نعمت کرتا ہے تو اس پر نعمت کے نشانات دیکھنا محبوب رکھتے ہیں اور گھٹیا پن کو ناپسند اور چمٹ کر سوال کرنے والے سے غصہ رکھتے ہیں اور سوال سے بچنے والے سے محبت کرتے ہیں۔''

ایک اور حدیث میں فرمایا:

((إِذَا آتَاكَ اللّٰهُ مَالًا فَلْيُرَ عَلَيْكَ ، فَإِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ أَنْ يَرَى أَثَرَهُ عَلٰى عَبْدِهِ حَسَنًا ، وَلَا يُحِبُّ الْبُؤْسَ وَلَا التَّبَاؤُسَ .)) [2]

''جب تجھے اللہ تعالیٰ مال عطا کرے تو وہ (مالداری کا نشان) تجھ پر نظر آنا چاہیے (کیونکہ) بے شک اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے کہ اپنے بندے پر مال کے نشانات اچھے دیکھے اور وہ گھٹیا، ردی پن کو پسند نہیں کرتا۔''

مطلب ہے کہ عمدہ اور اچھے کپڑے پہن تاکہ لوگ تجھے مالدار خیال کریں اور یہ بھی سمجھیں کہ تجھ پر اللہ تعالیٰ نے مختلف قسم کے انعامات کیے ہیں۔

شرح السنہ میں مذکورہ حدیث پر تبصرہ کیا گیا ہے کہ ممکن حد تک کپڑوں کو جدت، پاکیزگی اور صفائی ستھرائی کے ذریعہ خوبصورت اور اچھا بنانا مراد ہے، خوشحالی اور تنگدستی کے اظہار میں عجمیوں کی طرح اپنے آپ کو کئی قسم کے کپڑوں میں ملبوس کر کے مبالغہ آرائی سے کام نہ لے۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ کا قول ہے: اب عرب لوگ عجمیوں سے بڑھ چکے ہیں۔ علامہ بغوی رحمہ اللہ نے کہا: رسول اکرم ﷺ کپڑوں وغیرہ میں زیادہ فراخی سے منع کرتے تھے۔ امام بیہقی، حضرت ابو ہریرہ اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہما

---

[1] صحيح الجامع الصغير، رقم : ١٧١١.

[2] صحيح الجامع الصغير، رقم : ٢٥٥.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی روایت نقل کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے دو قسم کی خود نمائی سے روکا ہے (ایک) باریک کپڑا کی (دوسری) موٹے کپڑے کی (ایک) نرم کپڑا کی (دوسری) کھردرے کی (ایک) لمبے کپڑے کی (دوسری) چھوٹے کپڑے کی) لیکن ان دونوں کے بین بین ہو۔

(یُسْرٰی) کا یہ معنی بھی بیان کیا گیا ہے کہ عمل صالح اور اللہ کے لائق ثناء اور ذکر کر کے، لوگوں پر نرمی اور شفقت کے ذریعہ اور قرب الٰہی کے لیے اللہ کے دیے ہوئے فضل سے خرچ کر کے، رب کائنات کا زیادہ شکریہ ادا کرنا ہے۔ فرمان خداوندی ہے:

﴿ أَحْسِنْ كَمَآ أَحْسَنَ اللّٰهُ إِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ ﴾ [القصص : ۷۷]

''(لوگوں سے) احسان کر جیسے اللہ نے تجھ پر (مال دے کر) احسان کیا اور زمین میں فساد نہ کر۔ بے شک اللہ تعالیٰ فسادی لوگوں سے محبت نہیں کرتے۔''

تمام کی تمام مخلوق اللہ کا عیال ہے اور سب سے زیادہ محبوب اللہ کو وہی ہوتا ہے جو اس کے عیال کے لیے سب سے زیادہ نفع مند ہے۔ چنانچہ اللہ اپنے بندے پر مالداری کے اثرات کپڑوں، صدقہ و خیرات اور شکریہ ادا کرنے کے لحاظ سے دیکھتا ہے۔ یہ دنیوی نعمت کی وضاحت تھی لیکن دینی نعمت میں اس کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے کہ بندہ اس کے مامورات کو جانے، اپنے اخلاق کو مہذب بنائے، نرم گوشہ رکھے، بیوقوف پر بردباری کرے، جاہل کو تعلیم دے، علم کے اہل لوگوں میں علم کو عام کرے، حکمرانوں سے نرمی و رعایت رکھے، رعیت پر نرمی برتے، ان میں عدل کے قوانین کو قائم رکھے، ان کے معاملات میں انصاف کرے، ظلم کو ترک کرنے کے لیے اور ان کے علاوہ بھی جو حقوق ہیں ان کی پاسداری کے لیے عدل کو استعمال میں لائے گو اللہ تعالیٰ کی نعمتیں لا تعداد ہیں لیکن وہ ہر نعمت میں اسی طرح چلتا رہے۔

نعمت کے اثرات نظر آنا ان کے اظہار اور ان کے متعلق بتا کر بھی ممکن ہے۔

یہاں پر اللہ کی نعمت کو بیان کرنے اور نعمت کے ساتھ فخر و غرور کرنے میں جو فرق ہے وہ سمجھ لیں:

اللہ کی نعمت بیان کرنے والا، اس کی صفات، اس کے خالص احسان اور سخاوت کی خبر دیتا ہے چنانچہ اس کے اظہار اور اس کی باتیں بتا کر وہ اللہ کی ثناء کرتا اور اس کا شکریہ ادا کرتا ہے اور اس کے تمام احسانات کو پھیلانے والا ہوتا ہے۔ اس کا مقصد اللہ کی صفات اور اس کی مدح و ستائش کا اظہار اور نفس کو صرف اسی سے مانگنے اور اس کی محبت اور امید پر ابھارنا ہے چنانچہ ایسا انسان اللہ کی نعمتوں کو ظاہر کر کے اور پھیلا کر اور ان کی باتیں بتا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر اللہ کی طرف راغب ہو جاتا ہے اور جو ایسا نہیں وہ نعمت کے ساتھ فخر و غرور کرنے والا ہے۔ ❶

(۱۷).....اصلاح کے موقع پر صدقہ و خیرات کی پسندیدگی: ❷

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَلَا أَدُلُّكَ عَلٰى صَدَقَةٍ يُحِبُّ اللّٰهُ مَوْضِعَهَا؟ تُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ! فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ يُحِبُّ اللّٰهُ مَوْضِعَهَا)) ❸

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں ایک ایسے صدقہ و خیرات کے بارے میں نہ بتلاؤں کہ جس کے مقام کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتے ہیں؟ اور وہ یہ ہے کہ: تم لوگوں کے درمیان صلح کروا دیا کرو۔ بلاشبہ یہ ایک ایسا صدقہ (اور نیکی) ہے کہ جسے اللہ تبارک و تعالیٰ پسند فرماتے ہیں۔''

مسلمانوں کے درمیان صلح کروانا:

اصلاح کا معنی ہوتا ہے: کسی چیز میں واقع خرابی اور خلل کو ٹھیک کر دینا۔ لغت کی کتاب ''المصباح'' میں الصلح بمعنی التوفیق ہے۔ جب کہیں گے: أَصْلَحْتُ بَيْنَ الْقَوْمِ..... تو اس کا معنی ہوگا: وَفَّقْتُ بَيْنَهُمْ..... یعنی میں نے لوگوں کے درمیان تصفیہ کروا دیا، مصالحت کروا دی۔ امام راغب کہتے ہیں: اصلاح، فساد کا برعکس ہوتی ہے اور یہ دونوں اکثر استعمال میں افعال کے ساتھ مختص ہوتے ہیں۔ چنانچہ صلح لوگوں کے درمیان پائی جانے والی نفرت کے ازالہ کے لیے مختص ہے۔ بلاشبہ اللہ عزوجل بھی اہل ایمان کے درمیان اصلاح و صلح کرتے اور کرواتے ہیں اور وہ اللہ کا حکم مان کر صلح کر لیتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ عزوجل صلح کو پسند فرماتے ہیں، اسی لیے قیامت والے دن وہ اہل ایمان کے درمیان صلح کرا دے گا۔ یعنی ان کے درمیان تصفیہ کروا دے گا۔ اور وہ اس طرح کہ: مظلوم کو ظالم کے متعلق معاف کر دینے کا الہام کرے گا اور اس کے بدلے وہ اس کو نہایت اچھی جزاء اور اعلیٰ انعام دے گا۔

مسلمانوں کے مابین اصلاح، خون، اموال اور عزتوں میں ایک جیسی عام ہے۔ اسی طرح ہر اُس چیز کے بارے میں اصلاح و صلح ہو سکتی ہے کہ جس پر ایک دوسرے کے خلاف لوگ دعویٰ رکھتے ہوں اور اس چیز میں لوگوں کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہو۔ (جیسے کہ دین حنیف کے فروعی مسائل ہیں) اسی طرح ہر اس گفتگو پر بھی مسلمانوں

---

❶ الفوائد لابن القیم، ص: ۲۳۸۔ کتاب الروح، ص: ۳۳٤۔ فیض القدیر للمناوی، ص: ۲،۲۹۳۔ تحفة الاحوذی، ص: ۱۲۲ / ٦.

❷ تفصیل کے لیے: (۱) امام قرطبی رحمہ اللہ کی ''الجامع للاحکام القرآن جلد نمبر ۵، ص ۲٤٦، ص ۲٤۷، (۲) فتح الباری جلد ۵، ص ۲۹۸، (۳) فتح القدیر للمناوی جلد ۱، ص ۱۲۷.

❸ دیکھیے: سلسلة الأحادیث الصحیحة للألباني حدیث : ۲٦٤٤.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے مابین صلح کروائی جاسکتی ہے کہ جس سے اللہ کی ذاتِ اقدس مقصود ہو۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: صلح کی بہت ساری قسمیں ہیں۔

۱..... کسی دینی مصلحت کے تحت مسلمان کی کافر کے ساتھ صلح۔

۲.....میاں بیوی کے درمیان صلح۔

۳.....سرکش گروہ اور عدل وانصاف پر قائم جماعت کے درمیان صلح۔

۴.....باہم ناراض دو افراد کے درمیان صلح۔

۵.....زخموں پر صلح کرنا جیسے کہ اپنا حق لے کر زخموں کے بارے میں مدمقابل کو معاف کر دینا۔

۶.....جھگڑا ختم کرنے کے لیے صلح کر لینا۔

اس ضمن میں اللہ عزوجل کا ارشاد گرامی ہے:

﴿ لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴾ [النساء: ١١٤]

''ان کی بہت سی سرگوشیوں میں کوئی خیر نہیں، سوائے اس شخص کے جو کسی صدقے یا نیک کام یا لوگوں کے درمیان صلح کرانے کا حکم دے اور جو بھی یہ کام اللہ کی رضا کی طلب کے لیے کرے گا تو ہم جلد ہی اسے بہت بڑا اجر دیں گے۔''

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَفْضَلَ مِنْ دَرَجَةِ الصِّيَامِ وَالصَّلَاةِ وَالصَّدَقَةِ؟ قَالُوْا: بَلٰى، قَالَ: "إِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ، وَفَسَادُ ذَاتِ الْبَيْنِ الْحَالِقَةُ".)) [1]

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تم لوگوں کو نماز، روزہ اور صدقہ وخیرات سے درجہ میں افضل عمل کے بارے میں خبر نہ دوں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے عرض کیا: کیوں نہیں اے اللہ کے رسول! فرمایا: مسلمانوں کی آپسی حالت کی اصلاح اور تباہ کرنے والی آپسی حالت کو خراب کر ڈالنا۔''

وَقَالَ ﷺ: ((لَيْسَ الْكَذَّابَ الَّذِيْ يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ، فَيَنْمِيْ خَيْرًا أَوْ يَقُوْلُ خَيْرًا)) [2]

---

[1] صحيح سنن أبي داود، رقم: ٤١١١.

[2] أخرجه البخاري في كتاب الصلح، باب: ليس الكاذب الذي يصلح بين الناس ٢٦٩٣.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مسلمانوں کے درمیان صلح کی خاطر جھوٹ سے کام لے کر ان میں اصلاح کرنے والا جھوٹا نہیں ہوتا۔ چنانچہ وہ خیر، بھلائی کا ارادہ رکھتا ہو یا خیر کی بات کہتا ہو۔''

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جو آدمی دو مسلمانوں کے درمیان صلح کروادے اللہ عزوجل اسے ہر ہر بات کے بدلے ایک گردن آزاد کرنے کا اجر و انعام عطا کرتے ہیں۔ امام اوزاعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نزدیک مسلمانوں کی آپسی اصلاح و صلح کے لیے اٹھنے والے ہر قدم سے بڑھ کر کوئی اور قدم زیادہ محبوب نہیں ہوتا۔ اور جو آدمی دو مسلمانوں کے درمیان صلح کروادے، اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے لیے جہنم سے آزادی لکھ دیتے ہیں۔

(۱۸)..... چھینک مار کر الحمد للہ کہنا:

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعُطَاسَ وَيَكْرَهُ التَّثَاؤُبَ ، فَإِذَا عَطَسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ فَحَقٌّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ سَمِعَهُ أَنْ يُشَمِّتَهُ وَأَمَّا التَّثَاؤُبُ فَإِنَّمَا هُوَ مِنَ الشَّيْطَانِ فَلْيَرُدَّهُ مَا اسْتَطَاعَ ، فَإِذَا قَالَ: هَا ضَحِكَ مِنْهُ الشَّيْطَانُ .)) [1]

''بے شک اللہ تعالیٰ چھینک کو پسند فرماتے ہیں اور جماہی کو ناپسند کرتے ہیں۔ پس جب کسی کو چھینک آئے تو وہ اللہ کی تعریف کرے۔ ہر مسلمان کا دوسرے پر یہ حق ہے کہ جب وہ اُسے (چھینکتے وقت حمد اللہ کی کرتے) سنے تو وہ اس کا جواب دے۔ یہ جو جماہی ہے پس یہ شیطان کی طرف سے ہے۔ اسے روکنا چاہیے جیسے بھی ہو سکے۔ پس جب آدمی ھا کہتا ہے تو شیطان ہنستا ہے۔'' (مقصد یہ ہے کہ شیطان کو خوش ہونے کا موقعہ مت دو۔)

شرح..... رسول مکرم علیہ السلام کا فرمان ہے:

((إِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ، وَلْيَقُلْ لَهُ أَخُوهُ أَوْ صَاحِبُهُ: يَرْحَمُكَ اللّٰهُ ، فَإِذَا قَالَ لَهُ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ ، فَلْيَقُلْ: يَهْدِيكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ .)) [2]

''جب تم میں سے کوئی چھینکے تو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ (تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں) کہے اور (اس کے جواب میں) اس کا بھائی یا ساتھی کہے: يَرْحَمُكَ اللّٰهُ (اللہ تجھ پر رحم کرے) تو جب اس نے چھینکنے والے کو یرحمک اللہ کہا تو یہ کہے (یعنی چھینکنے والا) يَهْدِيكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ. (اللہ تمہیں ہدایت نصیب کرے اور تمہارے کام سنوارے۔)

---

[1] أخرجه البخاري في كتاب الأدب، باب: ما يستحب من العطاس، وما يكره من التثاوب، رقم: ٦٢٢٣.

[2] أخرجه البخاري في كتاب الأدب، باب: اذا عطس كيف يشمّت رقم: ٦٢٢٤.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث پر چونکہ خیر مرتب کی گئی ہے، اس لیے معلوم ہوا کہ چھینکنے والے کو اللہ تعالیٰ نے بہت بڑی نعمت سے نوازا ہے۔ اس میں بندے پر رب ذوالجلال کی طرف سے بہت بڑا فضل ہونے کا اشارہ بھی ہے کہ چھینک کی بدولت اس سے تکلیف دور کر دی، پھر حمد مشروع قرار دی، جس کی وجہ سے ثواب ملتا ہے، پھر خیر کی دعا کے بعد بھلائی کی دعا کو بھی مشروع کیا۔ چنانچہ اپنی طرف سے فضل اور احسان کرتے ہوئے مختصر سے وقت میں لگاتار نعمتوں کو معین کیا۔

جس انسان نے اپنی دلی بصیرت کے ساتھ اس حدیث پر غور کیا تو اس کی ایمانی قوت بڑھ جائے گی حتیٰ کہ اسے اتنا کچھ مل جائے گا جتنا چند دن کی عبادت سے بھی حاصل نہیں ہوتا اور رب تعالیٰ نے غور و فکر کی وجہ سے انسان پر ایسے انعامات کیے جو اس کے وہم و گمان میں نہیں تھے۔ اس طرح اللہ کی محبت اس انسان میں داخل ہو جائے گی نیز اس نبی آخر الزماں کی محبت بھی اس کے اندر آ جائے گی جس کے ہاتھ پر اس خیر و بھلائی کی معرفت ظاہر ہوئی اور آنحضرت ﷺ کی سنت جس علم کو لے کر آئی اس علم کی محبت بھی شامل ہو جائے گی جس کی قدر کا اندازہ اسے نہیں۔

نوٹ.....: اللہ تعالیٰ نے ہر واقف و ناواقف کو سلام کہنا، دعوت دین، بیمار پرسی، جنازہ میں شرکت، مسلمان بھائی کی مدد کرنا چھینک کا جواب، مسلمانوں میں باہمی رابطے کے ذرائع (Contact Chanals) رکھے ہیں۔ ان پر اجر بے حساب ہے اور معاشرتی قربت و مضبوطی حاصل ہوتی ہے جو غیر مسلم معاشرہ میں ناپید ہے۔ الحمد للہ۔

اس غور و فکر کی وجہ سے ایک ذرہ کا اضافہ بھی باقی اعمال سے زیادہ فوقیت رکھتا ہے۔ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ كَثِيْرًا . اللہ کے لیے ہی بے شمار تعریفیں ہیں۔ [1]

(۱۹).....اللہ کے پسندیدہ ہمیشگی والے نیک اعمال:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

((أَحَبُّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى أَدْوَمُهَا وَإِنْ قَلَّ .)) [2]

''اللہ تعالیٰ کی طرف سب سے محبوب عمل وہ ہے جو ہمیشہ ہو اگرچہ تھوڑا ہو۔''

شرح.....: نیکی کا کوئی بھی عمل ہو خواہ تھوڑے ثواب والا ہی ہو لیکن اسے ہمیشہ کیا جائے تو اللہ تعالیٰ کو اس عمل سے بھی زیادہ پیار لگتا ہے جو بڑے ثواب والا ہے لیکن اس پر ہمیشگی نہیں۔

---

[1] فتح الباری، ص: ۶۰۹، ۶۱۰ / ۱۰.

[2] أخرجه مسلم في كتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب: فضيلة العمل الدائم، رقم: ۱۸۲۸.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکمت یہ ہے کہ ہمیشگی کرنے والا ہر وقت فرمانبرداری کے دروازے پر جاتا ہے اور خدمت کو لازم پکڑتا ہے تاکہ زیادہ چکر کاٹنے کی بدولت اسے نیکی کا ثواب حاصل ہو سکے۔ چنانچہ یہ اس انسان کی طرح نہیں ہے جو خدمت کو لازم پکڑ کر چھوڑ دیتا ہے۔ یہ حکمت بھی ہے کہ جو شخص عمل ترک کر دیتا ہے وہ ایسے ہے جیسے محبت کے بعد منہ پھیر لیا۔ چنانچہ ایسا انسان مذمت اور بے وفائی کے درپے ہوتا ہے، اسی وجہ سے اس حافظ قرآن کے متعلق وعید اور ڈانٹ آئی ہے جو حفظ کے بعد قرآن بھلا دیتا ہے۔ اس مقام پر عمل سے مراد نماز، روزہ اور دیگر عبادات ہیں۔ آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے:

((عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حَصِيرٌ، وَكَانَ يُحَجِّرُهُ مِنَ اللَّيْلِ فَيُصَلِّي فِيهِ، فَجَعَلَ النَّاسُ يُصَلُّونَ بِصَلٰوتِهِ، وَيَبْسُطُهُ بِالنَّهَارِ فَثَابُوا ذَاتَ لَيْلَةٍ فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ عَلَيْكُمْ مِنَ الْأَعْمَالِ مَا تُطِيقُونَ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَمَلُّ حَتّٰى تَمَلُّوا وَإِنَّ أَحَبَّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللّٰهِ مَا دُووِمَ عَلَيْهِ وَإِنْ قَلَّ .)) [1]

''ام المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ کی ایک چٹائی تھی کہ جسے آپ رات کے وقت سمٹا کر بچھا لیتے اور اس پر نماز پڑھتے۔ لوگ بھی آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھنے لگے۔ نبی کریم ﷺ دن کے وقت اس چٹائی کو کھول کر بچھا لیتے۔ لوگوں نے ایک رات نماز کے لیے ہجوم کر دیا۔ جب آپ نے یہ دیکھا تو فرمایا: اے لوگو! اتنا عمل کرو جتنی تم طاقت رکھتے ہو اس لیے کہ اللہ تعالیٰ (ثواب دینے سے) نہیں تھکتا تم (عمل سے) تھک جاؤ گے اور اللہ کی طرف سب سے زیادہ محبوب عمل وہ ہے جس کو ہمیشہ کیا گیا ہو اگرچہ تھوڑا ہو۔''

یعنی بغیر تنگی اور تکلیف کے جتنی تمہارے اندر ہمیشگی کرنے کی طاقت ہے اس کے مطابق عمل کرو۔ اس حدیث میں عبادات میں گہرائی سے منع کیا گیا اور میانہ روی اختیار کرنے پر ابھارا گیا ہے۔ یہ حدیث صرف نماز کے لیے ہی نہیں بلکہ تمام نیک اعمال کے متعلق ہے۔

اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ آنحضرت ﷺ کو اپنی امت کے ساتھ بہت پیار اور لگاؤ ہے کیونکہ ان کی ایسی چیز کی طرف رہنمائی کی جو ان کی اصلاح کر دے یعنی جو انہیں بغیر ضرر اور تکلیف کے ہمیشگی کرنے کا موقع دے۔ چنانچہ طبیعت ہشاش بشاش اور دل مطمئن ہو جائے گا جس کی بناء پر عبادت مکمل ہو جائے گی۔

اس کے برخلاف وہ انسان جو مشقت والے عمل میں منہمک ہو، وہ اسے مکمل چھوڑنے یا اس کا کچھ حصہ

[1] أخرجه مسلم في كتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب: فضيلة العمل الدائم، رقم: ١٨٢٧.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھوڑنے کی راہ پر چلا، یا اسے مشقت کے ساتھ یا دل کے اطمینان کے بغیر اسے کرنے کے درپے ہوا چنانچہ اس سے خیر عظیم فوت ہو جائے گی، اس لیے اللہ تعالیٰ نے ایسے انسان کی مذمت کی ہے جس نے عبادت کی عادت ڈال کر پھر اس میں حد سے تجاوز کیا۔

اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ عمل وہ ہے جو ہمیشہ کیا گیا ہو اگرچہ وہ تھوڑا ہی ہو۔ حدیث کے اس جملہ میں اعمال کی ہمیشگی پر ابھارا گیا ہے اور یہ بھی اخذ ہوتا ہے کہ قلیل عمل لیکن ہمیشگی والا، اس زیادہ عمل سے بہتر ہے جو بعد میں ترک کر دیا جائے کیونکہ قلیل کی ہمیشگی کے ساتھ فرمانبرداری، ذکر، مراقبہ، سے اخلاصِ نیت اور خالق کی طرف توجہ ہمیشہ رہتی ہے اور ہمیشگی والا قلیل عمل اس حیثیت سے پھل دیتا ہے کہ چھوڑے ہوئے زیادہ عمل سے ثواب میں کئی گناہ بڑھ جاتا ہے۔ [1]

(۲۰).....اللہ کے نزدیک ایک اور پسندیدہ عمل: مسلمان آدمی کو خوشی عطا کرنا:

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((أَحَبُّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ سُرُوْرٌ تَدْخُلُهُ عَلٰى مُسْلِمٍ .)) [2]

''اللہ عزوجل کے ہاں تمام اعمال سے زیادہ پسندیدہ عمل وہ خوشی بھی ہے کہ جو تم کسی دوسرے مسلمان کو عطا کرو۔''

شرح..... : حدیث مذکورہ بالا میں لفظ ''سرور'' سے مراد فرح و شادمانی ہے کہ جو حزن و ملال اور غم کے برعکس ہوتی ہے۔ نبی مکرم ﷺ نے اپنی بہت ساری احادیث مبارکہ میں خیر اور بھلائی کے بہت سارے اعمال و افعال اور مسلم معاشرے کے اجتماعی آداب کی طرف راہنمائی فرمائی ہے۔ خیر اور بھلائی والے ان افعال اور اجتماعی و اخلاقی آداب کے ذریعے مسلمان آدمی اپنے دوسرے مسلمان بھائی کو بہت ساری خوشیاں عطا کر سکتا ہے۔ بھلائی اور اخلاقی آداب والے کاموں میں سے کچھ درج ذیل ہیں:

(۱).....**مسکراہٹ**:..... وہ خوشی کہ جو مسلمان آدمی اپنے مسلمان بھائی کو بآسانی دے سکتا ہے؛ یہ ہے کہ اس سے وہ ہشاش بشاش چہرے کے ساتھ مسکراتے ہوئے ملے۔'' سیّدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

((''لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ شَيْئًا وَلَوْ أَنْ تَلْقٰى أَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلْقٍ'' [3] وَقَالَ ﷺ

[1] فتح الباری، ص: ۲۹۸، ۲۹۹ / ۱۱۔ نووی شرح مسلم، ص: ۷۱ / ۶۔ [2] صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۱۷۶۔

[3] صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب استحباب طلاقة الوجه عند اللقاء، ح: ۶۶۹۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَبَسُّمُكَ فِيْ وَجْهِ أَخِيْكَ لَكَ صَدَقَةٌ." ❶ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "كُلُّ مَعْرُوْفٍ صَدَقَةٌ ، وَإِنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ أَنْ تَلْقٰى أَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلْقٍ ، وَأَنْ تُفْرِغَ مِنْ دَلْوِكَ فِيْ إِنَاءِ أَخِيْكَ .)) ❷

''نیکی میں سے کسی چیز کو بھی حقیر نہ جانو۔ چاہے تم اپنے (مسلمان) بھائی کو ہشاش بشاش چہرے کے ساتھ ہی ملو۔'' اور نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان بھی ہے: ''تمہارا اپنے مسلمان بھائی کے سامنے مسکرا دینا بھی تمہارے لیے نیکی ہے۔'' رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے: ''ہر بھلائی، خیر کا کام نیکی ہے اور خیر کے کام میں سے یہ بھی ہے کہ تم اپنے مسلمان بھائی کو ہشاش بشاش چہرے سے ملو۔ اور یہ بھی نیکی ہے کہ تم اپنے (کنویں والے) ڈول میں سے اپنے بھائی کے برتن میں بھی کچھ ڈال دو۔''

(یوں تمہارے مسلمان بھائی کے دل میں بھی خوشی پیدا ہوگی۔)

ان احادیث مبارکہ میں نیکی اور بھلائی کی فضیلت پر رغبت دلاتے ہوئے ان میں سے جو بھی میسر ہو اس کا عطا کرنا ہے، چاہے وہ کم سے کم مقدار میں ہی میں نہ ہو۔ حتیٰ کہ ملاقات کے وقت ہشاش بشاش چہرے کے ساتھ ہی آمنا سامنا کیوں نہ ہو۔ اس سے اُس کے دل میں خوشی پیدا ہوتی ہے، اور بھائیوں، دوستوں کے درمیان مودت و اُلفت میں اضافہ ہوتا ہے۔

(۲)..... **مسلمان بھائی کی عزت کا دفاع:**..... جب کوئی مسلمان آدمی یہ سنے کہ کوئی شخص اس کے مسلمان بھائی کی غیبت کر رہا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ اس کا دفاع اس طرح سے کرے گویا وہ وہاں موجود ہے اور اس چغلی کو سن رہا ہے۔ اس مسلمان آدمی کو چاہیے کہ اپنے غیر موجود مسلمان بھائی کے بارے میں ایسی بات کہے کہ جو بات وہ اُس کی جگہ اپنے متعلق پسند کرتا ہو۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((مَنْ رَدَّ عَنْ عِرْضِ أَخِيْهِ ، رَدَّ اللّٰهُ عَنْ وَّجْهِهِ النَّارَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ .)) ❸

''جو مسلمان آدمی اپنے مسلمان بھائی کی عزت کا دفاع کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت والے دن اُس کے چہرے سے جہنم کی آگ کو دُور کر دیں گے۔''

(۳)..... **مسلمان کی مدد اور اس کی ستر پوشی:**..... ایک مسلمان آدمی کے دل میں خوشی کو داخل کرنے

---

❶ صحیح سنن الترمذی، رقم: ١٥٩٤.

❷ صحیح سنن الترمذی، رقم: ١٦٠٥.

❸ صحیح سنن الترمذی، رقم: ١٥٧٥.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والے اسباب وعوامل میں سے نبی مکرم ﷺ کے درج ذیل فرمان پر عمل بھی ہے۔ فرمایا:

((مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا ، نَفَّسَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ، وَمَنْ يَسَّرَ عَلٰى مُعْسِرٍ ، يَسَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ، وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا ، سَتَرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ، وَاللّٰهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ ، مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ . وَمَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللّٰهُ لَهُ بِهِ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ اللّٰهِ إِلَّا يَتْلُونَ كِتَابَ اللّٰهِ وَيَتَدَارَسُونَهُ بَيْنَهُمْ ، إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ ، وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ ، وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ ، وَمَنْ بَطَّأَ بِهِ عَمَلُهُ لَمْ يُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ .)) [1]

''(سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:) جو مسلمان شخص کسی مومن آدمی سے دنیا کی کوئی سختی دُور کرے گا، اللہ تعالیٰ اس پر آخرت کی سختیوں میں سے ایک سختی دُور کر دے گا۔ اور جو شخص کسی مفلس کو مہلت دے گا (یعنی اُس پر اپنے قرض کے بارے میں تقاضا کے لیے سختی نہ کرے) اللہ تعالیٰ اس پر آخرت اور دنیا میں آسانی فرما دیں گے۔ اور جو شخص دنیا میں کسی مسلمان کا عیب ڈھانکے گا، اللہ عزوجل اس کا عیب دنیا و آخرت دونوں جہانوں میں ڈھانکیں گے۔ اللہ عزوجل اُس وقت تک اپنے بندے کی مدد میں رہتا ہے جب تک بندہ اپنے مسلمان بھائی کی مدد میں رہے گا۔ اور جو شخص (قرآن وسنت کا) علم حاصل کرنے کے لیے کسی راہ پر چلتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان کر دیتے ہیں۔ اور جو لوگ اللہ کے گھروں (مساجد) میں سے کسی گھر (مسجد) میں اللہ کی کتاب پڑھنے کے لیے جمع ہوں، قرآن پڑھنے، پڑھانے کے لیے، اُن پر اللہ کی رحمت اُتر آتی ہے اور اُس کی رحمت اُن کو ڈھانپ لیتی ہے۔ رحمت کے فرشتے اُن کو گھیر لیتے ہیں۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ اُن لوگوں کا ذکر اپنے پاس والے فرشتوں میں کرتا ہے۔ اور جس کا عمل کوتاہی کرے تو اس کا خاندانی حسب ونسب (کل قیامت والے دن) اُس کے کچھ کام نہ آئے گا۔''

اس حدیث مبارک میں نبی کریم ﷺ نے ان جملہ افعال واعمال اور آداب کی طرف راہنمائی فرمائی ہے جو ایک مسلمان آدمی پر لازم ہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کے بارے میں انہیں سرانجام دے۔ ان سے خوشی و شادمانی اور فرحت ومسرت اُس کے دل میں جا داخل ہوگی۔ چنانچہ کسی دُکھ تکلیف کا کسی مسلمان آدمی سے دُور کر

[1] صحیح مسلم، کتاب الذکر، باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن وعلی الذکر، حدیث: ٦٨٥٣.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دینا اپنے بھائی سے فکر و غم اور حزن و ملال کو دُور کرنے کے مترادف ہے۔ اس لیے اُس کا بدلہ و اجر بھی اسی نوع سے ہوگا۔ اللہ تعالیٰ قیامت والے دن اُس سے غم، فکر اور تکلیف کو دُور فرما دیں گے۔ اسی طرح کسی مفلس و تنگدست کے لیے قرض وغیرہ کے معاملے میں آسانی پیدا کرنا یہ ہے کہ قرض خواہ اپنے اس مفلس بھائی پر صبر کرے کہ جو قرض کی ادائیگی نہیں کر پا رہا۔ اس کا حکم تو اللہ عزوجل نے بھی دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا:

﴿ وَ اِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ وَ اَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴾

[البقرہ: ۲۸۰]

''اور اگر کوئی تنگی والا ہو تو آسانی تک مہلت دینا لازم ہے اور یہ بات کہ صدقہ کر دو تمھارے لیے بہتر ہے، اگر تم جانتے ہو۔''

اور نبی مکرم ﷺ کا فرمان ہے:

((مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا ، أَوْ وَضَعَ عَنْهُ ، أَظَلَّهُ اللّٰهُ فِيْ ظِلِّهِ .)) ❶

''(بروایت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ) جس مسلمان شخص نے کسی مومن مفلس کو مہلت دی (اور اُس سے اپنا قرض واپس لینے میں جلدی نہ کی) یا اُسے اپنا قرض معاف کر دیا، اللہ تبارک وتعالیٰ اُسے (کل قیامت والے دن) اپنی ذاتِ اقدس کا سایہ عطا فرمائیں گے۔''

((وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: " مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا فَلَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ مِثْلَهُ صَدَقَةٌ؟ " قَالَ: ثُمَّ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: "مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا فَلَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ مِثْلَيْهِ صَدَقَةٌ" قُلْتُ: سَمِعْتُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَقُوْلُ: " مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا فَلَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ مِثْلَهُ صَدَقَةٌ . " ثُمَّ سَمِعْتُكَ تَقُوْلُ: " مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا فَلَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ مِثْلَيْهِ صَدَقَةٌ . " قَالَ: لَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ صَدَقَةٌ قَبْلَ أَنْ يَحِلَّ الدَّيْنُ ، فَإِذَا حَلَّ الدَّيْنُ فَأَنْظَرَهُ فَلَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ مِثْلَيْهِ صَدَقَةٌ . ")) ❷

سیّدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے سنا رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے: ''جس شخص نے کسی مفلس کو قرض کی ادائیگی میں مہلت دی، اس کے لیے ہر دن کے بدلے اس قرض جتنا اجر و ثواب ملے گا۔'' جنابِ بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''میں نے سنا آپ ﷺ یوں بھی فرماتے تھے: ''جس

---

❶ صحیح مسلم، کتاب الزھد، باب حدیث جابر الطویل، ح: ۷۵۱۲.

❷ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۶۱۰۸، واللفظ فی مسند احمد، رقم: ۲۲۹۴۲، وقال حمزة احمد الزین: إسناده صحیحٌ.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آدمی نے کسی تنگدست کو قرض کی ادائیگی میں مہلت دی، اس کے لیے ہر دن کے بدلے اس قرض سے دُگنا اجر و انعام ملے گا۔'' سیّدنا بریرہ رضی اللہ عنہا کہتے ہیں: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: جس شخص نے کسی مفلس آدمی کو قرض کی ادائیگی میں مہلت دی، اسے ہر دن کے بدلے اس قرض جتنا (برابر کا) ثواب ملے گا۔'' پھر میں نے سنا کہ آپ فرما رہے تھے: جس شخص نے (اپنے) کسی مفلس (مسلمان بھائی) کو قرض کی ادائیگی میں مہلت دی، اس نے ہر روز کے بدلے اس قرض سے دُگنا اجر و ثواب ملے گا۔'' (تو اس کا کیا مطلب ہوا؟) فرمایا: ''اُسے ہر دن کے بدلے برابر کا اجر ملے گا جب تک قرض کی ادائیگی کا وقت نہیں آ جاتا۔ اور جب قرض کی ادائیگی کا وعدہ گزر گیا اور قرض خواہ نے اپنے مسلمان قرض دار بھائی کو مزید مہلت دی تو اس وقت اسے ہر ہر دن کے بدلے اس قرض سے دُگنا اجر و انعام ملے گا۔''

مفلس آدمی پر آسانی یہ بھی ہے کہ قرض خواہ اُسے قرض کی کچھ رقم یا کچھ حصہ معاف کر دے یا یہ کہ سارے کا سارا قرض معاف کر دے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے درج ذیل فرمان میں اس عمل پر خیر، بھلائی اور بڑے اجر و انعام کا وعدہ فرمایا ہے:

﴿ وَ اَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴾ [البقرہ: ۲۸۰]

''اور اگر اصل قرض بھی معاف کر دو (سارے کا سارا معاف کر دو یا اس میں سے کچھ حصہ) تو اور اچھا ہے تمہارے لیے اگر تم سمجھ لو۔''

اسی طرح نبی مکرم ﷺ نے خبر دی ہے کہ:

((كَانَ تَاجِرٌ يُدَايِنُ النَّاسَ ، فَإِذَا رَأَى مُعْسِرًا قَالَ لِفِتْيَانِهِ : تَجَاوَزُوا عَنْهُ لَعَلَّ اللّٰهُ أَنْ يَتَجَاوَزَ عَنَّا ، فَتَجَاوَزَ اللّٰهُ عَنْهُ .)) [1]

''ایک تاجر لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا۔ جب وہ کسی قرض دار کو تنگ دستی کی حالت میں دیکھتا تو اپنے لڑکوں سے کہتا: اس سے درگزر کرو۔ شاید اللہ تبارک و تعالیٰ ہم سے درگزر فرما دے۔ چنانچہ اللہ کریم نے بھی اس سے درگزر فرما دیا۔''

جہاں تک اس مسلمان آدمی کا تعلق ہے کہ جس نے کسی مومن آدمی کی پردہ پوشی کی اور اس کے راز کو افشاء

[1] صحیح بخاری، کتاب البیوع، باب من أنظر معسراً، رقم: ۱۰۷۸.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ کیا اور نہ ہی لوگوں کے درمیان اس کے عیبوں کی تشہیر کی تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت دونوں جہانوں میں اس کی پردہ پوشی کرے گا۔ اور جو آدمی اپنے مسلمان بھائی کی مدد میں رہتا ہے، تو چاہے وہ اس کی کوئی حلال ضرورت پوری کر دے یا اسے علم و تعلم، مال و دولت، مدد و معاونت یا کسی مصلحت کے اشارہ یا نصیحت وغیرہ کے ذریعے اس کی مدد کرے، اس معنی میں یہ سب افعالِ خیر برابر ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ تب تک اس مددگار مسلمان آدمی کی مدد میں رہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

((أَحَبُّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ سُرُوْر تَدْخُلُهُ عَلٰى مُسْلِمٍ ، أَوْ تَكْشِفُ عَنْهُ كُرْبَةً ، أَوْ تَقْضِيْ عَنْهُ دِيْنًا ، أَوْ تَطْرُدُ عَنْهُ جُوْعًا ، وَلَأَنْ أَمْشِيَ مَعَ أَخِي الْمُسْلِمِ فِيْ حَاجَةٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَعْتَكِفَ فِي الْمَسْجِدِ شَهْرًا وَمَنْ كَفَّ غَضَبَهُ ، سَتَرَ اللّٰهُ عَوْرَتَهُ وَمَنْ كَظَمَ غَيْظًا وَلَوْ شَاءَ أَنْ يُمْضِيَهُ أَمْضَاهُ مَلَأَ اللّٰهُ قَلْبَهُ رِضًى يَوْمَ الْقِيَامَةِ . وَمَنْ مَشٰى مَعَ أَخِيهِ الْمُسْلِمِ فِيْ حَاجَتِهِ حَتّٰى يُثْبِتَهَا لَهُ ، أَثْبَتَ اللّٰهُ تَعَالٰى قَدَمَهُ يَوْمَ تَزُلُّ الْأَقْدَامُ وَإِنَّ سُوْءَ الْخُلُقِ يُفْسِدُ الْعَمَلَ كَمَا يُفْسِدُ الْخَلُّ الْعَسَلَ .)) [1]

''اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک سب اعمال سے زیادہ پسندیدہ عمل وہ فرحت و مسرت ہے جو تم کسی مسلمان بھائی کو عطا کر سکو۔ یا اس سے کوئی دُکھ، غم دُور کر سکو۔ یا اس سے کوئی قرض ادا کر سکو یا اس کی بھوک مٹا سکو۔ اپنے مسلمان بھائی کی حاجت براری کے لیے میں پیدل اس کے ہمراہ چلوں میرے نزدیک یہ عمل اس بات سے زیادہ پسندیدہ ہے کہ میں مسجد (نبوی) میں ایک ماہ تک اعتکاف کروں۔ جو آدمی اپنے اوپر ہونے والے جبر کا بدلہ لینے سے باز رہا اللہ عزوجل اس کی پردہ پوشی فرمائیں گے۔ جس نے اپنے غصہ پر قابو پا لیا اور اگر وہ چاہے کہ اس کو گزار دے تو وہ اسے گزار دے۔ قیامت والے دن اللہ تعالیٰ اس کے دل کو رضا مندی سے بھر دیں گے۔ جو آدمی اپنے مسلمان بھائی کی حاجت براری کے لیے اس کے ساتھ چلا حتی کہ یہ ضرورت اس کے لیے وہ یقینی بنا دے تو اللہ عزوجل قیامت والے دن کہ جب قدم ڈگمگا رہے ہوں گے اسے ثابت قدمی عطا فرمائیں گے۔ بلاشبہ بدخلقی اس طرح سے عمل کو خراب، برباد کر دیتی ہے جس طرح سرکا شہد کو خراب کر دیتا ہے۔''

(۴)..... **مسلمان آدمی سے اللہ کی خاطر ملاقات کے لیے جانا:**..... نبی مکرم ﷺ نے بیان

[1] صحيح الجامع الصغير ، رقم: ١٧٦.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا ہے کہ:

((أَنَّ رَجُلًا زَارَ أَخًا لَهُ فِي قَرْيَةٍ أُخْرٰى ، فَأَرْصَدَ اللّٰهُ لَهُ عَلٰى مَدْرَجَتِهِ مَلَكًا ، فَلَمَّا أَتٰى عَلَيْهِ قَالَ: أَيْنَ تُرِيْدُ؟ قَالَ: أُرِيْدُ أَخًا لِيْ فِيْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ . قَالَ : هَلْ لَكَ عَلَيْهِ مِنْ نِعْمَةٍ تَرُبُّهَا؟ قَالَ: لَا ، غَيْرَ أَنِّي أَحْبَبْتُهُ فِي اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ . قَالَ: فَإِنِّيْ رَسُولُ اللّٰهِ إِلَيْكَ بِأَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَحَبَّكَ كَمَا أَحْبَبْتَهُ فِيْهِ . ❶

وَقَالَ ﷺ: " مَنْ عَادَ مَرِيْضًا ، أَوْ زَارَ أَخًا لَهُ فِي اللّٰهِ نَادَاهُ مُنَادٍ: أَنْ طِبْتَ وَطَابَ مَمْشَاكَ وَتَبَوَّأْتَ مِنَ الْجَنَّةِ مَنْزِلًا . ")) ❷

''ایک آدمی اپنے مومن ، مسلمان بھائی کی ملاقات کے لیے دوسرے گاؤں کی طرف گیا۔ اللہ عزوجل نے اس کی راہ میں ایک فرشتے کو (انسانی شکل وصورت میں) کھڑا کر دیا۔ جب یہ آدمی وہاں پہنچا تو اس فرشتے نے پوچھا: ہاں بھائی! کہاں جا رہے ہو؟ وہ کہنے لگا: اس (قریب والی) بستی میں میرا ایک بھائی ہے، میں اس سے ملاقات کے لیے جا رہا ہوں۔ فرشتے نے پوچھا: کیا اس آدمی کا تمہارے اوپر کوئی احسان ہے؟ جس کا بدلہ چکانے کے لیے تم اس کے پاس جا رہے ہو؟ کہنے لگا: نہیں، اس کا میرے اوپر کوئی احسان نہیں ہے۔ میں تو اس سے اللہ کے لیے محبت کرتا ہوں۔ فرشتہ کہنے لگا: میں اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا تمہارے پاس آیا ہوں۔ اللہ تعالیٰ بھی تم سے محبت کرتا ہے جس طرح تم اس کی ذات کے لیے اپنے مسلمان بھائی سے محبت کرتے ہو۔'' اور نبی مکرم ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ: ''جس مسلمان آدمی نے کسی مسلمان مریض کی تیمارداری کی یا وہ ایک اللہ کی خاطر اپنے مومن ، مسلمان بھائی کی ملاقات کے لیے گیا، اُسے ایک آواز دینے والا آواز دیتا ہے، تیرے لیے بھی مبارک بادی ہو اور تیرا چلنا بھی مبارک ہو۔ تو نے تو جنت میں داخل ہونے کی جگہ بنا لی ہے۔''

ان دونوں (صحیح مسلم و ترمذی کی) حدیثوں میں مسلمان بھائیوں اور ساتھیوں کی اللہ کے لیے ملاقات کی فضیلت بیان ہوئی ہے۔ اسی طرح ان میں ایک اللہ کے لیے محبت کی فضیلت بھی مذکور ہے اور یہ کہ بلاشبہ یہ محبت، بندے اللہ کریم کی محبت کا ذریعہ وسبب بھی بنتی ہے۔ اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ اس طرح کی ملاقات اور

---

❶ صحيح مسلم، كتاب البر والصلة والآداب ، باب فضل الحب في الله تعالىٰ ، رقم: ٦٥٤٩.

❷ صحيح سنن الترمذي ، رقم: ١٦٣٣ ، كتاب البر والصلة ، حديث: ٢٠٠٨.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیماروں کی تیمارداری بھی ایک مسلمان بھائی کو خوشی عطا کرنے کے ذرائع میں سے ہیں۔ اور یہ کہ ایسے کام اخوت وصداقت کے روابط کو تقویت پہنچانے کے ذریعہ بھی۔

(۵)..... چھینک آنے پر مسلمان آدمی کی الحمد للہ کا جواب دینا:..... سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِذَا عَطِسَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ، وَلْيَقُلْ لَهُ أَخُوْهُ ـ أَوْ صَاحِبُهُ ـ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ ، فَإِذَا قَالَ لَهُ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ ، فَلْيَقُلْ : يَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ .)) ❶

''تم میں سے جب کوئی آدمی چھینک مارے تو اُسے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہنا چاہیے۔ اور پھر اس کا مسلمان بھائی اُسے يَرْحَمُكَ اللّٰهُ کہے۔ جب یہ بھائی چھینک مارنے والے کو يَرْحَمُكَ اللّٰه کہے تو اُسے چاہیے کہ جواب میں يَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ کہے۔ (یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں سیدھی راہ کی ہدایت نصیب فرمائے اور آپ لوگوں کے اللہ احوال درست فرمادے۔)

مسلمان آدمی کا اپنے مسلمان بھائی پر یہ حق ہے کہ جب وہ چھینک مارنے کے بعد اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ (سب خاص تعریفیں اللہ کے لیے ہیں) کہے تو وہ اس کا جواب يَرْحَمُكَ اللّٰهُ (اللہ آپ پر رحم فرمائے) سے دے۔ دوسری ایک روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی صراحت اپنے فرمانِ گرامی میں یوں فرمائی ہے:

((فَإِذَا عَطِسَ أَحَدُكُمْ وَحَمِدَ اللّٰهَ كَانَ حَقًّا عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ سَمِعَهُ أَنْ يَقُوْلَ لَهُ: يَرْحَمُكَ اللّٰهُ .)) ❷

''تو جب کوئی تم میں سے چھینک مارے اور اللہ عزوجل کی حمد بیان کرے ہر مسلمان پر کہ جو اس الحمد للہ کو سنے یہ اس کا حق ہے کہ اُس سے کہے: يَرْحَمُكَ اللّٰهُ ..... اللہ تم پر رحم فرمائے۔''

لیکن چھینک مارنے والا اگر الحمد للہ نہیں کہتا تو پھر پاس والا آدمی اسے يَرْحَمُكَ اللّٰهُ بھی نہ کہے۔

(۲۱)..... اللہ تعالیٰ کو عبد اللہ اور عبد الرحمان نام بہت پسند ہیں:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ أَحَبَّ أَسْمَائِكُمْ إِلَى اللّٰهِ عَبْدُ اللّٰهِ ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ .)) ❸

---

❶ صحيح بخاري ، كتاب الأدب، باب اذا عطس كيف يسمت، حديث : ٦٢٢٤.

❷ صحيح بخاري ، كتاب الأدب ، باب إذا تثاء ب فليضع يده على فيه ، حديث : ٦٢٢٦.

❸ أخرجه مسلم في كتاب الآداب، باب : بيان ما يستحب من الأسماء، رقم : ١٠٥٨.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اللہ تعالیٰ کو تمہارے ناموں میں سے سب سے زیادہ محبوب نام عبداللہ اور عبدالرحمان ہیں۔''

شرح.....: یہ نام اللہ تعالیٰ کو اس لیے محبوب ہیں کہ یہ اس کی واجبی صفات پر مشتمل ہیں نیز ان میں ایسی چیز بھی شامل ہے جو انسان کے لیے لازم ہے، یعنی بندگی، پھر اس ترکیب میں عبد کی رب کی طرف اضافت حقیقی ہے جس کی بناء پر مسمیٰ (تشخص) ناموں کے مطابق ہو گئے اور اس ترکیب کی وجہ سے انہیں شرف اور فضیلت حاصل ہو گئی۔

کہا گیا ہے کہ ان ناموں کی فضیلت اس انسان پر محمول ہے جو عبدیت کے ساتھ نام رکھنا چاہتا ہے تو مذکورہ حدیث کا مطلب ہوگا کہ جب تم عبودیت کے ساتھ نام رکھو تو ان میں سے افضل عبداللہ اور عبدالرحمان ہے۔ دور جہالت میں عرب اکثر عبدشمس اور عبدالدار وغیرہ نام رکھتے تھے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ احمد اور محمد نام افضل نہیں بلکہ یہ بھی اللہ کو محبوب اور پیارے لگتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کے لیے وہی چیز پسند کرتا ہے جو اسے پیاری لگتی ہے۔ مذکورہ دونوں ناموں (عبداللہ اور عبدالرحمان) کے ساتھ وہ نام بھی ملحق ہیں جن میں عبداللہ کی اضافت رب تعالیٰ کی طرف ہے مثلاً عبدالرحیم، عبدالملک، عبدالعزیز، عبدالصمد وغیرہ۔ [1]

(۲۲).....عفراء قربانی:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((دَمُ عَفْرَاءَ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ مِنْ سَوْدَاوَيْنِ.)) [2]

''عفراء کا خون اللہ تعالیٰ کے ہاں دو سیاہ بکریوں (کے ذبح کرنے) سے زیادہ محبوب ہے۔''

عفراء.....: ایسی بکری کو کہتے ہیں جو بالکل سفید نہیں بلکہ سفیدی کی طرف مائل ہے نیز عفرۃ بمعنی مٹیالا رنگ بھی ہے۔

یعنی ایسی بکری کی قربانی اللہ تعالیٰ کے ہاں دو سیاہ بکریوں کی قربانی سے بھی زیادہ محبوب اور زیادہ پاکیزہ ہے۔ عیدالاضحیٰ کے دن اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی یاد تازہ کرنے اور لوگوں پر فراخی کے لیے قربانی مشروع کی۔

چار ایسی خصلتیں ہیں کہ ان میں سے کوئی خصلت بھی جانور میں ہو تو وہ قربانی کے لیے جائز نہیں۔ (۱) بھینگا جانور جس کا بھینگا پن ظاہر ہو۔ (۲) واضح بیماری والا جانور (۳) واضح طور پر سینگ ٹوٹا جانور (۴) ایسا بوڑھا جانور جو سخت لاغر ہونے کی وجہ سے مخ نہیں بنا سکتا اور پہلی مخ ختم ہو چکی ہو۔ ان کے ساتھ درج ذیل

---

[1] فیض القدیر، ص: ۴۱۲ / ۲۔ فتح الباری، ص: ۵۷۰ / ۱۰.

[2] صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۳۳۹۱.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صفات والے جانور بھی ہیں۔ جس کے ثنایا [1] دانت جڑ سے ٹوٹ چکے ہوں ایسا جانور جس کے سینگ کا غلاف ٹوٹ چکا ہو۔

اندھا: ایسا جانور جو چراگاہ تو جاتا ہے مگر چرتا نہیں، زیادہ خارش زدہ جانور۔

قربانی میں یہ شرط بھی ہے کہ عید کے دن سورج طلوع ہونے کے بعد اس وقت قربانی کی جائے جب اتنا وقت گزر جائے کہ نمازی نماز عید پڑھ لیں۔ عید کے دن کے بعد والے تینوں دنوں میں سے کسی دن میں بھی جانور ذبح کرنا، خواہ دن ہو یا رات جائز اور درست ہے اور ان دنوں کے بعد وقت ختم ہو جاتا ہے۔ مسلمان جب ایک بکری یا بھیڑ ذبح کرے گا تو اس کی طرف سے اور اس کے گھر والوں کی طرف سے کفایت کر جائے گی۔ قربانی کرنے والے کے لیے اپنی قربانی کا گوشت کھانا، رشتہ داروں کو تحفہ دینا اور فقراء پر صدقہ کرنا مسنون ہے۔ علماء کا قول ہے کہ افضل یہ ہے کہ گوشت کا تیسرا حصہ کھالے اور باقی دو حصوں میں سے ایک صدقہ کر دے اور ایک ذخیرہ کر لے۔ جو انسان صحیح طریقہ سے خود ذبح کر سکتا ہو اس کے لیے خود ذبح کرنا مسنون ہے اور بسم اللہ واللہ اکبر کہہ کر ذبح کرے اور یہ بھی کہے یا اللہ یہ قربانی فلاں کی طرف سے ہے اس کا نام لے اور جو صحیح ذبح نہیں کر سکتا وہ ذبح کے وقت ضرور موجود ہو۔ [2]

(۲۳).....شکر کرنا اللہ کو پسند ہے:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ إِنْ تَكْفُرُوا فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ وَلَا يَرْضَى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ وَإِنْ تَشْكُرُوا يَرْضَهُ لَكُمْ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرَى ﴾ [الزمر: ۷]

''اگر تم ناشکری کرو تو یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ تم سب سے بے نیاز ہے اور وہ اپنے بندوں کی ناشکری سے خوش نہیں ہوتا اور اگر تم شکر کرو تو وہ اس کی وجہ سے تم سے خوش ہوگا اور کوئی بوجھ اٹھانے والی (قیامت والے دن) کسی دوسری کا بوجھ نہیں اٹھائے گی۔''

شرح.....: شکر کا لغوی معنی ظاہر ہونا ہے مراد ہے کہ کسی کے احسان یا انعام کرنے کی وجہ سے اس کی تعریف کرنا۔

---

[1] سامنے والے دو دانت خواہ اوپر والے ہوں یا نیچے والے۔

[2] فقه السنه سید سابق، ص: ۳۱۹، ۳۲۵ / ۳۔ فیض القدیر، ص: ۵۳٤ / ۳.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شکران (شکر گزاری) کفران (ناشکری) کی ضد ہے۔ علماء کے ہاں شکر کا معنی ہے کہ پوشیدہ اور ظاہری طور پر نافرمانیوں سے اجتناب کرنا اور فرمانبرداری میں سخت کوشش و محنت کرنا۔

یہ بھی کہا گیا ہے: احسان کرنے والے کے لیے شکر کی کمی کا اعتراف کرنا۔ یہ قول بھی ہے: شکر کی حقیقت سے عاجز آ جانا ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے: شکر کی حقیقت احسان کرنے والے کے احسان و نعمت کا اعتراف اور اس نعمت کو اس کی فرمانبرداری میں استعمال کرنا ہے اور ناشکری یہ ہے کہ اس کے انعام کو اس کی نافرمانی میں استعمال کرنا۔ اس بات کو سمجھنے والے تھوڑے ہی ہیں کیونکہ بھلائی برائی سے بہت کم اور فرمانبرداری نافرمانی سے بہت تھوڑی ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ شکر سے مراد تواضع اور انکساری، نیکیوں پر محافظت ہے اور خواہشات کی مخالفت، فرمانبرداریوں کی تندہی اور آسمانوں اور زمین کے جبار کا مراقبہ کرنا ہے۔

یہ قول بھی ہے: اپنے سے بلند کی فرمانبرداری کر کے شکر کرنا، ہم پلہ پر برابری کا سلوک کر کے اور کم درجہ والے پر احسان اور انعام کر کے شکر کرنا۔

یہ بات بھی کہی گئی ہے: شکر، احسان کی معرفت اور اس کو بیان کرنے کا نام ہے۔

اللہ تعالیٰ شکر سے راضی ہوتے ہیں اور اپنے مومن بندوں کے لیے اسے پسند فرماتے ہیں۔

شکر کے تین درجے ہیں (۱) محبوب اشیاء کی بناء پر شکر کرنا یعنی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نعمتوں کا اعتراف کرنا اور ان کی وجہ سے اس کی تعریف کرنا نیز ان اشیاء میں سے حسب ضرورت مخلوق پر خرچ کر کے احسان کرنا، ایسا کرنے سے شاکر کے لیے نعمتیں محفوظ ہو جاتی ہیں اور رب تعالیٰ مزید نعمتوں سے بھی نوازتے ہیں۔

(۲) ناپسندیدہ اشیاء پر شکر کرنا: محبوب اشیاء پر شکر کرنے کی نسبت یہ شکر بہت ہی مشکل ہے اسی وجہ سے اس کا درجہ بھی بلند و بالا ہے اور ایسا شاکر سب سے پہلے جنت کی طرف بلایا جائے گا کیونکہ اس نے ان ناپسندیدہ چیزوں کا سامنا کیا ہے جن کا سامنا اکثر لوگ ناراضی اور پریشانی کے ساتھ اور متوسط درجہ کے لوگ صبر کے ساتھ اور مخصوص لوگ خوشی سے کرتے ہیں چنانچہ اس انسان نے ان کا سامنا سب سے اعلیٰ اور ارفع چیز کے ساتھ یعنی شکر کے ساتھ کیا لہٰذا جنت میں بھی ان سب سے پہلے داخل ہوگا۔

(۳) بندہ صرف منعم (احسان کرنے والا، مراد اللہ تعالیٰ ہے) کا ہی مشاہدہ کرے اور یہ درجہ نعمت والے کو منعم کے شہود کی وجہ سے نعمت سے ہی بے خبر کر دے گا۔ چنانچہ اس کا شہود منعم اور غیر منعم کو شامل نہیں ہوگا بلکہ صرف اور صرف منعم کا ہی شہود ہی باقی رہ جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ فَاذْكُرُونِيٓ أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ ۝ ﴾ [البقرة: ١٥٢]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور میرا شکر کرو اور میری ناشکری مت کرو۔''

شکر کرنا اور ناشکری کا ترک اس وقت تک پورا نہیں ہوسکتا جب تک انسان اللہ تعالیٰ کی محبوب اور مبغوض اشیاء کی معرفت حاصل نہ کرلے، کیونکہ شکر کا معنی اللہ کی نعمتوں کو اس کی محبوب اشیاء میں صرف کرنا اور ناشکری کا مطلب ہے کہ ان نعمتوں کو استعمال ہی نہ کرنا یا استعمال کرنا لیکن اس کی ناپسندیدہ اشیاء میں کرنا۔

اللہ تعالیٰ کی محبوب اشیاء کو ناپسندیدہ اشیاء سے الگ کرنے کے لیے دو چیزیں جاننا ضروری ہیں۔ ایک سماع (صوفیوں کی بدعت قوالی، راگ موسیقی بھنگڑا نہیں بلکہ)، اس کا تعلق آیات و احادیث سے ہے۔ دوسری، دل کی بصیرت ہے یعنی اعتبار کی آنکھ سے دیکھنا۔ آخری بات مشکل ہے اسی وجہ سے یہ پسندیدہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کو بھی اسی لیے بھیجا اور مخلوق پر ان کے ذریعے راستہ آسان کردیا۔ اللہ کی پہچان بندوں کے افعال کے متعلق تمام شرعی احکامات کی معرفت پر مبنی ہے چنانچہ جس نے اپنے افعال کے متعلق شریعت کے احکامات کو نہیں جانا اس کے لیے شکر کا حق ادا کرنا بالکل ممکن ہی نہیں۔ دوسری چیز یعنی اعتبار کی آنکھ سے دیکھنا، اس سے مراد ہر موجود مخلوق میں اللہ تعالیٰ کی حکمت کا ادراک کرنا ہے کیونکہ اس کی مخلوق میں کوئی نہ کوئی حکمت پوشیدہ ہے اور ہر مخلوق میں حکمت کے تحت ایک مقصود ہوتا ہے اور یہی مقصود اللہ تعالیٰ کو محبوب و پیارا لگتا ہے۔ ہر وہ انسان جس نے کسی چیز کو اس کی پیدائش کے مقصد کے علاوہ کسی اور جہت میں استعمال کیا تو اس نے اس میں نعمت کی ناشکری کی اور جس نے بھی کسی چیز کو اللہ کی نافرمانی میں استعمال کیا تو اس نے ان تمام اسباب میں بھی اللہ کی نعمت کی ناشکری کی جو اس معصیت کے اقدام کے لیے ضروری تھے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر وہ اسباب جائز تھے تو اس نے غلط استعمال کرکے ناشکری کی اور اگر ناجائز تھے تو ان کو استعمال کرکے ناشکری کی کیونکہ ان سے رکنا شکر تھا۔ اس کی مثال ہے کہ جس نے سودی لین دین کیا تو اس نے نعمت کی ناشکری کی کیونکہ مال سودی کاروبار کے لیے پیدا نہیں کیا گیا بلکہ اس کی غرض صرف اور صرف حلال لین دین ہے چنانچہ جس نے سودی تجارت کی اس نے حکمت کی وضع کے خلاف مقصود پکڑا کیونکہ وضع کے خلاف مال طلب کرنا ظلم ہے۔

جس نے تمام موجودات میں اللہ تعالیٰ کی حکمت کو سمجھ لیا تو وہ شکر کے وظیفہ کو قائم کرنے پر قادر ہوگیا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ ۝ ﴾ [سباء: ۱۳]

''میرے بندوں میں سے شکر کرنے والے تھوڑے ہی ہیں۔''

مخلوق کو نعمت کے شکر سے جہالت اور غفلت روکتی ہے یعنی وہ نعمتوں کی معرفت سے جاہل اور غافل ہوتے ہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لہٰذا شکر سے رک جاتے ہیں، حالانکہ شکر کا تصور تو ہوتا ہی نعمت کی معرفت کے بعد ہے، پھر اگر انہیں نعمت کی پہچان ہو بھی تو سمجھتے ہیں کہ بس زبان سے الحمد للہ، الشکر للہ کہنا ہی کافی ہے۔ انہیں یہ علم نہیں ہوتا کہ شکر کا مطلب نعمت کو اس حکمت کے مکمل کرنے میں استعمال کرنا ہے اور وہ رب کائنات کی فرمانبرداری ہے جو مطلوب ہے۔

ان دو معرفتوں کے حصول کے باوجود شکر سے روکنے والی چیز صرف اور صرف شہوت کا غلبہ اور شیطان کا قبضہ ہے ابلیس اپنے اس قول: ﴿ وَلَا تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ﴾ [الاعراف: ۱۷] ''اور تو (اے اللہ!) ان میں سے اکثر کو شکر کرنے والا نہ پائے گا۔'' سے خوش ہوا ہے۔

نعمتوں سے غفلت کے کئی اسباب ہیں (۱) اپنی جہالت کی وجہ سے لوگ اس نعمت کو نعمت ہی شمار نہیں کرتے حالانکہ اس نے تمام لوگوں کو اور بالخصوص انہیں گھیرا ہوا ہوتا ہے۔ اگر کسی پر آزمائش آئے یا اللہ کی کوئی نعمت اس سے چھن جائے پھر اس آزمائش سے چھٹکارا ملے تو اس نعمت کا احساس ہوتا ہے اور وہ اس پر اللہ کا شکر کرتا ہے اور یہ تو جہالت کی انتہاء ہے کہ لوگوں کا شکر اس بات پر موقوف ہے کہ ان سے نعمت چھن جانے کے بعد پھر کسی حالت میں ان پر لوٹا دی جائے۔ بعض حالتوں کی بجائے نعمت تمام حالتوں میں شکریہ کا زیادہ حق رکھتی ہے۔ مثلاً آنکھوں والوں کو، صحیح بصارت کی وجہ سے اللہ کا شکر کرتے ہوں، نہیں دیکھے گا۔ ہاں! اگر اس کی بصارت چلی جائے اور پھر اسے لوٹا دی جائے تو پھر اسے اس نعمت کا احساس ہوگا اور شکر کرے گا اور اسے نعمت شمار کرے گا۔

لوگوں کی حالت ایسی ہوگئی ہے کہ صرف مال کی قلت اور کثرت کی حیثیت سے ہی شکر ادا کریں گے اور اللہ تعالیٰ کی اپنے اوپر باقی سب نعمتوں کو بھول جاتے ہیں جیسے کسی انسان نے عقل مند کے سامنے اپنا فقر اور اس کی وجہ سے اپنا غم ظاہر کیا تو اس نے فقیر کو کہا: کیا تجھے پسند ہے کہ دس ہزار درہم کے بدلے تیری آنکھیں نکال لی جائیں؟ اس نے کہا: نہیں! پھر اس نے کہا: کیا دس ہزار درہم کے بدلے گونگا ہونا پسند کرتے ہو؟ اس نے نفی میں جواب دیا۔ پھر کہا: بیس ہزار کے بدلے تیرے دونوں ہاتھ اور پاؤں کاٹ لیے جائیں، اس کو پسند کرتا ہے؟ اس نے کہا: نہیں، پھر کہا: کیا دس ہزار درہم کے بدلے تجھے پاگل بنا دیا جائے کیا اسے محبوب رکھتے ہو؟ اس نے پھر نفی میں جواب دیا۔ پھر عقل مند نے اسے سمجھایا: تجھے شرم و حیا نہیں آتی کہ اپنے مالک کی شکایت کرتے ہو حالانکہ پچاس ہزار کا سامان اس کا تیرے پاس موجود ہے۔

جو بھی انسان بغور اپنے آپ کو دیکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی ایسی ایسی نعمتیں دیکھے گا جو صرف چند افراد کو ہی ملی ہیں بلکہ کوئی ایسی نعمت بھی ہوگی جو صرف اسی پر کی گئی ہے اور کوئی بھی انسان اس نعمت میں شریک نہیں۔

ایک انسان کو رب ذوالجلال نے رحمۃ للعالمین اور سید الاولین والآخرین، امام الانبیاء والمرسلین خاتم الرسل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنا کر بھیجا اور ان کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف فرما دیئے، وہ خالق کا اپنے اوپر کی گئی نعمت کا شکریہ ادا کرنے کے لیے نماز میں اتنا لمبا قیام کرتے کہ آپ کے دونوں قدم مبارک میں ورم آ جاتا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب آنحضرت ﷺ نماز پڑھتے تو کھڑے ہو جاتے یہاں تک کہ آپ کے دونوں قدم پھٹ جاتے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا آپ ایسا کرتے ہیں حالانکہ آپ کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف کر دیے گئے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((يَا عَائِشَةُ أَفَلَا أَكُوْنَ عَبْدًا شَكُوْرًا؟)) [1]

''اے عائشہ! کیا میں شکر گزار بندہ نہ ہو جاؤں؟''

آنحضرت ﷺ اپنے انجام سے بخوبی واقف ہونے کے باوجود یہ کام کرتے تھے تو جس انسان کو علم ہی نہیں اور آگ کا حقدار بننے سے امن میں بھی نہیں تو اس کی کیا حالت ہونی چاہیے؟

حدیث نے یہ بات بھی واضح کر دی کہ جیسے زبان سے شکر ادا ہوتا ہے ایسے ہی عمل سے بھی ہو سکتا ہے، قرآن نے فرمایا:

﴿ اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا ۭ ﴾ [سبا: ۱۳]

''اے آل داود! اس کے شکریہ میں نیک عمل کرو۔''

یعنی اللہ تعالیٰ نے دین اور دنیوی نعمتوں سے تمہیں نوازا، لہٰذا شکریہ ادا کرنے کی صورت یہ ہے کہ تم نیک اعمال بجالاؤ۔ گویا نماز، روزہ اور ہر قسم کی عبادت جب شکر کے قائم مقام کر دی جائے تو خود ہی شکر بن جاتی ہیں۔

قرآن و سنت کا ظاہر اس بات پر دال ہے کہ بدنی عمل سے شکریہ ادا کرنا زبانی عمل پر اقتصار کرنے کے علاوہ ہے۔ چنانچہ فعلی شکر ارکان (اعضاء) کا عمل اور قولی شکر زبان کا عمل ہے۔ امام قرطبی رحمہ اللہ کا قول ہے: آنحضرت ﷺ کا عبادت میں مشقت اٹھانے کا سبب جس نے پوچھا تھا اس کا گمان تھا کہ اللہ کی عبادت گناہوں کے خوف، مغفرت اور رحمت کی طلب کی وجہ سے ہوتی ہے اور جسے گناہوں کا خوف نہ ہو، مغفرت اور رحمت اس کے نام لکھ دی گئی وہ مشقت اٹھانے کا محتاج نہیں، تو نبی مکرم ﷺ نے انہیں آگاہ فرمایا کہ عبادت کرنے کی ایک وجہ مغفرت اور نعمت کے ملنے پر شکر ادا کرنا بھی ہے۔ چنانچہ اس بناء پر شکر کی کثرت متعین ہو جاتی ہے۔ شکر کا معنی، نعمت کا اعتراف کرنا اور خدمت کے لیے کھڑا ہو جانا ہے اور جس سے یہ کام بکثرت صادر ہوا تو اس کا نام شکور رکھا گیا ہے اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

---

[1] أخرجه مسلم في كتاب صفة القيامة، باب: إكثار الأعمال والاجتهاد في العبادة.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ ۝ ﴾ [سباء: ١٣]

''اور میرے بندوں میں سے شکر گزار بندے کم ہی ہوتے ہیں۔''

شکور، اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں شامل ہے، یعنی وہ ذات کہ جن لوگوں نے اس کی رضا کے لیے اعمال کیے انہیں ضائع نہیں کرتا بلکہ ثواب دوگنا اور چوگنا کر دیتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کسی بھی اچھے عمل کرنے والے کا اجر رائیگاں نہیں کرتے۔ فرمایا:

﴿ وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ ﴾ [ابراهيم : ٧]

''اگر تم میرا شکر کرو گے تو البتہ ضرور میں تمہیں زیادہ دوں گا۔''

یعنی میری نعمتوں کا اگر شکر کرو گے تو تم پر اپنا فضل اور بڑھا دوں گا۔

اس کے مطابق شکر کی حقیقت، منعم کے لیے نعمت کا اعتراف کرنا اور صرف اس کی فرمانبرداری میں ہی استعمال کرنا بنتی ہے۔ فرمایا:

﴿ وَلَئِن كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ ۝ ﴾ [ابراهيم: ٧]

''اور اگر تم ناشکری کرو گے تو یقیناً میرا عذاب بہت سخت ہے۔''

یعنی اگر تم نے میری نعمتوں کی ناشکری کی اور انہیں چھپائے رکھا اور انکار کیا تو یاد رکھنا، میرا عذاب یقیناً بہت سخت ہے۔ یہ شکل نعمت کو چھین لینے اور ناشکری کی بناء پر سخت عذاب سے دو چار کرنے سے بنتی ہے۔ چنانچہ رب کائنات نے جیسے نعمتوں کی شکر گزاری کی وجہ سے زیادہ فضل کرنے کا وعدہ کیا ایسے ہی ان کی ناشکری اور انکار کی بناء پر عذاب کا وعدہ کیا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

((اَلطَّاعِمُ الشَّاكِرُ بِمَنْزِلَةِ الصَّائِمِ الصَّابِرِ .)) ❶

''کھانا کھا کر شکریہ ادا کرنے والے کا درجہ صبر کرنے والے روزہ دار کی طرح کا ہے۔''

دوسری روایت کے الفاظ ہیں:

((اَلطَّاعِمُ الشَّاكِرُ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ الصَّائِمِ الصَّابِرِ .)) ❷

''کھانا کھا کر شکریہ ادا کرنے والے کے لیے صبر کرنے والے روزہ دار کے اجر کی مثل (اجر) ہے۔''

ابن بطال رحمہ اللہ نے کہا: بندوں پر یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ کھانا کھانے والا جب اپنے اوپر کی گئی نعمتوں کا

---

❶ صحيح سنن الترمذي، رقم : ٢٠٢١.

❷ صحيح الجامع الصغير، رقم : ٣٩٤٣.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شکریہ ادا کرتا ہے تو اسے صبر کرنے والے روزے دار کی مثل ثواب ملتا ہے۔

حدیث میں تمام نعمتوں پر شکریہ ادا کرنے پر ابھارا گیا ہے کیونکہ یہ صرف کھانے کے ساتھ ہی خاص نہیں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ لَّا يَشْكُرِ النَّاسَ لَا يَشْكُرِ اللّٰهَ .)) ❶

''جو لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا شکر بھی ادا نہیں کرتا۔''

کیونکہ اس نے لوگوں کا شکریہ ادا کرنے میں اللہ کی اطاعت نہیں کی، حالانکہ لوگ اس پر اللہ کی نعمتیں پہنچانے کا واسطہ ہیں۔ شکر اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری سے مکمل ہوتا ہے چنانچہ جس نے اس کی فرمانبرداری نہ کی، وہ ناشکرا ہے۔ شکر کا فائدہ نعمتوں کو اطاعت میں صرف کرنا ہے، وگرنہ یہ کفران نعمت ہے۔

نعمتوں کی بنیاد اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے اور مخلوق واسطہ اور اسباب کا کام دیتی ہے چنانچہ حقیقی منعم اللہ تعالیٰ ہی ہے اسی کے لیے حمد اور شکر ہے۔ حمد، اس کے جلال کے متعلق اور شکر، اس کے انعام و احسانات کے متعلق خبر ہے لیکن اس نے لوگوں کا شکریہ ادا کرنے کی اجازت بخشی ہے کیونکہ اس میں محبت و الفت کی تاثیر پنہاں ہے۔

رب ذوالجلال نے فرمایا:

﴿ وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۝ ﴾ [الضحیٰ: ۱۱]

''اور اپنے رب کی نعمتوں کو بیان کرتا رہے۔''

نبی معظم ﷺ کا ارشاد ہے:

((أَلتَّحَدُّثُ بِنِعْمَةِ اللّٰهِ شُكْرٌ، وَتَرْكُهَا كُفْرٌ وَمَنْ لَا يَشْكُرُ الْقَلِيْلَ لَا يَشْكُرُ الْكَثِيْرَ، وَمَنْ لَا يَشْكُرُ النَّاسَ لَا يَشْكُرُ اللّٰهَ، وَالْجَمَاعَةُ بَرَكَةٌ وَالْفُرْقَةُ عَذَابٌ .)) ❷

''اللہ کی نعمت بیان کرنا شکر اور ترک کرنا ناشکری ہے۔ جو تھوڑے پر شکر نہیں کرتا وہ زیادہ پر بھی شکر ادا نہیں کرسکتا۔ اور جو لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرسکتا وہ اللہ کا شکر بھی نہیں کرسکتا اور جماعت باعث برکت ہے اور گروہ بندی باعث عذاب ہے۔''

قرآن بتاتا ہے:

---

❶ صحيح سنن الترمذي، رقم : ١٩٥٢.

❷ صحيح الجامع الصغير، رقم : ٣٠١٤.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ أَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ وَمَنْ يَّشْكُرْ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝ ﴾

[لقمان: ١٢]

''اور ہر شکر کرنے والا اپنے ہی نفع کے لیے شکر کرتا ہے اور جو بھی ناشکری کرے وہ جان لے کہ اللہ تعالیٰ بے نیاز اور تعریفوں والا ہے۔''

معلوم ہوا کہ شکریہ ادا کرنے کا نفع اور ثواب اسی پر واپس لوٹ آتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِأَنْفُسِهِمْ يَمْهَدُوْنَ ۝ ﴾ [الروم: ٤٤]

''اور نیک کام کرنے والے اپنی ہی آرام گاہ سنوار رہے ہیں۔''

رسول اکرم ﷺ کا یہ فرمان بھی مذکورہ بات پر دال ہے:

((عَجَبًا لِأَمْرِ الْمُؤْمِنِ إِنَّ أَمْرَهُ كُلَّهُ خَيْرٌ وَلَيْسَ ذَاكَ لِأَحَدٍ إِلَّا لِلْمُؤْمِنِ ، إِنْ أَصَابَتْهُ سَرَّآءُ شَكَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَّهُ وَإِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَّآءُ صَبَرَ ، فَكَانَ خَيْرًا لَّهُ .)) [1]

''مومن کا عجب حال ہے، اس کا ثواب کہیں نہیں گیا، یہ بات صرف مومن کو ہی حاصل ہے، اگر اس کو خوشی حاصل ہوئی تو شکر کرتا ہے تو اس میں بھی ثواب ہے اور اگر نقصان پہنچا تو صبر کرتا ہے اس میں بھی اس کے لیے ثواب ہے۔''

رب کائنات بندوں سے بے نیاز اور بے پروا ہے، گو تمام اہل زمین بھی ناشکری کریں اسے پھر بھی کوئی ضرر اور تنگی نہیں پہنچ سکتی کیونکہ وہ اپنے علاوہ سب سے بے پروا ہے۔ چنانچہ معبود برحق اس کے علاوہ اور کوئی بھی نہیں، ہم صرف اور صرف اسی کی عبادت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اہل شکر اور ناشکروں کا انجام واضح فرمایا:

﴿ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَسَنَجْزِي الشّٰكِرِيْنَ ۝ ﴾ [آل عمران: ١٤٥]

''جو دنیا ہی کا ثواب چاہتا ہے تو ہم بھی اس میں سے اسے کچھ دے دیتے ہیں اور جو کوئی آخرت کا ثواب چاہنے والا ہے تو اسے ہم اس میں سے دیں گے۔ اور شکر کرنے والوں کو ہم بہت جلد نیک بدلہ دیں گے۔''

❀❀❀❀

[1] أخرجه مسلم في كتاب الزهد، باب: المومن امره كله خير، رقم: ٧٥٠٠.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل ثانی: اللہ تعالیٰ کے ناپسندیدہ اُمور

(۱).....کسی کو اعلانیہ برا کہنا:

سورۃ النساء میں فرمانِ ربِ کریم ہے:

﴿ لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ؕ ﴾ [نساء: ۱۴۸]

''برائی کے ساتھ آواز بلند کرنے کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتے مگر مظلوم کو اجازت ہے۔''

شرح.....: اس سے مراد کسی کو بددعا دینا اور لوگوں کے سامنے اسے گالی گلوچ کرنا ہے۔

ہاں! مظلوم ظالم کا ظلم بیان کرنے کی اجازت رکھتا ہے لیکن یہ بددعا نہیں کرسکتا بلکہ یوں کہے: اے میرے پروردگار! اس کے خلاف میری مدد فرما، میرا حق اس سے نکلوا، اے رب کائنات! میرے حق اور ظالم کے مابین آپ خود اتر آیئے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ کا قول ہے: مظلوم ظالم کے لیے بددعا کرسکتا ہے لیکن اگر صبر کرے تو یہ بہت عمدہ اور بہتر ہے۔

آیت کا ظاہر تقاضا کرتا ہے کہ مظلوم اپنے اوپر ظلم کے بقدر ظالم سے بدلہ لے سکتا ہے لیکن یہ بات ملحوظ رکھے کہ اگر ظالم مومن ہے تو مناسب طریقہ اور میانہ روی سے بدلہ لے اور اگر تہمت کا مقابلہ تہمت سے کرے تو یہ ناجائز ہے۔ اگر زیادتی کرنے والا کافر ہے تو اسے اپنی زبان کو کھلا چھوڑنے کی اجازت ہے اور ہلاکت وغیرہ اور ہر قسم کی بددعا اس کے لیے مانگ سکتا ہے۔

اگر انسان کا ضمیر سویا ہوا ہو اور اسے اللہ کا خوف نہیں تو برائی کے ساتھ آواز بلند کرنا چاہے وہ کسی بھی شکل میں ہو، زبان پر نہایت آسان ہوتا ہے۔

اس برائی کی اشاعت معاشرے میں بڑے گہرے اثرات چھوڑتی ہے، نیز لوگوں کے باہمی اعتماد کو بہت زیادہ ٹھیس پہنچاتی ہے، جس کی بناء پر لوگ برائی کو غالب سمجھنا شروع کردیتے ہیں اور مرورِ زمانہ کے ساتھ ساتھ برائی کی شناعت وقباحت ختم ہوتی جاتی ہے۔ چنانچہ پہلی مرتبہ انسان برائی کو بڑی شدت سے قبیح سمجھتا ہے لیکن اگر اس کا وقوع اور تذکرہ بار بار ہوتا رہے تو اس کی قباحت اور اس سے نفرت کم ہوتی جاتی ہے۔ اگر نفوس اسے بدلنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر آمادہ نہیں ہوتے تو اس کا سننا کیا بلکہ دیکھنا بھی انہیں آسان لگتا ہے۔

مذکورہ سب باتیں اس ظلم سے مستزاد ہیں جو ان لوگوں پر ہوتا ہے جن کی نسبت برائی کی تہمت لگائی جاتی ہے اور شہرت کر دی جاتی ہے، حالانکہ وہ ہوتی بری ہے لیکن برائی کی چہ می گوئیاں جب پھیل جائیں اور اسے ظاہر کرنا آسان اور پسندیدہ ہو جائے تو پھر بد انسان کے ساتھ ساتھ نیک انسان پر بھی الزام لگنا شروع ہو جاتے ہیں، نیز اچھا انسان فاجر کے ساتھ ملنا شروع کر دیتا ہے اور اسے بدنامی و تہمت کا ڈر بھی نہیں ہوتا۔ انفرادی اور اجتماعی احساس جو زبان کو قبیح باتیں کرنے اور برائی پر لوگوں کو قدم اٹھانے سے روکتا ہے برباد ہو کر رہ جاتا ہے۔

جهر بالسوء (برائی کے ساتھ آواز بلند کرنا) کی ابتدا انفرادی تہمتوں اور گالیوں سے ہوتی ہے اور اس کی انتہا معاشرہ کی تباہی اور اخلاقی انتشار پر ہوتی ہے اور لوگوں کے ایک دوسرے کے لیے انفرادی و اجتماعی پیمانے گم ہو جاتے ہیں، اعتماد اٹھ جاتا ہے، تہمتیں پھیل جاتی ہیں اور بغیر تنگی و تکلیف کے زبانیں انہیں اگلنا شروع کر دیتی ہیں۔ اسی لیے رب کائنات جہر بالسوء کو ناپسند کرتے ہیں، نیز مسلمانوں کے درمیان برائی کی چہ می گوئیوں کو بھی مکروہ سمجھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس قاعدہ سے مظلوم کو مستثنیٰ قرار دیا ہے لہٰذا حدود و قیود میں رہ کر ظالم کے متعلق ایسے برے کلمات بلند کر سکتا ہے جن کے ذریعہ وہ اپنے آپ سے ظلم کو دور کر سکے۔ اس حالت میں کسی کی برائی کے ساتھ اعلان، ظلم کا بدلہ اور زیادتی کو دور کرنا ہے اور برائی کا برائی سے رد کرنا اور معاشرہ میں ظلم و جور کی تشہیر کرنا ہے تاکہ اہل دنیا مظلوم کو انصاف دلا سکیں اور ظالم کو روک سکیں، نیز یہ وجہ بھی ہے کہ ظالم اپنے انجام سے ڈرے اور ظلم کے تکرار میں اسے سوچنا پڑے۔

قانونی اصطلاحات میں اسے سَبُّ وقذف سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اُنْصُرْ أَخَاكَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُومًا فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَنْصُرُهُ إِذَا كَانَ مَظْلُومًا أَفَرَأَيْتَ إِذَا كَانَ ظَالِمًا كَيْفَ أَنْصُرُهُ؟ قَالَ: تَحْجُزُهُ أَوْ تَمْنَعُهُ مِنَ الظُّلْمِ، فَإِنَّ ذٰلِكَ نَصْرُهُ.)) [1]

''اپنے بھائی کی مدد کر، خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم، ایک آدمی نے کہا: اگر وہ مظلوم ہو پھر تو میں اس کی مدد کر سکتا ہوں لیکن اگر وہ ظالم ہو تو پھر میں اس کی مدد کیسے کر سکتا ہوں؟ (تو) فرمایا: اس کو ظلم سے روک دے یہی اس کی مدد ہے۔''

[1] أخرجه البخاري في كتاب الإكراه، باب: يمين الرجل لصاحبه/ حديث: ٦٩٥٢.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس وقت برائی کا اظہار محدد المصدر ہوگا یعنی اس کا صدور صرف مظلوم کی طرف سے ہی جائز ہوگا۔ محدد السبب بھی ہوگا یعنی وہی ظلم ہوگا جسے مظلوم بیان کرتا ہے، نیز اس کی نسبت صرف ظالم کی طرف ہوگی۔ چنانچہ اس وقت بھلائی جس کی وجہ سے یہ اظہار متحقق ہوا ہے اسے جائز و درست بنانے والی بن جائے گی کیونکہ ہدف محض عدل وانصاف ثابت کرنا ہے نہ کہ مطلق تشہیر۔ اس کی مثال درج ذیل حدیث ہے:

((وَقَدْ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يَشْكُو جَارَهُ، فَقَالَ ﷺ: إِذْهَبْ فَاصْبِرْ فَأَتَاهُ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا فَقَالَ ﷺ: إِذْهَبْ فَاطْرَحْ مَتَاعَكَ فِي الطَّرِيقِ، فَطَرَحَ مَتَاعَهُ فِي الطَّرِيقِ، فَجَعَلَ النَّاسُ يَسْأَلُونَهُ فَيُخْبِرُهُمْ خَبَرَهُ، فَجَعَلَ النَّاسُ يَلْعَنُونَهُ: فَعَلَ اللّٰهُ بِهِ، وَفَعَلَ، وَفَعَلَ، فَجَاءَ إِلَيْهِ جَارُهُ فَقَالَ لَهُ: إِرْجِعْ لَا تَرَى مِنِّي شَيْئًا تَكْرَهُهُ.)) [1]

''رسول اکرم ﷺ کے پاس ایک آدمی اپنے پڑوسی کی شکایت لے کر آیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: واپس چلا جا اور صبر کر۔ وہ دو یا تین مرتبہ آیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جاؤ اور اپنا سامان راستے پر رکھو، چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا تو لوگ اس سے (وجہ) پوچھنا شروع ہوگئے تو وہ انہیں حقیقت حال بتاتا رہا چنانچہ لوگوں نے اس (ظالم پڑوسی) کو لعن طعن کرنا شروع کر دیا، اللہ اس کے ساتھ یہ کرے اور یہ کرے (وغیرہ) وہ پڑوسی اس (مظلوم) کے پاس آیا اور کہا واپس چلو (آئندہ) تو میری طرف سے ایسی چیز (ہرگز) نہیں دیکھے گا جسے ناپسند کرتے ہو۔''

ایسے ہی اسلام اس کی حرص کو ایسے عدل پر لگا دے گا جس کے ہوتے ہوئے وہ ظلم ایسی قباحت نہیں رکھے گا اور حرص کو ایسے اخلاق پر یکسو کر دے گا جس کے ذریعہ وہ حیائے نفسی اور حیائے اجتماعی مخدوش کرنے کی قوت نہیں رکھے گا۔

لیکن مسلمان کے لیے بہتری صبر کرنے اور برائی و زیادتی سے درگزر کرنے میں ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر ابھارا، فرمایا:

﴿ إِنْ تُبْدُوا خَيْرًا أَوْ تُخْفُوهُ أَوْ تَعْفُوا عَنْ سُوْٓءٍ فَإِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا ۝ ﴾

[النساء: ١٤٩]

www.KitaboSunnat.com

''اگر تم کسی نیکی کو اعلانیہ کرو یا پوشیدہ یا کسی برائی سے درگزر کرو پس یقیناً اللہ تعالیٰ معاف کرنے

[1] صحيح سنن أبي داود، رقم: ٤٢٩٢.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والے اور پوری قدرت والے ہیں۔''

آنحضرت ﷺ نے بھی ایسے ہی مذکورہ آدمی کو بار بار یہی کہا کہ واپس چلے جاؤ اور صبر کرو۔

یہ چیز ان اشیاء میں سے ہے جن کے ذریعے بندہ اللہ تعالیٰ کا مقرب بنتا ہے اور اس کے ہاں زیادہ ثواب کا مستحق ٹھہرتا ہے کیونکہ رب کعبہ کی صفات میں یہ بات بھی شامل ہے کہ وہ اپنے بندوں کو سزا دینے کی قدرت رکھنے کے باوجود معاف فرما دیتے ہیں۔

(۲).....والدین کی نافرمانی:

صحیح الجامع کی حدیث میں آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ:

((إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْعُقُوْقَ .)) [1]

''بے شک اللہ تعالیٰ والدین کی نافرمانی کو پسند نہیں فرماتا۔''

شرح.....العقوق: عق بمعنی پھاڑنا اور قطع کرنا ہے یہ برّ (نیکی) کی ضد ہے، مراد بچے کا وہ فعل ہے جس کے ذریعہ والدین کو تکلیف پہنچتی ہو۔

والدین اپنی اولاد کے بچپنے کی تکالیف، ان کی زندگی کی خواہش کرتے ہوئے برداشت کرتے ہیں اور اولاد والدین کے بڑھاپے کی تکالیف ان کی موت کی امید کرتے ہوئے اٹھاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ماں باپ سے اچھا سلوک، نیکی کرنے اور رحمت کے بازو پھیلانے کا حکم دیا ہے اور نافرمانی و بدسلوکی سے منع فرمایا ہے چنانچہ قرآن بیان کرتا ہے:

﴿ وَقَضٰى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوْٓا إِلَّآ إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَآ أَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ أُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ۝ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ۝ ﴾

[الاسراء: ۲۳۔ ۲۴]

''اور تیرا پروردگار صاف صاف حکم دے چکا ہے کہ تم اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرنا، اگر تیری موجودگی میں ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کے آگے اف تک نہ کہنا، نہ انہیں ڈانٹ ڈپٹ کرنا بلکہ ان کے ساتھ ادب و احترام سے بات

---

[1] صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۱۸۴۹.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چیت کرنا اور شفقت و محبت کے ساتھ ان کے سامنے تواضع کا بازو پست رکھنا اور دعا کرتے رہنا کہ اے میرے پروردگار! ان پر ویسا ہی رحم کر جیسا انہوں نے میرے بچپن میں میری پرورش کی ہے۔''

والدین کی نافرمانی حرام اور اکبر الکبائر میں شمار ہوتی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ؟ ..... ثَلَاثًا..... قُلْنَا بَلَى يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ الْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ، وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ..... وَكَانَ مُتَّكِئًا فَجَلَسَ فَقَالَ: أَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ، أَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ فَمَا زَالَ يَقُوْلُهَا حَتَّى قُلْتُ: لَا يَسْكُتُ.)) [1]

''کیا میں تمہیں کبیرہ گناہوں سے میں سے زیادہ بڑے گناہوں کی خبر نہ دوں؟ (آپ نے اس بات کو تین بار دہرایا) ہم نے کہا کیوں نہیں اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: (وہ یہ ہیں:) اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور والدین کی نافرمانی۔ آپ ﷺ ٹیک لگائے ہوئے تھے پھر آپ بیٹھ گئے فرمایا خبردار! جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی خبردار! اور جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی آپ ﷺ نے یہ بات تین دفعہ فرمائی اور خاموش نہیں ہوتے تھے۔''

والدین کی نافرمانی ان کی جائز اغراض میں مخالفت کرنے سے اور فرمانبرداری ان کی اغراض میں موافقت کرنے سے ہوتی ہے۔ اسی بناء پر اگر والدین یا کوئی ایک اپنی اولاد کو معصیت کے علاوہ کسی اور کام کے کرنے کا حکم دیں خواہ وہ اصل میں مباح ہو یا مندوب تو اس کو پورا کرنا اولاد پر فرض اور واجب ہے۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ماں باپ کا مباح کے کرنے کا حکم اولاد کے لیے مندوب بن جاتا اور مندوب کو کرنے کا حکم اس کی تربیت میں پختگی پیدا کر دیتا ہے۔

والدین سے نیکی صرف ان کے مسلمان ہونے کی حالت میں ہی نہیں بلکہ اگر ذمی کافر بھی ہوں تو پھر بھی اولاد ان سے نیکی اور اچھا سلوک کرے گی۔

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان کہ: ''اگر تیری موجودگی میں ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں'' بڑھاپے کی حالت کو خاص کرتا ہے کیونکہ یہ حالت ایسی ہے کہ دونوں ہی کمزوری اور بڑھاپے کے ساتھ اپنی حالت تبدیل ہونے کی وجہ سے بچوں کے حسن سلوک کے محتاج ہوتے ہیں۔ چنانچہ جوانی کی نسبت بڑھاپے کی حالت میں ان کی

---

[1] راجع: الجامع لأحكام القرآن للقرطبي، ص: ١٠/١٥٥-١٦٠، ١٤/٤٤، ٥/١٢٠، وفتح الباري للعسقلاني، ص: ١٠/٤٠٣-٤٠٦، ٥/٦٨، وفيض القدير للمناوي، ص: ٢/٢٢٧، ٤/٣٣.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیکھ بھال اور نگرانی کو زیادہ لازم کیا گیا ہے کیونکہ دونوں ہی اس حالت میں اولاد پر بوجھ بن کر رہ جاتے ہیں۔ تو والدین بڑھاپے میں اولاد سے اسی چیز کے محتاج ہیں جس کی محتاجی اولاد کو بچپن میں تھی۔ اسی لیے اس حالت کو بیان کرنے میں خاص اہتمام کیا گیا ہے۔ یہ بات بھی ہے کہ عموماً لمبا ٹھہرنا آدمی کے لیے بوجھ اور تھکاوٹ اور اکتاہٹ کا سبب بنتا ہے۔ چنانچہ والدین پر اولاد کا غضب ظاہر ہو جاتا ہے اور رگیں پھول جاتی ہیں۔ دین کی کمی اور بنوت (بیٹا ہونے کی حیثیت) کے زعم میں زبان درازی کرتا ہے، لہٰذا اس کے پھولے سانس سے جو چیز ظاہر ہوتی ہے ان میں سب سے کم مکروہ اکتاہٹ ہے۔

بچوں کو حکم دیا گیا کہ والدین کے ساتھ نرمی اور شفقت سے باتیں کریں، جن میں کسی قسم کا عیب نہ ہو چنانچہ فرمایا: تو ان کے آگے اف تک نہ کہنا، نہ انہیں ڈانٹ ڈپٹ کرنا، بلکہ ان کے ساتھ ادب واحترام سے بات چیت کرنا۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((رَغِمَ أَنْفُهُ ثُمَّ رَغِمَ أَنْفُهُ ثُمَّ رَغِمَ أَنْفُهُ قِيلَ: مَنْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ مَنْ أَدْرَكَ وَالِدَيْهِ عِنْدَ الْكِبَرِ أَحَدَهُمَا أَوْ كِلَيْهِمَا ثُمَّ لَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ .)) [1]

''اس شخص کی ناک آلود ہو، پھر اس شخص کی ناک خاک آلود ہو، پھر اس شخص کی ناک خاک آلود ہو، پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کس کی؟ جواب دیا: جس نے اپنے ماں باپ دونوں کو یا کسی ایک کو بوڑھا پایا پھر (ان کی خدمت کر کے) جنت میں نہ گیا۔''

نیک بخت ہے وہ انسان جو والدین کی خدمت کے موقعہ کو غنیمت سمجھنے میں جلدی کرتا ہے کہ کہیں ان کی وفات کی وجہ سے یہ موقعہ ختم نہ ہو جائے اور اسے شرمندگی کا سامنا کرنا پڑے اور بدبخت ہے وہ انسان جو والدین کی نافرمانی کرتا ہے، خاص طور پر وہ جسے خدمت کرنے کا حکم پہنچ چکا ہے۔

''تو ان کے آگے اف تک نہ کہنا''..... اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی ایسی بات نہ کہو جس میں ادنیٰ سی بھی اکتاہٹ ظاہر ہوتی ہو۔

ابورجاء العطاردی سے مروی ہے کہ اف، ردی، فحش اور مخفی کلام کو کہتے ہیں۔ مجاہد رحمہ اللہ اس کا معنی کرتے ہیں: جب تو بڑھاپے کی حالت میں ان کے پیشاب و پاخانہ کو دیکھے جیسے وہ تیرے بچپن میں دیکھتے رہے تو تو انہیں گندا نہ سمجھ اور نہ اف کہو۔

آیت عام مفہوم رکھتی ہے کیونکہ ہر اکتاہٹ دینے والی اور بوجھل چیز کو کہا جاتا ہے کہ تیرے لیے اف ہے۔

[1] أخرجه مسلم في كتاب البر، باب رغم من ادرك ابويه او احدهما عند الكبر..... رقم : ٦٥١١.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعض لوگوں نے اف کا معنی حقیر اور چھوٹا سمجھنا کیا ہے۔ ان کے نزدیک یہ لفظ اف بھی بمعنی قلیل سے ماخوذ ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ لفظ اف سے بھی زیادہ ردی چیز کو جانتے تو اس کا تذکرہ کرتے۔

یہ بھی کہا گیا ہے: لفظ اف والدین کے حق میں سب سے زیادہ ردی اور حقیر چیز ہے کیونکہ اف کہنے والی اولاد کا والدین کو ٹھکرانا، نعمت کو ٹھکرانا ہے، نیز اس نے تربیت کا انکار کیا اور قرآن میں جو وصیت اولاد کو کی گئی تھی، اسے بھی رد کر دیا۔ لفظ اف، ہر ٹھکرائی ہوئی چیز کے لیے بولا جاتا ہے اسی لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کو فرمایا:

﴿ اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۝ ﴾ [الانبیاء: ٦٧]

''یعنی تم بھی اور تمہارے ساتھ یہ بت (جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو) بھی ٹھکرائے گئے ہیں اور مردود ہیں۔''

وَلَا تَنْهَرْهُمَا.....: نہر بمعنی ڈانٹنا اور سختی کرنا ہے۔

وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا.....: یعنی نرم اور عمدہ بات کہو۔ مثال کے طور پر ماں باپ کے نام اور کنیت پکارنے کے بغیر کہے: اے میرے ابو جان! اے میری امی جان!

وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ.....: جیسے رعایا امیر کے سامنے اور غلام آقا کے سامنے عاجزی اور انکساری اور فرمانبرداری کرتے ہیں، ایسے ہی والدین پر شفقت اور نرمی کرنے اور ان کے سامنے انکساری اور تواضع کرنے کے لیے مذکورہ الفاظ بطور استعارہ استعمال ہوئے ہیں۔

لفظ ذل بمعنی نرمی ہے، جب چوپایوں میں یہ لفظ بولا جاتا ہے تو معنی ہوتا ہے وہ جانور جو سختی کے بغیر نرمی سے ہی مطیع ہو جائیں اور قابو آ جائیں۔

مذکورہ آیت کے مطابق انسان کو چاہیے کہ والدین کے ساتھ اپنے آپ کو اپنے اقوال، سکنات اور نظر میں بہترین تواضع و انکساری اور فرمانبرداری میں رکھے اور ان کو تیز نظروں سے نہ دیکھے کیونکہ یہ غصہ کرنے والے کا دیکھنا ہے۔

وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا.....: اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو والدین کے لیے رحمت کی دعا کرنے کا حکم دے رہا ہے اور یہ بات بھی فرمائی کہ جیسے انہوں نے تم پر شفقت اور مہربانی کی ایسے تم بھی کرو۔ جب تو بچپن میں جاہل اور محتاج تھا تو تیرے ماں باپ نے تجھے اپنے آپ پر ترجیح دی، اپنی راتوں کو بیدار کیا، خود بھوکے رہے تیرا پیٹ بھرا، خود کپڑے نہ پہنے تیرے لیے کپڑوں کا بھی بندوبست کیا، تو تیری طرف سے بدلہ یہی ہے کہ جب وہ بڑھاپے کی اس حد کو پہنچ جائیں جس میں تو بچپن میں تھا تو ان سے ویسا ہی سلوک کرے جیسا وہ تیرے ساتھ کرتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہے تھے اور کیونکہ اس وقت دونوں اس شفقت کے زیادہ حقدار ہیں۔

كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا .....: تربیت کا خصوصی ذکر اس لیے کیا گیا تا کہ بندے کو والدین کی شفقت اور تھکاوٹ کا احساس ہو سکے۔ چنانچہ یہ تذکرہ بندے کو والدین پر شفقت اور نرمی کرنے میں زیادہ بڑھا دیتا ہے۔

والدین کی نافرمانی میں ان کو گالی دینا بھی آتا ہے جیسے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ مِنْ أَكْبَرِ الْكَبَائِرِ أَنْ يَلْعَنَ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ قِيلَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، وَكَيْفَ يَلْعَنُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ قَالَ: يَسُبُّ الرَّجُلُ أَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ أَبَاهُ، وَيَسُبُّ أُمَّهُ فَيَسُبُّ أُمَّهُ.)) ❶

''بڑے سے بڑا گناہ یہ ہے کہ آدمی اپنے ماں باپ کو گالی دے، لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! بھلا اپنے ماں باپ کو کون گالی دے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: مطلب یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے کے باپ کو گالی دے وہ اس کے باپ کو گالی دے، یہ اس کی ماں کو گالی دے وہ اس کی ماں کو گالی دے۔''

معلوم ہوا کہ والدین کو گالی ملنے کا سبب بننا بڑے سے بڑا گناہ ہے تو جس نے خود اپنے والدین کو صراحت کے ساتھ گالی نکالی اس کا گناہ تو اس سے بھی بڑھ جائے گا۔

وَكَيْفَ يَلعنُ الرَّجلُ وَالِدَيه.....: بھلا اپنے والدین کو کون گالی دے گا؟ حدیث کے اس جملہ سے واضح ہوتا ہے کہ سائل اس حرکت کو بعید سمجھتا تھا کیونکہ مستقیم طبیعت ایسی حرکت کا انکار کرتی ہے اور جواب سے یہ وضاحت ہوگئی کہ گو عموماً بذات خود انسان گالی نہیں دیتا مگر والدین کو گالی ملنے کا سبب بن جاتا ہے اور اس کا وقوع اکثر ممکن ہے۔

جب جہاد فرض عین نہ ہو تو والدین کی اجازت کے بغیر جہاد کے لیے نکلنا بھی نافرمانی کے تحت آتا ہے۔

((فَقَدْ قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ ﷺ أَجَاهِدُ؟ قَالَ: لَكَ أَبَوَانِ؟ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: فَفِيهِمَا فَجَاهِدْ.)) ❷

''آنحضرت ﷺ کے کو ایک آدمی نے کہا: کیا میں جہاد کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تیرے والدین (زندہ) ہیں؟ اس نے کہا: ہاں جی! تو آپ ﷺ نے فرمایا: انہی کی خدمت کر یہی جہاد ہے۔''

---

❶ أخرجه البخاري في كتاب الأدب، باب: لا يسب الرجل والديه، رقم: ٥٩٧٣.

❷ أخرجه البخاري في كتاب الأدب، باب: لا يجاهد إلا بإذن الأبوين. رقم: ٥٩٧٢.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نوٹ.....: اس میں یہ بات پیش نظر رکھنا ضروری ہے کہ اس شخص نے خود کو جہاد کے لیے پیش کیا تھا، اسی لیے اسے جہاد کے ثواب کی خوشخبری ملی تھی۔ اگر گھر ہی بیٹھا رہتا تو یہ خوشخبری نہ مل سکتی تھی۔ آج بھی امیر جہاد کے سامنے پیش ہونا ضروری ثابت ہوا، اب امیر چاہے کوئی اور انتظام (خدمت وغیرہ کا) کردے، چاہے اسے ہی گھر واپس کردے یہ امیر کے اختیار میں ہے۔

بخاری کی حدیث میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ عُقُوقَ الْأُمَّهَاتِ وَمَنْعًا وَّهَاتِ ، وَوَأْدَ الْبَنَاتِ وَكَرِهَ لَكُمْ قِيلَ وَقَالَ وَكَثْرَةَ السُّؤَلِ وَإِضَاعَةَ الْمَالِ .)) [1]

''بے شک اللہ تعالیٰ نے تم پر ماؤں کی نافرمانی حرام کردی ہے اور ناجائز روک لگانا اور کسی سے دھوکا کرنا اور بیٹیوں کو زندہ درگور کرنا۔ اور اسے تمہارا سنی سنائی پر یقین کرلینا ناپسند ہے اور سوال بکثرت کرنا اور مال ضائع کرنا (بھی پسند نہیں)۔''

اس حدیث کی تفصیل میں یہ بات کہی گئی ہے کہ گو باپ کی نافرمانی بھی کبیرہ گناہ ہے مگر ماؤں کا خصوصی تذکرہ اس لیے کیا گیا ہے کہ ان کی نافرمانی زیادہ قبیح ہے یا یہ وجہ ہے کہ باپ کی بانسبت ماؤں کی نافرمانی میں جلدی کی جاتی ہے کیونکہ عورتیں کمزور ہوتی ہیں۔

اس طرف بھی توجہ دلائی گئی ہے کہ شفقت اور نرمی وغیرہ میں ماں بانسبت باپ کے زیادہ مقدم ہے۔ اس حدیث میں یہ قاعدہ بیان کیا گیا ہے: کسی کی عظمت ظاہر کرنے کے لیے خصوصی طور پر اس کا ذکر کرنا۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((رِضَا الرَّبِّ فِي رِضَا الْوَالِدِ ، وَسَخَطُ الرَّبِّ فِي سَخَطِ الْوَالِدِ .)) [2]

''رب کی رضا والد کی خوشنودی میں ہے اور رب کی ناراضی والد کی ناراضی میں ہے۔''

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے باپ کی عزت واحترام اور فرمانبرداری کا حکم دیا ہے تو جس نے اللہ کا حکم مانتے ہوئے والد کی اطاعت اور عزت کی، درحقیقت اس نے اللہ کی اطاعت کی اور وہ اس سے راضی ہوگیا اور جس نے اللہ کے حکم کی مخالفت کرتے ہوئے اپنے والد کو غضب ناک کیا اور اس کی اہانت کی تو اس نے درحقیقت اللہ کو غضب ناک کیا اور اللہ اس سے ناراض ہوگیا۔

---

[1] أخرجه البخاري في كتاب الأدب، باب: عقوق الوالدين من الكبائر. رقم: ٥٩٧٥.

[2] صحيح سنن الترمذي، رقم: ١٥٤٩.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نوٹ: مذکورہ حدیث کے مطابق رب تعالیٰ کی ناراضی اس وقت ہے جب محض والد کی نافرمانی ہو اور اگر اس کے ساتھ خالق کی نافرمانی مل جائے تو پھر کیا انجام ہوگا؟ یہ اس سخت ترین وعید و ڈانٹ سے معلوم ہوا کہ والدین کی نافرمانی کبیرہ گناہ ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((ثَلَاثَةٌ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: اَلْعَاقُّ لِوَالِدَيْهِ..... وَالْمَرْأَةُ الْمُتَرَجِّلَةُ الْمُتَشَبِّهَةُ بِالرِّجَالِ، وَالدَّيُّوثُ۔ وَثَلَاثَةٌ لَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ: اَلْعَاقُّ لِوَالِدَيْهِ..... وَالْمُدْمِنُ الْخَمْرَ، وَالْمَنَّانُ بِمَا أَعْطٰى .)) ❶

''تین ایسے آدمی ہیں جن کی طرف قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نہیں دیکھیں گے (ان میں سے ایک) اپنے والد کا نافرمان ہے۔ ایک وہ عورت جو مردوں کی مشابہت اپناتی ہے۔ اور دیوث (بے غیرت) ..... اور تین آدمی جو جنت میں داخل نہیں ہوں گے (ان میں سے ایک) اپنے والدین کا نافرمان ہے اور ہمیشہ شراب پینے والا اور کچھ دے کر احسان جتلانے والا۔''

(۳).....قول باطل بھی اللہ کے ہاں ناپسندیدہ:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ يَّسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ وَهُوَ مَعَهُمْ اِذْ يُبَيِّتُوْنَ مَا لَا يَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطًا ۝ ﴾ [النساء: ۱۰۸]

''وہ لوگوں سے تو چھپ جاتے ہیں (لیکن) اللہ تعالیٰ سے نہیں چھپ سکتے، وہ راتوں کے وقت جب کہ اس کی ناپسندیدہ باتوں کے خفیہ مشورے کرتے ہیں، اس وقت بھی اللہ ان کے پاس ہوتا ہے اور ان کے تمام اعمال کو وہ گھیرے ہوئے ہے۔''

شرح.....: قول باطل ہر وہ بات ہے جو حق کی مخالف ہو جیسے جھوٹ، افترا، بہتان، مکر و فریب، خیانت کی باتیں اور نیک آدمی پر تہمت لگانا وغیرہ ہے۔

باطل قول والے.....: اس سے مراد وہ منافق ہیں جو اپنے قبائح کی بناء پر لوگوں سے چھپتے پھرتے ہیں تاکہ وہ انہیں ڈانٹ نہ سکیں اور اللہ کے سامنے ان قبیح باتوں کو کھولتے ہیں، حالانکہ وہ ان کے رازوں سے بھی اور

---

❶ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۳۰۷۱.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو ان کے ضمیروں میں چھپا ہوا ہے، جاننے والے ہیں اور جب وہ اللہ کی ناپسندیدہ باتوں (اہل اطاعت کے بارے میں رائے اور عقائد کے سلسلہ میں) کا خفیہ مشورہ کرتے ہیں، وہ ان کے ساتھ ہوتے ہیں۔ [1]

(۴).....اللہ کے ہاں سب سے زیادہ ناپسندیدہ عمل : شرک

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((أَبْغَضُ الْأَعْمَالِ إِلَى اللّٰهِ الْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ .)) [2]

''سب سے برا عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کے ساتھ شرک کرنا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا ﴾ [النساء: ٣٦]

''اور اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ ٹھہراؤ۔''

اللہ تعالیٰ اپنے اکیلے کی عبادت کا حکم دے رہے ہیں کیونکہ وہی خالق، رازق منعم اور ہر حالت میں اور ہر وقت اپنی مخلوق پر احسان کرنے والا ہے۔ چنانچہ وہی مستحق ہے کہ تمام مخلوق اس کو ایک جانیں اور اس کی مخلوق میں سے کسی کو بھی اس کا شریک نہ بنائیں۔ وہی ایسی ذات ہے جس کے علاوہ کوئی معبود برحق اور رب نہیں اور عبادت بھی صرف اور صرف اس کے لیے جائز ہے کیونکہ جو وہ چاہے گا وہی ہوگا اور جو نہ چاہے گا وہ نہیں ہوسکتا۔ وہ ایسی ذات ہے جس کا نہ تو باپ ہے اور نہ ہی اولاد نہ اس کا کوئی مثل ہے اور نہ کوئی بدل نہ کوئی وزیر ہے اور نہ ہی نظیر۔ بلکہ وہ اکیلا، بے نیاز ہے، نہ اس سے کوئی پیدا ہوا اور نہ ہی وہ کسی سے پیدا ہوا اور اس کا کوئی ہمسر بھی نہیں ہے۔ اللہ کے ساتھ شرک کرنا سب گناہوں سے بڑا گناہ اور سب ظلموں سے بڑا ظلم ہے۔ مشرک اس بات کا مستحق ٹھہرا کہ اللہ تعالیٰ اسے ہرگز معاف نہ فرمائے باقی گناہوں کو اگر چاہے تو معاف کردے۔

فرمایا:

﴿ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا ۝ ﴾ [النساء: ٤٨]

''بے شک اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شرک کیے جانے کو معاف نہیں کرتا اس کے سوا جسے چاہے بخش دیتا ہے۔ اور جو اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے بلاشبہ اس نے جھوٹ باندھا اور جو ظاہر گناہ ہے۔''

---

[1] تفسیر ابن کثیر، ص: ٥٦٥ / ١.

[2] صحیح الجامع الصغیر، رقم: ١٦٦.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا ۝ ﴾ [النساء: ١١٦]

''اور جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا تو وہ بہت دور کی گمراہی میں جا پڑا۔''

یعنی غلط راستے پر چل پڑا اور ہدایت سے گمراہ اور درستی سے دور ہٹ گیا، اپنے آپ کو ہلاک کرلیا اور دنیا و آخرت میں ذلت و رسوائی مول لی، دنیا و آخرت کی نیک بختی اس سے چھن گئی۔

اللہ تعالیٰ انسان کا خالق ہے اس کے باوجود انسان اس کے ساتھ شرک کرے تو اس سے بڑھ کر کون سا گناہ اور معصیت ہوسکتی ہے اور اس سے بڑھ کر دور کی گمراہی کون سی ہوسکتی ہے؟

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: اللہ تعالیٰ کے ہاں کون سا گناہ سب سے بڑا ہے؟ جواب دیا:

((أَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ قُلْتُ: إِنَّ ذٰلِكَ لَعَظِيمٌ، قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ وَأَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ تَخَافُ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ: قَالَ أَنْ تُزَانِيَ حَلِيلَةَ جَارِكَ .)) [1]

''تو اللہ کے ساتھ شرک کرے حالانکہ اس نے تجھے پیدا کیا ہے۔ میں نے کہا: (واقعی) یہ تو بہت عظیم گناہ ہے۔ میں نے عرض کیا ''پھر کون سا (گناہ)؟ فرمایا ''اور یہ کہ تو اپنے بیٹے کو محض اس خوف سے قتل کردے کہ وہ تیرے ساتھ کھائے گا۔ میں نے عرض کیا ''پھر کون سا (گناہ بڑا ہے) فرمایا ''یہ کہ تو اپنے ہمسایہ کی بیوی سے زنا کرے۔''

جس نے رب تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا آگ اس کی زیادہ حقدار ہے خواہ نمازیں پڑھے، روزہ رکھے اور اپنے آپ کو مسلمان گمان کرے، جنت میں اس کا داخلہ حرام ہے۔

ارشاد ہوتا ہے:

﴿ إِنَّهُ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوٰيهُ النَّارُ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ أَنْصَارٍ ۝ ﴾ [المائدہ: ٧٢]

''یقین مانو کہ جو شخص اللہ کے ساتھ شریک کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے جنت اس پر حرام کردی ہے اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہی ہے اور ظالموں کا کوئی بھی مددگار نہیں۔''

---

[1] أخرجه البخاري في كتاب التوحيد، باب: قول الله تعالى: ﴿ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ أَنْدَادًا ﴾ رقم: ٧٥٢٠.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شرک انسان کے دیگر نیک اعمال کو بھی رائیگاں کر دیتا ہے۔قرآن میں ہے:

﴿ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ۝ ﴾ [زمر: ٦٥]

''اگر تو نے شرک کیا تو بلاشبہ تیرا عمل ضائع ہو جائے گا اور بالیقین تو خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائے گا۔''

اعمال ضائع ہونے کی وجہ شرک کا ظلم عظیم ہونا ہے جیسا کہ فرمایا:

﴿ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ۝ ﴾ [لقمان: ١٣]

''بے شک شرک البتہ عظیم ظلم ہے۔''

جس کی موت شرک کی حالت میں ہوئی تو وہ جہنمی ہے اور کوئی بھی چیز اسے چھڑا نہیں سکتی۔

شرک کی دو اقسام ہیں: (۱) اکبر۔ (۲) اصغر

شرک اکبر سب سے بڑا گناہ ہے، یہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنے سے ہی معاف ہوتا ہے۔

تعریف.....: اللہ تعالیٰ کی الوہیت میں کسی کو شریک سمجھنا، جیسی اللہ تعالیٰ سے محبت ہے، ویسی ہی اس شریک سے بھی ہو، یہی وہ شرک ہے جس کے ضمن میں مشرکوں کا اپنے معبودوں کو رب العالمین کے برابر سمجھنا بھی آجاتا ہے، اس لیے آگ میں اپنے خداؤں کو کہیں گے:

﴿ تَاللّٰهِ إِنْ كُنَّا لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝ إِذْ نُسَوِّيكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِينَ ۝ ﴾ [الشعراء: ٩٧، ٩٨]

''اللہ کی قسم! ہم تو کھلی غلطی پر تھے جب کہ تمہیں رب العالمین کے برابر سمجھ بیٹھے تھے۔''

ان کا اقرار تھا کہ اللہ ہر چیز کا خالق اور مالک اور پالنے والا ہے اور ہمارے الٰہ نہ پیدا کر سکتے ہیں، نہ رازق ہیں، نہ زندہ کر سکتے ہیں اور نہ ہی مار سکتے ہیں۔ ان کی برابری صرف محبت، تعظیم اور عبادت میں تھی جیسا کہ اکثر دنیا کے مشرکوں کی حالت ہے بلکہ تمام کے تمام مشرک اپنے معبودان باطلہ سے اللہ کے علاوہ محبت کرتے ہیں، ان کی تعظیم کرتے ہیں اور انہیں دوست رکھتے ہیں، بلکہ ان میں سے اکثر تو اللہ تعالیٰ سے بھی بڑھ کر اپنی جھوٹے خداؤں سے پیار و محبت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللّٰهِ أَنْدَادًا يُّحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِينَ اٰمَنُوٓا أَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ۝ ﴾ [البقرہ: ١٦٥]

''بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے شریک اوروں کو ٹھہرا کر ان سے ایسی محبت رکھتے ہیں جیسی محبت اللہ سے ہونی چاہیے اور جو ایمان والے ہیں ان کی سب سے شدید محبت اللہ کے لیے ہوتی ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ واحد کے ذکر سے بھی زیادہ اپنے معبودوں کے ذکر سے خوش ہوتے ہیں۔

فرمایا:

﴿ وَإِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَأَزَّتْ قُلُوبُ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ وَإِذَا ذُكِرَ الَّذِينَ مِنْ دُونِهِ إِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ۝ ﴾ [الزمر: ٤٥]

''جب اللہ اکیلے کا ذکر کیا جائے تو ان لوگوں کے دل نفرت کرنے لگتے ہیں جو آخرت کا یقین نہیں رکھتے اور جب اس کے سوا اوروں کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل کھل کر خوش ہو جاتے ہیں۔''

جب کوئی رب العالمین کے عیب نکالے تو انہیں اتنا غصہ نہیں آتا جتنا ان کے معبودوں اور جھوٹے خداؤں کے عیب نکالنے والے پر آتا ہے۔

مشرک کسی کو معبود اسی وقت سمجھتا ہے جب اس سے نفع ملنے کی امید ہو اور نفع اسی سے مل سکتا ہے جس میں چار خصلتوں میں سے کوئی ایک ہو۔ (۱) عبادت کرنے والے کو جو چیز درکار ہے معبود اس کا مالک ہو۔ (۲) اگر مالک نہیں تو مالک کا شریک اور حصہ دار ہو۔ (۳) اگر ایسا بھی نہیں تو مالک کا مددگار ہو (۴) اگر مددگار بھی نہیں تو مالک کے پاس سفارش کر سکتا ہو اللہ تعالیٰ نے ترتیب کے ساتھ ان چاروں مراتب کی نفی کر دی ہے یعنی مالک ہونے، شریک، مددگار ہونے اور مشرک کے گمان کے مطابق سفارشی ہونے کی نفی کی ہے۔

ایسی سفارش اللہ تعالیٰ نے رکھی ہے جس میں مشرک کا کوئی حصہ نہیں یعنی اس کی اجازت سے شفاعت کرنا۔

ارشاد ہوتا ہے:

﴿ قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُونِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُونَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَمَا لَهُ مِنْهُمْ مِنْ ظَهِيرٍ ۝ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهُ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ حَتّٰى إِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ ط قَالُوا الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ ۝ ﴾ [سباء: ٢٢-٢٣]

''کہہ دیجیے کہ اللہ کے سوا جن کا تمہیں گمان ہے سب کو پکار لو، نہ ان میں سے کسی کو آسمانوں اور زمینوں میں سے ایک ذرہ کا اختیار ہے نہ ان کا ان میں کوئی حصہ ہے، نہ ان میں سے کوئی اللہ کا مددگار ہے۔ درخواست شفاعت بھی اس کے پاس کچھ نفع نہیں دیتی بجز ان کے جن کے لیے اجازت ہو جائے۔''

شرک اصغر:

اس کی اتنی اقسام ہیں کہ سوائے اللہ رب العزت کے اور کوئی بھی انھیں شمار نہیں کر سکتا۔ (۱) مخلوق کے لیے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تصنع اور ریاکاری کرنا۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ أَخْوَفَ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمُ الشِّرْكُ الْأَصْغَرُ قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؛ وَمَا الشِّرْكُ الْأَصْغَرُ؟ قَالَ: اَلرِّيَاءُ؛ إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَقُوْلُ يَوْمَ تَجَازِي الْعِبَادَ بِأَعْمَالِهِمْ: إِذْهَبُوا إِلَى الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تُرَاؤُوْنَ بِأَعْمَالِكُمْ فِي الدُّنْيَا فَانْظُرُوْا هَلْ تَجِدُوْنَ عِنْدَهُمْ جَزَاءً .)) ❶

''تم پر مجھے سب سے زیادہ ڈر شرک اصغر کا ہے صحابہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! شرک اصغر کیا ہے؟ فرمایا ریاکاری (یاد رکھو) جس دن اللہ تعالیٰ بندوں کو ان کے اعمال کا بدلہ دے گا تو (ریاکاروں کو) فرمائے گا: دنیا میں تم اپنے اعمال جنہیں دکھاتے تھے (آج) ان کے پاس جاؤ دیکھو کیا تم ان کے پاس بدلہ پاتے ہو؟''

قرآن فرماتا ہے:

﴿ قُلْ إِنَّمَآ أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰى إِلَيَّ أَنَّمَآ إِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ أَحَدًا ۝ ﴾ [الكهف: ١١٠]

''کہہ دیجیے! بلاشبہ میں تمہاری طرح کا ہی بشر ہوں میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ بے شک تمہارا الٰہ تو ایک ہی ہے۔ پس جو اپنے رب سے ملاقات کی امید رکھتا ہے تو وہ نیک عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ کرے۔''

رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس شرک سے درج ذیل الفاظ میں ڈرایا ہے:

((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِمَا هُوَ أَخْوَفُ عَلَيْكُمْ عِنْدِيْ مِنَ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ؟ قُلْنَا: بَلٰى . فَقَالَ: اَلشِّرْكُ الْخَفِيُّ: أَنْ يَّقُوْمَ الرَّجُلُ يُصَلِّيْ فَيُزَيِّنُ صَلَاتَهُ لِمَا يَرٰى مِنْ نَظَرِ رَجُلٍ .)) ❷

''کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتلاؤں جس کا ڈر میرے نزدیک تم پر مسیح دجال سے بھی زیادہ ہے؟ ہم نے کہا: کیوں نہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ مخفی شرک ہے کہ آدمی نماز پڑھنے کے لیے کھڑا ہو اور کسی آدمی کو دیکھتا محسوس کرے تو اپنی نماز کو خوبصورت اور زینت بخشے۔''

---

❶ مسند أحمد، رقم: ٢٣٥٢٦، وقال حمزة أحمد الزين: إسناده صحيح.

❷ صحيح سنن ابن ماجه، رقم ٣٣٨٩.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ریا کی جڑ اور بنیاد یہ ہے کہ عبادت، اچھی خصلتوں اور ان کے اظہار کے ذریعہ لوگوں کے دلوں میں مرتبہ تلاش کیا جائے۔ ریا کاری کی تعریف میں اللہ کی فرمانبرداری کے ذریعہ لوگوں کی آرزو کرنا ہے۔

فرمان خداوندی ہے:

﴿ وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ إِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ ۝ ﴾ [یوسف: ۱۰۶]

''اور ان میں سے اکثر لوگ باوجود اللہ پر ایمان رکھنے کے بھی مشرک ہی ہیں۔''

رسول رحمت ﷺ کا قول ہے کہ:

((قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى: أَنَا أَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ، مَنْ عَمِلَ عَمَلًا أَشْرَكَ فِيهِ مَعِي غَيْرِي تَرَكْتُهُ وَشِرْكَهُ.)) [1]

''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں دیگر شریکوں کی بانسبت شرک سے زیادہ بے پروا ہوں اور جس نے ایسا کام کیا جس میں کسی اور کو میرے ساتھ شریک کیا تو میں نے اسے اور اس کے شرک کو چھوڑ دیا ہے۔''

اللہ تعالیٰ شراکت داری وغیرہ سے غنی اور بے پروا ہے اور جس نے غیر اللہ کے لیے کوئی عمل کیا تو اللہ تعالیٰ اس غیر کی وجہ سے اسے ہرگز شرف قبولیت نہیں بخشتا بلکہ اسے رد کر دیتا ہے۔ مراد یہ ہے کہ ریا کاری کرنے والے کا عمل باطل ہے اس کو کوئی ثواب نہیں بلکہ وہ الٹا گناہ کما رہا ہے۔

(۲)..... دوسری قسم غیر اللہ کی قسم اٹھانا ہے گو وہ ایسی چیز ہی کیوں نہ ہو جس کی عظمت، عزت و رفعت اللہ تعالیٰ نے ہی بیان کی ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک آدمی کو کعبہ کی قسم اٹھاتے سنا تو کہا: غیر اللہ کی قسم مت اٹھا (کیونکہ) میں نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے سنا ہے:

((مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ كَفَرَ أَوْ أَشْرَكَ.)) [2]

''جس نے غیر اللہ کی قسم اٹھائی اس نے کفر یا شرک کیا۔''

آدمی کی کسی دوسرے انسان کو درج ذیل باتیں کہنا بھی اسی کے تحت شامل ہیں: ''میرے لیے صرف اللہ اور تو ہی کافی ہے۔ میں اللہ اور تجھ پر توکل رکھتا ہوں اگر تو نہ ہوتا تو اس طرح اور اس طرح نہ ہوتا وغیرہ وغیرہ۔''

(۳)..... غیر اللہ کے لیے نذر ماننا بھی شرک اصغر کی ایک قسم ہے۔ غیر اللہ کی قسم سے یہ بڑا گناہ ہے۔ چنانچہ اگر

---

[1] أخرجه مسلم في كتاب الزهد، باب: تحريم الرياء. رقم: ٧٤٧٥.

[2] صحيح سنن الترمذي، رقم: ١٢٤١.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غیر اللہ کی قسم اٹھانے والا مشرک ہے تو نذر ماننے والے کی کیا حالت ہوگی؟

(۴)..... اللہ کے علاوہ کسی اور کا خوف دل میں رکھنا، غیر اللہ پر توکل، غیر اللہ کے لیے عمل کرنا، غیر کے لیے عاجزی وانکساری، انابت، رزق مانگنا، غیر اللہ کی حمد کر کے اللہ کی حمد سے لاپرواہ ہوجانا، جو چیز رب تعالیٰ نے تقسیم نہیں کی اس پر ناراضی کا اظہار کرنا، اللہ کی نعمتوں کی نسبت کسی دوسرے کی طرف کرنا، یہ اعتقاد رکھنا کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کے چاہنے کے خلاف بھی کام ہوتے ہیں۔

(۵)..... شرک کی درج ذیل بھی کچھ اقسام ہیں: مردوں سے حاجات طلب کرنا، ان سے مدد مانگنا، ان کی طرف توجہ کرنا۔ یہ دنیا کے شرک کی بنیاد ہے کیونکہ میت کے اعمال منقطع ہو چکے ہیں، وہ اپنے نفع ونقصان کا مالک نہیں تو جو اس سے مدد مانگنے والا ہے اس کے نفع ونقصان کا کیسے مالک ہوسکتا ہے؟

مردے سے کہتا ہے کہ میری سفارش اللہ تعالیٰ کے ہاں کرنا، سفارشی اور رب تعالیٰ کے ہاں جس کی سفارش کی جائے گی ان دونوں سے جہالت کی بنا پر اس سے یہ حرکت سرزد ہوئی کیونکہ رب العزت کی اجازت کے بغیر تو کوئی بھی سفارش نہیں کرسکتا۔ اللہ تعالیٰ نے مردے سے مدد مانگنا اور دعائیں کرنا، اپنی اجازت کا سبب قرار نہیں دیا بلکہ اجازت کا سبب اور ذریعہ کامل توحید ہے اور یہ مشرک ایسا سبب لے کر آیا ہے جو اس کی اجازت کی نفی کرتا ہے۔ چنانچہ یہ اس مدد مانگنے والے کے مرتبہ پر آ گیا جو ایسی چیز کے ذریعہ مدد مانگتا ہے جس کی وجہ سے مدد حاصل نہیں ہوتی۔ یہی حالت سب مشرکوں کی ہے۔ میت تو خود رحمت واستغفار ایسی دعاؤں کی محتاج ہے جیسے ہمیں رسول اکرم ﷺ نے مسلمان اہلِ قبور کی زیارت کے وقت وصیت فرمائی کہ ہم ان پر سلام کہیں اور ان کے لیے مغفرت کی دعا مانگیں، لیکن مشرک اس کے الٹ چلتے ہیں اور ان کی زیارت عبادت سمجھ کر، حاجات پوری کروانے اور ان سے مدد مانگنے کے نظریہ سے کرتے ہیں اور مسلمانوں کی قبور کو معبود بت بنالیا ہے، ان کے لیے ذبح کرتے ہیں اور نذریں مانتے ہیں ان کے علاوہ بھی کئی اور شرکیہ حرکتیں کرتے ہیں۔

فرمایا:

﴿ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِينَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِينَ فِيهَا أُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ۝ ﴾ [البینہ: ٦]

”بے شک جو لوگ اہل کتاب اور مشرکین میں سے کافر ہوئے وہ لوگ دوزخ کی آگ میں جائیں گے جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے یہ لوگ بدترین مخلوق ہیں۔“

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۵).....قطع رحمی:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

((أَبْغَضُ الْأَعْمَالِ إِلَى اللّٰهِ الْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ، ثُمَّ قَطِيْعَةِ الرَّحِمِ .)) ❶

''اللہ کے ہاں سب سے برا عمل رب کائنات کے ساتھ شرک کرنا، پھر رشتہ داری توڑنا ہے۔''

شرح.....: رحم سے مراد ایسے قریبی رشتہ دار ہیں جن سے نسبی تعلق ہو خواہ وارث ہوں یا نہ ہوں اور خواہ محرم ہوں یا نہ ہوں، بعض لوگ صرف محرم ہی مراد لیتے ہیں۔ پہلی بات ہی راجح ہے کیونکہ دوسرے معنی کے اعتبار سے چچا اور ماموں کی اولاد رشتہ داری سے نکل جائے گی حالانکہ ایسی بات نہیں ہے۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الْخَلْقَ حَتّٰى إِذَا فَرَغَ مِنْ خَلْقِهِ قَالَتِ الرَّحِمُ: هٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِكَ مِنَ الْقَطِيْعَةِ، قَالَ: نَعَمْ، أَمَا تَرْضِيْنَ أَنْ أَصِلَ مَنْ وَصَلَكِ وَأَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكِ؟ قَالَتْ: بَلٰى يَا رَبِّ. قَالَ: فَهُوَ لَكِ .)) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَاقْرَءُوْا إِنْ شِئْتُمْ ﴿ فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوْا أَرْحَامَكُمْ ﴾ .)) ❷

اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا کی، جب اس سے فراغت ہوئی تو رشتہ داری اور صلہ رحمی کھڑی ہوئی اور کہنے لگی: ہاں! یہ اس کا مقام ہے جو توڑنے سے تیری پناہ چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا تو اس بات پر راضی نہیں ہے کہ جو کوئی تجھ کو ملائے اسے میں بھی ملوں گا اور جو کوئی تجھے توڑے میں بھی اس سے قطع کروں گا؟ صلہ رحمی نے عرض کی: میں اس پر راضی ہوں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے یہ مقام تجھ کو دے دیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو اس کی تصدیق میں پڑھ لو: ﴿ فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوْا أَرْحَامَكُمْ ۝ ﴾ [محمد:۲۲].....''اور تم سے یہ بھی بعید نہیں کہ اگر تمہیں حکومت مل جائے تو تم زمین میں فساد برپا کردو اور رشتے ناتے توڑ ڈالو۔''

اللہ تعالیٰ نے جب صلہ رحمی کو پیدا کیا تو اس کا نام رحم اپنے نام رحمان سے مشتق کیا اور رحم (رشتہ داری) کو ملانے کا حکم دیا اور توڑنے سے منع فرمایا۔ چنانچہ یہ حرکت شرک کے بعد اللہ تعالیٰ کو سب سے بری لگتی ہے۔

جو انسان رشتہ ناطہ کو جوڑتا اور ملاتا ہے اللہ تعالیٰ نے دنیا و آخرت میں اس کے لیے بہت سی خیر کا وعدہ اپنے

---

❶ صحيح الجامع الصغير، رقم: ١٦٦.

❷ أخرجه البخاري في كتاب الأدب، باب: من وصل وصله الله. رقم: ٥٩٨٧.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی علیہ السلام کی زبانی فرمایا ہے، چنانچہ فرمایا:

((مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُبْسَطَ لَهُ فِي رِزْقِهِ، وَأَنْ يُنْسَأَ لَهُ فِي أَثَرِهِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ .)) ❶

''جس کو روزی کا کشادہ ہونا اور عمر کا زیادہ ہونا اچھا لگے تو وہ اپنی رشتہ داری کو ملائے۔''

ایسے ہی رب کائنات نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زبان سے قطع رحمی کرنے والے کے لیے جنت میں داخلہ ممنوع قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا:

((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ .)) ❷

''(ناطہ) توڑنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔''

امام نووی رقمطراز ہیں: اس حدیث کی دو تاویلیں ہیں (۱)..... اس حدیث سے مراد وہ انسان ہے جو قطع رحمی کی حرمت کا علم ہونے کے باوجود بھی بغیر کسی سبب اور شبہ کے رشتہ توڑنے کو حلال جانتا ہے لہٰذا ایسا شخص کافر ہے اور جنت میں کبھی بھی داخل نہیں ہوگا بلکہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔

(۲)..... اس سے مراد وہ انسان ہے جو جنت میں پہلے جانے والوں کے ساتھ نہیں جائے گا بلکہ جس تاخیر کا اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا اس کی وجہ سے عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بھی ہے کہ:

((مَا مِنْ ذَنْبٍ أَجْدَرُ أَنْ يُعَجِّلَ اللّٰهُ تَعَالَى لِصَاحِبِهِ الْعُقُوبَةَ فِي الدُّنْيَا، مَعَ مَا يَدَّخِرُ لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِثْلُ الْبَغْيِ وَقَطِيعَةِ الرَّحِمِ .)) ❸

''سرکشی اور قطع رحمی کی مثل کوئی بھی گناہ اس بات کے زیادہ لائق نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کے کرنے والے کو دنیا میں جلدی عذاب سے دو چار کرے اور ساتھ ساتھ آخرت میں بھی اس کے لیے (عذاب) ذخیرہ کرے۔''

(۶)..... اللہ کے نزدیک ایک اور غصے والی بات: تم اپنا خیال کرو بس: ❹

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّ أَبْغَضَ الْكَلَامِ إِلَى اللّٰهِ أَنْ يَقُوْلَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ: اِتَّقِ

---

❶ أخرجه البخاري في كتاب الأدب، باب: من بسط له في الرزق بصلة الرحم، رقم: ٥٩٨٥.

❷ أخرجه البخاري في كتاب الأدب، باب: إثم القاطع. رقم: ٥٩٨٤.

❸ صحيح سنن أبي داود، رقم: ٤٠٩٨.

❹ تفصیل کے لیے: امام قرطبی کی "الجامع لاحکام القرآن جلد ۳، ص ۱۵ اور تفسیر ابن کثیر جلد: ۱، ص ۲۵۴،۸۷.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهِ، فَيَقُوْلُ: عَلَيْكَ نَفْسَكَ)) ❶

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: اللہ عزوجل کے نزدیک ہر کلام و گفتگو سے زیادہ ناراضگی والی یہ بات بھی ہے کہ آدمی دوسرے سے شخص سے کہے: اللہ سے ڈرو۔ اور وہ جواباً کہے: تم اپنا خیال رکھو بس۔''

اِتَّقِ اللّٰهَ ..... اللہ سے ڈرو۔ کا معنی یہ ہے کہ: اللہ عزوجل کی پکڑ سے خبردار رہتے ہوئے اس کے احکام کو مانو اور اُس کے منع کردہ کاموں سے اجتناب کرو۔ جناب طلق بن حبیب رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: تقویٰ یہ ہے کہ تم اللہ کی اطاعت میں عمل کرو۔ اُس کی رحمت پر امید رکھتے ہوئے اور یہ عمل اللہ عزوجل کی طرف سے عطا کردہ ''نور'' (قرآن وسنت والے علم) کے مطابق ہو۔ اور یہ کہ تم اللہ تعالیٰ کی معصیت و نافرمانی چھوڑ دو۔ یہ نافرمانی چھوڑنا بھی اسی نور کے مطابق ہو، اللہ کے عذاب کی سزا سے ہمیشہ خائف رہو۔

عَلَيْكَ نَفْسَكَ..... کا مطلب ہے کہ: انسان کو جب اس کے افعال واقوال کے بارے میں وعظ و نصیحت کرتے ہوئے کہا جائے: اللہ سے ڈرو، اپنے غلط قسم کے قول وفعل کو چھوڑ دو اور حق سچ کی طرف پلٹ آؤ تو وہ اس سے انکار کردے۔ اسے جاہلانہ حمیت وغرور اور گناہ کے ذریعے ناراض ہونا آ پکڑے۔ اس کا یہ رویہ اللہ تعالیٰ کے درج ذیل فرمان کے عین مطابق ہوتا ہے۔ فرمایا:

﴿ وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴾

[البقرہ: ۲۰۶]

''اور جب اس سے کہا جاتا ہے اللہ سے ڈر تو اس کی عزت اسے گناہ میں پکڑے رکھتی ہے، سو اسے جہنم ہی کافی ہے اور یقیناً وہ برا ٹھکانا ہے۔''

یہ اُس کافر اور منافق کی پہچان ہے جو اپنے آپ میں متکبر بنا پھرتا ہو۔ مومن آدمی کے لیے یہ بات نہایت ناپسندیدہ ہے کہ اسے اس ضمن میں کوئی حرج واقع ہو۔ جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آدمی کے لیے یہی ایک گناہ کافی ہے کہ وہ اپنے اُس مسلمان بھائی سے کہے: تم اپنے آپ کا خیال کرو تم جیسا آدمی مجھے نصیحت کر رہا ہے؟'' جو اس سے کہے: اللہ سے ڈرو۔'' یہاں اس آیت کریمہ میں ''اَلْعِزَّةُ'' سے مراد: قوت اور غلبہ ہے۔ یہاں ''اَلْعِزَّةُ'' سے مراد: حمیت وغرور بھی لیا گیا ہے۔ اس معنی میں شاعر کہتا ہے ؎

أَخَذَتْهُ عِزَّةٌ مِنْ جَهْلِهِ
فَتَوَلَّى مُغْضَبًا فِعلَ الضَّجِرِ

❶ سلسلة الأحاديث الصحيحة للألباني، رقم : ٢٩٣٩.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اس کی جہالت کی وجہ سے اُسے حمیت وغرور نے آلیا۔ چنانچہ وہ پریشان وکبیدہ ہوکر غصہ کی حالت میں منہ موڑ کر چل دیا۔''

اَلْعِزَّةُ ..... کا ایک معنی یہاں پر روکنا اور شدت نفس سے بھی کیا گیا ہے۔ یعنی اُس نے حق کو قبول کرنے سے اپنے آپ کو روک لیا۔ چنانچہ اسے اس عزت نے گناہ میں مبتلا کر دیا کہ جب اُس نے اسے تھام لیا تو۔ امام قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: آیت کریمہ کا مفہوم یہ ہے کہ: جب ایسے آدمی سے کہا جاتا ہے کہ: معصیت و نافرمانی پر پیش قدمی سے باز آجاؤ تو اُسے اس کی جاہلانہ حمیت گناہ پر ابھارتی ہے اور وہ اپنی حمیت وغرور کی خاطر کفر کا ارتکاب کرتا ہے۔ وعظ ونصیحت کو قبول کرنے سے اسے یہ جاہلی عزت وحمیت آڑے آتے ہوئے اس گناہ کے لیے ابھارتی ہے کہ جو اُس کے دل میں ہوتا ہے اور یہ نفاق ہوتا ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ: ایک یہودی کو خلیفہ ہارون الرشید کے پاس کوئی حاجت تھی اور وہ ایک سال تک اس کے دروازے پر آتا جاتا رہا۔ مگر خلیفہ نے اس کی ضرورت پوری نہ کی۔ چنانچہ ایک دن یہودی ہارون الرشید کے دروازے پر کھڑا ہوگیا۔ جب خلیفہ باہر نکلا تو یہودی جلدی سے اس کے سامنے آکر کھڑا ہوگیا اور کہنے لگا: امیر المؤمنین اللہ سے ڈر جاؤ۔ ہارون الرشید اپنی سواری سے اترا اور اللہ عزوجل کے سامنے سجدہ ریز ہوگیا اور پھر جب سر اٹھایا تو یہودی کی ضرورت پوری کرنے کا حکم دیا جو کہ پوری کر دی گئی۔ پھر جب ہارون الرشید واپس پلٹا تو اس سے کہا گیا: اے امیر المومنین! آپ یہودی کی ایک بات پر گھوڑے سے اتر پڑے؟ اس نے کہا: نہیں، مگر یہ ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان یاد آ گیا:

﴿ وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴾

[البقرہ: ۲۰۶]

''اور جب اس سے کہا جاتا ہے اللہ سے ڈر تو اس کی عزت اسے گناہ میں پکڑے رکھتی ہے، سو اسے جہنم ہی کافی ہے اور یقیناً وہ برا ٹھکانا ہے۔''

(۷).....خود کو بھوکا، ننگا اور مسکین ظاہر کرنا:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ اللّٰهَ ..... يُبْغِضُ الْبُؤْسَ وَالتَّبَاؤُسَ .)) [1]

''یقیناً اللہ تعالیٰ ..... بؤس اور تباؤس (خواہ مخواہ کی بیوست ظاہر کرتے رہنا) کو ناپسند فرماتا ہے۔''

[1] صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۱۷۴۲.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری حدیث میں فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى ..... يَكْرَهُ الْبُؤْسَ وَالتَّبَاؤُسَ .)) ❶

''بے شک اللہ تعالیٰ بیوست (خواہ مخواہ کی) تنگدستی کے اظہار کو مکروہ جانتے ہیں۔''

بؤس و التباؤس: اس سے مراد فقر و فاقہ کا اظہار کرنا، بوسیدہ، پھٹے پرانے اور کھردرے کپڑے پہننا، مسکینی، غیر اللہ سے مانگنا اور طلب کرنا ہے۔

ان باتوں کو رب تعالیٰ اس لیے ناپسند کرتے ہیں کیونکہ وہ خود خوبصورت ہیں اور خوبصورتی کو پسند فرماتے ہیں اور اپنے بندے پر کپڑوں اور خرچ کرنے اور شکر کرنے کے لحاظ سے اپنی نعمت کا اظہار محبوب رکھتا ہے، چنانچہ یہ اظہار بسا اوقات اقوال اور بعض دفعہ حالات اور بعض دفعہ افعال کے ذریعہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ چونکہ جمال کو پسند فرماتے ہیں اس لیے اپنے بندوں کے ظاہر کو خوبصورت بنانے اور باطن کی خوبصورتی کو قوت بخشنے کے لیے ان پر لباس اور زینت نازل فرمائی۔

لہٰذا وہ تو خوبصورتی کو پسند اور فقر و فاقہ اور مسکینی کے اظہار کو ناپسند کرتا ہے حتیٰ کہ لباس میں بھی یہ حرکت اسے ناگوار گزرتی ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے پراگندہ کپڑوں والے ایک آدمی کو دیکھا اور اسے فرمایا:

((هَلْ لَكَ مِنْ مَالٍ؟ فَقَالَ: مِنْ كُلِّ الْمَالِ قَدْ أَعْطَانِيَ اللّٰهُ مِنَ الْإِبِلِ وَالْغَنَمِ، فَقَالَ ﷺ: ((فَلْيُرَ عَلَيْكَ .)) ❷

''کیا تیرے پاس مال ہے؟ تو اس نے جواب دیا: مجھے اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کے مال اونٹ اور بکریوں سے نوازا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم پر اس کا اثر نظر آنا چاہیے۔''

یعنی اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے مال کا اظہار ہونا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ کا ایک اور فرمان ہے:

((إِذَا آتَاكَ اللّٰهُ مَالًا فَلْيُرَ عَلَيْكَ، فَإِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ أَنْ يَّرَى أَثَرُهُ عَلٰى عَبْدِهِ حَسَنًا، وَلَا يُحِبُّ الْبُؤْسَ وَلَا التَّبَاؤُسَ .)) ❸

''جب تجھے اللہ تعالیٰ مال سے نوازے تو تجھ پر اس کا اثر نظر آنا چاہیے (کیونکہ) اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے کہ اپنے بندے پر اس مال کے اچھے اثرات دیکھے اور فقر و فاقہ اور مسکینی کے اظہار کو پسند نہیں کرتا۔''

---

❶ صحيح الجامع الصغير، رقم : ١٧١١.

❷ صحيح سنن الترمذي، رقم : ١٦٣٢.

❸ صحيح الجامع الصغير، رقم : ٢٥٥.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کے افعال کی خوبصورتی کے نشانات سے یہ بات بھی ہے کہ اپنے بندوں کے تھوڑے سے شکر کرنے سے بھی راضی ہو جاتے ہیں اور قلیل عمل کے بدلے بہت زیادہ ثواب عطا کرتے ہیں اور ایک نیکی کو دس گنا بلکہ جس کے لیے چاہتے ہیں اس سے بھی زیادہ بڑھا دیتے ہیں اور گناہوں کو معاف اور لغزشوں کو چھپاتے ہیں چنانچہ اس کے بندوں پر لازم ہے کہ اپنے اوپر اس کی نعمت کا اظہار کرنے میں اس کے ساتھ خوبصورتی کا مظاہرہ کریں اور اس کی ضد یعنی فقر و فاقہ اور مسکینی کے اظہار سے پرہیز کریں۔ [1]

(۸).....سرکشی اور فخر میں تکبر کرنا:

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ مِنَ الْخُيَلَاءِ مَا يُبْغِضُ اللّٰهُ ..... أَمَّا الَّتِي يُبْغِضُ اللّٰهُ فَاخْتِيَالُهُ فِي الْبَغْيِ وَالْفَخْرِ .)) [2]

''بعض تکبر اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں۔ رب تعالیٰ کو سرکشی اور فخر میں بندے کا تکبر کرنا ناپسند ہے۔''

شرح.....: انسان کا درج ذیل باتیں ذکر کرنا سرکشی میں تکبر کہلاتا ہے: میں نے فلاں کو قتل کر ڈالا، فلاں کا مال چھین لیا یا اس کے علاوہ کسی آدمی کے مال اور جان پر سرکشی کرتے ہوئے اس سے تکبر صادر ہو۔

فخر میں تکبر کا مطلب ہے کہ آدمی محض افتخار کے لیے اپنا حسب و نسب اور مال و دولت، عزت، شجاعت، سخاوت کا تذکرہ کرتا ہے اور پھر اس میں تکبر آ جائے۔ چنانچہ یہ ایسا تکبر ہے جسے رب کائنات ناپسند فرماتا ہے۔ کپڑے کو نیچے لٹکانا بھی تکبر ہے یعنی انسان کا ٹخنوں سے نیچے کپڑا کرنا اور لٹکانا تکبر شمار ہوتا ہے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

((وَارْفَعْ إِزْرَاكَ إِلَى نِصْفِ السَّاقِ ، فَإِنْ أَبَيْتَ فَإِلَى الْكَعْبَيْنِ ، وَإِيَّاكَ وَإِسْبَالَ الْإِزَارِ فَإِنَّهَا مِنَ الْمُخِيلَةِ ، وَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُخِيلَةَ .)) [3]

''اپنا تہہ بند نصف پنڈلی تک اٹھا کر رکھ۔ اگر تو انکار کرتا ہے تو ٹخنوں تک (اٹھا لے) اور اپنے آپ کو تہہ بند لٹکانے سے بچا کیونکہ یہ تکبر سے ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ تکبر کو پسند نہیں فرماتا۔''

صحیح مسلم کی حدیث میں فرمایا:

---

[1] فيض القدير، ص: ٢٢٥ / ٢.

[2] صحيح سنن أبي داود، رقم: ٢٣١٦.

[3] صحيح سنن أبي داؤد، رقم: ٣٤٤٢.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ، وَلَا يُزَكِّيهِمْ، وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ. اَلْمُسْبِلُ، وَالْمَنَّانُ، وَالْمُنْفِقُ سِلْعَتَهُ بِالْحِلْفِ الْكَاذِبِ.)) ❶

''تین آدمیوں سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کلام نہیں فرمائیں گے اور نہ ان کی طرف دیکھیں گے اور نہ انہیں پاک کریں گے اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے (ایک ٹخنوں سے نیچے) کپڑا لٹکانے والا (دوسرا) احسان جتلانے والا (تیسرا) جھوٹی قسم کے ذریعہ سامان فروخت کرنے والا۔''

خیلاء اور مخیلہ کا معنی تکبر ہے اور تکبر والا نبی علیہ السلام کے فرمانے کے مطابق قیامت کے دن بہت بڑے خطرے میں ہوگا۔ فرمایا:

((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ، قَالَ رَجُلٌ: إِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ أَنْ يَكُونَ ثَوْبُهُ حَسَنًا، وَنَعْلُهُ حَسَنَةً قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ. اَلْكِبْرُ: بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ.)) ❷

''جس کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہے وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا، ایک آدمی نے سوال کیا یقیناً انسان یہ پسند کرتا ہے کہ اس کے کپڑے اچھے ہوں اور اس کا جوتا اچھا ہو تو آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ (اپنی ذاتِ اقدس میں) خوبصورت ہیں اور خوبصورتی کو پسند فرماتے ہیں۔ تکبر کا مطلب حق کا انکار اور لوگوں کو حقیر جاننا ہے۔''

انسان جب بھی لوگوں کو حقیر سمجھے گا تو ان کے حقوق کا انکار کر بیٹھے گا اور انہیں ہلکا سمجھنا شروع کر دے گا۔

ابن قیم رحمہ اللہ نے فرمایا: میں نے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کو فرماتے سنا ''تکبر شرک سے برا ہے کیونکہ متکبر اللہ تعالیٰ کی عبادت سے تکبر و انکار کرتا ہے اور مشرک اللہ کی بھی اور غیر کی بھی عبادت کرتا ہے، میں نے کہا: اسی لیے اللہ تعالیٰ نے آگ کو متکبرین کا ٹھکانہ قرار دیا ہے جیسے کہ فرمایا:

﴿ اُدْخُلُوْا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝ ﴾ [غافر: ٧٦]

''جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ، اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے کی حالت میں چنانچہ تکبر کرنے والوں کا ٹھکانہ بہت برا ہے۔''

رب تعالیٰ نے یہ بھی بتایا ہے کہ تکبر اور سرکشی والے وہ لوگ ہیں جن کے دلوں پر میں نے مہر لگا دی ہے۔

---

❶ أخرجه مسلم في كتاب الإيمان، باب: تحريم إسبال الإزار والمن بالعطية وتنفيق السلعة بالحلف، رقم: ٢٩٢.

❷ أخرجه مسلم في كتاب الإيمان، باب: تحريم الكبر وبيانه، رقم: ٢٦٥.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ فرمایا:

﴿ كَذَالِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ﴾ [الغافر: ٣٥]

''بے شک اللہ تعالیٰ اسی طرح ہر متکبر اور سرکش کے دل پر مہر لگا دیتے ہیں۔''

﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ ﴾ [النساء: ٤٨]

''بے شک اللہ تعالیٰ قطعاً نہ بخشے گا (اس گناہ کو) کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے۔''

قرآن کے اسی فرمان میں تنبیہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس تکبر کو نہیں معاف کرے گا جو شرک سے بڑا ہے اور جس نے اللہ تعالیٰ کے لیے فروتنی اختیار کی اللہ اسے بلند کر دیتا ہے، ایسے ہی یہ بات بھی ہے کہ جس نے مطیع و فرمانبردار ہونے سے انکار اور تکبر کیا، رب تعالیٰ اسے ذلیل و رسوا اور پست کر دیتا ہے اور جس نے حق کی فرمانبرداری سے تکبر کیا خواہ حق اس کے پاس چھوٹے ہاتھ پر یا اس کے دشمن اور ناپسندیدہ فرد کے ہاتھ پر آیا ہے تو درحقیقت اس نے اللہ پر تکبر کیا، کیونکہ رب تعالیٰ ہی تو حق ہے، اس کی کلام حق ہے، اس کا دین حق ہے اور اس کی صفت حق ہے، حق اس سے ہے اور اسی کے لیے ہے۔ چنانچہ جب بندہ حق کو رد کرتا ہے اور قبول کرنے سے انکار و تکبر کرتا ہے تو یقیناً وہ اللہ کو رد کرتا اور اس کا انکار کرتا ہے۔ واللہ اعلم [1]

(٩).....وہم کی بنیاد پر غیرت کا مظاہرہ کرنا:

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : مِنَ الْغَيْرَةِ ..... مَا يُبْغِضُ اللّٰهُ ..... أَمَّا الَّتِي يُبْغِضُهَا اللّٰهُ فَالْغَيْرَةُ فِي غَيْرِ رِيبَةٍ .)) [2]

''کئی طرح کی غیرت..... اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے..... وہ جسے رب تعالیٰ ناپسند کرتا ہے غیر مشکوک مقام میں غیرت کرنا ہے۔''

شرح.....: اس کی مثال یہ ہے کہ کسی انسان کی ماں اپنے خاوند سے شادی کرے اور یہ ماں پر غیرت کرے، اسی طرح کی مثال اس کی تمام محرمات کی ہے یہ ایسی غیرت ہے جسے اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا۔ کیونکہ جو چیز اس نے حلال قرار دی ہے ہم پر اس سے راضی ہونا واجب ہے اور اگر ہم اسے پسند نہیں کریں گے تو یہ اللہ تعالیٰ کی مشروع کردہ چیز پر جاہلیت کی حمیت کو ابھارنا ہے۔

---

[1] مدارج السالكين، ص: ٣١٦، ٣١٧ / ٢.

[2] صحيح سنن أبي داود، رقم: ٢٣١٦.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یا اس کی مثل یہ ہے کہ میاں بیوی میں سے کوئی ایک دوسرے پر غیرت کرے اور سوءِ ظن، شرارت، پوشیدہ باتوں کی جاسوسی، وہم اور شک میں مبالغہ کرے۔

غیرت.....: حمیت وخودداری، غیرت کی شرکت کی کراہت اور غیور کا یہ خوف کہ دوسرا کہیں میرا مقام حاصل نہ کرلے، غیرت کہلاتا ہے۔

کہا گیا ہے کہ غیرت اختصاص میں کسی کی مشارکت کی وجہ سے جو ہیجان، غضب اور دل کا تغیر پیدا ہوتا ہے، سے مشتق ہے۔

شدید ترین غیرت وہ ہے جو میاں بیوی کے مابین ہوتی ہے۔ غیرت زیادتی اور کمی کو قبول کرتی ہے اور دونوں ہی مذموم ہیں۔ اکثر طور پر زیادتی والی غیرت عورتوں کے ہاں پائی جاتی ہے۔

غیر طبعی اور مذموم غیرت ان سخت بیماریوں میں سے ایک ہے جس کی وجہ سے ازدواجی زندگی کو نقصان پہنچنے کا خطرہ ہوتا ہے۔ عجیب بات یہ ہے کہ غیرت کی وجہ سے جسے رد کردیا گیا ہے اسے سمجھ ہی نہیں آتی کہ اسے یہ خطرناک آفت پہنچ چکی ہے بلکہ بسا اوقات وہ غیرت کو محبت سے تعبیر کرتا ہے، حالانکہ اسے علم ہی نہیں کہ مذموم غیرت محبت سے تعبیر نہیں ہوسکتی، بلکہ مذموم غیرت مملوکہ چیز میں مطلق العنان ہونے کی رغبت سے تعبیر کی جاتی ہے۔

یہ اس محبت کے مفہوم کا عکس ہے جو قربانی ایثار اور ذات کے انکار پر کھڑا ہوتا ہے۔

مبغوض یا پریشان کرنے والی غیرت کا جو ہر وسوسے اور نفسی بیماری ہے جیسے مالک بننے اور ڈکٹیٹرشپ کی محبت ہے۔ یہ مایوس کرنے والی، سخت تکلیف دینے والی اور ہمیشہ زیادتی کرنے والی چیز ہے جو محبت کی کشتی کو مایوسی کے میدان کی طرف لے جاتی ہے۔ یہ مرضِ قاتل ہے جو حافظہ کی خرابی اور عقل کے چلے جانے کا سبب بنتا ہے۔ پریشان کرنے اور دل کو زخمی کرنے والی آوازیں ہیں، بغیر پھولوں کے زہریلے کانٹے، جلانے والے شعلے، مدمقابل کی حریت وپختگی کا انکار اور اس پر یہ کامل مطلق العنانیت حاصل کرنے کی کوشش وارادہ کا نام ہے۔ جب یہ مطلق العنانیت کی حد سے تجاوز کرجائے تو اس کی سختی اور ہلاکت لازم ہے کیونکہ یہ ہلاک کرنے والی محبت ہے۔

پریشان کرنے والی غیرت کی اساس، احساس کمتری اور خود اعتمادی کا فقدان ہے۔ چنانچہ ایسی غیرت، غیور کو مدمقابل کا محاصرہ کرنے، گھات لگانے اور اس پر حملہ کرنے کی طرف لے جاتی ہے۔

غیر طبعی غیرت میں اسراف، غیور کے لیے وبال بن جاتا ہے اور اس کی وجہ سے پکڑا جاتا ہے۔ چنانچہ ایسی غیرت اس کے دل کو غیظ میں مبتلا کرتی ہے، اس کے نفس کو پریشان اور اس کی فکر کو بکھیر کر رکھ دیتی ہے اور اس کی آنکھوں سے چین کوسوں دور ہوجاتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک عورت غیرت کو پیش آنے والی اشیاء کی صفات بیان کرتے ہوئے کہتی ہے: غیرت کا احساس بہت زیادہ تھکا دینے والا ہے اور یہ پریشانی، خوف، کشیدگی، تنگدستی اور اندرونی اضطراب اور پٹھوں کے کھچاؤ سے مرکب ہے۔ بسا اوقات میرا معدہ مضطرب ہوتا ہے اور درد کی لہریں اٹھتی ہیں یا میرے سر کو درد توڑ کر رکھ دیتا ہے۔ مجھے ایسی گرمی اور بخار محسوس ہوتا ہے جو میرے قدموں سے اوپر تک چڑھتا ہے، سینے میں تنگی اور گردن میں گھٹن کا احساس ہوتا ہے۔ میری آواز بھی بسا اوقات مضطرب ہو جاتی ہے اور میرے چہرے کی شریانیں سکڑ جاتی ہیں، لہٰذا میں انہیں سخت سکڑی ہوئی محسوس کرتی ہوں، نیز غیر محدود الاطراف غصہ مجھے اکھاڑ کر رکھ دیتا ہے۔ سخت مذموم غیرت، غیور کو غیبت، چغلی اور دوسروں کو تکلیف دینے والی نافرمانی کی طرف لے جاتی ہے۔ اسے شکوک و شبہات اور اوہام و تخیلات کی طرف حوادثات اور موقف کی بری تفسیر کی طرف دھکیلتی ہے۔ بالطبع اسے معلوم نہیں ہوتا کہ اس مذموم غیرت کے تحت کون اثر انداز ہو رہا ہے۔ ایسا انسان ازدواجی زندگی تباہ کر رہا ہے اور محبت کا گلا دبا رہا ہے۔

صحیح اور قوی ازدواجی زندگی کے لیے ممکن ہی نہیں کہ وہ بداعتمادی اور ہمیشگی والے شکوک کی فضا میں پروان چڑھ سکے۔

(۱۰)..... پیٹ کے بل (اوندھا) لیٹنا:

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ هٰذِهِ ضِجْعَةٌ يُبْغِضُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى يَعْنِي الْاِضْطِجَاعُ عَلَى الْبَطْنِ .)) [1]

''یقیناً اس طرح لیٹنے کو اللہ تعالیٰ ناپسند فرماتا ہے یعنی پیٹ کے بل (اوندھا) لیٹنا۔''

الاضطجاع علی البطن:..... یعنی ایسے سونا کہ پیٹ زمین کی طرف اور پشت اوپر کی طرف ہو، اس کے متعلق نبی کریم ﷺ نے دوسری حدیث میں فرمایا:

((إِنَّ هٰذِهِ ضَجْعَةٌ لَا يُحِبُّهَا اللّٰهُ .)) [2]

''بے شک یہ ایسا لیٹنا ہے جسے اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا۔''

پیٹ کے بل سونا جسمانی اعتبار سے بھی نقصان دہ ہے کیونکہ سانس کے وقت صدری پنجرہ آگے کی طرف پھیلاتا ہے اور پیٹ کے بل لیٹنے کی حالت میں پنجرے کی یہ حرکت بند ہو جائے گی اور پھیپھڑوں کا مکمل پھیلنا اور

---

[1] صحيح الجامع الصغير، رقم : ۲۲۷۱.

[2] صحيح سنن الترمذي، رقم : ۲۲۲۱.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوا سے بھرنا بھی مشکل ہو جاتا ہے اور بسا اوقات ایسا لیٹنا حرکت قلب اور معدے کے عمل پر اثر انداز ہوتا ہے۔

(۱۱).....ردی امور سے ناپسندیدگی:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُحِبُّ مَعَالِيَ الْأُمُوْرِ، وَأَشْرَافِهَا وَيَكْرَهُ سَفْسَافَهَا .)) ❶

''بے شک اللہ تعالیٰ عمدہ اور اعلیٰ امور کو پسند اور ردی امور کو ناپسند کرتا ہے۔''

شرح.....: ردی امور میں سب سے پہلے دینی معاملات آتے ہیں اور مراد وہ ممنوع چیز ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں یا اپنے رسول کی زبان پر منع کیا اور روکا ہو، ایسے امور میں کفر شرک اور نفاق بھی شامل ہے۔

ایسے امور کے تحت درج ذیل اشیاء بھی آتی ہیں: فحش گوئی، طیش، بکواس، جھگڑا، غیبت، چغلی، قیل و قال اور کثرت سوال، بے فائدہ باتیں، وعدہ خلافی، جہالت، ظلم، شہوت، غصہ، بخیلی، حرام کاری، حرص، گھٹیا پن، تکبر، کینہ، حسد، دشمنی، بیوقوفی، گھٹیا کام اور کمینگی۔

گھٹیا پن اور شہوت کی وجہ سے انسان جانوروں کے مشابہہ ہو جاتا ہے یعنی جس نے اپنی ہمت، ردی امور اور ذلیل اخلاق و عادات میں صرف کی وہ جانوروں سے مل جاتا ہے لہٰذا یا تو کتے کی طرح پھاڑنے والا یا خنزیر کی طرح حریص یا اونٹ کی طرح کینہ پرور یا چیتے کی طرح متکبر یا لومڑ کی طرح فراڈیہ یا شیطان کی طرح ان سب کا جامع بن جاتا ہے۔

(۱۲).....ردی اخلاق سے ناپسندیدگی:

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ كَرِيْمٌ يُحِبُّ الْكُرَمَاءَ، جَوَادٌ يُحِبُّ الْجُوْدَةَ يُحِبُّ مَعَالِيَ الْأَخْلَاقِ، وَيَكْرَهُ سَفْسَافَهَا .)) ❷

''یقیناً اللہ تعالیٰ مہربانی فرمانے والے ہیں اور مہربانی کرنے والوں کو پسند فرماتے ہیں۔ اللہ کریم سب سے بڑے سخی ہیں اور سخاوت کو پسند فرماتے ہیں..... بلند اخلاق کو پسند اور ردی اخلاق کو ناپسند فرماتا ہے۔''

تشریح.....: گھٹیا اور ردی اخلاق میں سے ایک حرکت نفاق اصغر ہے یعنی ظاہر، باطن کے خلاف ہو۔ زبان

---

❶ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۱۸۹۰

❷ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۱۸۰۰.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر جو بات ہے وہ دل میں نہیں، اپنے اقوال اور افعال میں جھوٹ کا سہارا لینا۔

ان میں فسق بھی شامل ہے یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ کے اوامر کی نافرمانی اور منہیات کا ارتکاب کرنا۔

ردی اخلاق میں درج ذیل حرکتیں بھی شامل ہیں: فجور، زنا، نشہ، لونڈے بازی، مشت زنی، زیب وزینت اور بے پردگی، مردوں عورتوں کا اختلاط، ننگا ہونا، وعدہ خلافی، امانت میں خیانت، عہد توڑنا، جھوٹی بات، جھگڑنا، لعن طعن کرنا، قبیح باتیں، گالی دینا، تہمت لگانا، بکواس وغیرہ دوسروں سے مذاق کرنا اور ان کی باتوں اور حرکتوں کی نقل کرنا بھی اسی کے تحت ہے۔

(۱۳).....مزید تین امور سے ناپسندیدگی:

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ كَرِهَ لَكُمْ ثَلَاثًا قِيْلَ وَقَالَ، وَإِضَاعَةَ الْمَالِ، وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ.)) [1]

''بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے تین امور کو ناپسند کیا ہے قیل وقال (سنی سنائی ہانکنا)، مال کو ضائع کرنا، کثرت سوال۔''

(۱)..... قیل وقال.....: ایسی کلام کی زیادتی مراد ہے جو بے فائدہ ہو اور لوگوں کے لایعنی احوال اور تصرف کی حکایات اور خبروں میں غور وخوض کرنا، نیز ان باتوں کی زیادتی بھی مراد ہے جنہیں لوگ بغیر تدبر وتحقیق اور پختگی کے کہتے چلے جاتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

((بِئْسَ مَطِيَّةُ الرَّجُلِ زَعَمُوْا.)) [2]

''آدمی کی زعموا (لوگوں نے گمان کیا) کہنے کی عادت بری ہے۔''

زعم، ظن کے قریب قریب ہے۔ آدمی کی یہ عادت بہت ہی بری ہے کہ لفظ ''زَعَمُوْا'' کو اپنے مقاصد کے حصول کے لیے استعمال کرے اور بغیر یقین وپختگی کے محض تقلید کرتے ہوئے کسی معاملہ کی خبر دے دیتا اور خطا کھا جاتا ہے اور اس سے جھوٹ بولنے کا فعل سرزد ہو جاتا ہے۔ بے بنیاد اور اندازوں والی خبریں دینا قبیح حرکت ہے، بلکہ خبر کے لیے کوئی سند اور دلیل ہونی چاہیے اور یقین ہونا چاہیے، محض ظن اور گمان کی بناء پر حکایت نہ ہو۔ مشہور ضرب المثل ہے: ''زعموا جھوٹ کی سواری ہے۔'' مذکورہ حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے اخبار کو نقل

---

[1] أخرجه البخاري في كتاب الزكاة، باب: قول الله تعالى: ﴿ لَا يَسْئَلُوْنَ النَّاسَ إِلْحَافًا ﴾، رقم: ١٤٧٧.

[2] صحيح سنن أبي داود، رقم: ٤١٥٨.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ کرنے کے وجوب پر متنبہ کیا ہے کیونکہ اس طرح پردے پھٹتے اور راز کھلتے ہیں اور اچھے انسانوں کی یہ عادت نہیں۔

آدمی کے اسلام کی خوبی میں سے بے مقصد اشیاء کو چھوڑنا بھی ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ پردہ پوشی کرنے والے ہیں اور بکثرت خبریں نشر کرنے سے پردہ پوشی نہیں ہوتی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ.)) [1]

''جو کوئی اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ ہمسائے کو تکلیف نہ دے۔ اور جو کوئی اللہ عزوجل اور آخرت پر ایمان لاتا ہے اسے مہمانوں کی عزت افزائی کرنی چاہیے۔ جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے۔''

انسان کو چاہیے کہ حرام یا مکروہ اور بے فائدہ باتوں سے اپنی زبان کو کنٹرول میں رکھے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِّنْ نَّجْوٰهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ ﴾ [النساء: ١١٤]

''ان کے اکثر مصلحتی مشورے بے خیر ہیں۔ ہاں! بھلائی اس کے مشورے میں ہے جو خیرات کا یا نیک بات کا یا لوگوں میں صلح کرانے کا حکم کرے۔''

معروف: ہر اس کام کو کہتے ہیں، جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہو یا نیکی اور بھلائی کے اعمال کو جس کا نمائندہ مقرر کیا ہو۔ اللہ تعالیٰ کی درج بالا بیان کردہ مصالح کے علاوہ جتنی بھی اشیاء ہیں اکثر میں کلام کرنا بے فائدہ ہوتا ہے اور اس سے رک جانا سنت ہے۔

(۲)..... مال کو ضائع کرنا.....: یعنی غیر شرعی وجوہ میں مال صرف کرنا اور ناحق فضول خرچی کرنا یا عمدہ و لذیذ کھانے و مشروبات اور نفیس کپڑوں اور سواریوں اور زیب و زینت اور بنگلوں میں آرائش کرنے میں اسراف کرنا اور اس کے علاوہ ان کاموں میں مال خرچ کرنا جن کے ذریعہ رب تعالیٰ سے ہٹنے کے علاوہ طبیعت اور دل میں سختی پیدا ہوتی ہے۔ مال کو تلف کرنے سے اس لیے منع کیا گیا ہے کہ یہ فساد ڈالتا ہے اور رب تعالیٰ فسادیوں کو پسند نہیں کرتا، کیونکہ جب کوئی اپنا مال ضائع کرے گا تو پھر وہ لوگوں کے مال کے درپے ہوگا اور چھیننے کی کوشش کرے گا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

---

[1] أخرجه البخاري في كتاب الأدب، باب: من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فلا يؤذ جاره، رقم: ٦٠١٩.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَءَاتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ۝ إِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا إِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ۝ ﴾ [الاسراء: ٢٦-٢٧]

''اور رشتے داروں کا اور مسکینوں اور مسافروں کا حق ادا کرتے رہو اور اسراف اور بیجا خرچ سے بچو۔ بے جا خرچ کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے پروردگار کا بڑا ہی ناشکرا ہے۔''

جس انسان نے ضرورت سے زائد خواہشات میں اپنا مال صرف کیا اور ختم کرنے کے درپے ہوگیا تو وہ فضول خرچ ہے اور جس نے ایک پائی بھی حرام میں خرچ کی تو وہ بھی بے جا خرچ کرنے والا ہے۔ فرمایا:

﴿ وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ ﴾ [النساء: ٥]

''اور بیوقوفوں کو اپنے اموال مت دو۔''

یہ حکم ہر مرد عورت اور چھوٹے بڑے بیوقوف کے متعلق عام ہے۔

بیوقوف وہ ہے جو مال کو اپنی بری تدبیر کے ساتھ ضائع اور خراب کر لیتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ تیرا وہ مال جو تیری گزران کا سبب ہے اسے اپنی بیوی بچوں کے سپرد نہ کر کہ تو فقیر ہو کر بیٹھ جائے اور ان کی طرف اور جو ان کے ہاتھوں میں ہے دیکھتا رہے بلکہ تو خود ہی ان پر خرچ کر۔ اس قول سے معلوم ہوا کہ عورتیں اور چھوٹے بچے بیوقوف ہیں۔

جس بیوقوف سے مال کے ضائع ہونے کا ڈر ہے شریعت نے اس کو مال کے تصرف سے روکنے کی اجازت دی ہے۔

بیوقوف کی کئی حالتیں ہیں: (۱) کم عمری، (۲) پاگل پن اور (۳) کم عقلی۔ کہا گیا ہے: مال کو ضائع کرنے کی یہ صورت بھی ہے کہ اپنا مال نقصان والی جگہوں پر دے یا ایسے وکیل کے سپرد کرے جسے تجارت کرنے کا طریقہ نہیں آتا، جو فاسد اور صحیح، حرام اور حلال بیوع سے جاہل ہے یا وہ اپنا مال کفار کے سپرد کر دے۔ اسی لیے علماء نے ذمی کو خرید و فروخت کا وکیل بنانا اور مضاربت کے لیے اسے مال دینا ناپسند کیا ہے۔

(۳)..... کثرت سوال: بغیر ضرورت کے فضول قسم کے سوالات کی کثرت مراد ہے۔ سلف اسی حرکت کو ناپسند کرتے اور ممنوع تکلف شمار کرتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایسے سوالات کو مکروہ سمجھا اور عیب دار جانا ہے۔ بعض کے نزدیک لوگوں سے اشیاء اور مال طلب کرنا مراد ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حرکت سے بھی منع فرمایا ہے۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ مراد، انسان سے اس کے حالات اور اس کے معاملات کی تفصیل کے متعلق زیادہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوالات کرنے ہیں چنانچہ فضول قسم کے سوالات بھی اس میں شامل ہو جاتے ہیں اور اس سے مسئول کو تنگی محسوس ہوتی ہے۔ بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں جو سائل کو بتانے والی نہیں ہوتی لہٰذا اگر بتائے گا تو دشواری کا خطرہ ہے اور اگر جھوٹ وغیرہ کا سہارا لے گا تو تب بھی مشکلات میں گھرنے کا اندیشہ ہے اور اگر جواب مہمل دے گا تو سوء ادب کا مرتکب ہوتا ہے۔

یہ معنی بھی کیا گیا ہے کہ شریعت نے جن امور کو غیب کے زمرہ میں شامل کیا ہے اور ان کی کیفیت جانے بغیر ان پر ایمان لانا ضروری قرار دیا ہے، ان کے متعلق کرید کرنا مراد ہے۔ ان امور میں سے بعض درج ذیل ہیں: ایسی چیز کے متعلق سوال کرنا جس کے لیے عالم حس میں کوئی شاہد نہیں مثلاً قیامت کے وقت، روح اور اس امت کی مدت وعمر کے متعلق سوالات کرنا اس قسم کی دیگر اشیاء کے متعلق پوچھنا جن کا تعلق محض نقل کے ساتھ ہے، ایسے امور میں کثرت سے سوالات کرنا۔ بھی کوئی چیز ثابت نہیں کر سکتا، لہٰذا بغیر کرید کے ان پر ایمان لانا واجب ہے۔ سب سے سخت ترین وہ سوالات ہیں جن کی کثرت شک اور حیرت میں مبتلا کر دے۔ [1]

(۱۴)..... جماہی لینا:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْعُطَاسَ وَيَكْرَهُ التَّثَاؤُبَ ، فَإِذَا عَطَسَ فَحَمِدَ اللَّهَ فَحَقٌّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ سَمِعَهُ أَنْ يُشَمِّتَهُ وَأَمَّا التَّثَاؤُبُ فَإِنَّمَا هُوَ مِنَ الشَّيْطَانِ فَلْيَرُدَّهُ مَا اسْتَطَاعَ ، فَإِذَا قَالَ: هَا ضَحِكَ مِنْهُ الشَّيْطَانُ .)) [2]

”بے شک اللہ تعالیٰ چھینک کو پسند اور جماہی کو ناپسند کرتے ہیں۔ پس جب کوئی چھینکے تو اللہ کی تعریف کرے اور ہر وہ مسلمان جو سنے وہ اس کا جواب دے۔ رہی جماہی کی بات تو وہ شیطان کی طرف سے ہوتی ہے۔ جب تم میں سے کسی کو جماہی آنے لگے تو جہاں تک ہو سکے اس کو روکے، اس لیے کہ جب تم سے کوئی جماہی لیتا ہے اور جب وہ ”ہا“ کہتا ہے تو اس پر شیطان ہنستا ہے۔“

امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں نبی مکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کیا ہے:

وَقَالَ ﷺ: ((إِذَا تَثَاءَبَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلْيَكْظِمْ مَا اسْتَطَاعَ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ

---

[1] شرح مسلم للنوی، ص: ۱۱، ۱۲۔ فتح الباری، ص: ۲۶۷ / ۱۳.

[2] أخرجه البخاري في كتاب الأدب، باب: ما يستحب من العطاس، وما يكره من التثاوب، رقم: ٦٢٢٦.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَدْخُلُ:)) [1]

''جب تم میں سے کسی کو نماز میں جماہی آئے تو جہاں تک ہو سکے اس کو روکے اس لیے کہ (اس وقت) شیطان اندر گھستا ہے۔''

تشریح.....: جماہی سے مراد وہ سانس ہے جس کی وجہ سے منہ کھلتا ہے اور یہ حواس کی کدورت نفس کے بوجھل ہونے اور پیٹ کے بھرے ہونے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے اس کے نتیجہ میں سوء فہم، سستی اور غفلت پیدا ہوتی ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ اسے ناپسند اور شیطان اسے پسند کرتا ہے اور اس کی وجہ سے مسکراتا ہے۔

شیطان کی طرف نسبت سے خوشنودی اور ارادہ مراد ہے۔ یعنی شیطان انسان کو جماہی کی حالت میں دیکھنا محبوب رکھتا ہے کیونکہ اس حالت میں انسانی شکل متغیر ہو جاتی ہے جس کی بناء پر شیطان کو ہنسنے کا موقعہ مل جاتا ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ جماہی شیطان کی طرف سے ہوتی ہے (اور شیطان خواہشات کی دعوت دیتا ہے) کیونکہ یہ بدن کی کسل مندی (پیٹ کے)، بھاری اور بھرے ہونے کی وجہ سے ہوتی ہے۔

مراد اس سبب سے ڈرانا جس کی وجہ سے جماہی پیدا ہوتی ہے اور وہ کھانے کی کثرت اور وسعت ہے۔ آنحضرت ﷺ نے جماہی کو دبانے، روکنے اور منہ پر ہاتھ رکھنے کا حکم دیا تاکہ انسانی صورت کی تبدیلی، منہ میں داخلے اور ہنسنے کی شیطانی مراد پوری نہ ہو سکے۔

فلیردہ.....: یعنی روکنے کا کوئی طریقہ اختیار کرے، یہ مطلب نہیں کہ انسان اس کو روکنے کا مالک ہے کیونکہ ایک مرتبہ جماہی آ جائے تو روکی نہیں جا سکتی۔ چنانچہ اس کا روکنا ہتھیلی سے منہ بند کرنے سے ہوتا ہے یا اگر ابھی منہ بند ہو تو کھلنے سے بچانے کے لیے اس پر ہاتھ رکھنا مراد ہے، کپڑا وغیرہ بھی رکھنا ممکن ہے جس سے مقصود حاصل ہو جائے۔ ہاتھ کو معین اس لیے کیا کیونکہ اس کے بغیر جماہی نہیں رکتی۔ یہاں روکی گئی جماہی کی قباحت بتانے اور اس سے نفرت دلانے کے لیے اسے کتے کے بھونکنے کی آواز سے مشابہت دی گئی ہے کیونکہ جب کتا سر اٹھاتا ہے تو منہ کھول کر بھونکنا شروع کر دیتا ہے، اسی طرح جب جماہی لینے والا جمائی میں افراط کرتا ہے تو کتے کے مشابہہ ہو جاتا ہے۔

یہاں سے شیطان کے خوش ہونے کی وجہ کا نکتہ بھی واضح ہوتا ہے کیونکہ اس حالت میں انسان نے اپنی صورت بگاڑ کر شیطان کے لیے کھیل کا سامان مہیا کیا ہے۔

جماہی ہر حالت میں روکنی چاہیے لیکن نماز کو اس لیے خاص کیا گیا کہ یہ سب سے اعلیٰ حالت ہے۔ اور

[1] أخرجه مسلم في كتاب الزهد، باب: تشميت العاطس وكراهة التثاؤب، رقم: ٧٤٩٣.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روکنے کا حکم اس لیے دیا گیا ہے کہ ایک تو آدمی اعتدال کی ہیئت سے نکل جاتا ہے اور دوسرا اس میں صورت بگڑ جاتی ہے۔ جماہی لینے والے نمازی کو جماہی ختم ہونے تک قرأت روکنے کا بھی حکم ہے تاکہ اس کی قرات کا نظم متغیر نہ ہو۔

فان الشیطان یدخل .....: اس سے حقیقی دخول مراد لینے کا احتمال ہے، گو شیطان انسان کے خون کے جاری ہونے کی جگہ پر چلتا ہے لیکن جب تک انسان اللہ رب تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہتا ہے اس وقت تک یہ داخلے پر قدرت نہیں رکھتا اور جماہی لینے والا چونکہ اس وقت ذکر اللہ سے رک جاتا ہے اس لیے شیطان کا اس میں حقیقی دخول ممکن ہو جاتا ہے۔

یہ احتمال بھی ہے کہ لفظ تو دخول کا استعمال ہوا لیکن مراد قادر ہونا اور قابو پانا ہے کیونکہ کسی چیز میں داخلے کی یہ صورت بھی ہے کہ اس پر قابو پالیا جائے۔ [1]

[1] فتح الباری، ص: ٦١٢ / ١٠۔ شرح مسلم للنووی، ص: ١٢٢، ١٢٣ / ١٨۔ تحفة الاحوذی، ص: ١٧ / ٨.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پانچواں باب:

اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ و ناپسندیدہ جگہیں اور چیزیں

فصل اوّل: اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ جگہیں اور چیزیں

(۱) روزئے زمین میں سب سے پسندیدہ شہر: مکہ

رسول اللہ ﷺ نے مکہ کے متعلق فرمایا:

((وَاللّٰهِ إِنَّكِ لَخَيْرُ أَرْضِ اللّٰهِ وَأَحَبُّ أَرْضِ اللّٰهِ، إِلَى اللّٰهِ، وَلَوْلَا أَنِّي أُخْرِجْتُ مِنْكِ مَا خَرَجْتُ .)) [1]

''اللہ کی قسم! تو اللہ تعالیٰ کی بہترین زمین ہے اور اللہ کے ہاں محبوب ترین زمین ہے اگر مجھے تیرے یہاں سے نکالا نہ جاتا تو میں تجھے چھوڑ کر نہ جاتا۔''

مکہ: اس کے کئی نام ہیں: مکہ مکرمہ، ام القریٰ، بکہ، البلد الامین، البلد الحرام۔

مکہ کو اللہ تعالیٰ نے کعبہ کی وجہ سے شرف بخشا اور یہ ایسا گھر ہے جو سب سے پہلے لوگوں کے لیے تیار کیا گیا تاکہ اللہ کی عبادت اور اس کی توحید بیان کی جائے۔

مکہ ہر مسلمان کی آرزو ہے کیونکہ اس میں آ کر بیت اللہ کا حج اور اسلام کا پانچواں رکن ادا ہوتا ہے۔

اس شہر نے جلیل القدر اور عظمت والی رحمت کی بارشیں دیکھیں، یعنی کعبہ کی تعمیر، رسول اللہ ﷺ کی بعثت اور اسلام کا ظہور، اور یہ شہر روزانہ، ہفتہ بعد، سال بعد، انسانوں کی ایسی بھیڑ دیکھتا ہے جس کی نظیر دنیا میں کہیں بھی نہیں ملتی، یہ ہجوم پانچوں نمازوں، جمعہ، رمضان اور حج کے ایام میں ہوتا ہے۔

چھوٹا شہر ہونے کے باوجود اگر اس میں کوئی واقعہ رونما ہو تو زمین کے تمام کناروں پر رہنے والے مسلمان متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتے بلکہ آخر زمانہ میں جب اس میں واقعہ رونما ہوگا تو تمام کی تمام دنیا اس سے متاثر ہوگی۔

ایسا کیوں نہ ہو جبکہ یہ اللہ تعالیٰ کا حرمت والا شہر اور اللہ کی بہترین زمین اور سب سے زیادہ محبوب زمین ہے۔

---

[1] صحيح سنن الترمذي، رقم : ٣٠٨٢.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرٰهِمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمٰعِيلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ أُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ۝ ﴾ [البقرہ: ۱۲۷، ۱۲۸]

''ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کعبہ کی بنیادیں اور دیواریں اٹھاتے جاتے تھے اور کہتے جا رہے تھے کہ اے ہمارے پروردگار! تو ہم سے قبول فرما، تو ہی سننے والا اور جاننے والا ہے۔ اے ہمارے رب! ہمیں اپنا فرمانبردار بنا لے اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک جماعت کو اپنی اطاعت گزار رکھ اور ہمیں اپنی عبادتیں سکھا اور ہماری توبہ قبول فرما اور تو توبہ قبول فرمانے والا اور رحم کرنے والا ہے۔''

رب تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو کعبہ بنانے کا حکم دیا تو انہوں نے اور ان کے بیٹے اسماعیل علیہ السلام دونوں نے مل کر کعبہ کو بنانا شروع کیا اور ساتھ ساتھ کہتے جا رہے تھے۔ ''ہمارے پروردگار! تو ہم سے قبول فرما تو ہی سننے والا اور جاننے والا ہے۔ دونوں بیت اللہ کو بناتے اور اس کے اردگرد گھومتے ہوئے کہہ رہے تھے: ﴿ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴾

ابراہیم علیہ السلام اور ان کے بیٹے اسماعیل علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر کو طواف، رکوع، اعتکاف اور سجدہ کرنے والوں کے لیے پاک صاف رکھنے کا عہد لیا اور ابراہیم علیہ السلام نے رب تعالیٰ سے اس شہر کو حرمت والا اور امن والا بنانے کی دعا کی اور اس کے رہنے والے کے لیے پھلوں کا رزق مانگا۔ یہ باتیں قرآن میں یوں بیان ہوئیں:

﴿ وَإِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَأَمْنًا وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرٰهِمَ مُصَلًّى وَعَهِدْنَآ إِلٰى إِبْرٰهِمَ وَإِسْمٰعِيلَ أَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِينَ وَالْعٰكِفِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ ۝ وَإِذْ قَالَ إِبْرٰهِمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ أَهْلَهُ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ﴾ [البقرہ: ۱۲۵۔ ۱۲۶]

''ہم نے بیت اللہ کو لوگوں کے لیے ثواب اور امن و امان کی جگہ بنایا، تم مقام ابراہیم کو جائے نماز مقرر کر لو، ہم نے ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام سے وعدہ لیا کہ تم میرے گھر کو طواف کرنے والوں، اعتکاف کرنے والوں اور رکوع و سجدہ کرنے والوں کے لیے پاک صاف رکھو اور جب ابراہیم علیہ السلام نے کہا: اے پروردگار! تو اس جگہ کو امن والا شہر بنا اور یہاں کے باشندوں کو جو اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والے ہوں، پھلوں کی روزیاں دے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے لوگوں میں اعلان کرنے کا حکم دیا کہ بیت اللہ کا حج کرنے اور اپنے منافع کے لیے دور دراز کے تمام راستوں سے آئیں چنانچہ قرآن فرماتا ہے:

﴿ وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّأْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ۝ لِّيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْٓ أَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيْمَةِ الْأَنْعَامِ فَكُلُوْا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ ۝ ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ۝ ﴾ [الحج: ۲۷ تا ۲۹]

''اور لوگوں میں حج کی منادی کر دے، لوگ تیرے پاس پیادہ بھی آئیں گے اور دبلے پتلے اونٹوں پر بھی، دور دراز کی تمام راہوں سے آئیں۔ اپنے فائدے حاصل کرنے کو آ جائیں اور ان مقررہ دنوں میں اللہ کا نام یاد کریں، ان چوپایوں پر جو پالتو ہیں پس تم بھی کھاؤ اور بھوکے فقیروں کو بھی کھلاؤ پھر وہ اپنا میل کچیل دور کریں اور اپنی نذریں پوری کریں اور اللہ کے قدیم گھر کا طواف کریں۔''

مکہ اسی طرح بسایا گیا اور تمام لوگوں کے لیے پہلا گھر اللہ کی عبادت اور توحید بیان کرنے کے لیے بنایا گیا، فرمایا:

﴿ إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ فِيْهِ اٰيٰتٌ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ إِبْرٰهِيْمَ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝ ﴾ [آل عمران: ۹۶۔ ۹۷]

''اللہ تعالیٰ کا پہلا گھر جو لوگوں کے لیے مقرر کیا گیا، وہی ہے جو مکہ (شریف) میں ہے جو تمام دنیا کے لیے برکت و ہدایت والا ہے، جس میں کھلی کھلی نشانیاں ہیں، مقام ابراہیم ہے، اس میں جو آ جائے امن والا ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر جو اس کی طرف راہ پا سکتے ہوں، اس گھر کا حج فرض کر دیا اور جو کوئی کفر کرے تو اللہ تعالیٰ (اس سے بلکہ) تمام دنیا سے بے پروا ہے۔''

لوگ دور دراز کے راستوں سے بیت اللہ کا حج کرنے اور اس کا طواف کرنے کے لیے آتے ہیں اور ہدایت، برکت کے حصول اور ایسے اجر عظیم کے پانے کے لیے اس کے پاس نماز پڑھتے ہیں اس کے برابر اجر و ثواب اور برکت کسی دوسری مسجد میں حاصل نہیں ہوتی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ، إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ وَصَلَاةٌ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَفْضَلُ مِنْ مِائَةِ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ.)) [1]

[1] صحيح سنن ابن ماجه، رقم: ۱۱۵۵.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''میری اس مسجد (مسجد نبوی) میں نماز دوسری کسی بھی مسجد میں نماز سے ہزار گنا افضل ہے سوائے مسجد حرام کے۔ اور مسجد حرام میں نماز دیگر مساجد کے مقابلہ میں ایک لاکھ نماز سے افضل ہے۔''

یعنی مسجد حرام میں ایک نماز کی ادائیگی کا ثواب دوسری مساجد کے مقابلہ میں ایک لاکھ نمازوں سے زیادہ ہے اور مدینہ طیبہ کی مسجد نبوی میں سو نماز پڑھنے سے بھی زیادہ ثواب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مکہ کو شرف بخشا، یہ شہر محمد کریم ﷺ کو سب سے زیادہ پیارا لگتا ہے اور اگر نبی مکرم ﷺ کی قوم نے آپ کو یہاں سے نہ نکالا ہوتا تو آپ ہرگز اسے نہ چھوڑتے۔ چنانچہ آنحضور علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کے متعلق فرمایا:

((مَا أَطْيَبَكِ مِنْ بَلَدٍ، وَأَحَبَّكِ إِلَيَّ، وَلَوْلَا أَنَّ قَوْمِي أَخْرَجُونِي مِنْكِ مَا سَكَنْتُ غَيْرَكِ.)) ❶

''تو کس قدر پاکیزہ اور میرا محبوب ترین شہر ہے، اگر تیری قوم مجھے تیرے ہاں سے نہ نکالتی تو میں تیرے علاوہ کہیں دوسری جگہ سکونت اختیار نہ کرتا۔''

جب سے اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو بنایا ہے اس وقت سے ہی مکہ کو حرمت والا قرار دیا ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فتح مکہ کے دن فرمایا:

((إِنَّ هَذَا الْبَلَدَ حَرَّمَهُ اللَّهُ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ، فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللَّهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَإِنَّهُ لَمْ يَحِلَّ الْقِتَالُ فِيهِ لِأَحَدٍ قَبْلِي، وَلَمْ يَحِلَّ لِي إِلَّا سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ، فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللَّهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ: لَا يُعْضَدُ شَوْكُهُ، وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهُ، وَلَا يَلْتَقِطُ لُقَطَتَهُ إِلَّا مَنْ عَرَّفَهَا، وَلَا يُخْتَلَى خَلَاهُ" فَقَالَ الْعَبَّاسُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِلَّا الْإِذْخِرَ فَإِنَّهُ لِقَيْنِهِمْ وَلِبُيُوتِهِمْ قَالَ إِلَّا الْإِذْخِرَ.)) ❷

''بے شک اللہ تعالیٰ نے اس شہر کو آسمانوں اور زمین کی پیدائش کے دن سے ہی حرمت والا قرار دیا ہے۔ چنانچہ یہ قیامت کے دن تک اللہ کی حرمت کے ساتھ حرام ہے اور مجھ سے پہلے کسی کے لیے بھی اس میں لڑائی کرنا حلال نہیں کی گئی اور میرے لیے بھی دن کی صرف ایک گھڑی ہی حلال کی گئی تھی چنانچہ یہ اللہ کی حرمت کے ساتھ قیامت کے دن تک حرام ہے اس کا کانٹا نہ کاٹا جائے اور نہ ہی اس کا شکار بھگایا جائے اور نہ ہی اس کی گری ہوئی چیز کوئی اٹھا سکتا ہے ہاں صرف اس کا اعلان کرنے والا

---

❶ صحيح سنن الترمذي، رقم: ٣٠٨٣.

❷ أخرجه البخاري في كتاب الجزية والموادعة، باب: إثم الغادر للبرّ والفاجر. رقم: ٣١٨٩.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(اٹھا سکتا ہے) اور نہ ہی اس کی گھاس کاٹی جائے۔ عباس رضی اللہ عنہ نے (لقمہ دیتے ہوئے) عرض کیا:

''اے اللہ کے رسول! مگر اذخر گھاس۔ بیشک یہ لوگوں کی بھٹیوں اور گھروں کی ضرورت ہے آپ نے فرمایا: ''ہاں! اذخر گھاس (کی اجازت ہے)۔

اس کے باوجود اس بلد حرام میں کئی عظیم فتنے پیش آئے اور بہت زیادہ قتل و غارت ہوئی نیز بیت اللہ کو بھی بڑے بڑے نقصان اٹھانا پڑے، اسے گرایا اور جلایا جاتا رہا۔ چنانچہ یہی بلد حرام اور بیت حرام اللہ اور اس کے دین کے دشمنوں کا نشانہ بن جائے گا اور قیامت کے قریب ان کا ہدف ہوگا۔

ابرہہ اشرم حبشی بیت اللہ کی اینٹ سے اینٹ بجانے کے لیے آیا لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کے جسم کو ایک ایک پور کر کے گرا دیا لہٰذا جس جگہ سے پورا گرتا وہاں پھوڑا بن جاتا جس سے پیپ اور خون بہنا شروع ہو جاتا کیونکہ بدلہ عمل کی جنس سے ہے اور یہ سزا اس پر گروہ در گروہ پرندے بھیجنے کے بعد دی گئی اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحٰبِ الْفِيلِ ۝ أَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِي تَضْلِيلٍ ۝ وَّأَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا أَبَابِيلَ ۝ تَرْمِيهِم بِحِجَارَةٍ مِّن سِجِّيلٍ ۝ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّأْكُولٍ ۝ ﴾ [الفیل]

''کیا تو نے نہیں دیکھا تیرے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا؟ کیا ان کے مکر کو بے کار نہیں کر دیا؟ اور ان پر پرندوں کے جھرمٹ بھیج دیے جو انہیں مٹی اور پتھر کی کنکریاں مار رہے تھے پس انہیں کھائے ہوئے بھوسے کی طرح کر دیا۔''

عنقریب پھر بیت اللہ کے مقابلہ کے لیے ایک لشکر نکلے گا جس کا مقابلہ خود رب کائنات کی ذات کرے گی اور انہیں زمین میں دھنسا دیا جائے گا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَيَؤُمَّنَّ هٰذَا الْبَيْتَ جَيْشٌ يَغْزُونَهُ، حَتّٰى إِذَا كَانُوا بِبَيْدَاءَ مِنَ الْأَرْضِ يُخْسَفُ بِأَوْسَطِهِمْ وَيُنَادِي أَوَّلُهُمْ آخِرَهُمْ ثُمَّ يُخْسَفُ بِهِمْ، فَلَا يَبْقٰى إِلَّا الشَّرِيدُ الَّذِي يُخْبِرُ عَنْهُمْ.)) [1]

''ایک لشکر اس خانہ کعبہ کی لڑائی کا ضرور قصد کرے گا جب زمین کے صاف میدان میں پہنچیں گے تو لشکر کا قلب دھنس جائے گا اور مقدمہ (یعنی آگے والا گروپ) پیچھے والوں کو پکارے گا پھر سب دھنس جائیں گے اور کوئی بھی باقی نہ رہے گا سوائے ایک بے گھر آدمی کے جو ان کی خبر دے گا۔''

[1] أخرجه مسلم في كتاب الفتن وأشراط الساعة: باب الخسف بالجيش الذي يؤم البيت. رقم: ٧٢٤١.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن جب اس قیامت کا وقت قریب آئے گا جو بدترین لوگوں پر قائم ہوگی جن میں کوئی بھی اللہ، اللہ کہنے والا باقی نہ ہوگا تو حبشہ سے ایک آدمی اٹھے گا اور کعبہ کو گرا دے گا جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے پیشین گوئی فرمائی:

((يُخَرِّبُ الْكَعْبَةَ ذُو السُّوَيْقَتَيْنِ مِنَ الْحَبَشَةِ .)) ❶

''کعبہ کو ایک چھوٹی چھوٹی پنڈلیوں والا حبشی خراب کرے گا۔''

(۲).....دوسرے درجہ پر محبوب مقامات، مساجد:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَحَبُّ الْبِلَادِ إِلَى اللّٰهِ مَسَاجِدُهَا وَأَبْغَضُ الْبِلَادِ إِلَى اللّٰهِ أَسْوَاقُهَا .)) ❷

''شہروں میں سب سے پیاری جگہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مسجدیں ہیں اور اللہ کے نزدیک سب سے ناپسند جگہیں بازار ہیں۔''

ربّ کائنات کا فرمان ہے:

﴿ وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ۝ ﴾ [الجن: ۱۸]

''اور مسجدیں صرف اللہ ہی کی ہیں پس اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو۔''

شرح.....: مساجد سے وہ گھر مراد ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ذکر اور فرمانبرداری کے لیے بنائے گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو روئے زمین پر سب سے زیادہ پیاری یہی جگہ لگتی ہے۔ کیونکہ یہ فرمانبرداری کے گھر ہیں، ان کی بنیاد تقویٰ پر ہے اور یہ رحمت کے نزول کی جگہ ہیں۔ اسی لیے جس نے رب تعالیٰ کے لیے مسجد بنائی اس کا اجر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں اس جیسا گھر بنائے گا چنانچہ آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے:

((مَنْ بَنٰى مَسْجِدًا لِلّٰهِ بَنَى اللّٰهُ لَهُ فِي الْجَنَّةِ مِثْلَهُ .)) ❸

''جس نے اللہ کے لیے مسجد بنائی، اللہ تعالیٰ جنت میں اس کی مثل اس کے لیے (گھر) بنائے گا۔''

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۝ ﴾

[النور: ۳۶]

---

❶ أخرجه البخاري في كتاب الحج، باب: هدم الكعبة. رقم: ۱۵۹۶.

❷ أخرجه مسلم في كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب: فضل الجلوس في مصلاه بعد الصبح. رقم: ۱۵۲۸.

❸ أخرجه مسلم في كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب: فضل بناء المساجد والحث عليها. رقم: ۱۱۹۰.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''ان گھروں میں جن کے ادب و احترام کا اور اللہ تعالیٰ کا نام وہاں لیے جانے کا حکم ہے وہاں صبح و شام اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے ہیں۔''

مسجدوں کا احترام ان کی عزت ان کی صفائی ستھرائی اور انہیں خوشبو دار کرنا چاہیے اور داخلے کے وقت دعا پڑھتے ہوئے دایاں پاؤں اندر رکھنا چاہیے اور نکلتے وقت دعا پڑھتے ہوئے بایاں پاؤں باہر رکھنا چاہیے چنانچہ نبی مکرم ﷺ جب مسجد میں داخل ہوتے تو یہ پڑھتے:

((أَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ .)) [1]

''عظیم اللہ کے ساتھ اور اس کے عزت والے چہرے اور اس کی پرانی بادشاہت کے ساتھ میں شیطان مردود سے پناہ مانگتا ہوں۔''

دوسری حدیث میں فرمایا:

((إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيُسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ لِيَقُلْ: اللّٰهُمَّ افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ ، فَإِذَا خَرَجَ فَلْيَقُلْ: اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ .)) [2]

''جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو نبی کریم ﷺ پر سلام پڑھے، پھر کہے: ((أَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ .)) ..... ''اے اللہ! میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔''

اور جب نکلے تو یوں کہے: ((أَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ .)) ..... ''اے اللہ میں تجھ سے تیرا فضل مانگتا ہوں۔''

اسی طرح مسجد کا تحفہ دو رکعتیں ہیں جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَجْلِسَ .)) [3]

''جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھے۔''

مساجد کی شان کے خلاف کئی امور ایسے ہیں جن سے انہیں پاک اور صاف رکھنا چاہیے مثلاً میل کچیل، لغو، برے اقوال و افعال، بدبو دار اشیاء مثلاً پیاز، لہسن وغیرہ، خرید و فروخت، آواز کی بلندی، چیخنے، دنیوی امور پر

---

[1] صحيح سنن أبي داود، رقم : ٤٤١.

[2] صحيح سنن أبي داود، رقم : ٤٤٠.

[3] أخرجه البخاري في كتاب الصلاة، باب : إذا دخل المسجد فليركع ركعتين. رقم : ٤٤٤.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کثرت سے باتیں کرنے، تھوک، رینٹ وغیرہ کو پھینکنے سے منع کیا گیا ہے۔

(۳).....دو قطرے اور دو نشانات:

جامع ترمذی کی حدیث میں رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيْسَ شَيْءٌ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ مِنْ قَطْرَتَيْنِ وَأَثَرَيْنِ: قَطْرَةُ دُمُوْعٍ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ، وَقَطْرَةُ دَمٍ تُهْرَاقُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ. وَأَمَّا الْأَثَرَانِ: فَأَثَرٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَأَثَرٌ فِيْ فَرِيْضَةٍ مِنْ فَرَائِضِ اللّٰهِ.)) ❶

''اللہ تعالیٰ کے ہاں دو قطرے اور دو نشان سب چیزوں سے زیادہ محبوب ہیں، اللہ کے ڈر سے آنسوؤں کا ایک قطرہ اور اللہ کے رستہ میں بہنے والے خون کا قطرہ دو نشان یہ ہیں ایک تو اللہ کے رستے میں زخم کا نشان اور دوسرا اللہ تعالیٰ کے فرائض میں سے ایک فریضہ کی ادائیگی کا نشان۔''

اللہ کے خوف سے آنسوؤں کا قطرہ: ..... رب تعالیٰ کے خوف کی شدت اور اس کی محبت پیدا کرنے والی عظمت کی وجہ سے آنکھ سے بہنے والے قطرے سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کو کوئی چیز بھی زیادہ پسندیدہ نہیں۔ چنانچہ اس آنکھ کو آگ ہرگز نہ چھوئے گی رسول رحمت ﷺ کا فرمان ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((عَيْنَانِ لَا تَمَسُّهُمَا النَّارُ: عَيْنٌ بَكَتْ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ، وَعَيْنٌ بَاتَتْ تَحْرُسُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ.)) ❷

''دو آنکھوں کو آگ نہیں چھوئے گی ایک وہ آنکھ جو اللہ کے خوف سے رو پڑی اور دوسری جس نے اللہ کے راستے میں پہرہ دیتے ہوئے رات گزاری۔''

یعنی ایسی آنکھ والے کو ہرگز ہرگز آگ میں نہ ڈالا جائے گا اور نہ ہی آگ اسے چھو سکے گی اور یہی مرتبہ مجاہدین کا ہے۔ ایسے انسان کو رب رحمان اس دن سایہ نصیب کرے گا جس دن سوائے اس کے سایہ کے اور کسی چیز کا سایہ نہ ہوگا چنانچہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

((سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ: ..... وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ.)) ❸

---

❶ صحيح سنن الترمذي، رقم: ١٣٦٣.

❷ صحيح سنن الترمذي، رقم: ١٣٣٨.

❸ أخرجه البخاري في كتاب الأذان، باب: من جلس في المسجد ينتظر الصلاة، وفضل المساجد، رقم: ٦٦٠.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''سات آدمیوں کو اللہ تعالیٰ اس دن سایہ نصیب کرے گا جس دن اس کے سائے کے علاوہ اور کوئی سایہ نہ ہوگا.....ان میں سے ایک وہ آدمی ہے جس نے تنہائی میں اللہ کا ذکر کیا تو اس کی آنکھیں بہہ پڑیں۔''

اللہ تعالیٰ نے انعام یافتہ انبیاء کی مدح وستائش کی ہے جو اللہ کی آیات سن کر رو پڑتے اور سجدے کی حالت میں چلے جاتے، سورۃ مریم میں فرمایا:

﴿ إِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا ۝ ﴾ [مریم: ۵۸]

''ان کے سامنے جب رحمان کی آیتوں کی تلاوت کی جاتی تھی یہ سجدہ کرتے اور روتے گڑگڑاتے ہوئے گر جاتے تھے۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ سورت مریم کی تلاوت کی تو سجدہ کیا اور کہا سجدہ تو ہوگیا لیکن رونا کدھر ہے؟ وہ رونے کا ارادہ کرتے تھے۔ صاحب علم لوگوں پر قرآن سن کر جو کیفیت طاری ہوتی ہے رب تعالیٰ نے حسب ذیل الفاظ میں بیان کی کہ:

﴿ وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا ۝ ﴾ [الاسراء: ۱۰۹]

''وہ اپنی ٹھوڑیوں کے بل روتے ہوئے سجدہ میں گر پڑتے ہیں اور یہ قرآن ان کی عاجزی اور خشوع وخضوع کو بڑھا دیتا ہے۔''

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا يَلِجُ النَّارَ رَجُلٌ بَكٰى مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ حَتّٰى يَعُوْدَ اللَّبَنُ فِي الضَّرْعِ وَلَا يَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ .)) [1]

''وہ آدمی جہنم میں داخل نہ ہوگا جو اللہ کے ڈر سے رو پڑا یہاں تک کہ دودھ پستان میں واپس لوٹ جائے۔''

اللہ کے رستہ میں بہنے والا خون کا قطرہ:

''اللہ تعالیٰ کو خون کے ایسے قطرہ سے بھی کوئی چیز زیادہ پیاری نہیں لگتی۔'' یہ اجر وثواب جہاد اور اس کے علاوہ بھلائی کے جتنے راستے ہیں ان سب کے لیے ہے مثلاً اپنی جان، عزت، مال، یا دین وغیرہ کا دفاع کرنا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنگ میں شریک تھے اور آپ کی انگلی زخمی ہوگئی تو فرمایا:

((هَلْ أَنْتِ إِلَّا إِصْبَعٌ دَمِيْتِ ، وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَا لَقِيْتِ)) [2]

---

[1] صحيح سنن الترمذي، رقم: ۱۸۸۱.

[2] أخرجه البخاري في كتاب الجهاد، باب: من ينكب في سبيل الله، رقم: ۲۸۰۲.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''تو محض ایک انگلی ہے جس کا خون بہا ہے۔ یہ زخم تجھے اللہ کی راہ میں ہی پہنچا ہے۔''

بخاری کی ہی دوسری حدیث میں فرمایا:

وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَا يُكْلَمُ أَحَدٌ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ..... وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَنْ يُكْلَمُ فِي سَبِيلِهِ ..... إِلَّا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاللَّوْنُ لَوْنُ الدَّمِ، وَالرِّيحُ رِيحُ الْمِسْكِ.)) ❶

''قسم اس پروردگار کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اللہ کی راہ میں جو زخمی ہوا اور اللہ خوب جانتا ہے کون اس کی راہ میں زخمی ہوتا ہے، قیامت کے دن وہ زخم اسی طرح آئے گا رنگ تو خون ایسا ہوگا اور خوشبو کستوری ایسی ہوگی۔''

اللہ کے راستے میں نشان:

''اس نشان سے رب تعالیٰ کو کوئی چیز بھی بڑھ کر محبوب نہیں۔'' مثلاً اللہ تعالیٰ کے کسی فرض کی ادائیگی کے لیے کوشش کرنے والے کے قدم کا نشان یا جہاد میں زخم یا غبار کا نشان یا علم حاصل کرتے ہوئے سیاہی کا نشان وغیرہ وغیرہ۔

کسی فریضہ کی ادائیگی کا نشان:

''اس سے بڑھ کر بھی اللہ تعالیٰ کو کوئی شے پسند نہیں۔'' فرائض کی ادائیگی اور ان میں محنت کرتے ہوئے اپنے آپ کو تھکا دینے والا مراد ہے۔ سجدے والی جگہ کی تپش سے پیشانی جلانا یا پانی کی ٹھنڈک سے پاؤں کا پھٹ جانا مراد ہے، یا روزہ دار کے منہ کی بو یا جمعہ اور حج وغیرہ میں قدموں کا غبار آلود ہونا مراد ہے۔ عبایہ بن رفاعہ سے مروی ہے کہ مجھے جمعہ کے لیے جاتے ہوئے ابوعبس رضی اللہ عنہ نے پایا تو کہا: میں نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے سنا:

((مَنِ اغْبَرَّتْ قَدَمَاهُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ.)) ❷

''جس کے قدم اللہ کے راستے میں خاک آلود ہوئے اللہ تعالیٰ نے اسے آگ پر حرام کر دیا ہے۔''

اللہ کے راستہ سے اس کی تمام فرمانبرداریاں مراد ہیں۔ حدیث اللہ کے راستے میں تھوڑا سا چلنے کی عظمت پر دلالت کر رہی ہے کیونکہ جس کے قدم کو فی سبیل اللہ چلتے ہوئے غبار نے مس کر لیا تو اس پر جہنم کی آگ حرام ہے

❶ أخرجه البخاري في كتاب الجهاد، باب: من يجرح في سبيل الله عزوجل، رقم: ٢٨٠٣.

❷ أخرجه البخاري في كتاب الجمعة، باب: المشي إلى الجمعة، رقم: ٩٠٧.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور وہ آگ میں داخل نہ ہوگا تو جو انسان اپنی ساری محنت اور کوشش خرچ کرتا ہے اس کا کیا مقام ہوگا؟

(۴)..... ہاتھوں کی محنت والی کمائی:

رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا أَكَلَ أَحَدٌ مِنْكُمْ طَعَامًا أَحَبَّ إِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مِنْ عَمَلِ يَدَيْهِ .)) ❶

''تم میں سے کسی نے بھی ایسا کھانا نہیں کھایا جو رب تعالیٰ کو اس کی ہاتھوں کی کمائی سے زیادہ محبوب ہو۔''

شرح.....: اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ کھانا وہ پسند ہے جسے انسان اپنے ہاتھوں سے کما کر کھاتا ہے۔

اسلام نے کام پر رغبت دلائی اور لوگوں سے مانگنا منع کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَأَنْ يَأْخُذَ أَحَدَكُمْ حَبْلَهُ فَيَأْتِيَ بِحُزْمَةِ الْحَطَبِ عَلَى ظَهْرِهِ فَيَبِيْعَهَا فَيَكُفَّ اللّٰهُ بِهَا وَجْهَهُ، خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَسْأَلَ النَّاسَ أَعْطَوْهُ أَوْ مَنَعُوْهُ .)) ❷

''اگر کوئی اپنی رسی اٹھائے اور لکڑی کا گٹھا اپنی پیٹھ پر لاد کر لائے، اس کو بیچے اور اللہ اس کے ذریعے اس کی آبرو بچائے رکھے تو یہ اس کے لیے اس سے بہتر ہے کہ لوگوں سے سوال کرے کہ وہ دیں یا نہ دیں۔''

اس حدیث میں مانگنے سے بچنے پر ابھارا گیا ہے، گو انسان طلب معاش میں اپنے آپ کو حقیر سمجھتا رہے اور مشقت اٹھاتا رہے کیونکہ کمائی کی وجہ سے کام کرنے میں کوئی عار نہیں، نیز اس حدیث سے ہاتھ کے کام کی فضیلت بھی ظاہر ہوتی ہے اور کسی سے کام کروانے کی بجائے براہ راست خود کام کرنے کا مقدم ہونا بھی ثابت ہوتا ہے۔

امام المرسلین ﷺ بذات خود محنت کرتے اور اپنے ہاتھوں سے کما کر کھاتے تھے یہاں تک کہ مکہ والوں کی بکریاں بھی چراتے تھے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

قَالَ ﷺ: ((مَا بَعَثَ اللّٰهُ نَبِيًّا إِلَّا رَعَى الْغَنَمَ)) فَقَالَ أَصْحَابُهُ: وَأَنْتَ؟ فَقَالَ: ((نَعَمْ، كُنْتُ أَرْعَاهَا عَلَى قَرَارِيْطَ لِأَهْلِ مَكَّةَ .)) ❸

'' اللہ تعالیٰ نے کوئی پیغمبر ایسا نہیں بھیجا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔ صحابہ نے عرض کیا اور آپ ﷺ نے بھی چرائیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں میں چند قیراط اجرت پر مکہ والوں کی

---

❶ مسند أحمد، رقم: ١٧١١٥، وقال حمزة أحمد الزين: إسناده صحيح.

❷ أخرجه البخاري في كتاب الزكوٰة، باب: الاستعفاف عن المسألة، رقم: ١٤٧١.

❸ أخرجه البخاري في كتاب الإجارة، باب: رعي الغنم على قراريط، رقم: ٢٢٦٢.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بکریاں چراتا تھا۔''

سب انبیاء و رسل ہی کام کرتے اور اپنے ہاتھوں سے کماتے تھے چنانچہ داؤد علیہ السلام کاریگر تھے اور اپنے ہاتھ کی کمائی کماتے تھے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَا أَكَلَ أَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ خَيْرًا مِنْ أَنْ يَأْكُلَ مِنْ عَمَلِ يَدِهِ، وَإِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ دَاوُدَ عليه السلام كَانَ يَأْكُلُ مِنْ عَمَلِ يَدِهِ.)) [1]

''کسی آدمی کے لیے اس سے بہتر کوئی کھانا نہیں ہے کہ اپنے ہاتھ سے محنت کر کے کھائے اور اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ سے کما کر کھاتے تھے۔''

حدیث میں صرف حضرت داؤد علیہ السلام کے ذکر میں حکمت یہ ہے کہ کام کرنا ان کی مجبوری نہیں تھا کیونکہ اللہ رب تعالیٰ کے فرمان کے مطابق وہ زمین میں خلیفہ و حکمران تھے لیکن انہوں نے افضل طریقے سے کما کر کھانے کو پسند کیا، اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ کی محنت سے کمائے گئے مال کو بہترین ثابت کرنے کے لیے بطور دلیل حضرت داؤد علیہ السلام کا قصہ پیش کیا۔

حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ کمانا، توکل کے منافی نہیں۔ داؤد علیہ السلام کا ہاتھ سے محنت کرنے سے مراد زرہ بکتر بنانا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے لوہے کو نرم کر دیا تھا چنانچہ وہ زرہ بنا بنا کر فروخت کرتے اور بڑے بادشاہ اور حکمران ہونے کے باوجود صرف اور صرف اسی چیز کی کمائی کھاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَشَدَدْنَا مُلْكَهُ وَآتَيْنَاهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ ۝ ﴾ [ص: ۲۰]

''اور ہم نے اس کی (داؤد علیہ السلام کی) سلطنت کو مضبوط کر دیا تھا اور اسے حکمت اور فصل الخطاب (فیصلہ کن خطابات) عطا کی۔''

اس کے باوجود وہ محتاط رہتے اور صرف اپنے ہاتھ کی محنت سے کمائی ہوئی روزی تناول فرماتے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَعَلَّمْنَاهُ صَنْعَةَ لَبُوسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْ بَأْسِكُمْ فَهَلْ أَنْتُمْ شَاكِرُونَ ۝ ﴾ [الانبیاء: ۸۰]

''اور ہم نے اسے (داؤد علیہ السلام کو) تمہارے لیے لباس بنانے کی کاریگری سکھائی۔ جو تمہاری جنگوں میں حفاظت کا موجب ہے تو کیا تم شکر بھی ادا کرنے والے بنو گے۔''

امام قرطبی رحمہ اللہ اس آیت کے تحت رقمطراز ہیں کہ کام سیکھنے اور اسباب پکڑنے میں یہ آیت بنیادی حیثیت

[1] أخرجه البخاري في كتاب البيوع، باب: كسب الرجل وعمله بيده، رقم: ۲۰۷۲.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی حامل ہے اور عقل مندوں کی یہی رائے ہے، یہ جاہل اور غبی قسم کے انسانوں کا قول نہیں جو یہ کہتے ہیں کہ کام سیکھنا صرف کمزوروں کے ذمہ ہے۔

اس کا سبب اللہ کی مخلوق میں اللہ کی سنت ہے، چنانچہ جس نے اس میں (محنت مزدوری میں) طعن کیا تو وہ کتاب اللہ اور سنت میں نقص نکالتا ہے اور جن نبیوں کا ہم نے تذکرہ کیا ہے ان کی نسبت کمزوری اور جنون کی طرف کرتا ہے۔ کاریگری کے ذریعہ انسان اپنے آپ کو لوگوں سے روک لیتا ہے اور اپنے نفس سے ضرر اور تنگی دور کرتا ہے۔

ابن حجر رحمہ اللہ کے بقول اس کی ایک شرط یہ ہے کہ انسان یہ اعتقاد نہ رکھتا ہو کہ رزق کمانے سے حاصل ہوتا ہے بلکہ یہ نظریہ ہو کہ اس واسطہ سے رزق اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتا ہے۔

ہاتھ سے محنت کرنے کی فضیلت میں باطل اور لہو ولعب کے مقابلہ میں مباح امور میں مشغول رہنا اپنے آپ کو اس کے ساتھ مصروف رکھنا اور غیر سے مانگنے کی ذلت سے بچنا شامل ہے۔

اس سے بلند مرتبہ والی ہاتھ کی کمائی وہ ہے جو جہاد کے ذریعہ کفار سے حاصل کی جائے اور آنحضرت ﷺ اور آپ کے صحابہ کا یہی ذریعہ تھی یہ اشرف ترین کمائی ہے کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کا کلمہ بلند اور دوسرے دشمنوں کا کلمہ پست ہوتا ہے نیز اس میں اخروی نفع بھی ہوتا ہے۔

یہاں پر ایک اور بھی حلال اور پاکیزہ کمائی ہے لیکن اس کا تعلق براہ راست ہاتھوں کی محنت سے نہیں۔ مراد اس سے اولاد کی کمائی ہے اسے بھی انسان کی ذاتی کمائی ہی شمار کیا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((عَنْ عَمَّةِ عَمَارَةِ بْنِ عُمَيْرٍ أَنَّهَا سَأَلَتْ عَائِشَةَ: فِي حِجْرِي يَتِيمٌ أَفَآكُلُ مِنْ مَالِهِ فَقَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ مِنْ أَطْيَبِ مَا أَكَلَ الرَّجُلُ مِنْ كَسْبِهِ، وَوَلَدُهُ مِنْ كَسْبِهِ.)) [1]

''عمارہ بن عمیر کی پھوپھی بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے اُم المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مسئلہ پوچھا: میری زیر پرورش ایک یتیم ہے۔ کیا میں اُس کے مال سے کھا سکتی ہوں؟ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: بے شک زیادہ پاکیزہ رزق وہ ہے جو انسان اپنی کمائی سے کھاتا ہے اور اس کی اولاد اس کی کمائی سے ہے۔''

کیونکہ اولاد اس کی شادی کی وجہ سے حاصل ہوئی، لہٰذا باپ کے لیے ان کی کمائی کھانا جائز ہے۔

ابوعیسیٰ رحمہ اللہ کا قول ہے کہ بعض صحابہ اور دیگر کئی اہل علم کا عمل اسی بات پر ہے کہ والد کا ہاتھ اولاد کے مال

[1] صحيح سنن أبي داؤد، رقم: ٣٠١٣.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں کشادہ ہے چنانچہ جو چاہے لے سکتا ہے۔

بعض اہل علم کا قول ہے کہ صرف ضرورت کے وقت ہی لے سکتا ہے ویسے نہیں۔

آنحضرت ﷺ نے اس چیز کی وضاحت کی ہے کہ اولاد انسان کی بہترین کمائی میں سے ہے اور اس کا مال کھانا باپ کے لیے جائز و درست ہے چنانچہ فرمایا:

((وَلَدُ الرَّجُلِ مِنْ كَسْبِهِ ، مِنْ أَطْيَبِ كَسْبِهِ ، فَكُلُوْا مِنْ أَمْوَالِهِمْ .)) ❶

''آدمی کی اولاد اس کی کمائی سے ہے، (بلکہ) اس کی بہترین کمائی سے ہے، لہٰذا ان کے اموال سے کھاؤ۔''

اسی لیے جب رسول اکرم ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا تو اس نے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میرا مال بھی ہے اور اولاد بھی اور میرا باپ میرے مال کا محتاج ہے (یعنی میں کیا کروں؟) آنحضرت ﷺ نے جواب دیا:

((أَنْتَ وَمَالُكَ لِوَالِدِكَ؛ إِنَّ أَوْلَادَكُمْ مِنْ أَطْيَبِ كَسْبِكُمْ ، فَكُلُوْا مِنْ كَسْبِ أَوْلَادِكُمْ .)) ❷

''تو اور تیرا مال تیرے والد کے لیے ہے بے شک تمہاری اولاد تمہاری بہترین کمائی سے ہے چنانچہ اپنی اولاد کی کمائی سے کھاؤ۔''

ایک روایت میں ہے کہ اس آدمی نے آنحضرت ﷺ کو شکایت لگائی تھی کہ میرا باپ میرا مال ختم کر رہا ہے تو آپ ﷺ نے اس کا عذر قبول نہیں کیا اور نہ ہی والد پر خرچ روکنے کی رخصت دی بلکہ فرمایا: تو اور تیرا مال تیرے والد کا ہے۔ یعنی جب وہ تیرے مال کا محتاج ہوگا تو ضرورت کے مطابق تجھ سے مال لے سکتا ہے جیسے وہ اپنے مال سے لیتا تھا اور جب تیرے پاس مال نہیں تھا لیکن اب تیرے پاس کمائی کا ذریعہ ہے تو تجھ پر کما کر باپ پر خرچ کرنا لازم ہے۔

(۵).....مل بیٹھ کر اکٹھے کھانا:

صحیح الجامع کی روایت میں رسول اکرم ﷺ کا فرمان درج ہے کہ:

((أَحَبُّ الطَّعَامِ إِلَى اللّٰهِ مَا كَثُرَتْ عَلَيْهِ الْأَيْدِيْ .)) ❸

---

❶ صحيح سنن أبي داود، رقم: ٣٠١٤.

❷ صحيح سنن أبي داؤد، رقم: ٣٠١٥.

❸ صحيح الجامع الصغير، رقم: ١٧١.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے پیارا کھانا وہ ہے جس پر ہاتھوں کی کثرت ہو۔''

شرح.....: وہ کھانا مراد ہے جس پر گھر والے یا دوست احباب اکٹھے ہوں اور ہر ایک اپنا الگ الگ کھانا نہ کھاتا ہو۔

قَالَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! إِنَّا نَأْكُلُ وَلَا نَشْبَعُ؟ قَالَ: ((فَلَعَلَّكُمْ تَفْتَرِقُوْنَ؟)) قَالُوْا: نَعَمْ! قَالَ: ((فَاجْتَمِعُوْا عَلٰى طَعَامِكُمْ، وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ، يُبَارَكْ لَكُمْ فِيْهِ.)) ❶

''صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ ہم کھاتے ہیں مگر سیر نہیں ہوتے؟ تو فرمایا: شاید تم الگ الگ ہو کر کھاتے ہو؟ صحابہ نے جواب دیا: ہاں جی! فرمایا: اپنے کھانے پر اکٹھے ہو جاؤ اور اس پر اللہ کا نام لو، اس میں تمہارے لیے برکت ڈالی جائے گی۔''

کیونکہ نفوس کا اجتماع اور جماعت کا بڑھ جانا، ایسے اسباب ہیں جنہیں رب تعالیٰ نے رحمت کے فیض اور نعمت کی بارش کے نزول کا تقاضا کرنے کے لیے مقرر کیا ہے اور یہ یقین رکھنے والوں کے ہاں محسوس چیز کی طرح ہے لیکن بندہ کے لیے اپنی جہالت کے ساتھ ایسا ہو جاتا ہے کہ اس کے اعتبار سے حاضر غائب پر اور حس عقل پر غالب آ جاتی ہے۔ کھانے پر اجتماع اور اس پر اللہ تعالیٰ کا نام لینے کی وجہ سے برکت نازل ہوتی ہے حتیٰ کہ ایک کا کھانا دو کو اور دو کا کھانا چار انسانوں کو کفایت کر جاتا ہے اسی طرح دیگر مثالیں ہیں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

((طَعَامُ الرَّجُلِ يَكْفِي الرَّجُلَيْنِ وَطَعَامُ رَجُلَيْنِ يَكْفِي أَرْبَعَةً وَطَعَامُ أَرْبَعَةٍ يَكْفِي ثَمَانِيَةً.)) ❷

''ایک آدمی کا کھانا دو کو کافی ہے اور دو کھانا چار کو اور چار کا کھانا آٹھ کو کفایت کرتا ہے۔''

اس سے مراد اخلاقی قدروں اور بقدر ضرورت پر قناعت کرنے پر ابھارنا ہے، کفایت کی مقدار میں حصر مراد نہیں بلکہ مراد عزت کرنا ہے، اس لیے حاضرین کے مطابق دو کو چاہیے کہ تیسرے کو شریک طعام یا چوتھے کو بھی شامل کر لیں۔

کفایت اجتماع کی برکت سے پیدا ہوتی ہے اور جیسے جیسے تعداد بڑھتی جائے گی ویسے ویسے برکت بھی زیادہ

---

❶ صحيح سنن أبي داؤد، رقم: ٣١٩٩.

❷ أخرجه مسلم في كتاب الأشربة، باب: فضيلة المواساة في الطعام القليل، رقم: ٥٣٧١.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتی جائے گی اور جب اجتماعیت حاصل ہوتی ہے تو برکت بھی شامل حال ہوتی ہے جو تمام حاضرین کو گھیر لیتی ہے۔ کسی میزبان کے لیے درست نہیں کہ اپنے پاس موجود چیز کو حقیر سمجھتے ہوئے مہمانوں کے آگے کرنے سے رک جائے کیونکہ قلیل چیز کے ذریعہ بھی بسا اوقات قناعت حاصل ہو جاتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ حقیقی طور پر پیٹ تو نہیں بھرتا لیکن جان بچانا اور ڈھانچے کا قائم رکھنا حاصل ہو جاتا ہے۔ [1]

(۶).....اللہ کے ہاں ایک اور پسندیدہ چیز: مسواک

رسولِ اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ:

((اَلسِّوَاكُ يُطَيِّبُ الْفَمَ وَيُرْضِيْ الرَّبَّ .)) [2]

''مسواک منہ کو صاف کرتی اور رب کو خوش کرتی ہے۔''

شرح.....: مسواک سے وہ تازہ لکڑی مراد ہے جسے دانتوں اور منہ کی صفائی ستھرائی کے لیے استعمال کیا جاتا ہے جو پیلو یا کسی اور درخت سے لی جاتی ہے لیکن پیلو کی مسواک افضل ہے اس کا برش سخت لمبی اور لچک دار چھال سے بنتا ہے جو چبانے سے جلدی نہیں اترتی۔

دانتوں کو صاف کرتے وقت اس کا برش دانتوں کی شکل بنا لیتا اور درمیانی خلاؤں میں داخل ہو جاتا ہے۔ چھال کا پردہ مسواک کی وہ سطح ہوتی ہے جو برش گندا ہونے سے محفوظ رکھتی ہے۔ اس میں خاص قسم کی خوشبو اور ذائقہ تیز ہوتا ہے کیونکہ اس مسواک میں ایسا مادہ ہوتا ہے جو رائی سے تعلق رکھتا ہے۔ تمام اوقات میں مسواک کا استعمال مستحب ہے لیکن پانچ وقتوں میں زیادہ مستحب ہے (۱) نماز (۲) وضوء (۳) تلاوت قرآن (۴) نیند سے بیدار ہوتے وقت (۵) منہ کا ذائقہ جب بدلا ہوا ہو۔

منہ کا ذائقہ کئی اشیاء سے بدلتا ہے مثلاً کھانا پینا چھوڑنے سے، بدبو دار چیز کھانے سے، لمبی خاموشی اور کثرت کلام سے۔ پیلو کی مسواک مستحب ہے اور ہر اس چیز کو استعمال کرنا بھی مستحب ہے جس سے منہ کا تغیر زائل ہو جائے۔ درمیانی مسواک کرنا مستحب ہے نہ تو زیادہ خشک کہ زخمی کر دے اور نہ ہی زیادہ نرم ہو کہ صفائی نہ کر سکے۔ مسواک کا استعمال شدہ حصہ اتارنا اور نیا لینا بھی مستحب ہے، اگر یہ کام روزانہ ہو تو اس کا درجہ فضیلت مزید بڑھ جاتا ہے۔

دانتوں کو مسواک وغیرہ سے صاف کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ اوپر والے جبڑے کی صفائی کے وقت

---

[1] فتح الباری، ص: ۵۳۵ / ۹۔ فیض القدیر، ص: ۱۷۲ / ۱.

[2] صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۳۶۹۶.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اوپر سے نیچے کی طرف چوڑائی میں مسواک کی جائے اور نچلے جبڑے کے لیے نیچے سے اوپر کی طرف مسواک کو لگاتار حرکت دی جائے۔ اسی طرح دانتوں میں موجود کھانے کے فضلات کی صفائی آسانی سے ہو جاتی ہے۔ لمبائی میں مسواک نہ کرے کیونکہ اس طرح مسوڑھا سے خون آنے کا ڈر ہے، نیز جب صفائی کی حرکت دائیں سے بائیں طرف ہوگی تو مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ دانتوں کی بناوٹ متاثر ہوگی اور اسے نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔

دانتوں کے کناروں اور داڑھوں کی جڑوں اور حلق کی اوپر والی طرف مسواک کو عمدہ اور نرم طریقہ سے پھیرنا بھی مستحب ہے، منہ کی دائیں طرف سے مسواک شروع کرنا مستحب ہے۔

رسول خدا نے بہت زیادہ اسباب کی وجہ سے منہ اور دانتوں کی صفائی اور مسواک کے استعمال پر اصرار کیا ہے اور وہ اسباب ایسے ہیں کہ ان میں بڑوں بڑوں کی ہمیں سمجھ تک نہیں۔ مختلف اوقات و حالات میں آنحضرت ﷺ مسواک کرنے پر بہت زیادہ حریص تھے۔ مثلاً:

(ا)..... وضوء کے وقت.....: فرمایا:

((لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِيْ لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ وُضُوْءٍ .)) [1]

''اگر میں اپنی امت پر مشقت نہ سمجھتا تو انہیں ہر وضوء کے وقت مسواک کا حکم دیتا۔''

(ب)..... نماز کے وقت.....: فرمان ہے:

((لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِيْ لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ مَعَ كُلِّ صَلَاةٍ .)) [2]

''اگر میں اپنی امت پر مشقت نہ سمجھتا تو انہیں ہر نماز کے ساتھ مسواک کا حکم دیتا۔''

ابن دقیق العید کا قول ہے: نماز کی طرف قیام کے وقت مسواک کے استحباب میں یہ راز ہے کہ ہم تقرب الی اللہ کی ہر حالت میں اس بات کے مامور ہیں کہ عبادت کے شرف کے اظہار کے لیے کمال اور صفائی کی حالت میں ہوں۔

(ج)..... تہجد کے وقت.....: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا قَامَ لِلتَّهَجُّدِ مِنَ اللَّيْلِ يَشُوْصُ فَاهُ بِالسِّوَاكِ .)) [3]

''رسول اکرم ﷺ رات کو جب تہجد کے لیے کھڑے ہوتے تو اپنے منہ کو مسواک کے ساتھ صاف کرتے۔''

---

[1] أخرجه البخاري في كتاب الصيام، باب: سواك الرّطب واليابس للصائم، رقم: ١٩٣٤ تعليقًا.

[2] أخرجه البخاري في كتاب الجمعة، باب: السواك يوم الجمعة، رقم: ٨٨٧.

[3] أخرجه البخاري في كتاب التهجد، باب: طول القيام في صلاة الليل، رقم: ١١٣٦.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الشوص :.....بمعنی دھونا صفائی کرنا اور ملنا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ نیچے سے اوپر کی طرف دانتوں پر کسی چیز کو گزارنا، ابن دقیق العید کا قول ہے: اس حدیث سے نیند سے بیداری کے وقت مسواک کرنے کا استحباب ثابت ہوتا ہے۔ نیند منہ کا ذائقہ بدلنے کا تقاضا کرتی ہے کیونکہ اس کی طرف معدہ سے بدبو آ چڑھتی ہے اور مسواک اسے صاف کرنے کا آلہ ہے، چنانچہ اس وقت مسواک کرنا مستحب ہوئی۔ یہ بھی کہا کہ حدیث کے لفظ (من اللیل) کا ظاہر ہر حالت کے لیے عام ہے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اسے نماز کی طرف کھڑے ہونے کے ساتھ ہی خاص کیا ہو۔

(د).....**گھر میں داخل ہوتے وقت**.....: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ بَدَأَ بِالسِّوَاكِ .)) ❶

''رسول اللہ ﷺ جب گھر میں داخل ہوتے تو مسواک سے ابتدا کرتے۔''

اس حدیث میں تمام اوقات میں مسواک کرنے کی فضیلت، شدت اہتمام اور تکرار کا بیان ہے۔

اس کی حکمت کے بارے میں کہا گیا ہے کہ بسا اوقات لوگوں سے باتیں کرتے وقت منہ کی بو میں تبدیلی واقع ہو جاتی ہے۔ چنانچہ جب آدمی گھر میں داخل ہو تو گھر والوں سے حسن معاشرت کا تقاضا ہے کہ اس کا ازالہ کیا جائے۔ گھر میں داخل ہوتے وقت مسواک کرنے کا استحباب مذکورہ حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔

(ھ).....**بیماری کے وقت**.....: سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ:

((دَخَلَ عَبْدُالرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ وَمَعَهُ سِوَاكٌ يَسْتَنُّ بِهِ ، فَنَظَرَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ، فَقُلْتُ لَهُ: أَعْطِنِي هَذَا السِّوَاكَ يَا عَبْدَالرَّحْمَنِ ، فَأَعْطَانِيهِ ، فَقَصَمْتُهُ ثُمَّ مَضَغْتُهُ ، فَأَعْطَيْتُهُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَاسْتَنَّ بِهِ وَهُوَ مُسْتَسْنِدٌ إِلَى صَدْرِي .)) ❷

''عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ (گھر میں) داخل ہوئے اور ان کے پاس مسواک تھی جو وہ کر رہے تھے، رسول اکرم ﷺ نے اس کی طرف دیکھا تو میں نے کہا: اے عبدالرحمٰن! یہ مسواک مجھے دو، انہوں نے مجھے دے دی، میں نے اسے توڑا، پھر اسے چبایا اور رسول اکرم ﷺ کو دے دی۔ چنانچہ آپ ﷺ نے میرے سینہ کے ساتھ ٹیک لگانے کی حالت میں اس مسواک کے ساتھ دندان مبارک کی صفائی کی۔''

---

❶ أخرجه مسلم في كتاب الطهارة، باب: السواك، رقم: ٥٩١.

❷ أخرجه البخاري في كتاب الجمعة، باب: من تسوك بسواك غيره، رقم: ٨٩٠.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ حدیث مسواک کے معاملہ کی تاکید پر دلالت کرتی ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ نے بیمار ہونے کے باوجود اس میں کوتاہی نہیں کی۔

رسول اللہ ﷺ کو مختلف اوقات میں بھی مسواک کرتے دیکھا گیا ہے، چنانچہ حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، کہا: میں نبی علیہ السلام کے پاس آیا تو آپ کو اپنے ہاتھ کے ساتھ مسواک کرتے ہوئے پایا (نیز) آپ (اع اع) کہہ رہے تھے اور مسواک آپ کے منہ میں تھی گویا آپ قے کر رہے ہیں۔ [1]

التھوع بمعنی التقیؤ ہے یعنی آپ کی آواز مبالغہ کے ساتھ قے کرنے والے کی آواز کی طرح تھی۔

اس حدیث سے دانتوں پر لمبائی کی حالت میں مسواک کرنے کی مشروعیت ثابت ہوتی ہے لیکن زیادہ پسندیدہ چوڑائی کی حالت ہے۔ اس میں مسواک کی تاکید ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ اس کا تعلق صرف دانتوں سے نہیں۔ یہ بھی مسئلہ اخذ ہوا کہ مسواک کرنا صفائی و ستھرائی کے باب سے تعلق رکھتا ہے نہ کہ گندگی کو زائل کرنے کے باب سے (جیسے کہ پیشاب و پاخانہ وغیرہ کی صفائی ہے (مترجم) کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو آپ ہرگز اسے لوگوں کے سامنے نہ کرتے بلکہ چھپ کر کرتے۔ نبی علیہ السلام بار بار مسواک کی وصیت کرتے رہے حتی کہ آپ کو ڈر پیدا ہوا کہ آپ نے اپنے صحابہ کو اس بات کی زیادہ تاکید کر دی ہے۔ چنانچہ فرمایا: ((أَكْثَرْتُ عَلَيْكُمْ فِي السِّوَاكِ .)) .....مسواک کے متعلق میں نے تم پر کثرت کر دی ہے (یعنی تم سے مسواک کرنے کی طلب میں مبالغہ کر دیا ہے یا اس میں ترغیب دلاتے ہوئے بار بار باتیں زیادہ سنا دی ہیں)۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

((عَشْرٌ مِنَ الْفِطْرَةِ .)) [2]

''دس چیزیں فطرت سے ہیں ان میں سے مسواک بھی شمار کی۔''

ان سب وصیتوں کا سبب یہ ہے کہ:

((اَلسِّوَاكُ مَطْهَرَةٌ لِلْفَمِ وَمَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ .)) [3]

''مسواک منہ کو صاف کرتی اور رب کو خوش کرتی ہے۔''

---

[1] بخاری، کتاب الوضوء، باب: السواك.

[2] أخرجه مسلم في كتاب الطهارة، باب: خصال الفطرة، رقم: ٦٠٤.

[3] صحيح الجامع الصغير، رقم: ٣٦٩٥.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قدیم علماء کہتے ہیں: مسواک اس منہ کی صفائی کا آلہ ہے جو ذکر و مناجات کا محل اور رب تعالیٰ کو خوش کرنے کی جگہ ہے یا اس کی رضا مندی کا سبب ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ خود بھی جمیل ہے اور خوبصورتی کو پسند کرتا ہے، صاف چیز، جگہ اور صفائی کو پسند کرتا ہے اور مسواک اللہ تعالیٰ کے ساتھ سرگوشیوں کے لیے منہ کو صاف کرتی ہے اور اس کی مہک کو صاف اور ستھرا کرتی ہے..... یہ سنت ہے اور اس کا تعلق دین کے توابع اور تکمیلات سے ہے۔ صفائی ہر اس چیز سے حاصل ہو جاتی ہے جو دانتوں کو جلا بخشے۔ یہ کسی بھی وقت اور کسی بھی حالت میں مکروہ نہیں۔

مسواک کے فوائد حسب ذیل ہیں: منہ کو صاف اور رب کو راضی کرتی ہے، دانتوں کی میل ختم کرتی ہے اور مہک کو درست کرتی ہے، مسوڑوں کو مضبوط اور حلق کو بلغم اور گندگی سے صاف کرتی ہے۔ مسواک رطوبت کو کاٹتی اور اجر کو کئی گنا بڑھا دیتی ہے، کھانے کو ہضم اور سر درد کو دور کرتی ہے، داڑھوں کی تکلیف اور بلغم و زخم کو لے جاتی ہے، معدہ کو صحیح کرتی ہے اور قوت بخشتی ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے مسواک کا بہت زیادہ اہتمام کیا، لہٰذا اسے مدنظر رکھتے ہوئے اس پر کافی ریسرچ کی گئی جس کی بناء پر اس کے کئی فوائد اور خوبیاں نکھر کر سامنے آئیں، اسے ٹوتھ پیسٹ اور ٹوتھ برش پر فوقیت دی گئی۔

فوائد درج ذیل ہیں:

(۱).....اس میں بیماری کے عوامل کا قاتل مواد پایا جاتا ہے۔

(الف).....ڈاکٹر عبدالحمید نے تحقیق کے بعد خلاصہ نکالا کہ مسواک کم از کم پانچ قسم کے جراثیم ختم کرتی ہے جن کی موجودگی منہ میں بیماری پیدا کرتی ہے۔

(ب).....جرمن میں معہد علم الجراثیم کے مدیر ڈاکٹر روڈٹ (Dr. Rodat) کہتے ہیں کہ اسی میں پنسلین کے مشابہ ایک ایسا مادہ پایا جاتا ہے جو جراثیم کی ضد ہے۔

(ج).....جامعۃ الملک سعود (ریاض) کی طرف سے یہ اعلان شائع ہوا۔ مسواک میں مادہ سنجرین ہوتا ہے جو بہت زیادہ تاثیر کا حامل، صفائی کرنے والا اور جراثیم کے خلاف سخت جنگ کرنے والا ہے۔

(۲).....اس میں مادہ سلیس ہوتا ہے جو فضلات کو دور کرتا ہے اور دانتوں کی زردی اور سیاہی ختم کرتا ہے ان کی چمک اور سفیدی میں مدد دیتا ہے۔

(۳).....مسواک ایسے کڑوے اور کھٹے مادہ پر مشتمل ہوتی ہے جو خون کو بہنے سے روکتا ہے، مسوڑوں کے زخموں کو آرام پہنچاتا اور منہ کی صفائی کرتا ہے۔

(۴).....مسواک میں کلورائڈ کی کافی مقدار پائی جاتی ہے جو دانتوں پر پتھریلے مادے اور دیگر رنگوں کی صفائی اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ازالہ میں مدد پہنچاتی ہے۔ یہ بات ذہن میں رہے کہ دانت پر نشانات کا جمنا دانتوں کے زرد ہونے کی بنیاد ہے۔

(۵)..... مسواک کئی قسم کے عطری مواد کی حامل ہوتی ہے، جو دانتوں کی پالش پر غلاف کی شکل اختیار کر لیتا ہے اور انہیں پھٹنے اور درد سے محفوظ رکھتا ہے۔ دانتوں کے پھٹنے کی ابتدا کیڑا لگنے اور سوراخ سے ہوتی ہے۔

(۶)..... مسواک میں خاص قسم کا عطری مادہ ہوتا ہے جو منہ کو صاف ستھرا اور خوشبودار بناتا ہے۔

(۷)..... مسواک میں وٹامن سی کی بھی مناسب مقدار ہوتی ہے جس کا عموماً خون کے بہاؤ کا مقابلہ اور مدافعت کرنے میں کافی ہاتھ ہوتا ہے۔

(۸)..... ایسے نمکیات، گوند اور مہک مسواک میں پائی جاتی ہے کہ جو کام کرنے والے مواد کو پھیلانے میں مدد دیتی ہیں۔

(۹)..... ڈاکٹر کینٹ کابڈل (Dr. Canet Cobidal) کے بقول اس میں ایسا مادہ ہوتا ہے جو دانتوں میں سوراخ کو روکتا ہے۔

(۱۰)..... مسواک بائیس فعال (کام کرنے والے) مادوں کو گھیرے ہوئے ہوتی ہے۔

(۱۱)..... مسواک کی تاثیر جو منہ کی محافظ اور دانتوں کو صاف کرنے والی ہے، دانتوں پر ٹوتھ پیسٹ کرنے کی تاثیر سے زیادہ دیر رہتی ہے۔

اہل مغرب کو منہ اور دانتوں پر مسواک کے نافع اثرات کا دیر سے علم ہوا، لہٰذا اب انہوں نے ٹوتھ پیسٹ میں مسواک کا پاؤڈر ڈالنا شروع کر دیا ہے اور انہوں نے ایسے ٹوتھ پیسٹ بنائے ہیں جن کا نام ہی مسواک کے نام پر رکھا گیا ہے۔ مسواک کے لیے اتنی عزت و تکریم ہی کافی ہے کہ اسے رسول اللہ ﷺ اور ان کے طاہر اہل بیت اور صحابہ کرام و تابعین کے منہ میں داخل ہونے کا شرف حاصل ہے اور آنحضرت ﷺ نے اپنی امت کے لیے اسے مشروع قرار دیا ہے۔ [1]

(مسواک کے ساتھ ساتھ خلال بھی انتہائی ضروری ہوتا ہے۔ باریک لیکن ذرا سخت لچکیلے تنکے کے ذریعے دانتوں کے درمیان میں موجود ٹارٹر نکالنا ضروری ہے۔ مسواک سے یہ مقصد حاصل نہیں ہوتا۔ خلال کرنا بھی سنت سے ثابت ہے۔ (از محمد امین الرحمٰن)

---

[1] شرح مسلم للنووی، ص: ۱۴۲، ۱۴۴ / ۳۔ فتح الباری، ص: ۳۵۶ / ۱۔ ص: ۳۷۷ / ۲۔ فیض القدیر للمناوی، ص: ۱۴۷، ۱۴۸ / ۲۔ شرح سنن النسائی للسیوطی، ص: ۱۹، ۲۰ / ۱۔ فی الصلاۃ صحۃ ووقایۃ لفارس علوت، ص: ۵۳۔۵۵.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل ثانی: اللہ تعالیٰ کی ناپسندیدہ جگہیں

ناپسندیدہ مقامات بازار

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((أَبْغَضُ الْبِلَادِ إِلَى اللّٰهِ أَسْوَاقُهَا .)) ❶

''سب سے برے مقامات اللہ تعالیٰ کے ہاں بازار ہیں۔''

مسلم کی دوسری حدیث میں آپ ﷺ کا فرمان یوں ہے کہ:

((لِيَلِنِي مِنْكُمْ أُولُوا الْأَحْلَامِ وَالنُّهَىٰ ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ..... ثَلَاثًا..... إِيَّاكُمْ وَهَيْشَاتِ الْأَسْوَاقِ .)) ❷

''اپنے آپ کو بازاروں کے ہنگاموں سے بچاؤ۔''

(بازار) یہ دھوکہ، فراڈ، سود، جھوٹ، وعدہ خلافی، جھوٹی قسم، حرام اور ناجائز اشیاء کی خرید و فروخت اور غلط بیوع میں با آسانی شور و غل اور جھگڑوں کی جگہ ہے اور ذکر اللہ سے اعراض، نماز سے لاپروائی، مرد و عورت کے اختلاط و بے پردگی، فسق و فجور اور فتنوں کا مقام ہے۔ چونکہ مساجد رحمت کے نزول کا محل اور رب تعالیٰ کے ہاں بہترین جگہیں ہیں اور بازار مساجد کی ضد ہیں اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے ہاں بری ترین جگہ ہے اور جو چیز اللہ کو ناپسند ہے وہ شیطان کی محبوب چیز ہے، اسی لیے بازار شیطان کی پسندیدہ جگہیں اور اس کا میدان ہیں ان میں اس کا جھنڈا گاڑا جاتا ہے، جس کے ذریعہ وہ ورغلاتا اور بہکاتا ہے اور ہر اس کام کی طرف دعوت دیتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور دین کے اوامر و نواہی کی مخالفت ہو۔

---

❶ أخرجه مسلم في كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب: فضل الجلوس في مصلاه بعد الصبح، رقم: ١٥٢٨.

❷ أخرجه مسلم في كتاب الصلاة، باب: تسوية الصفوف وإقامتها، رقم: ٩٧٤.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھٹا باب:

اللہ تعالیٰ کا محبوب اور ناپسندیدہ بندہ

ہر عمل کا پھل ہوتا ہے اور ہر پھل اپنے درخت کی جنس سے ہوتا ہے چنانچہ جس نے اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ اور محبوب کام کیے تو وہ انسان رب تعالیٰ کا محبوب بن جاتا ہے اور جس کے اعمال ناپسندیدہ ہیں تو وہ اللہ تعالیٰ کا مبغوض بندہ بن جاتا ہے۔

تیرا اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا اصل شان نہیں بلکہ اصل شان یہ ہے کہ رب کائنات تجھ سے پیار کرے، لہٰذا تجھے کامیابی و نجات، نیک بختی، سعادت و بھلائی اور دنیا و آخرت میں قبولیت بھی ملے گی۔ ہائے افسوس! جس انسان کو اللہ تعالیٰ دشمن سمجھے، اس کا ٹھکانہ بہت برا ہے اور وہ دنیا و آخرت میں خسارہ پانے والا اور ناپسندیدہ شخصیت ہے۔

رب کائنات کے محبوب بندے کا ٹھکانہ اور بدلہ معروف ہے۔ چنانچہ اللہ عزوجل جنت کے مختلف درجات میں سے کسی میں داخلہ نصیب فرمائے گا اور اپنے چہرے کے دیدار کے ساتھ اپنی رضا مندی کا مزید اضافہ اسے مہیا کرے گا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے ناپسندیدہ انسان کا آخرت میں ٹھکانہ اور سزا بھی معروف ہے کہ آگ میں ایک گڑھے کا مالک اور اپنے عمل کے مطابق خاص قسم کے عذاب سے دوچار ہوگا۔

لیکن دنیا میں محبوب اور پسندیدہ شخصیت کا کیا ٹھکانہ اور اللہ کی محبت اور اس کے بغض کے ثمرات کیا ہیں؟ اس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

محبوب بندہ

زمین میں مقبولیت:

ارشاد ہوا:

((إِذَا أَحَبَّ اللّٰهُ عَبْدًا وُضِعَ لَهُ الْقُبُوْلُ فِيْ الْأَرْضِ .)) [1]

[1] راجع: تفسير القرآن العظيم لابن كثير، ص: ١٤٧، ٣/١٤٨۔ وفتح الباري للعسقلاني، ص: ٤٦٢/١٠، ٤٦٢/١٣، والجامع للأحكام القرآن للقرطبي، ص: ١٠٧، ١٠٨/١١۔ وفيض القدير للمناوي، ص: ٢٤٧/١.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''جب اللہ کسی بندے سے محبت کرتے ہیں تو اس کے لیے زمین میں قبولیت رکھ دی جاتی ہے۔''

کئی ایسے افراد ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے محبوب اقوال و افعال بجالاتے ہیں اور ان پر ہمیشگی کرتے ہیں حتیٰ کہ رب تعالیٰ ان سے محبت کرنا شروع کر دیتے ہیں چنانچہ جب ایسا انسان اللہ تعالیٰ کا محبوب بن جاتا ہے تو اللہ رب العزت جبریل علیہ السلام کو پکار کر کہتے ہیں: تو بھی اس سے محبت کر، اسی طرح سب آسمان والوں کو اس سے پیار کرنے کی دعوت دی جاتی ہے پھر زمین میں اسے مقبول کر دیا جاتا ہے چنانچہ رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى إِذَا أَحَبَّ عَبْدًا نَادَى جِبْرِيلَ إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَبَّ فُلَانًا فَأَحِبَّهُ، فَيُحِبُّهُ جِبْرِيلُ، ثُمَّ يُنَادِي جِبْرِيلُ فِي السَّمَاءِ: إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَبَّ فُلَانًا فَأَحِبُّوهُ، فَيُحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ، وَيُوضَعُ لَهُ الْقَبُولُ فِي أَهْلِ الْأَرْضِ .)) [1]

''بے شک جب اللہ عزوجل کسی بندے سے پیار کرتے ہیں تو جبریل علیہ السلام کو بلاتے ہیں کہ بے شک اللہ تعالیٰ فلاں کو پسند کرتے ہیں تو بھی اس سے محبت کر۔ چنانچہ جبریل اس سے محبت کرنا شروع کر دیتا ہے پھر جبریل علیہ السلام آسمان میں آواز لگاتا ہے کہ یقیناً رب تعالیٰ فلاں سے محبت کرتے ہیں تو تم بھی اس سے پیار کرو چنانچہ آسمان والے اس سے محبت شروع کر دیتے ہیں اور اہل زمین میں اُسے مقبول کر دیا جاتا ہے۔''

اللہ تعالیٰ کا بندے سے محبت کرنے کے ثمرات میں سے یہ ہے کہ اسے زمین میں قبولیت مل جاتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ لوگوں کے دل اس سے محبت کرتے ہیں، اس کی طرف مائل ہو جاتے ہیں اور اس سے خوش ہوتے ہیں۔ لوگ اس کے متعلق اچھا گمان رکھتے ہیں اور ممکن حد تک اس سے برائی دور کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں..... چنانچہ تو جسے بھی پائے گا وہ اس کی طرف مائل ہونے والا اور کلیتہً اس پر جھکنے والا ہوگا اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتے ہیں تو اس کی جہات روشن ہو جاتی ہیں اور ہدایت کے نور کے ساتھ اس کے میدان چمک اٹھتے ہیں اور اس پر محبت و اقبال کے آثار ظاہر ہو جاتے ہیں اور جمال و جلال کی اس کے لیے نشانی ہو جاتی ہے چنانچہ مخلوق اس کو محبت اور عزت کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔

﴿ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ﴾ [الحدید: ۲۱]

''یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہتے ہیں عطا کرتے ہیں۔''

مذکورہ حدیث سے یہ بھی اخذ ہوتا ہے کہ لوگوں کے دلوں کی محبت اللہ تعالیٰ کی محبت کی نشانی ہے اس کی تائید

[1] أخرجه البخاري في كتاب التوحيد، باب: كلام الرب مع جبريل ونداء الله الملائكة، رقم: ٧٤٨٥.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی مکرم ﷺ کا یہ فرمان کرتا ہے:

((عَنْ أَنَسِ بْنَ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ يَقُولُ: مُرَّ بِجَنَازَةٍ فَأَثْنَوْا عَلَيْهَا خَيْرًا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ وَجَبَتْ ثُمَّ مَرُّوا بِأُخْرَى فَأَثْنَوْا عَلَيْهَا شَرًّا فَقَالَ وَجَبَتْ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ مَا وَجَبَتْ؟ قَالَ هَذَا أَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ خَيْرًا فَوَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَهَذَا أَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ شَرًّا فَوَجَبَتْ لَهُ النَّارُ أَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الْأَرْضِ .)) .....؟؟ [1]

''انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار جنازہ گزرا تو لوگوں نے اس میت کے بارے میں کلمات خیر کہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''واجب ہوگئی۔ پھر وہ ایک اور جنازے کے پاس سے گزرے تو لوگوں نے میت کے بارے میں برے کلمات کہے، آپ ﷺ نے فرمایا واجب ہوگئی۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں یارسول اللہ بتایئے تو کیا واجب ہوگئی؟ آپ نے فرمایا ''یہی کہ جو تم نے جس پر کلمات خیر کہے ہیں اس پر جنت واجب ہوگئی اور جس پر تم نے برے کلمات کہے ہیں اس پر جہنم واجب ہوگئی۔''

((أَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الْأَرْضِ .))

''کہ تم زمین میں اللہ کے گواہ ہو۔''

اس حدیث میں بندوں کو مانوس کیا گیا اور ان پر خوشی داخل کی گئی ہے کیونکہ جب انسان سنتا ہے کہ میرا آقا و مولیٰ مجھ سے محبت کرتا ہے تو اسے اعلیٰ ترین خوشی حاصل ہوتی ہے اور ہر بھلائی یقینی ہو جاتی ہے یہ چیز اس شخص کے موافق ہے جس کی طبع میں مردانگی، جواں نمردی اور اچھی انابت (رجوع) ہو جیسے کہ رب تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَمَا يَتَذَكَّرُ إِلَّا أُولُوا الْأَلْبَابِ ۝ ﴾ [غافر: ١٣]

''اور نہیں نصیحت پکڑتا مگر وہی جو رجوع کرتا ہے۔''

اور جس کے نفس میں اوچھا پن سختی اور شہوت کا غلبہ ہے تو اسے صرف مار اور سختی کے ساتھ ڈانٹ ہی لوٹا سکتی ہے۔

مذکورہ حدیث میں مختلف انواع کے نیک اعمال، فرائض و سنن کو بجا لانے پر ابھارا گیا ہے، نیز نافرمانیوں اور بدعتوں سے بہت زیادہ محتاط رہنا بھی ثابت ہوتا ہے کیونکہ یہ ناراضگی کا باعث ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَٰنُ وُدًّا ۝ ﴾ [مريم: ٩٦]

[1] أخرجه البخاري في كتاب الجنائز، باب: ثناء الناس على الميت، رقم: ١٣٦٧.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''بے شک جو ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے شائستہ اعمال کیے ہیں ان کے لیے رحمان محبت پیدا کرے گا۔''

کیونکہ مومن کو اللہ تعالیٰ نیک لوگوں اور مقرب فرشتوں کے سینوں میں محبوب بنا دیتا ہے اور لوگوں کے دلوں میں اس کے لیے محبت پیدا کر دیتا ہے اور پھر جو بھی مومن اسے ملتا ہے وہی اس کی عزت کرتا اور جس منافق و مشرک کی اس سے ملاقات ہوتی ہے وہی اس کی تعظیم کرتا ہے۔ ہرم بن حیان رحمہ اللہ کا قول ہے کہ جو بھی اللہ تعالیٰ کی طرف اپنا دل متوجہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اہل ایمان کے دل اس کی طرف پھیر دیتا ہے یہاں تک کہ ایمان والوں کی محبت اور شفقت اس کے نصیبے میں لکھ دیتا ہے۔ امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے فرمایا: ایسے مومن جو نیک اعمال کرتے ہیں یعنی ایسے اعمال جو اللہ تعالیٰ کو شریعت محمدیہ کے مطابق ہونے کی وجہ سے خوش کر دیتے ہیں رب تعالیٰ ان کے لیے اپنے نیک بندوں کے دلوں میں محبت گاڑ دیتا ہے۔ یہ معاملہ بالکل ضروری ہے اس سے کوئی مفر نہیں۔

مجاہد کا قول ہے: ﴿ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ﴾ کا مطلب ہے دنیا میں اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں میں اس کی محبت ڈال دے گا۔

سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے کہا: مطلب ہے کہ اللہ خود بھی ان سے محبت کرتے ہیں اور ان کی محبت اپنی مومن مخلوق کے دلوں میں ڈال دیتے ہیں۔ عوفی رحمہ اللہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں۔ دنیا میں مسلمانوں کی طرف سے محبت ملتی ہے اور اسے اچھا رزق اور سچی زبان کا مالک بنا دیا جاتا ہے۔

قتادہ رحمہ اللہ نے مذکورہ آیت کا معنی بیان کیا ہے کہ اہل ایمان کے دلوں میں رب تعالیٰ ان نیک اعمال کرنے والے مومنین کی محبت ڈال دیں گے۔

قتادہ رحمہ اللہ بیان کرتا ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو بھی بندہ برا یا اچھا عمل کرتا ہے تو ضرور بالضرور اللہ تعالیٰ اس کے عمل کی چادر اسے پہنائیں گے۔

حسن بصری رحمہ اللہ کا قول ہے: ایک آدمی نے کہا: میں اللہ تعالیٰ کی ایسی عبادت کروں گا جس کے ذریعہ میں مشہور ہو جاؤں گا چنانچہ نماز کے وقت میں وہ نماز پڑھتا ہی نظر آتا اور سب سے پہلے مسجد میں داخل ہوتا اور سب کے بعد مسجد سے نکلتا لیکن اس کی عظمت و عزت نہ کی گئی۔ مسلسل سات ماہ تک وہ ایسا کرتا رہا اور جن لوگوں کے پاس سے گزرتا تو وہ کہتے: اس ریاکار کی طرف دیکھو۔ اس نے سوچا: میرا تذکرہ تو برائی کے ساتھ ہی ہو رہا ہے، لہٰذا اب میں تمام اعمال خالص اللہ تعالیٰ کے لیے کروں گا، اس نے صرف دل کی نیت ہی بدلی اور اعمال میں بھی اضافہ نہ کیا چنانچہ اس کے بعد جن لوگوں کے پاس سے گزرتا تو کہتے: اب اللہ تعالیٰ فلاں پر رحم کرے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ:

((إِذَا أَحَبَّ اللّٰهُ عَبْدًا نَادٰى جِبْرَئِيْلَ: إِنِّيْ قَدْ أَحْبَبْتُ فُلَانًا فَأَحِبَّهُ، فَيُنَادِيْ فِي السَّمَآءِ، ثُمَّ تُنْزَلُ لَهُ الْمَحَبَّةُ فِيْ أَهْلِ الْأَرْضِ فَذٰلِكَ قَوْلُ اللّٰهِ: ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوْا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا﴾ وَإِذَا أَبْغَضَ اللّٰهُ عَبْدًا نَادَى جِبْرَئِيْلَ: إِنِّيْ قَدْ أَبْغَضْتُ فُلَانًا، فَيُنَادِيْ فِي السَّمَآءِ، ثُمَّ تُنْزَلُ لَهُ الْبَغْضَاءُ فِيْ أَهْلِ الْأَرْضِ.)) [1]

''اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت کرتے ہیں تو جبریل علیہ السلام کو آواز دیتے ہیں کہ میں فلاں شخص سے محبت رکھتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جبریل علیہ السلام آسمان میں اعلان کرتا ہے، پھر اہل زمین میں اس کی محبت اترتی ہے تو اللہ کے فرمان: ''بلاشبہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے جلد ہی اللہ تعالیٰ ان کے لیے محبت پیدا کر دیں گے۔'' کا یہی مفہوم ہے۔''

جب دنیا میں کوئی انسان محبوب بن جاتا ہے تو وہ آخرت میں بھی ایسا ہی ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ صرف مومن متقی آدمی سے ہی محبت کرتا ہے اور راضی بھی صرف خالص اور پاک طینت آدمیوں سے ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے احسان اور کرم کے ذریعہ ہمیں بھی انہی میں شامل کرے۔ (آمین)

دنیا پرستی سے حفاظت:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا أَحَبَّ اللّٰهُ عَبْدًا حَمَاهُ الدُّنْيَا كَمَا يَظَلُّ أَحَدُكُمْ يَحْمِيْ سَقِيْمَهُ الْمَاءَ.)) [2]

''اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اس کو دنیوی مال و مناصب سے روکے رکھتا ہے جیسا کہ تم میں سے کوئی شخص بیمار کو پانی سے روکتا ہے۔''

صحیح الجامع کی حدیث میں ارشاد ہے:

وَقَالَ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَيَحْمِيْ عَبْدَهُ الْمُؤْمِنَ مِنَ الدُّنْيَا وَهُوَ يُحِبُّهُ، كَمَا تُحِبُّوْنَ مَرِيْضَكُمُ الطَّعَامَ وَالشَّرَابَ تَخَافُوْنَ عَلَيْهِ.)) [3]

---

[1] صحيح سنن الترمذي، رقم: ٢٥٢٨.
[2] صحيح سنن الترمذي، رقم: ١٦٥٩.
[3] صحيح الجامع الصغير، رقم: ١٨١٤.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو دنیا سے روکتا ہے حالانکہ وہ اس دنیا کو پسند کر رہا ہوتا ہے جیسے تم اپنے مریض کو (بیماری کے اضافہ) کے ڈر سے کھانے اور پینے سے روکتے ہو۔''

حکیم و ڈاکٹر بعض بیماریوں میں پانی پینے پر پابندی لگا دیتے ہیں۔ اللہ عزوجل جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو دنیا کے مال و مناصب و عہدے سے اسے بچاتا ہے اور بندے اور دنیا کے درمیان حائل ہو جاتا اور اس کا حصول بندے کے لیے مشکل بنا دیتا اور دنیا سے دور کر دیتا ہے چنانچہ وہ بندے اور دنیوی نعمتوں و شہوتوں کے درمیان حائل ہوتا ہے اور اس کی رونق میں کھو جانے اور ملوث ہونے سے بچاتا ہے تاکہ اس کا دل دنیا کی محبت و الفت میں کہیں بیمار نہ ہو جائے اور آخرت کو برا نہ سمجھنا شروع کر دے۔ اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے پانی جب مریض کے لیے نقصان دہ ہو تو اسے پانی پینے سے روک دیا جاتا ہے..... چنانچہ اللہ جل اسمہ اپنے محبوب کو دنیا سے دور رکھتا ہے یہاں تک کہ وہ اس کے اور اس کی بندگی سے میلا نہیں ہوتا اور نہ ہی یہ اس کے گلے کا پھندا بنتی ہے۔

ایسا کیوں نہ ہو، حالانکہ دنیا بڑے بڑوں کے لیے تکلیف دہ، عارفوں کو مشغول و غافل کر دینے والی، دین کے چاہنے والوں کے آگے حائل ہونے والی اور عام مومنین کے لیے نقصان دہ ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کا مددگار ہے، گو وہ دنیا کی آرزو رکھتے بھی ہوں لیکن اللہ اس سے بچانے والے اور حفاظت فرمانے والے ہیں۔

اسی طرح ڈاکٹر جب دیکھتے ہیں کہ فلاں فلاں کھانا مریض کے لیے نقصان دہ اور اس کی بیماری بڑھا سکتے ہیں تو ان اشیاء کے کھانے پر پابندی عائد کر دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندے کو دنیا سے ایسے دور رکھتا ہے جیسے مریض کے گھر والے اسے نقصان دینے اور اس کی بیماری بڑھانے والے کھانے سے دور رکھتے ہیں۔

بلاشبہ رب تعالیٰ اپنے بندے کی حفاظت عمدہ، اچھے انجام، آسان اور قابل قدر امور کے لیے کرتا ہے۔ بیمار پر پانی پینے کی پابندی لگانے اور اسے ناپسندیدہ دوا کے کھانے کا حکم دینے والے عقل مند پیار کرنے والے طبیب کے متعلق آپ کیا کہتے ہیں؟ کیا اس ڈاکٹر نے مریض کو تکلیف دینے کا سوچا اور قصد کیا ہے؟ نہیں، بلکہ یہ احسان اور خیر خواہی ہے کیونکہ ڈاکٹر، مریض کی خواہش کے مطابق کھانے اور پینے والی اشیاء کے استعمال کے نتیجہ میں بیماری بڑھنے کا علم رکھتا ہے اور بسا اوقات تو اسے مریض کی ہلاکت و موت کا علم بھی ہو جاتا ہے۔

تشبیہ کی غرض اللہ تعالیٰ کی کمال حفاظت، محبت و شفقت کا بیان کرنا ہے۔ [1]

آزمائش:

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

[1] فیض القدیر للمناوی، ص: ٢٤٦ / ١۔ ص: ٢٦٠، ٢٦١ / ٢۔ تحفة الاحوذی، ص: ١٥٩ / ٦.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((إِنَّ اللّٰهَ إِذَا أَحَبَّ قَوْمًا إِبْتَلَاهُمْ، فَمَنْ صَبَرَ فَلَهُ الصَّبْرُ، وَمَنْ جَزِعَ فَلَهُ الْجَزَعُ.)) ❶

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ جب کسی قوم سے محبت کرتا ہے تو ان کو آزمائش سے دوچار کرتا ہے۔ چنانچہ جس نے صبر کیا اس کے لیے صبر ہے اور جس نے بے صبری کا مظاہرہ کیا اس کے لیے بے صبری ہے۔''

شرح.....: جب اللہ تعالیٰ کسی قوم سے پیار کرتے ہیں تو انہیں مختلف اقسام کی آزمائش پہنچا کر آزماتے ہیں، یہاں تک کہ گناہوں سے پاک وصاف کر دیتے ہیں اور دنیا کی مشغولیت سے ان کے دلوں کو خالی کر دیتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ ان پر غیرت کرتے ہیں کہ ایسی چیز میں غلطاں ہوں جو آخرت میں ان کے لیے نقصان دہ ہے، نیز اللہ تعالیٰ ہر قسم کی آزمائش سے انہیں دوچار کرتے ہیں، خواہ معیشت کی تنگی سے تعلق ہو یا دنیا کی کدورت اور دنیا والوں کو مسلط کرنے سے اس کا تعلق ہو۔ وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مشکلات میں ان کا صبر اور اس آزمائش کے ساتھ ان کا صدق دیکھنا اور مشاہدہ کرنا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجَاهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَالصَّابِرِيْنَ وَنَبْلُوَا أَخْبَارَكُمْ ۝ ﴾ [محمد: ۳۱]

''یقیناً ہم تمہارا امتحان کر کے تم میں سے جہاد کرنے والوں اور صبر کرنے والوں کو صاف معلوم کر لیں گے اور ہم تمہاری حالتوں کی بھی جانچ کریں گے۔''

معاملات میں نرمی و آسانی:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ إِذَا أَحَبَّ أَهْلَ بَيْتٍ أَدْخَلَ عَلَيْهِمُ الرِّفْقَ.)) ❷

''بے شک اللہ تعالیٰ جب کسی گھر والوں سے محبت کرتا ہے تو ان کے معاملات میں نرمی داخل کر دیتے ہیں۔''

شرح.....: جب اللہ تعالیٰ کسی گھر والوں کو پسند کرتے ہیں تو ان کو نرمی عطا کرتے ہیں کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ خود شفقت اور لطف و کرم والے ہیں۔ ہر معاملہ میں نرمی کو پسند کرتے ہیں اور نرمی کی بناء پر جو اشیاء و انعامات مہیا کرتے ہیں سختی سے اور دیگر وجوہ سے عطا نہیں کرتے۔

ہر بھلائی کا سبب نرمی ہے، چنانچہ جو نرمی سے محروم کیا گیا وہ درحقیقت بھلائی سے محروم ہے۔

---

❶ صحيح الجامع الصغير، رقم: ١٧٠٦.

❷ صحيح الجامع الصغير، رقم: ١٧٠٤.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان گھر والوں پر اللہ تعالیٰ نرمی اس لیے داخل کرتے ہیں تا کہ اس وجہ سے ایسا بدلہ وثواب دے جو کسی اور وجہ سے نہیں دیتا تا کہ اللہ تعالیٰ ان کو دنیا میں وہ مقام اور مرتبہ دے کہ لوگ ان کی اچھی تعریف کریں اور وہ اپنی مطلوبہ خواہشات کو حاصل کر سکیں اور ان کے مقاصد آسان ہوں اور آخرت میں مکمل اور کامل ثواب دے سکے، جو کہ سختی اور دوسری وجہ سے نہیں دیتا۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ الرِّفْقَ لَا يَكُوْنُ فِيْ شَيْءٍ إِلَّا زَانَهُ، وَلَا يُنْزَعُ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا شَانَهُ.)) ❶

''بلاشبہ نرمی جس چیز میں بھی ہوگی تو اسے خوبصورت بنا دے گی اور جس چیز سے بھی نکال لی جائے تو اسے عیب دار کر دے گی۔''

ناپسندیدہ بندہ

دنیا میں ناپسندیدگی اتار دی جاتی ہے:

بعض ایسے انسان ہیں جو حرام اقوال و افعال کا ارتکاب کرتے ہیں اور ان پر ہمیشگی کرتے ہیں حتیٰ کہ رب تعالیٰ انہیں ناپسند کرنا شروع کر دیتا ہے چنانچہ جب اللہ تعالیٰ اسے دشمن سمجھتا ہے تو جبریل کو بلاتا ہے کہ وہ بھی اسے ناپسند سمجھے اور اسی طرح آسمان والے بھی اسے مبغوض جانیں..... پھر اس کے لیے ناپسندیدگی زمین پر اتاری جاتی ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ ..... إِذَا أَبْغَضَ عَبْدًا دَعَا جِبْرِيْلَ فَيَقُوْلُ: إِنِّيْ أُبْغِضُ فُلَانًا فَأَبْغِضْهُ، فَيُبْغِضُهُ جِبْرِيْلُ، ثُمَّ يُنَادِيْ فِيْ أَهْلِ السَّمَاءِ إِنَّ اللّٰهَ يُبْغِضُ فُلَانًا فَأَبْغِضُوْهُ فَيُبْغِضُوْنَهُ، ثُمَّ تُوْضَعُ لَهُ الْبَغْضَاءُ فِيْ الْأَرْضِ.)) ❷

''بے شک اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے دشمنی رکھتے ہیں تو جبریل علیہ السلام کو بلاتے ہیں اور فرماتے ہیں میں فلاں کا دشمن ہوں تو بھی اس کو دشمن سمجھ (فرمایا) جبریل علیہ السلام بھی اس کا دشمن ہو جاتا ہے۔ پھر وہ آسمان والوں میں اعلان کر دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں کو دشمن سمجھتے ہیں، لہٰذا تم بھی اس سے دشمنی رکھو (فرمایا:) وہ بھی اسے دشمن بنا لیتے ہیں پھر زمین میں اس کے لیے دشمنی اتاری جاتی ہے۔''

اللہ تعالیٰ کے دشمنی رکھنے کے نتائج میں بندے کی بدبختی اور سزا ہے کہ زمین میں اس کے لیے انتشار ہوتا ہے

---

❶ أخرجه مسلم في كتاب البر والصلة والآداب، باب: فضل الرفق، رقم: ٦٦٠٢.

❷ أخرجه مسلم في كتاب البر، باب: إذا أحب الله عبدًا وضع له القبول في الأرض، رقم: ٦٧٠٥.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی لوگوں کے دل اس سے بغض رکھتے ہیں اور اس کی طرف مائل نہ ہونے اور راضی نہ ہونے کی وجہ سے، اس کے متعلق برائی کا اعتقاد رکھتے ہیں۔ چنانچہ کسی کو بھی آپ اس کی طرف مائل ہونے والا نہ پائیں گے اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو دشمن سمجھتے ہیں تو اس کی جہات اندھیرے میں چلی جاتی ہیں اور گمراہی کے اندھیروں کی وجہ سے اس کے اصل میدان گم ہو جاتے ہیں اور اعراض کے آثار اس پر ظاہر ہو جاتے ہیں اور وہ اس کے لیے قباحت اور حقارت کی نشانی بن جاتی ہے۔ چنانچہ جب لوگ اسے بغض اور حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں تو آپ اسے بدکلام اور بدخلق پائیں گے۔ وہ لوگوں اور رب تعالیٰ سے حیاء نہ کرتا ہوگا، اس کی حیا چھینی جا چکی ہوگی اور جب اس سے حیا چھن جائے گی تو آپ اسے پائیں گے کہ وہ لوگوں سے ناراض ہوگا اور لوگ اس سے ناراض ہوں گے اور لوگوں کے درمیان قابل نفرت اور ناپسندیدہ ہوگا۔ چنانچہ جب آپ اسے اس حالت میں پائیں گے تو امانت اس سے چھینی جا چکی ہوگی اور خیانت اس میں داخل کر دی گئی ہوگی۔ جب امانت کے چھینے جانے کی حالت میں آپ اس سے ملیں گے تو جن اشیاء میں وہ امین بنایا گیا ہوگا آپ اسے ان میں خیانت کرنے والا اور خائن قرار دیں گے یا لوگوں کے مابین خیانت کی طرف منسوب ہوگا۔ مخلوق پر شفقت اور دل کی نرمی اس سے چھن گئی ہوگی چنانچہ جب شفقت چھن جانے کی حالت میں آپ اس سے ملاقات کریں گے تو اسے مردود، لعنت کیا گیا، نیکوں اور اچھے لوگوں کے درجات و مراتب سے گرا ہوا پائیں گے اور لوگ کثرت سے اس پر لعنت کرتے ہوں گے اسلام کا حلقہ اس سے اتارا جا چکا ہوگا۔ [1]

کسی کا قول ہے کہ میں نے جب بھی کسی چیز میں اللہ کی نافرمانی کی اور اس سے ناراض ہوا تو اس کا نتیجہ اپنی بیوی اور گدھے میں پا لیا یعنی بیوی اس کی اطاعت نہیں کرتی اور گدھا اس کا مطیع نہیں بنتا۔ ناپسندیدہ شخص جو کہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث بننے والے قول و فعل کا ارتکاب کرتا ہے اس کے باقی امور بھی مذکورہ نتیجہ کی طرح ہیں۔

چونکہ دشمنی محبت کی ضد ہے اس لیے اللہ تعالیٰ کے دشمن بندے کے متعلق ہر اس بات کا عکس سوچا جا سکتا ہے جو رب تعالیٰ کے محبوب بندے کے متعلق کہی گئی ہے۔

---

[1] فیض القدیر، ص: ۲۰۴/۲.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاتمہ

اختتام پر میں صرف رب کائنات کی ہی حمد وثناء کرتا ہوں کہ جس نے اس کتاب کی تالیف اور وجود میں لانے پر میری مدد فرمائی، حالانکہ یہ میرے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا۔ میں اللہ جل شانہٗ کہ جس کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں، وہی زندہ وقائم رہنے والا، اکیلا، بے نیاز ہے، نہ اس کا ماں باپ ہے، اور نہ ہی اولاد اور نہ ہی کوئی اس کا ہم سر ہے، نہایت رحم کرنے والا مہربان ہے، سے سوال کرتا ہوں کہ ہم پر اپنی رحمت کے ساتھ رحم کرے اور ہمیں اپنے محبوب بندوں میں شمار کرے۔ ہمیں اپنے پسندیدہ قول وعمل کی توفیق بخشے، اپنے پیاروں کا ہمیں محبوب بنا دے اور ان کو ہمارا پیارا بنا دے، ہمیں اپنے دشمنوں میں نہ رکھے اور ہمیں اپنے ناپسندیدہ قول وعمل سے بچنے کی توفیق دے یہاں تک کہ وہ ہم سے راضی ہو جائے اور جو اشیاء اس کو ناپسند ہیں انہیں ہمارے ہاں بھی ناپسندیدہ بنا دے۔ (آمین)

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلَى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ أَجْمَعِيْن
وَبَارِكْ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا

عدنان الطرشہ
ص . ب ٣٣٦٢ الرياض ١١٤٧١
المملكة العربية السعوديه
at@adnantarsha.com
www.adnantarsha.com

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

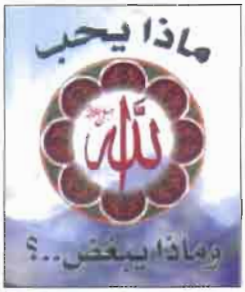

باللغة الأوردية

إن حب الله عزوجل أعظم آمال المؤمن، وهو الغاية التي يسعى لتحقيقها، ويسعد بنيلها. وليست هناك منزلة أعلى من حب الله جل وعلا للمؤمن؛ لأنه مفتاح كل خير، وطريق لسعادة الدارين.

وحتى يصل المؤمن الى هذه المنزلة الرفيعة وينال حب الله عزوجل، عليه أن يعرف معرفة جيدة، ماذايحب الله جل جلاله ليسارع الى فعله، وماذا يبغض ليحذر الوقوع فيه، وطريق الوصول الى هذه المعرفة التامة هو :هذاالكتاب الذى جمع فيه مؤلفه قدر وسع من بطون الكتب وأمهات المراجع كل ما يحبه الله عزوجل وما يبغضه،بطريقة لم يسبق اليها أحد ولذا جاء الكتاب فريدًا فى بابه ومرجعًا مهمًا لروّاد البحث والمعرفة،و ليست العبرة بأن تحب الله عزوجل...ولكن العبرة أن يحبك الله جل جلاله.

وإن دارالكتاب والسنة يسرها نشر هذا الكتاب الذى تأمل أن يعم نفعه لجميع المسلمين.

والله ولي التوفيق

دار الكتاب والسنة للنشر الدولي
للتحقيق والتأليف والترجمة والنشر والطباعة

يطلب من

دار الفرقان، الرياض
هاتف: ٠١-٤٣٥٨٦٤٦

مكتبه بيت السلام، الرياض
هاتف: ٠١-٤٤٦٠١٢٩

دارالعلوم الندية، جده
هاتف: ٠٢-٦٣٣٦٦٤٠